

حکیم ملت محدث ہزاروی کے حالات زندگی و افکار کی معلومات کا بیش بہا خزانہ

تذکرہ حکیم ملت

(محدث ہزاروی)

از رشحات قلم

میاں طاہر شاہ قادری

ایم اے اسلامیات، مولوی فاضل نشی فاضل تنظیم المدارس

رکن پاکستان سنی رائٹرز گلڈ پاکستان

مکتبہ غوثیہ مدین سوات

ملنے کا پتہ

(5024)

حکیم ملت محدث ہزاروی کے حالات زندگی و افکار کی معلومات کا بیش بہا خزانہ

تذکرہ حکیم ملت

(محدث ہزاروی)

از رشحاتِ قلم

میاں طاہر شاہ قادری

ایم اے اسلامیات، مولوی فاضل منشی فاضل تنظیم المدارس

رکن پاکستان سنی رائٹرز گلڈ پاکستان

ملنے کا پتہ

مکتبہ غوثیہ مدین سوات

ہدیہ 200 روپے

81168

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں۔

تذکرہ حکیم ملت محدث ہزاروی	نام کتاب
میاں طاہر شاہ قادری	مؤلف
۶۴۰	صفحات
ایڈوانسڈ کمپیوٹر سنٹر	طباعت
۱۷ اسلامیہ کلب بلڈنگ	
خیبر بازار پشاور	
۲۰۰۲ء	سنہ طباعت
مکتبہ غوثیہ مدین سوات	ناشر
200 روپے	ہدیہ

ملنے کا پتہ

مکتبہ غوثیہ مدین سوات سرحد

انتساب

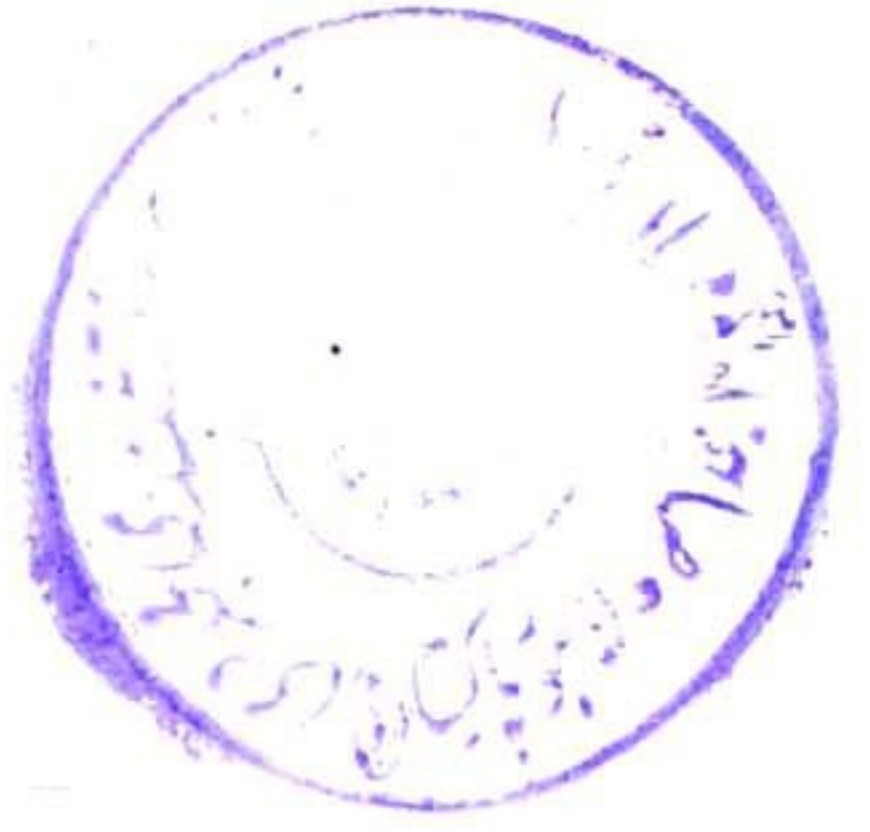
فقیر ناچیز اپنی اس تالیف کو سیدی و مرشدی حکیم ملت
پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی رحمۃ اللہ کی خدمت
میں نیاز مندانہ پیش کرتا ہے۔ امید واثق ہے کہ
وہ اس چھوٹی سی کاوش کو قبول فرمادیں گے۔
گر قبول افتد! زہے عز و شرف

میاں طاہر شاہ قادری

مدین سوات حالاً

کارپوریشن کالونی پشاور





فہرست مضامین کتاب ہذا

صفحہ نمبر	نام مضمون	نمبر شمار
۳	انتساب	۱-
۷	ابتدائیہ	۲-
۱۲	ابتدایہ کتاب.....	۳-
۱۶	آباء و اجداد حکیم ملت	۴-
۲۲	شجرہ نسب	۵-
۳۲ تا ۳۶	حضرت سید حسین مشہدی تا خواجہ سید محبوب علی شاہ	۶-
۳۸	عارف ربانی مجدد دوران حضرت حکیم ملت	۷-
۵۲	درس و تدریس حاجی محمد امین رحمۃ اللہ کا حکیم ملت کے ساتھ لگاؤ	۸-
۵۶	بیعت و خلافت	۹-
۵۸	حضرت پیر سید جماعت علی شاہ سے خلافت	۱۰-
۶۳	حضرت پیر محمد شفیع سے اذن خلافت	۱۱-
۶۵	حضرت محدث کچھوچھوی سے خلافت	۱۲-

۳۳ ۱۸	عقد نکاح	۱۳-
۶۹	زهد و ریاضت	۱۴-
۹۱	کوهاٹ میں ورود مسعود	۱۵-
۹۵	حکیم ملت بحیثیت مفسر	۱۶-
۱۱۴	حکیم ملت بحیثیت محدث	۱۷-
۱۳۲	حکیم ملت بحیثیت فقیہ	۱۸-
۱۴۵	حکیم ملت بحیثیت مفتی۔ فتاویٰ جات	۱۹-
۱۷۷	حکیم ملت بحیثیت دانشور	۲۰-
۱۸۹	صدر مملکت و مشائخ کرام سے خطاب	۲۱-
۲۱۵	حکیم ملت بحیثیت مؤرخ	۲۲-
۲۳۵	حکیم ملت بحیثیت طبیب	۲۳-
۲۴۴	حکیم ملت بحیثیت روحانی معالج	۲۴-
۲۵۸	حکیم ملت بحیثیت مناظر اسلام	۲۵-
۲۷۵	حکیم ملت بحیثیت نعت گو	۲۶-
۳۰۴	حکیم ملت بحیثیت مؤلف	۲۷-
۴۳۴	حکیم ملت بحیثیت مبلغ	۲۸-
۴۵۴	حکیم ملت بحیثیت معمار قوم	۲۹-
۴۵۹	متفرقات	۳۰-

۴۶۵	اشتہاروفات النبی کا علمی جواب	- ۳۱
۴۷۰	معمولات اور اوراد محمودیہ	- ۳۲
۴۹۰	نقش مثلث اسم محمود	- ۳۳
۴۹۳	کرامات حکیم ملت	- ۳۴
۵۰۹	سفر حج	- ۳۵
۵۱۲	معراج النبی کے موضوع پر آپ کے خطاب سے چند جھلکیاں	- ۳۶
۵۱۷	خلفاء حکیم ملت	- ۳۷
۵۲۳	حلیہ مبارک	- ۳۸
۵۲۶	حکیم ملت دانشور و علماء و مشائخ کی نظر میں	- ۳۹
۵۵۰	ملت اسلامیہ اور انسانیت کے زوال کے تدارک کے لئے حکیم ملت کا عرفانی بیان	- ۴۰
۵۵۷	خلافت دستور اسلام کے لئے عالم اسلام سے اپیل	- ۴۱
۵۶۷	نظام خلافت پر سوالات کے جوابات	- ۴۲
۵۷۲	وصال حکیم ملت	- ۴۳
۵۸۱	ارشادات حکیم ملت	- ۴۴
۶۰۲	مکتوبات حکیم ملت	- ۴۵
۶۳۱	اولاد امجاد	- ۴۶

حکیم ملت محدث ہزارویؒ

از

محمد پرویش شاہین منگلور سوات

مجھے اگر ایک طرف محترم میاں طاہر شاہ صاحب قادری پر بے پناہ فخر اور افتخار ہو رہا ہے تو دوسری طرف ان پر رشک بھی آتا ہے کہ سو فیصد نہ سہی تو کم سے کم دس فیصد حصہ ان کے علمی تجسس، لگن، شوق، گہرے مطالعے اور مشاہدے سے میرے حصے میں بھی آتا، کیونکہ جتنی جلدی جلدی سے یہ لکھ رہے ہیں اور پھر چھپواتے رہتے ہیں تو اتنی جلد جلد تو بی بی سی کا سٹیشن خبریں بھی نہیں نشر کر سکتا۔ ابھی ایک کتاب پریس میں دے رہے ہیں وہ وہی سے نکلنے والی ہوتی ہے کہ میاں صاحب محترم نے دوسری کتاب تیار کر رکھی ہوتی ہے۔ اور کتاب بھی معمولی اور عام سی نہیں اور نہ بغدادی قاعدے ٹائپ والا کتابچہ، بلکہ ایک ضخیم اور بھرپور کتاب، جس کی سطر سطر پر تحقیق کا گہرا رنگ چھایا ہوا ہوتا ہے، جس میں لگن اور جذبہ کے ساتھ ساتھ گہرا مطالعہ وسیع مشاہدہ بہترین بالغ نظری، نایاب اور کم یاب بکھرے ہوئے مواد کی تلاش پھر اس کی جانچ پرکھ۔ کوئی بھی بات حوالہ کے بغیر نہیں، ماخذ کی تلاش، پھر اسی کا حوالہ حتیٰ کہ صفحہ نمبر تک درج کرنا۔ ان تمام مراحل سے گزار کر ایک پڑھنے کی چیز قارئین کے ہاتھوں تک پہنچانا، درحقیقت میاں صاحب کی اس کنج کا ہی اور کاوش نے ان کو محققین اور مصنفین و مؤلفین کی صفوں میں ایک اعلیٰ و ارفع مقام بخشا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ محقق اور لکھاری کی تحریروں سے اختلاف کیا جاسکتا

ہے اور اختلاف رائے نقادوں کا حق ہے۔ لیکن جہاں تک ہمارے اس محقق کی تحقیق کا انداز ہے۔ طریقہ کار ہے صاف گوئی ہے تو اس بارے میں ان کی نیت شک و شبہ سے بالاتر ہی ہے۔

میاں صاحب کی یہ بات مجھے بہت ہی پسند ہے کہ تحقیق پر تو آگ بگولہ ہونا دور کی بات ہے، ناراض تک نہیں ہوتے بلکہ اپنے دفاع کا حق استعمال کرتے ہوئے مدلل طریقہ سے اپنی تحریروں کا دفاع کرتے ہیں، یہ بھی ان کا حق ہے اور ان کی بالغ نظری پر دلالت کرتا ہے۔

زیر نظر کتاب ایک جید عالم جو کہ ایک ہمہ جہت شخصیت کے مالک ہیں اور ایک بہت بڑی پہلو دار شخصیت رکھنے والے انسان اور عالم فاضل اجل ہیں کی سوانح عمری ہے یقیناً کسی کی سوانح حیات پر قلم اٹھانا بہت بڑا مشکل کام ہوتا ہے اور پھر جب شخصیت ایسی ہے جس کی ساری زندگی، زندگی کے مختلف پہلوؤں کو محیط کئے ہوئے ہوتی ہے تو پھر محقق کا کام اور بھی زیادہ کھٹن اور مشکل بن جاتا ہے کیونکہ پھر اپنی اسی شخصیت کے بڑے بڑے کارنامے سے لے کر چھوٹے چھوٹے کارنامے تک کو سامنے لانا پڑتا ہے کیونکہ اسی شخصیت کی زندگی اور فن کے کسی بھی گوشے تک اگر رسائی حاصل نہ کی جائے تو پھر اسمیں بہت بڑا جھول اور بہت بڑا فرق رہ جاتا ہے۔

درحقیقت سوانح نگاری ایک انسان کی پیدائش سے موت تک کے افکار اور افعال کا ایسا بیان ہے جس میں واقعات و حادثات کے ساتھ ذہن کی نشوونما کی مرقع کشی اور خارجی حالات کے ساتھ داخلی احساسات کی تصویر کشی بھی شامل ہو۔ یہ الفاظ دیگر سوانح نگاری ایک انسان کی خارجی و داخلی تاریخ کا حکم بند کرنا ہے۔ اب ایک انسان کی

خارجی و داخلی تاریخ کو قلم بند کرنا، یقیناً کتنا مشکل، صبر آزما اور ذمہ دارانہ فعل ہے۔

میرے خیال میں بائیوگرافی (Biography) آپ بیتی سے زیادہ مشکل کام اور فن ہے کیونکہ اپنی زندگی تو انسان کے دل و دماغ میں ایک کیسٹ کی طرح محفوظ رہتی ہے اور جس وقت چاہا اسے دوسروں کے سامنے پیش کر سکتا ہے لیکن بائیوگرافی اتنا آسان نہیں کہ جس وقت چاہے اور قلم اٹھایا اور کسی کی زندگی کتابی شکل میں کسی کے سامنے رکھ دی کیونکہ ان پر جو گزری ہے، کیسے گزری ہے اور کیسی گزاردی ہے یہ معلوم کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔

دوسرا یہ کہ بائیوگرافی لکھنا محض وقت گزاری کے لئے نہیں لکھی جاتی بلکہ کہیں اس کی روشنی سے لوگ اندھیروں میں راستہ ڈھونڈتے رہتے ہیں اور انہیں منزل کی طرف کھینچ جانے کی کوشش کرتے ہیں، گویا یہ دوسروں کے لئے ایک روشن مشعل ہوتی ہے کیونکہ بقول مولانا حالی جو انہوں نے حیات سعدی کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ یہ بائیوگرافی ان بزرگوں کی ایک لازوال یادگار ہے جنہوں نے اپنی نمایاں کوششوں سے دنیا میں کمالات اور نیکیاں پھیلانی ہیں خصوصاً جو قومیں علمی ترقیات کے بعد پستی اور تزل کے درجے کو پہنچ جاتی ہیں ان کے لئے بائیوگرافی ایک تازیانہ ہے۔ علم اخلاق سے صرف نیکی اور بدی کی ماہیت معلوم ہوتی ہے اور بائیوگرافی سے اکثر نیکی کرنے اور بدی سے بچنے کی زبردست تحریک دل میں پیدا ہوتی ہے۔

جیسا کہ ذکر کیا گیا کہ سوانح نگار سب سے پہلے اپنے لئے مواد تلاش کرتا ہے اس کے بعد اسے مناسب ترتیب اور تہذیب سے پیش کرتا ہے۔ اگرچہ سوانح نگار کے سامنے ہزاروں اہم اور غیر اہم جزئیات ہوتی ہیں لیکن اس موقع پر وہ اپنے ذوق سلیم

مَدِّحِیْق کی کسوٹی پر پرکھنے کی مدد سے انہیں مناسب طور پر ترتیب دیتا ہے اس عمل کی خوبی کا انحصار اس پر ہوتا ہے کہ سوانح کے ذریعے صاحب سوانح کی تصویر نگاہوں کے سامنے پھر جائے اور نہ صرف سامنے پھر جائے بلکہ وہ قاری کو متحرک زندہ اور چلتا پھرتا نظر آنے لگے۔

میاں صاحب اس بارے میں بڑے کامیاب نظر آتے ہیں کہ انہوں نے جہاں تک ممکن تھا صاحب سوانح کے بارے میں ہر قسم کے دستیاب مواد تک رسائی کر لی۔ بعد میں اسے کانٹ چھانٹ کی چھلنی سے گزارا اور پھر اپنے مواد کو ایک اچھے اور احسن ترتیب اور تہذیب سے پیش کیا ہے جس کی وجہ سے صاحب سوانح کی تصویر ایک جیتی جاگتی تصویر کی طرح نگاہوں کے سامنے چلتی پھرتی نظر آنے لگی ہے۔

میاں صاحب کے ممدوح حکیم ملت محدث ہزاروی گونا گوں صفات کے حامل ہیں۔ وہ بیک وقت مفسر، مفکر، محدث، فقیہ، مفتی، دانشور، مورخ، طبیب، روحانی معالج، نعت گو، مولف، مبلغ اور کرامات کے مالک ہیں۔ مداحوں، پیروکاروں اور مریدوں کا ایک وسیع حلقہ رکھتے ہیں۔ اپنے وقت کے جید علماء اور مشائخ کے درمیان زندگی گزار رہے ہیں۔ کوئی ان سے سوال پوچھ رہے ہیں، کوئی اعتراض کر رہے ہیں کوئی اختلاف رکھتا ہے لیکن محدث محترم سب کے جوابات علمی تحقیق کی روشنی میں دے رہے ہیں اس طرح ان کے مکتوبات کا ایک خاصا ذخیرہ جمع ہو جاتا ہے حج کی سعادت نصیب ہوتی تھی وہاں کے مشاہدات ہیں علماء کرام سے ملاقاتیں ہیں۔ غرضیکہ کہ صاحب ممدوح کی زندگی ایک بھرپور زندگی ہے۔

اب اتنی پھیلی ہوئی زندگی کو ایک کتاب میں سمیٹنا اور اسے حسن ترتیب سے

قاری کے سامنے پیش کرنا درحقیقت ایک مشکل کام لگ رہا تھا لیکن میاں صاحب کے
تبحر علمی، لگن، بصیرت اور بذات خود ان علوم سے بہرہ وری نے ان سے یہ مشکل کام
کر کے دکھایا۔ اور ایک بہت عظیم انسان کی زندگی اور علمی مقام اور کارناموں سے
قارئین کو نہ صرف محفوظ کر لیا بلکہ جو کسی نے کہا ہے کہ تاریخ ہمیشہ بڑی شخصیات کے گرد
گھومتی ہے اس لئے گھومتی ہے کہ ایسے بزرگوں کی زندگیوں میں لوگوں کے لئے بہت
کچھ ہوتا ہے۔ لوگ اس سے نہ صرف فیض پاتے ہیں بلکہ اپنی الجھی ہوئی زندگیوں کی
گھتیاں اس سے سلجھاتے ہیں۔

نہ میرے لئے میاں صاحب بحیثیت محقق، مصنف و مؤلف نئے ہیں اور نہ
ان کا ڈھیر سارا کام میری آنکھوں سے اوجھل ہے۔ گزشتہ بیس تیس سالوں کی
اپنائیت ہے اور ان کی اعلیٰ ظرفی ہے کہ وہ اپنی کتابوں پر کچھ نہ کچھ مجھ سے ضرور
لکھواتے ہیں جو میں اپنے لئے فخر اور افتخار کا باعث سمجھتا ہوں کیونکہ اس طرح خود
میرے علم میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور بہت سی ایسی باتیں علم و فن اور شخصیات جن کے
نام اور کام سے میں واقف تک نہیں ہوتا میاں صاحب کی کرم نوازی اور درویشانہ
طبعیت کی وجہ سے اپنے خالی دامن کو بیش بہا خوشبودار پھولوں سے بھر لیتا ہوں۔

میں میاں صاحب کو اس نئی کاوش پر ایک نئی مبارک باد دیتا ہوں یہ میں
کہوں یا نہ کہوں لیکن اس کی سیماب طبیعت چند مہینوں کے بعد ایک اور مستند کتاب
قارئین کے ہاتھوں تک پہنچا دیں گے۔

احترام کے ساتھ
محمد پرویش شاہین

سوات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذي جعل الاولياء هادين لامة سيد المرسلين
والصلوة والسلام على خاتم النبیین و على اله الطيبين الطاهرين
المهدين

اما بعد۔ آج بمورخہ ۲۰۰۲/۶/۱۵ بروز ہفتہ فقیر پر تقصیر کے دل میں یہ القاء ہوا کہ اپنے
پیر و مرشد کی زندگی کے متعلق ایسی کتاب لکھوں جس میں آپ کے عالمانہ عارفانہ
دانشورانہ کلام کو بطور نمونہ عوام اور خواص کے سامنے واضح کروں۔ اس سے قبل فقیر نے
آپ کی زندگی کے متعلق ایک چھوٹی سی کتاب مرتب کی تھی جو حکیم ملت پیر و مرشد
محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ایک مختصر سیرت پر مشتمل کتاب تھی لیکن وہ اتنی
چھوٹی تھی کہ عوام اور خواص کی روحانی و عرفانی تشنگی دور کرنے کے قابل نہ تھی اس کتاب
کو میرے پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ نے خود معتقدین اور مریدین میں تقسیم کیا۔ جب
حضرت حکیم ملت محدث ہزاروی کا وصال ہوا تو فقیر کے دل میں یہی تمنا بار بار کروٹ
لیتی رہی کہ آپ کی زندگی کے متعلق ایک مفصل کتاب لکھوں گا۔ دنیاوی رکاوٹوں نے
وہ پوری نہ ہونے دی۔ کئی سالوں کے بعد فقیر کے ایک فاضل اجل پیر بھائی مولانا
سید شبیر حسین شاہ راجوروی صاحب (آزاد کشمیر) نے حکیم ملت پر ایک کتاب خضر راہ
تالیف کی وہ یقیناً ایک اچھی کاوش تھی لیکن وہ بھی بہت مختصر کتاب تھی اور پیر بھائیوں کی
تشنگی کو سیراب نہ کر سکی۔ پھر ایک اور مخلص مہربان پیر بھائی فرزند علی صاحب نے اس

کمی کو پورا کیا اور الگ کتاب مرتب کی جو تقریباً پانچ سو صفحات پر مشتمل ہے۔ اچھی
 طباعت اور بہترین کاغذ پر چھپوا کر اپنے خلوص کے جذبہ کو ظاہر کیا عرس شریف ۱۰/۱۱
 جون ۲۰۰۲ء کے موقع پر وہ شائقین کے ہاتھوں میں پہنچی اس وقت ایک مہربان پیر
 بھائی ملک محمد اشرف صاحب نے اظہار خیال فرمایا کہ مولانا صاحب آپ بھی حضرت
 حکیم ملت محدث ہزارویؒ پر ایک جامع کتاب مرتب کریں۔ فقیر نے دل میں اسی
 وقت مصمم ارادہ کر لیا اور آج اس ارادے کے جذبے کا اظہار یہ زیر نظر کتاب ہے۔
 حکیم ملت سیدی و مرشدیؒ نے خصوصی نوازشات سے نوازا تھا آپ کا وجود مسعود علم و
 معرفت کا سمندر تھا۔ آپ کی تحریر و تقریر عوام اور خواص علماء اور عرفاء کیلئے موجب
 ہدایت تھیں دوران تقریر جس مسئلہ کے متعلق اظہار فرماتے وہ سامعین کے دل و دماغ
 پر نقش ہو جاتا اور تاحیات ان کے دلوں سے نہ مٹتا۔ تحریر کی طرف متوجہ ہوتے تو آپ کی
 تحریر علم کا سمندر معلوم ہوتا اور اس سمندر سے لاتعداد تشنہ لوگوں نے اپنے آپ کو
 سیراب کیا۔ یہ سیرتیں تذکرے اور حالات زندگی دانشوروں اور علماء کرام و صوفیاء
 عظام اور اکابرین دین و ملت کے متعلق عالم شہود پر جلوہ گر ہیں۔ ہر صوفی و عالم دین کا
 الگ الگ رنگ و خوشبو ہوتی ہے اور لوگ ان ہستیوں کے تذکروں اور سوانح حیات
 سے استفادہ کرتے ہیں ایسی ہی ہمارے پیر و مرشد کی یہ سوانح عمری ہے جو لوگ آپ
 کی اس سوانح عمری کا گہری نظر سے مطالعہ کریں گے تو ان کو گنجینہ ادب و عشق حق سے
 بہت کچھ میسر آئے گا اور ان کے دامن علم کو عرفان حق کے موتیوں سے بھر دے گی اور
 وہ قیمتی موتی اس کی تمام زندگی کے لئے کافی ہوں گے۔ ان تذکروں کی روش بہت
 پہلے سے چلی آرہی ہے آپ اسماء الرجال کی طرف نظر دوڑائے تو آپ کو حافظ ابن

حجر مستقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تہذیب التہذیب ملے گی اس میں ان تمام محدثین کے تذکرے ہیں جو احادیث بنویہ کے راوی ہیں متلاشیان علم کو ان کے علوم اور ثقاہت کا پتہ چلے گا اور جرح و تعدیل کا کام ان کے لئے آسان ہوگا ایسی ہی اس کی دوسری کتاب الدرر الکامنہ ہے جو تذکرے کی شکل میں چار جلدوں پر مشتمل ہے ایک صاحب جو نابینا تھے انہوں نے تذکرہ تذکرہ الوالالباب لکھی ہے ان تذکروں کا دوسرا نام تاریخ بھی ہے جس طرح حضور انور معلم و مقصود کائنات ﷺ پر کتب سیرت مرتب کی گئی ہیں اس طرح آپ کے خلفائے کرام اور صحابہ کرام پر آئمہ حدیث نے تذکرے مرتب کئے ہیں۔ تاریخ ابن جریر و تاریخ ابن خلکان تاریخ مسعودی اور تاریخ کبیر کو امام اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب کیا ہے اور دوسری کتاب تاریخ کی تاریخ صغیر بھی امام بخاری کی تالیف ہے۔ شیخ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء مرتب کی ہے تاریخ انجمیس بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ امام واقدی نے تاریخ بغداد لکھی ہے۔ امام ذہبی نے میزان الاعتدال چار جلدوں میں مرتب کی ہے۔ اسی طرح ہمارے اسلاف نے یہ طریقہ ہمارے لئے رائج کیا مفسرین نے بھی اپنی تفاسیر کے متعلق وضاحت سے کام لیا ہے۔ فقہاء کرام نے بھی اس میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس روش کو ہمارے بزرگوں نے اپنا کر صوفیاء کرام کے تذکرے بھی مرتب کئے ہیں۔ امام فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے تذکرۃ الاولیاء سب سے پہلے مرتب کی اور حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے کشف المحجوب شریف میں بہت سے بزرگوں کے تذکرے بیان کئے۔ عبدالحلیم اثر افغانی نے پشتو زبان میں روحانی رابطہ مرتب کی ہے جو تذکرہ نگاروں کے لئے ایک مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ مخدوم محمد حسن نے

گلزار صابری اور تاریخ آئینہ تصوف بھی مرتب کی ہے اس طرح مولانا فیض احمد صاحب صدر مدرس آستانہ عالیہ گولڑہ شریف نے مہر منیر حضرت پیر سید مہر علی شاہ پر لکھی ہے۔ ایک کتاب سیرت محدث علی پوری پر مرتب ہوئی ہے اور ایک تذکرہ لاثانی پیر جماعت علی شاہ علی پوری کے متعلق پروفیسر محمد حسین آسی نے مرتب کی ہے۔ ذکر پاکان بھی فقیر کے ہاں موجود ہے مفتی غلام سرور لاہوری نے خزینۃ الاصفیاء میں چاروں سلاسل کے بزرگوں کے تذکرے لکھے ہیں۔ حضرت العلامة مولانا عبدالحکیم شرف قادری نے تذکرۃ اکابر اہل سنت کو منصفہ شہود پر جلوہ افروز کیا۔ فقیر نے اخون درویزہ بابا پر ایک کتاب تالیف کی ہے۔ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اخبار الاخبار بزرگان کے حالات پر ایک مختصر جامع تالیف مرتب کی ہے۔ اس قاعدے سلف صالحین سے فقیر نے حضرت حکیم ملت محدث بنارہی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی اور واقعات علمی مباحث اور معارف پر قلم اٹھایا جو آپ کے ہاتھوں میں ہے اس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ آپ کی شخصیت کیا ہے اور علماء کرام و مشائخ عظام میں آپ کا مقام کیا ہے۔ بحث کالب لباب یہ ہے کہ خالق کائنات جل و علی نے علم معرفت اور فقر میں جو مقام آپ کو نصیب کیا تھا اس کا صحیح ادراک ہر کس و ناکس کا کام نہیں ہے کیفیات قلبی اور مشاہدات باطنی کا استفہام اور پھر ان کا الفاظ میں اظہار صرف دشوار ہی نہیں بلکہ محال کے قریب ہے اور آپ کی مجلس میں جب علامہ عبدالصمد الصارم الازہری تشریف لائے اور آپ کے علمی اور عرفانی ارشادات سنے تو باوجود مسلک دیوبند بھی آپ کے گرویدہ ہو گئے اور آپ کی مشہور کتاب الجہاد کو عربی میں ترجمہ کرایا اور آپ کی کتاب قصیدہ باغ و بہار کی شرح لکھ کر حب قلبی کا اظہار کیا۔

ایک صاحب نے مجھے صرف اتنا بتایا کہ ہم حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ کو نہ پہچان سکے اور آفتاب آمد دلیل آفتاب پر اکتفا کرتے ہوئے کوئی بھی اس میدان میں نہ آسکے۔ فیضان الہی کے اس چشمہ سے بہت سے لوگ سیراب ہوئے اور مجدد وقت ہو کر دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا کہ حق کو ظاہر کرنے کے لئے کسی باطل کے دباؤ میں نہیں آنا چاہیے اور بادشاہ وقت کو بھی حق کی آواز سنانا ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں اور اس کھٹن مرحلہ کو آپ نے طے کیا اور جو حق تھا وہ اپنے اور پرانے دونوں کو پیش کیا کسی کا لحاظ نہ رکھا۔ یہاں تک کہ عدالتوں میں بھی آپ نے اپنا موقف بانگِ دہل پیش کیا۔

آباء و اجداد حکیم ملت

انسان کی شرافت اس کے آباء و اجداد پر منحصر ہے اور افراد و شخصیات ان کے نسب و حسب سے پہچانے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے **يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ**۔ (القرآن) اے لوگو! ہم نے تمہیں مذکر اور مادہ سے پیدا کیا اور تمہارے گروہ اور قبیلے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو بے شک تم سے اللہ کے نزدیک وہی مکرم ہے جو تم سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حسب و نسب

اس لئے بنایا تاکہ ہم ایک دوسرے کو پہچان سکیں۔ جس طرح عوام پر علماء و مشائخ کو بزرگی حاصل ہے اس طرح تمام قبائل و نسب پر حضور انور ﷺ کے نسب کو فضیلت حاصل ہے پھر آپ کے رشتہ داروں میں سے وہی نسب کے لحاظ سے زیادہ بہتر ہے جو آپ کے زیادہ قریب ہے تو اہل بیت اطہار آپ کے زیادہ قریب تھے اس لحاظ سے وہ تمام دوسرے حسب و نسب پر افضلیت رکھتے ہیں۔ حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزارویؒ کا خاندان بھی اس مبارک اور فضیلت والے خاندان سے تعلق رکھتا تھا چونکہ آپ حسینی سادات سے ہیں اس لئے آپ کا نسب تمام دوسرے انساب سے بہتر ہے۔ سید وہی ہوتا ہے جو لوگوں پر ظاہر ہو جائے اور لوگ اس کو پہچانیں کہ یہ سید ہے۔

سید کسے بود کہ ہو یدا شود ازو
خلق محمدی کرم مرضی علیؑ

یعنی سید وہی ہوگا جس سے اخلاق محمدی ﷺ ظاہر ہوں اور سخاوت میں وہ حضرت امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی طرح ہو۔ لوگ پہچانیں گے کہ یہ سید ہے سادات کے متعلق قرآن و حدیث نبوی اور علماء امت میں صراحت کے ساتھ ذکر ہے قرآن مقدس میں سورہ شوریٰ میں ہے وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي رَوْضَاتِ الْجَنَّاتِ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ذَلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ذَلِكَ الَّذِي يُبَشِّرُ اللَّهُ عِبَادَهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمُوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ (سورہ شوریٰ) جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے وہ جنت کے باغوں میں ہوں گے ان کے لئے ان کے پروردگار کے یہاں وہ سب کچھ ہے جس کی وہ خواہش کریں گے یہ بڑے

فضل و بزرگی کی بات ہے یہی وہ چیزہ جس کی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خوش خبری دیتا ہے جنہوں نے ایمان لا کر نیک کام کئے۔ کہہ دیجئے میں تم سے اس چیز کا کوئی اجر نہیں مانگتا۔ جز اہل قرابت کی دوستی کے۔ اس آیت کریمہ کے تحت علامہ صاوی فرماتے ہیں کہ یہاں استثناء منقطع ہے مطلب یہ ہوا کہ میں دین و ایمان کی تبلیغ پر تم سے کوئی اجر نہیں لیتا سو میرے اہل بیت کی محبت کے۔ یعنی اس سے یہ معلوم ہوا کہ آپ کی اہل بیت والوں کے ساتھ محبت کا درس ہمیں قرآن مقدس نے سکھایا اگر قرآن مقدس پر ایمان ہو تو پھر اس آیت کریمہ پر بھی ایمان ہوگا۔ تفسیر روح المعانی میں حضرت ابن جبیر سرری اور عمر بن شعیب جیسے اکابر تابعین سے اس آیت کریمہ کی یہی تفسیر نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس سے اہل بیت رسول ﷺ کی محبت کا واجب ہونا مراد ہے۔ بعض ناواقف لوگ حسب کوفت ذاتی کمالات کو ہی شرف کمال کا موجب جانتے ہیں اور نسب یعنی خاندانی شرافت کی فضیلت کو کوئی اہمیت نہیں دیتے حالانکہ نسب کا شرف دیگر مذاہب میں بالعموم اور اسلام میں بالخصوص قابل احترام ہے نسب کی وجہ سے نکاح میں کفو کا خیال رکھا گیا ہے۔ خلافت اور امامت کے لئے اسلام میں قریشی ہونے کی تخصیص بھی شرف نسب پر منحصر ہے تمام اقوام میں نسب کا احترام ایک امر مسلم ہے جس سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد و ابن ابی حاتم نے حضرت خثیمہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ خوش خبری اور مبارک ہو مومن کی اولاد کے لئے کہ وہ اس کی برکت سے اس کے بعد محفوظ اور مامون رہیں گے پھر حضرت خثیمہ نے اس کی تائید میں سورۃ کہف کی آیت تلاوت کی وَ كَانِ اَبَواُ هُمَا صَالِحًا (اور ان دونوں کے والد نیک تھے) علامہ آلوسی نے تفسیر روح المعانی

میں تحریر کیا ہے کہ اس صالح شخص کا ان بچوں کی ساتویں یا دسویں پشت کا ایک جد بزرگ تحریر کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ باپ اور دادا کے نیک اور شریف ہونے کا فائدہ اولاد کو پہنچتا ہے۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسی نسب کے سبب سے بچوں کا لحاظ و احترام فرمایا۔ قرآن مقدس میں خداوند تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ (سورۃ طور) اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان لانے میں ان کی پیروی کی تو ہم (آخرت میں) ان کی اولاد کو ان ہی کے ساتھ ملا دیں گے اور ان کے اپنے اعمال صالحہ کے انعامات میں سے بھی کوئی کمی نہ کریں گے۔ روح المعانی میں حضرت ابن عباسؓ کی زبانی تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مومن کی اولاد کو بہشت میں اس کے ہمراہ اسی درجہ و مقام میں رکھیں گے تاکہ اس مومن کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے شرف نسب ہی کا احترام اور لحاظ رکھا۔ اہل بیت اطہار کی شرافت تو مسلم ہے شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اخبار الاخیار میں فرمایا ہے

ظاہر از اہل بیت نور بنی ہم چو در ماہ نور خورشید است
از ازل تا ابد بود ظاہر ز آن کہ ایں نور نور جاوید است

یعنی اہل بیت اطہار سے آن حضرت ﷺ کا نور یوں ظاہر ہو رہا ہے جیسے سورج کا نور چاند سے ظاہر ہوتا ہے اور یہ نور تا ابد اسی طرح ظاہر ہوتا رہے گا کیونکہ یہ ابدی اور سرمدی ہے۔ ان دلائل سے معلوم ہوا کہ نیک اجداد کا ہونا بھی نسب میں شرافت کا سبب ہے اور حضور انور ﷺ کا نسب مبارک تو تمام انسان میں بہتر ہے تو اولاد میں اجداد کی شرافت بھی جلوہ گر ہوتی ہے حضرت محبوب سبحانی شہباز لامکانی حضرت شیخ

سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے نسب کی طرف اشارہ کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

أَنَا الْحَسَنِيُّ وَالْمُخَدَّعُ مِقَامِي وَأَقْدَامِي عَلَى عُنُقِ الرِّجَالِ

میں حسنی سید ہوں اور میرا مقام مخدع ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے میرے قدموں کو تمام لوگوں کی گردنوں پر رکھ دیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے جو احسان عظیم سے نوازا ہے اس کی اصل وجہ یہی ہے کہ میں حسنی سید ہوں اور یہ میرے لئے فخر کا سبب تھا۔ جب اللہ تعالیٰ سے کوئی اہم کام لینا چاہتا ہے تو اس کے لئے انتخاب بھی اچھے انساب میں کرتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے حکیم ملت داعی اتحاد و خلافت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ سے رشد و ہدایت کا کام لینا تھا اس لئے آپ کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے نسب کا تعین فرمایا اور سب سے بہتر نسب سادات کرام ہی کا ہے۔ آپ حسینی سادات میں سے ہیں۔ سادات کا شجرہ مبارکہ شجرہ طیّبہ ہے اور اس شجرہ طیّبہ کی جڑ زمین میں ہے اور شاخیں آسمانوں تک پھیلی ہوئی ہیں جس طرح کلمہ طیّبہ کی تشبیہ اللہ تعالیٰ نے شجرہ طیّبہ سے دی ہے۔ قرآن مقدس میں ہے کَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا فِي الْأَرْضِ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ۔ کلمہ طیّبہ کی مثال شجرہ طیّبہ کی طرح ہے اس کی جڑ زمین میں ہے اور شاخیں آسمان میں ہیں۔ حدیث قدسی میں ہے کہ اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو زمین اور آسمان نہ ہوتے اور لولاک لولاک لما خلقت الافلاک۔ اے میرے محبوب اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو بھی پیدا نہ کرتا اسی حدیث قدسی کو شیخ احمد سرہندی المعروف بہ مجدد الف ثانی نے اپنی کتاب مکتوبات میں نقل کیا ہے تو حضور انور ﷺ زمین و آسمان کے پیدا ہونے کا سبب ہیں۔ اسی وجہ سے عارفان باخدا

حضور انوار معلم و مقصود کائنات ﷺ کو روح کائنات سے بھی تعبیر کرتے ہیں ایک عارف ربانی نے کیا خوب فرمایا ہے

• وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہے تو جہان ہے جان نہیں تو جہان نہیں

باعث کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء ﷺ کلمات الرب ہیں۔ ہر ہر نبی کلمۃ الرب ہے تو جب ہر نبی پر کلمہ کا اطلاق آسکتا ہے تو حضور انور ﷺ پر بدرجہ اولیٰ کلمات الرب کا اطلاق ہو سکتا ہے نیز پھر کس طرح آپ پر اس کا اطلاق ناجائز ہوگا اور آیت مبارکہ میں پاک کلمہ کی تشبیہ پاک شجرہ درخت سے دی گئی ہے تو حضور انور ﷺ کا شجرہ مبارکہ پاک ہے اور آپ کے آل کو بھی پاک کہا گیا ہے جو انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیراً۔ میں یہی بات واضح ہے آیت کریمہ کا ترجمہ یہ ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ اہل بیت آپ سے اللہ تعالیٰ پلیدی دور کر دے اور آپ کو پاک کر دے جس طرح کہ پاک ہونے کا حق ہے۔ اس آیت کریمہ سے بھی آپ کا شجرہ اولاد تطہیر میں داخل ہے چونکہ دین اسلام اللہ تعالیٰ کا محبوب ترین دین ہے اس لئے اللہ تعالیٰ ان اشخاص کو اس دین کی خدمت کے لئے چن لیتا ہے جو اس دین کے اہل ہوں تو جس کا شجرہ پاک ہو ذہن اور خیالات پاک ہوں بدن پاک ہو معیشت پاک ہو تو اس کا علم بھی پاک رحمانی ہوگا۔ جب وہ اس پاک علم کو دنیا میں پھیلانے گا تو اس سے طالبان حق کو رشد و ہدایت کی روشنی میسر آئے گی چونکہ حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزارویؒ ان تمام اوصاف کے مالک تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے رشد و ہدایت کے اس مبارک کام کے

لئے آپ کو پیدا کیا۔ آپ کو علم لدنی سے فیض یاب کیا اور کتاب و سنت کا عالم بنا کر عامل بھی بنایا اس وجہ سے آپ محدث ہزاروی کے پاک لقب سے سرفراز ہوئے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جب مخلوق میں کسی شخص سے دوستی فرماتا ہے تو اس خوش خبری سے ملائک کرام کو مطلع فرماتا ہے پھر آسمان کے ملائک زمین کے ملائک کو یہ خوش خبری سناتے ہیں کہ فلاں ابن فلاں اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے پھر زمین کے ملائک زمین کے لوگوں کے دلوں میں القاء کرتے ہیں اور وہ عوام اور خواص میں اس نام سے مشہور ہوتا ہے تو حکیم ملت پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ بھی محدث کے نام سے عوام اور خواص میں مشہور ہوئے۔ احادیث شریف کے پڑھانے والے کو شیخ الحدیث کہا جاتا ہے وہ صرف پڑھانا جانتا ہے۔ حدیث کے ماہیت اور بصیرت حدیث دانی کے ماہر کو محدث کہا جاتا ہے۔

شجرہ نسب

شجرہ طیبہ نسب حضرت حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ انتالیس واسطوں سے حضور انور معلم و مقصود کائنات ﷺ سے جا ملتا ہے۔ والد ماجد کی طرف سے آپ حسینی سید ہیں اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حسنی سید ہیں۔ حضور غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ والد کی طرف سے حسنی سید تھے اور والدہ ماجدہ کی طرف

سے حسینی سید تھے دونوں اطراف سے سید تھے جو نجیب الطرفین تھے اور احادیث نبویہ میں ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بدن کے حلیہ مبارک میں ناف سے اوپر والے حصہ بدن میں حضور انور ﷺ کے بدن مبارک کے مشابہ تھے اور حضرت امام حسینؑ ناف سے لے کر پاؤں تک حضور انور ﷺ کے بدن کے مشابہ تھے گویا کہ آپ کا بدن مبارک حضور انور ﷺ کے بدن کے مشابہ تھا یعنی آپ سیرت اور صورت دونوں جانب حضور انور ﷺ کے نمونہ تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے غوث پاک رضی اللہ عنہ کو نائب مصطفیٰ ﷺ بنایا آپ خلیفہ مصطفیٰ ﷺ تھے۔ حضرت حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ بھی نجیب الطرفین تھے والدہ کی طرف سے حسنی تھے اور والد کی طرف سے حسینی تھے۔ دونوں اطراف یہاں دوبارہ ملے۔ چونکہ حضرت حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نائب اور خلیفہ غوث الوریٰ تھے اس لئے آپ کے ہر عضو بدن میں عشق غوث پاک رضی اللہ عنہ سرایت کیا ہوا تھا آپ فنا فی الغوث تھے ایک سالک جب فنا فی الشیخ ہو کر آگے فنا فی الرسول کے مقام تک پہنچتا ہے تو اس کو ہر وقت خواب و بیداری میں حضور انور ﷺ کی محبت اور عشق نظر آتا ہے اور سالک کے رگ و بدن و خون میں وہی عشق حق دوڑتا ہے اس طرح حضرت حکیم ملت محدث ہزاروی ان دونوں مقاموں سے بھی آگے گزرے تھے اور فنا فی اللہ کے مقام پر نکلے جو مقام جبروت ہے۔ یہاں ان تینوں مقاموں کا تھوڑا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔ غوث پاک کے متعلق آپ راہ صفاء میں فرماتے ہیں۔

یا غوث معظم امداد کن یا نائب مصطفیٰ امداد کن

اے بڑے غوث پاک آپ میری امداد فرمائیں اور اے مصطفیٰ علیہ التحۃ والثناء صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ میری مدد فرمائیے اور غوث پاک کے دامن مبارک سے وابستگی کی خوشی میں آپ رطب اللسان ہیں۔

من بجد للہ مرید شاہ عبدالقادرم نام مولیٰ غوث اعظم سایہ افکن بر سرم
اللہ کے لئے تعریف ہے کہ میں شیخ سید عبدالقادر کا مرید ہوں اور میرے مولیٰ کا نام
غوث اعظم ہے اس کا سایہ ہمیشہ میرے سر پر ہے۔ آگے مزید فرماتے ہیں

قادری محمود مستم از مرید لا تحف فیض یاب از بارگاہ شاہ عبدالقادرم
اے سید محمود (رحمۃ اللہ علیہ) میں غوث پاک کے اس قول مبارک کے کہ (مریدی لا
تحف اللہ ربی اے میرے مرید مت ڈرو کیونکہ اللہ تعالیٰ میرا رب ہے) میں مست
ہوں اور حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ عالیہ سے فیض یاب
ہوں۔

مظہر ذات و صفات کے مظہر عبدالقادر غوث الاعظم
یعنی حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ حضور انور اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات و صفات کے
مظہر تھے اور آپ کا اسم گرامی حضرت شیخ سید عبدالقادر ہے جو غوث الاعظم ہیں پھر
آگے اللہ تعالیٰ قرب کے متعلق فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے اپنے غوث پاک کو
اپنی قدرت کا مظہر بنایا

قادر نے خود قدرت بخشی پھیریں آپ قضا مبرم
یعنی اللہ تعالیٰ نے جو قادر مطلق ہے اپنی قدرت کا آپ کا مظہر بنایا اس وجہ سے آپ
قضا مبرم بھی بدلاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ قدرت آپ کو عطا کی ہے۔

قرب و فرائض اور نوافل محمود معیت قائم دائم

اللہ تعالیٰ کا قرب فرائض اور نوافل کے بجالانے سے حاصل ہو سکتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ اس شخص کا ہاتھ اور پاؤں اور آنکھیں بن جاتے ہیں اور اس کو معیت الہی حاصل ہوتی ہے صوفیاء کرام اس کو سیر مع اللہ سے بھی تعبیر کرتے ہیں تو غوث پاک رضی اللہ عنہ کو بدرجہ اتم یہ مقام حاصل تھا اس لئے آپ اللہ تعالیٰ کے محبوب تھے اور غوث الاعظم سے مشہور تھے فنا فی الغوث کے مقام سے آگے فنا فی الرسول کے مقام کے متعلق آپ اظہار خیال ان الفاظ سے کرتے ہیں۔

جس کو عارف کہیں اسم ذات حق تعالیٰ کی محبت پہ لاکھوں سلام یعنی جو عارف ہو گا وہ آپ کے اسم مبارک کو اسم ذات کہے گا اور حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی دلیل ہیں آپ پر لاکھوں سلام ہوں مزید راہ صفاء میں لکھتے ہیں

بدان اسم اعظم محمد محمد بخوان اسم اعظم محمد محمد
عیان اسم اعظم محمد محمد نہان اسم اعظم محمد محمد

جان لو کہ آپ کا اسم مبارک ہی اسم اعظم ہے یعنی محمد ﷺ تو اس اسم اعظم کو پڑھو۔
محمد ﷺ یہی اسم اعظم مبارک ظاہر بھی ہے یعنی محمد ﷺ اور آپ کا یہی اسم مبارک جو اسم اعظم ہے تمام اشیاء میں بھی پوشیدہ ہے

دین و ایمان جس کا ادب و عشق ہے

شان والے کی شوکت پہ لاکھوں سلام

یعنی جو آپ کے ادب و عشق والا ہے وہی دین و ایمان والا ہے تو ایسی شان والے کی شوکت پہ لاکھوں سلام ہو۔ حضرت امام بوسیری رحمۃ اللہ علیہ ایک عاشق رسول گزرے ہیں آپ کا مشہور قصیدہ بردہ شریف دنیا کے عرب و عجم میں مشہور ہے امام بوسیری رحمۃ

اللہ علیہ نے حضور انور معلم و مقصود کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم مبارک کے متعلق فرمایا ہے

فان من جودک الدنیا و ضررتها و من علومک علم اللوح و القلم
 یارب صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلهم
 بے شک آپ کے وجود مبارک سے دنیا اور آخرت قائم ہے اور آپ کے علوم میں
 سے ادنیٰ علم لوح محفوظ اور قلم کا علم ہے اے میرے رب درود و سلام پڑھا اپنے حبیب
 پاک پر جو تمام مخلوق میں بہتر ہے ان اشعار کا ترجمہ اردو زبان میں منظوم یوں کیا ہے

بے شک تمہارے وجود سے دنیا و آخرت

اور آپ کے علوم سے لوح و قلم کا علم

یا رب درود بھیج سلام ان پہ تا ابد!

اپنے حبیب خیر خلاق پہ دم بدم

حکم ملت نے اپنے عشق و محبت کا اظہار ان الفاظ سے یوں کیا ہے

میرا دین تو ہے تیرا ادب

تیرا عشق ایمان شاہ عرب

تیری یاد ہی پہ گزر میرا

محمود جان نثار ہے

حضرت حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے عربی اشعار میں استغاثۃ حضرت النبی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کیا ہے ان اشعار میں سے پہلا شعر یوں ہے

بأشرف العباد، أنت فہ، الکائنات معتمدی

اے کائنات کے شفاعت کرنے والے اور اے میرے تکیہ گاہ آپ ہی کائنات میں
میرے معتمد ہیں یعنی میں آپ کے سہارے کا اعتماد کرنے والا ہوں۔ آگے مزید
فرماتے ہیں

یا کریم الوریٰ باعتبارک جئت شوقاً الیک خذ بیدی

اے تمام جہاں کے نخی اور عطا کرنے والے آپ کے پاس شرمندہ ہو کر حاضر ہوا
کہ آپ میرے ہاتھ کو پکڑ لیں۔ اس موضوع پر اگر فقیر کچھ لکھنا چاہے تو ایک الگ دفتر
تیار ہو گا یہ صرف مشتمل نمونہ پیش کیا گیا۔ اب فناء فی اللہ کے مقام کے متعلق صرف اتنا
عرض ہے کہ آپ فناء فی اللہ کے آخری مقام پر تھے س لئے اللہ تعالیٰ کی توحید کا بیان
آپ نے بڑے بسط اور عام فہم انداز میں پیش کیا ہے آپ کا عارفانہ منظوم کلام رفیق
محمود ہے اس کے ابتداء میں جب اللہ کی توحید بیان کرتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ اے
اللہ تو اس وجہ سے میرا خدا ہے کہ تو میرے پیارے محبوب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
خدا ہے یعنی آپ کی خدائی کی پہچان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے ہے۔ حکیم
ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے عالم اسلام کی بیداری کے پیغام کے عنوان سے
منظوم کلام پیش کیا ہے جو علم قرآن و حدیث اور فلسفہ کا سمندر ہے اس میں اللہ تعالیٰ
کے متعلق فرماتے ہیں

فلسفہ تم کو یاد نہیں ہے بے موجد ایجاد نہیں ہے
دہریت کی خیر منالو جاگو جاگو سونے والو!

یعنی یہ فلسفہ کا مسلم کلیہ ہے کہ بغیر موجد کے ایجاد نہیں ہو سکتی کیا یہ فلسفہ تمہیں یاد نہیں ہے
اے دھریو! تم دہریت کی خیر منالو اور اے سونے والو! مسلمانو! غنڈ

آگے فرماتے ہیں

موجد لام مشد نامی مشد میم ایجاد گرامی
 معیت لام اور میم کی پالو جاگو جاگو سونے والو!
 موجد یعنی اللہ تعالیٰ کے درمیان حرف اللہ میں لام پر شد ہے اور جب حضور انور ﷺ کی
 ایجاد فرمائی تو آپ کے اسم مبارک یعنی محمد کے میم کو بھی شد کیا تو لام اور میم کی معیت
 کے راز کو سمجھو اے نیند میں غرق شدہ مسلمانو اس غفلت کی نیند سے بیدار ہو جاؤ۔ آپ
 آگے مزید اس نظم میں اللہ تعالیٰ کی توحید کے متعلق فرماتے ہیں

قل هو اللہ احد آیا تشنیہ جمع نے یہ رتبہ نہ پایا
 بستر بند توحید سنبھالو جاگو جاگو سونے والو!

یعنی خالق کائنات نے سورۃ اخلاص میں فرمایا کہ اے میرے محبوب آپ فرمادیتے تھے کہ
 اللہ تعالیٰ ایک ہے اس قل ہی میں تمام راز ہیں یعنی آپ نے مجھے (اللہ کو) پہچان لیا
 ہے اب اس کائنات سے میرا تعارف کراؤ تو جو لوگ انبیاء و اولیاء کی تعظیم اور توقیر کو
 شرک سے تعبیر کرتے ہیں وہ اپنی توحید اپنے پاس رکھیں اے خواب غفلت میں ملوث
 مسلمانو جاگو اس غفلت سے بیدار ہو جاؤ۔ اللہ جس کی توحید کو بیان کرنا صرف اس کی
 ذات و صفات کے واحد مطلق مظہر اتم ہی کا منصب ہے نہ کہ ہر پرے غیرے کا۔ یہ
 تین مقامات فناء فی الشیخ، فناء فی الرسول اور فناء فی اللہ کے متعلق مختصر تعارف کرایا گیا
 اب اس مبارک شجرہ سے ایسی ہستی جو علم و عرفان حق اور حقیقت و طریقت کے سالار
 تھے کا شجرہ نسب بیان کیا جاتا ہے۔ آپ کا شجرہ نسب مندرجہ ذیل ہے۔

حکیم ملت سید محمود شاہ محدث ہزاروی ابن حضرت سید محبوب علی شاہ ابن حضرت سید فقیر

شاہ ابن حضرت سید نواب شاہ ابن حضرت سید مافظ عمر شاہ ابن حضرت سید محبوب شاہ
 ابن حضرت سید کبیر شاہ ابن حضرت سید معمور شاہ المعروف باقر شاہ ابن حضرت سید
 عالم شاہ ابن حضرت شاہ یار محمد ابن حضرت سید شاہ فقیر محمد ابن حضرت سید رحمت اللہ
 ابن حضرت سید محمود محدث ابن حضرت سید زین العابدین ابن حضرت سید نصیر الدین
 المعروف عبید ابن حضرت سید علی شیر ابراہیم ابن حضرت سید عبدالکریم ابن حضرت سید
 وجیہہ الدین ابن حضرت سید ولی الدین المعروف فتح الدین ابن حضرت سید محمد
 الغازی ثانی ابن حضرت سید سلطان رضاء الدین المعروف ریاض الدین ابن حضرت
 سید سلطان صدر الدین المعروف عبدالوہاب ابن حضرت سید سلطان محمد احمد سابق ابن
 حضرت سید حسین المشہدی ابن حضرت سید سلطان علی عبداللہ امیر بلخی ثم بل بلندی ابن
 حضرت سید عبدالرحمان عرف بلبل شاہ ابن حضرت سید اسحاق ثانی ابن حضرت سید ابو
 الحسن موسیٰ زاہد ابن حضرت سید عباس ابن حضرت سید مصطفیٰ ابن حضرت سید محمد عالم
 ابن حضرت سید عبداللہ قاسم ابن حضرت سید محمد اول ابن حضرت سید اسحاق الموفق ابن
 حضرت سید امام موسیٰ کاظم ابن حضرت سید امام جعفر صادق ابن حضرت سید امام باقر
 ابن حضرت سید امام زین العابدین بن حضرت سید امام حسین رضی اللہ عنہ شہید کربلا
 ابن حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا زوجہ حضرت امیر المومنین موسیٰ کائنات علی
 کرم اللہ وجہہ الکریم بنت آقائے نامہ اراحد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء صلی اللہ علیہ وسلم ورضی
 اللہ عنہم اجمعین۔ حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے
 سلسلہ نسب میں تمام صاحب علم و عرفان ولی کامل گزرے ہیں اور ان میں سے اکثر
 عالم و فاضل ہونے کے علاوہ صاحب کشف و کرامات بھی تھے اور اس تمام سلسلہ میں

تمام کے تمام عقائد باطلہ سے مامون تھے اور ان میں سے اکثر مبلغ اسلام بھی تھے جنہوں نے دنیائے کفر میں اسلام کے چراغ روشن کئے تھے۔ آپ کے خاندان میں سے ایک مشہور بزرگ حضرت سید عبدالرحمان صاحب عرف بلبل شاہ اور آپ کے بیٹے سید علی عبداللہ تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں مشہد سے کشمیر پھر سندھ میں تشریف لے گئے تھے حضرت سید علی عبداللہ کے والد ماجد حضرت سید عبدالرحمان عرف بلبل شاہ صاحب کشمیر میں تشریف لے گئے تھے اور کشمیر کے حکمران آپ کے دست اقدس پر مسلمان ہوئے آپ کا مزار مبارک دریائے جہلم کے کنارے سری نگر کشمیر میں ہے اور آپ کا مزار مرجع خلاق ہے دور دراز۔ وگ فیض روحانی باطنی سے مستفید ہونے کے لئے آتے ہیں اور اپنے دامن کو فیوض و برکات سے بھرتے ہیں۔ حضرت سید علی عبداللہ کے صاحبزادے حضرت سید حسین مشہدی شہاب الدین غوری کے ساتھ ۱۱۹۶ء ہندوستان تشریف لائے تھے اور قطب الدین ایبک نے حضرت سید حسین مشہدی کو اجمیر کا حکمران بنایا اور آپ تقریباً انیس سال وہاں حکمران رہے۔ آپ نے رجب المرجب ۶۰۷ء میں وصال فرمایا آپ کا مزار مبارک اجمیر شریف میں ہے اور وہاں کے لوگ آپ کے مزار راو پینڈی ایبٹ آباد چکوال اور میرپور کشمیر مانسہرہ والے جگہ ان تمام بزرگوں کے مزارات سے مستفید ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان سادات کی مساعی جمیلہ سے اسلام کا بول بالا ہے اور بہت سے غیر مسلموں کو ایمان کی دولت سے مشرف فرمایا۔ حکیم ملت پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے جد اعلیٰ حضرت سید عبدالرحمان شاہ المعروف بلبل شاہ جس وقت کشمیر تشریف لے گئے تھے اس وقت کا حکمران بدھ مذہب کا پیروکار راجہ رچن تھا جب آپ کے ہاتھوں وہ

مسلمان ہوئے تو ان کا اسلامی نام صدر الدین رکھا گیا اور راجہ کے بیٹے کا نام حیدر خان رکھا گیا۔ اس بات کا ذکر سفیر اختر نے اپنی تالیف پبلشر انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز اسلام آباد میں تحریر کیا ہے اس نے اس کتاب کے صفحہ ۳۱ پر یوں تحریر کیا ہے کہ تبتی شہزادہ رنچن نے سید عبدالرحمان بلبل شاہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور صدر الدین کے نام سے حکومت کرتا رہا اس کا بیٹا حیدر خان کم سن تھا۔ جلوہ کشمیر میں ڈاکٹر صابر آفاقی لکھتے ہیں سید عبدالرحمان شاہ عرف بلبل شاہ قدسی سرہ العزیز پہلے مبلغ اسلام ہیں جو اپنے چند مریدوں کے ہمراہ وادی کشمیر پہنچے آپ کا وطن ایران تھا سلسلہ سہروردی اور مذہب حنفی تھا ان کی تبلیغ سے کشمیر کا بدھ راجہ جس کا نام رنچن تھا حلقہ بگوش اسلام ہوا اور صدر الدین کے نام سے حکومت کرتا رہا حضرت سید عبدالرحمان شاہ نے فارسی کو ذریعہ تبلیغ بنایا تھا اور اس طرح وادی میں انہوں نے اس زبان شریف کو رواج دے کر ایران و کشمیر کے تعلقات کو اور مضبوط و مستحکم کر دیا سرزمین کشمیر میں عربی فارسی زبانیں اور اسلامی علوم حضرت عبدالرحمان بلبل شاہ کے دور میں نو مسلموں کی تعداد دس ہزار تک پہنچ چکی تھی آپ نے سری نگر میں ایک مسجد اور مدرسہ بھی تعمیر کیا اور غرباء کے لئے لنگر بھی جاری کیا بعد میں یہ جگہ محلہ بلبل نگر کے نام سے مشہور ہوا۔ حضرت سید عبدالرحمان کے چار صاحبزادے تھے جن کے اسمائے گرامی حضرت سید گل محمد، حضرت سید شاہ عباس، حضرت سید کمال الدین شاہ اور حضرت سید علی عبداللہ جو صاحب سلسلہ ہیں تھے۔ حضرت سید عبدالرحمان بلبل شاہ کے روحانی اثرات اب بھی موجود ہیں عوام اور خواص اس سے مستفید ہوتے ہیں۔ حضرت سید علی مشہدی کے متعلق حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ جامع الخیرات شریف میں تحریر فرماتے ہیں کہ

”حضرت سید عبداللہ جامع کمالات ظاہری اور باطنی تھے۔“ آپ کا وصال شہر بلبند میں ہوا اور وہاں آپ کا مزار مبارک ہے آپ کے پانچ صاحبزادے تھے ایک کا نام حضرت سید اسماعیل دوسرے کا نام سید سلطان محمد تیسرے کا نام حضرت سید صدرالدین چوتھے کا نام حضرت سید بدرالدین اور پانچویں کا نام حضرت سید حسین المشہدی تھا جو حکیم ملت کے سلسلہ نسب میں ہے۔

حضرت سید حسین المشہدی: حضرت سید حسین مشہدی رحمۃ

اللہ علیہ سے حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی رحمۃ اللہ تک چوبیسویں سلسلہ میں کڑی ہے حضرت پیر سید حسین المشہدی کی بزرگی تمام اطراف عالم میں مسلم تھی ہمارے پاکستان میں مسلم کتاب جو بزرگان دین کے حالات پر مرتب ہوئی ہے اس کتاب کا نام انوار اصفیاء ہے اس میں آپ کے مناقب میں یوں تحریر ہے ”حضرت سید حسین المشہدی کا لقب خذنگ سوار تھا آپ بڑے ہی نیک نفس اور پرہیزگار تھے اور اولیاء اللہ میں شامل تھے آپ کی حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ العزیز سے صحبت بڑھی اور آپ حضرت خواجہ ہند غریب نواز قدس سرہ العزیز کے نہایت گرویدہ ہو گئے اور تبلیغ اسلام ہدایت خلق اللہ میں بھی حضرت سید حسین مشہدی قدس سرہ العزیز کی بدولت حضرت خواجہ ہند غریب نواز قدس سرہ العزیز کو بڑی مدد ملی۔“ (انوار اصفیاء صفحہ ۱۶۵) حضرت مولانا محمد اکرم صابری قدسی اقتباس الانوار میں حضرت پیر سید حسین مشہدی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں۔ ”قطب الدین ایبک نے حکومت دہلی کو دار سلطنت قرار دیا اور گردونواح کے علاقوں کو فتح کیا میر سید

حسین مشہدی جو کہ سید حسین خذنگ سوار کے لقب سے مشہور ہے انہیں اجمیر کا حاکم مقرر کیا سید حسین مشہدی مشہد مقدس کے عالی سادات میں سے تھے اپنے آباء و اجداد آئمہ اہل بیت سے نسبت ارادت تھی۔ آپ کمالات ظاہری و باطنی میں بے نظیر تھے لیکن اپنے آپ کو چھپانے کی خاطر انہوں نے اہل دنیا کا لباس اختیار کر رکھا تھا اور دنیا داروں کے لباس میں بزرگان دین سے کسب فیض کرتے تھے اپنے آباؤ اجداد کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے سلطان معز الدین سام جو کہ شہاب الدین غوری کے نام سے معروف ہے اس کے ساتھ جہاد کی نیت سے ہندوستان آئے جب شہاب الدین غوری نے ہندوستان کو فتح کر لیا تو قطب الدین ایبک کو دہلی میں اپنا نائب سلطنت مقرر کیا اور خود اپنے وطن کو واپس چلے گئے لیکن سید حسین مشہدی کو قطب الدین ایبک کی رفاقت کے لئے ہندوستان چھوڑ گئے قطب الدین ایبک نے خود تو دہلی میں اقامت اختیار کی اور میر سید حسین کو اجمیر کا حاکم مقرر کر دیا جو کہ رائے ہتھورا کا پایہ تخت تھا۔ سید حسین مشہدی اجمیر پہنچے اور خواجہ بزرگ معین الدین چشتی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت خواجہ بزرگ سے آپ کو بے حد محبت ہو گئی دونوں بزرگوں کی آپس میں محرمانہ صحبتیں ہونے لگیں اجمیر کے گرد و نواح کے بکثرت لوگ سید حسین مشہدی کی کوشش سے حضرت خواجہ بزرگ کے دستِ اقدس پر مشرف بہ اسلام ہوئے اور آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے اس علاقے کے مشرک اور منکر لوگ میر سید حسین مشہدی سے دینی عداوت رکھتے تھے اور کسی موہن موقع کی تلاش میں تھے جس روز سلطان قطب الدین ایبک کی وفات کی خبر پہنچی سید حسین مشہدی کی فوج اجمیر کے گرد و نواح کے علاقوں میں تعینات تھی سید حسین مشہدی چند لوگوں کے ساتھ اجمیر کے

قلعہ میں رہتے تھے کفار نے موقع غنیمت جان کر کثیر تعداد میں چاروں طرف سے حملہ کر کے سید حسین مشہدی اور ان کے ساتھیوں کو شب تاریک میں شہید کر دیا اور بھاگ گئے جب صبح ہوئی تو حضرت خواجہ معین الدین چشتی کو پتہ چلا کہ آپ اپنے مریدین کے ہمراہ قلعہ پر تشریف لے گئے حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے نماز جنازہ ادا کی اور سید حسین مشہدی اور آپ کے ساتھیوں کو اسی جگہ پہاڑ کی چوٹی پر قلعہ میں دفن کر دیا۔ شیخ عبدالرحمان چشتی مرآة الاسرار کے مصنف کا بیان ہے کہ آپ کا مزار اقدس فیض رسان اور روحانی تسکین کا موجب ہے ہندوستان میں اس قسم کی روح افزاء جگہ کہیں نہیں دیکھی۔ آپ کا تصرف قوی اور عظیم الشان آپ کے مزار اقدس سے ظاہر ہے اس فقیر پر عالم ارواح کی حقیقت قبل از تخلیق از جسد خاکی اور بعد جسد خاکی نیز بہشت اور دوزخ کی حقیقت بمعہ جمیع مراتب منکشف فرمائی۔ نزہۃ الخواطر میں علامہ عبدالحئی بن فخر الدین الحسنی نے آپ کی تاریخ وصال ۷۰۷ھ رجب ۶۰۷ھ درج کی ہے۔ آپ کے آٹھ صاحبزادے تھے ان میں سے ایک کا نام سید شاہ عیسیٰ دوسرے کا نام سید فخر الدین اور تیسرے کا نام سید ابراہیم چوتھے کا نام سید شاہ یتیم پانچویں کا نام سید غیاث الدین چھٹے کا نام سید شیر محمد ساتویں کا نام سید محمد صالح اور آٹھویں کا نام سید سلطان محمد احمد سابق تھا ان میں سے سید سلطان محمد احمد سابق حکیم ملت پیر سید محمد شاہ محدث ہزاروی کے سلسلہ میں ہیں۔ خان آصف نے سوانح سلطان الہند میں بھی حضرت سید حسین مشہدی کا تذکرہ بیان کیا ہے۔ سید ارتضیٰ علی کرمانی نے سیرت پاک حضرت سید عبدالطیف المعروف امام بری سرکار میں بھی کچھ تذکرہ کیا ہے۔

حضرت سید سلطان محمد سابق: حکیم ملت پیر سید محمود شاہ

محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ سے تیسویں سلسلہ میں ہیں۔ آپ بڑے عالم و فاضل شخصیت تھے تقویٰ اور زہد میں لاثانی تھے شریعت اور طریقت میں بے نظیر تھے آپ کے تین صاحبزادے تھے ان میں ایک کا نام حضرت سید شاہ محمد دوسرے کا نام حضرت سید مہر علی شاہ اور تیسرے کا نام سید سلطان صدر الدین المعروف عبدالوہاب تھا آپ نے مشہد میں وصال فرمایا۔

حضرت سید سلطان صدر الدین عبدالوہاب:

آپ کی پیدائش مشہد میں ہوئی۔ آپ بھی اپنے والد ماجد کی طرح علم و تقویٰ میں بے مثل تھے۔ آپ کا وصال بھی مشہد میں ہوا اور وہیں آپ کا مزار ہے آپ کے دو صاحبزادے تھے ایک کا نام حضرت شاہ عبدالوہاب اور دوسرے کا نام سید محمد الغازی ثانی تھا۔

حضرت سید سلطان رضا الدین: آپ کی ولادت مشہد

میں ہوئی۔ آپ کا مزار مبارک مشہد میں ہے۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے ایک کا نام شاہ عبدالوہاب تھا دوسرے کا نام سید محمد عارف ثانی ہے۔

حضرت سید محمد الغازی ثانی: حضرت سید محمد الغازی ثانی ایک

ولی کامل اور باکمال بزرگ شخصیت تھے حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ میں آپ بیسویں تھے آپ بھی عالم فاضل شخصیت تھے اور طریقت میں یکتا تھے۔ آپ نے اپنا علاقہ مشہد چھوڑ کر کشمیر میں تشریف لائے۔ آپ نے کشمیر میں شمع اسلام روشن کی اور تبلیغ اسلام میں مصروف رہے بہت سے لوگوں کو راہ راست پر لائے آپ کا وصال کشمیر میں ہوا اور آپ کا مزار مبارک بھی میر پور کشمیر میں ہے جو مرجع خلائق ہے آپ کے دو بیٹے تھے ایک کا نام سید عبداللہ تھا اور دوسرے کا نام سید ولی الدین تھا۔

حضرت سید ولی الدین المعروف فتح الدین:

حضرت سید ولی الدین رحمۃ اللہ حضرت حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ میں انیسویں نمبر پر تھے۔ آپ میر پور کشمیر میں پیدا ہوئے۔ آپ کمالات ظاہری اور باطنی میں سب سے فائق تھے۔ آپ کا وصال میر پور کشمیر میں ہوا اور وہیں آپ کا مزار مبارک ہے اور وہاں کے لوگ اپنی حاجات میں زیارت مقدسہ کے لئے جاتے ہیں اور آپ کے وسیلہ پاک سے اللہ تعالیٰ جل وعلیٰ سے اپنی مطلوبہ حاجات طلب کرتے ہیں۔ آپ جامع الصفات تھے۔ آپ کا ایک اکلوتا صاحبزادہ تھا جس کا نام حضرت وجیہ الدین تھا۔ آپ صاحب بسلسلہ نسب تھے۔

حضرت سید وجیہ الدین^{رح}: حضرت پیر سید وجیہ الدین ایک

باکمال صاحب سیرت و صورت بزرگ تھے۔ آپ کی ولادت میر پور میں ہوئی اور آپ نے علوم متداولہ وہاں کے جید علماء سے حاصل کئے۔ آپ نے بھی وہاں باطنی

علوم کے دریا بہائے اور بہت سے لوگوں کو باطنی علوم سے فیض یاب کیا۔ آپ کی آنکھوں میں ایک اثر تھا جس سے بد بخت انسان کا دل بھی پگھل جاتا تھا حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزارویؒ جامع الخیرات شریف میں لکھتے ہیں کہ آپ اس قدر صاحب تاثیر اور تصرف اور برکت والے تھے کہ غیر مسلم جب آپ کا چہرہ دیکھتے تو اسلام کی دولت سے مشرف ہو جاتے۔ آپ حکیم ملت محدث ہزاروی کے سلسلہ میں اٹھارویں نمبر پر تھے۔ آپ کا وصال میر پور میں ہوا اور وہیں آپ کا مزار بھی ہے اور دوسرا مزار شریف افغانستان میں بھی ہے۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ ایک کا نام سید محمد میر عبدالقادر تھا اور دوسرے صاحبزادے کا نام سید عبدالکریم تھا جو حضرت حکیم ملت کے سلسلہ میں ہے۔

حضرت سید عبدالکریمؒ: آپ ایک عظیم اخلاق کریمانہ کے مالک تھے اور بہت سے لوگ آپ کے فیوض و برکات سے مستفید ہوئے آپ حکیم ملت محدث ہزارویؒ کے سلسلہ میں سترھویں نمبر پر ہیں۔ آپ کی ولادت میر پور میں ہوئی آپ راولپنڈی آ کر سید کسران میں مقیم ہوئے اور یہیں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے ایک کا نام سید عبدالخالق تھا اور دوسرے کا نام سید شاہ علی شیر ابراہیم تھے جو حکیم ملت محدث ہزاروی کے سلسلہ نسب میں تھے۔

حضرت سید شاہ علی شیر ابراہیمؒ: آپ ایک روحانی شخصیت تھے اور اپنے اسلاف کے کامل نمونہ تھے آپ حکیم ملت محدث ہزاروی کے سلسلہ نسب

میں سولہویں نمبر پر تھے آپ سید کسراں راولپنڈی میں پیدا ہوئے آپ سیالکوٹ بھی تشریف لے گئے آپ کا مزار اقدس چولی کرسال میں ہے۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے ایک کا نام حضرت سید آدم اور دوسرے کا نام حضرت نصیر الدین عبید تھا۔ حضرت سید عبداللطیف امام بری سرکار آپ کی دسویں پشت سے ہیں جن کا مزار نور پور شاہان اسلام آباد میں ہے۔ حضرت شاہ علی شیر ابراہیم سیالکوٹ سے واپس آ کر قصبہ سید تحصیل گوجر خان راولپنڈی میں سکونت پذیر ہوئے آپ کا مزار مبارک چولی کرسال میں ہے جو مرجع خلائق ہے۔

حضرت سید نصیر الدین عبید: حضرت سید نصیر الدین عبید میر

پور میں پیدا ہوئے اور علوم ظاہری اپنے وقت کے جید علماء سے حاصل کئے باطنی علوم میں بھی آپ مہارت رکھتے تھے۔ آپ حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ نسب میں پندرہویں نمبر پر تھے۔ آپ حضور انور ﷺ کے اسوہ حسنہ کے کامل نمونہ تھے آپ سیرت اور صورت میں سب سے نمایاں تھے۔ آپ کے سات صاحبزادے ہوئے ان میں سے ایک کا نام سید حبیب اللہ دوسرے کا نام سید رحمت اللہ تیسرے کا نام سید محمد حسین چوتھے کا نام سید نعمت اللہ پانچویں کا نام سید عنایت اللہ قاسم تھے اور چھٹے کا نام حضرت سید اسماعیل تھا اور ساتویں کا نام حضرت سید زین العابدین تھا جو صاحب سلسلہ تھے۔

حضرت سید زین العابدین المعروف زین شاہ: آپ

ولی کامل عارف زمانہ تھے۔ حضرت حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ نسب میں چودھویں نمبر پر تھے۔ آپ صاحب تقویٰ عالم و فاضل شخصیت تھے۔ آپ فقیر منش انسان تھے نہ خود مال جمع کرتے اور نہ دوسروں کو مال جمع کرنے کی ترغیب دیتے تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت میرپور میں ہوئی۔ آپ کے صاحبزادے سید احمد رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سات واسطوں سے حضرت سید شاہ چمن چراغ رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ حضرت سید زین العابدین کے آٹھ صاحبزادے تھے پہلے کا نام حضرت سید احمد دوسرے کا نام حضرت شاہ سید علی اور تیسرے کا نام حضرت سید اکبر شاہ تھا چوتھے کا نام حضرت سید شاہ معصوم پانچویں کا نام حضرت سید حمید اور چھٹے کا نام حضرت سید باقر تھا ساتویں کا نام حضرت سید محمد تھا اور آٹھویں حضرت سید محمود قدس سرہ تھے حضرت حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ جامع الخیرات میں لکھتے ہیں کہ آپ کی برکت و تبلیغ سے بے شمار لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے حتیٰ کہ آپ امام الصالحین کے نام سے یاد کئے گئے۔ آپ علاقہ چکوال، گوجران، جہلم اور ہزارہ میں مرجع خاص و عام تھے مشکلات ظاہر و باطن میں قضائے حاجات حل مشکلات آپ کی ذات سے متعلق ہونا مشہور ہے آپ کا شمار اکابر اولیاء میں ہوتا ہے آپ صاحب احوال و مقامات و صاحب مکاشفات و مشاہدات تھے۔ آپ کا مزار مبارک ضلع کچہری چکوال شہر کے باہر متصل واقع ہے۔ آج کل آپ کا مزار محکمہ اوقاف کے زیر نگرانی ہے۔

حضرت سید محمود: آپ اپنے اسلاف کا کامل نمونہ تھے۔ عارف اور ولی کامل تھے آپ حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ کے نسب میں تیرھویں نمبر پر ہیں۔ آپ نے ہمیشہ کلمہ حق کے لئے جہاد کیا تھا آپ نے اسلام کی خاطر ہر قسم کی مشکلات کاٹیں آپ کے پانچ صاحبزادے تھے۔ پہلے کا نام سید ابراہیم دوسرے کا نام سید قاسم اور تیسرے کا نام سید حسین علی تھا چوتھے کا نام حضرت سید چراغ اور پانچویں کا نام سید رحمت اللہ تھا۔ آپ کا مزار مبارک بھی اپنے والد ماجد کے مزار کے ساتھ چکوال شہر ضلع کچہری میں ہے۔

حضرت سید رحمت اللہ: آپ موضع سید کسرال ضلع راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔ آپ مستجاب الدعوات تھے۔ تقویٰ اور علم میں یکتا تھے۔ قرآن و حدیث پر کامل عبور رکھتے تھے۔ آزادی وطن کے لئے بھی علم بلند کیا تھا۔ آپ حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ کے سلسلہ نسب میں بارہویں نمبر پر ہیں حکیم ملت محدث ہزاروی جامع الخیرات میں آپ کے متعلق تحریر کرتے ہیں۔ حضرت سید رحمت اللہ قدس سرہ العزیز علم و تقویٰ اور کمالات ظاہر و باطن میں آفتاب زمانہ تھے۔ آپ مستجاب الدعوات اور کشف و کرامات بزرگ تھے۔ آپ کے نو صاحبزادے تھے جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

- (۱) سید شاہ شمس۔ (۲) سید عبدالباقی۔ (۳) سید عبدالاعظم۔ (۴) سید عبدالسلام۔
- (۵) سید طاہر۔ (۶) سید عبدالخیر۔ (۷) سید فقیر محمد جو حکیم ملت کے سلسلہ میں ہیں۔

آپ کا وصال سید کسرال میں ہوا۔ آپ کا مزار مبارک سید کسرال سے ایک کلومیٹر دور کافی اونچی جگہ قبرستان میں واقع ہے۔ اس جگہ کا نام جھنڈا ہے۔ آپ کا مزار مبارک بھی مرجع خاص و عوام ہے لوگ دور دراز سے وہاں فاتحہ کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور آپ کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں۔

حضرت سید شاہ فقیر محمد: آپ موضع سید کسرال میں پیدا ہوئے

آپ سلسلہ نسب میں حکیم ملت پیر سید محمود شاہ کے گیارہویں نمبر پر ہیں۔ آپ فقیر اور علم میں یکتائے روزگار تھے۔ دینی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی۔ آپ نے علم کی شمع اس علاقے میں روشن کی اور بہت سے لوگ راہ راست پر آگئے۔ آپ کا مزار مبارک حویلیاں کے نزدیک نالہ دوڑ کے کنارے موضع سیداں لڑی میں ایک پہاڑی کی چوٹی پر واقع ہے۔ موضع سیداں لڑی دراصل دو گاؤں ہیں آپ کا مزار موضع سیداں میں واقع ہے۔ آپ کے چار صاحبزادے تھے ایک کا نام سید تکی تھا دوسرے کا نام سید شاہ محمد تھا اور تیسرے کا نام سید عبدالمجید تھا اور چوتھے کا نام سید شاہ یار محمد تھا جن کا مزار اقدس کھٹیاں ضلع ایبٹ آباد میں ہے۔

حضرت سید شاہ یار محمد: آپ موضع سید کسرال ضلع راولپنڈی میں

پیدا ہوئے۔ آپ حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ نسب میں دسویں نمبر پر ہیں آپ نے دینی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ حکیم ملت محدث ہزاروی

رحمۃ اللہ علیہ جامع الخیرات شریف میں حضرت سید شاہ یار محمد کے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ آپ علم و فضل میں یکتا ہوئے تبلیغ اسلام و ہدایت خلق میں عمر بسر کر دی لا تعداد لوگ آپ کے ارادت مند خاص تھے ملک کے گوشہ گوشہ سے تشنگاں علم و عرفان آ کر اپنی پیاس بجھاتے اور جی بھر کر سیراب و فیض یاب ہوتے۔ آپ نے وہاں سے ہجرت کر کے ایبٹ آباد سے اٹھارہ کلومیٹر دور کھٹیا لہ گلی کھامرہ کے مقام پر پہاڑوں کے درمیان رہائش اختیار کی۔ آپ کے سات صاحبزادے ہوئے جن کے اسماء عظام مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) سید نعمت شاہ۔ (۲) سید جلال شاہ۔ (۳) سید عبداللہ شاہ۔ (۴) سید عارف شاہ۔ (۵) سید مرد۔ (۶) سید فقیر شاہ۔ (۷) سید عالم شاہ۔ آپ کا وصال بھی کھٹیا لہ میں ہوا۔ آپ کے مزار پر گنبد بنا ہوا ہے جو مرجع خلائق ہے۔

حضرت سید عالم شاہ: آپ اپنے زمانہ میں علم و عرفان میں یکتائے

زمانہ تھے آپ حکیم ملت محدث ہزاروی کے سلسل نسب میں نویں نمبر پر ہیں۔ آپ نے فقیر اور طریقت کا راستہ اختیار کیا اور اپنے والد ماجد کی مسند ارشاد پر سجادہ نشین رہے بہت سے لوگوں کو راہ ہدایت دکھائی۔ آپ کے تین صاحبزادے تھے پہلے کا نام سید معمور شاہ المعروف باقر شاہ دوسرے کا نام سید کبیر شاہ تیسرے کا نام سید رسول تھا۔ حضرت سید عالم شاہ کا مزار مبارک حویلیاں سے تیرہ کلومیٹر دور موضع سنگر میں واقع ہے۔

سید معمور شاہ المعروف باقر شاہ: آپ کی ذات ستودہ

صفات ہے اور اپنے زمانہ کے ممتاز اولیاء میں شمار کئے جاتے ہیں۔ آپ حکیم ملت کے سلسلہ نسب میں آٹھویں نمبر پر ہیں۔ حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ جامع الخیرات شریف میں آپ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت معمور شاہ قدس سرہ العزیز علم و تقویٰ میں مشہور عالم تھے لقب باقر پانے کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ مختلف علوم میں وسعت نظر کے مالک تھے اور انہیں خوب فصاحت و بلاغت سے بیان فرماتے۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے ایک کا نام سید نبی شاہ جن کا مزار مبارک موضع شربائی میں ہے اور دوسرے کا نام حضرت سید کبیر شاہ تھا جن کا مزار مبارک موضع سنگر نزد کوکل علاقہ تناول میں ہے۔ حضرت سید معمور شاہ المعروف باقر شاہ کا مزار مبارک مانسہرہ سے تقریباً بیس کلومیٹر کھواڑی روڈ پر ٹاہلی سیداں میں واقع ہے۔

حضرت سید کبیر شاہ: آپ موضع سنگر میں پیدا ہوئے آپ عالم و

فاضل شخصیت تھے آپ سلسلہ نسب میں حکیم ملت محدث ہزاروی سے ساتویں نمبر پر ہیں۔ آپ نے اپنے علاقہ میں علم و معرفت کی شمع روشن کی اور بہت سے لوگ راہ راست پر آگئے۔ آپ کا مزار مبارک بھی موضع سنگر کے پرانے قبرستان میں ہے جو مرجع خلائق ہے۔

حضرت سید محبوب شاہ: آپ کی پیدائش بھی موضع سنگر میں ہوئی

آپ حکیم ملت کے سلسلہ نسب میں چھٹے نمبر پر ہیں۔ آپ موضع سنگر سے ہجرت کر کے موضع داتہ میں آئے یہ گاؤں ایبٹ آباد سے مانسہرہ کو آنے والی سڑک پر قلندر آباد سے دائیں طرف تقریباً تین کلومیٹر کے فاصلے پر دامن کوہ میں واقع ہے۔ آپ اپنے اسلاف کے کامل نمونہ تھے۔ آپ کے مزار مبارک موضع داتہ سے باہر پہاڑوں کے درمیان واقع ہے۔ وہاں کے لوگ آپ کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔

حضرت سید حافظ عمر شاہ: آپ بڑے عالم فاضل شخصیت

تھے۔ قرآن مقدس کے حافظ تھے اور حکیم ملت کے سلسلہ نسب میں پانچویں واسطہ پر ہیں آپ نے دین کی بہت خدمت کی۔ آپ موضع داتہ میں پیدا ہوئے پھر آپ موضع داتہ سے ہجرت کر کے موضع نڑو کہ تشریف لائے۔ آپ کے سات صاحبزادے تھے ایک کا نام سید شاہ رسول اور دوسرے کا نام سید سلطان شاہ تیسرے کا نام سید برکت اللہ شاہ چوتھے کا نام سید نور شاہ پانچویں کا نام سید فقیر شاہ اور چھٹے کا نام سید نظام شاہ اور ساتوں کا نام سید نواب شاہ تھا۔ آپ کا مزار مبارک موضع نڑو کہ میں ہے۔ لوگ آپ کو باجی صاحب کے نام سے یاد کرتے ہیں ہزارہ کی زبان میں باجی سید کو کہا جاتا ہے۔

حضرت سید نواب شاہ: آپ کی پیدائش موضع نڑو کہ ضلع مانسہرہ میں

ہوئی۔ آپ نے تمام مروجہ دینی علوم حاصل کئے اور طریقت و حقیقت کے رموز کے

ماہر تھے۔ آپ حکیم ملت کے سلسلہ نسب میں چوتھے واسطہ پر ہیں۔ آپ کا ایک صاحبزادہ تھا جس کا اسم گرامی حافظ فقیر شاہ ولی محدث تھا ان کا مزار گوجری ضلع ایبٹ آباد میں ہے۔ آپ کا وصال موضع بہوس ضلع مانسہرہ میں ہوا۔ آپ کے مزار اقدس پر عالی شان عمارت تعمیر ہے۔

حضرت سید حافظ فقیر شاہ ولی محدث: آپ جامع

الصفات کے مالک تھے۔ فقر آپ کے خون میں رچا ہوا تھا۔ آپ حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ نسب میں تیسرے واسطہ پر ہیں آپ بھی ظاہری اور باطنی علوم سے مزین تھے آپ محدث تھے احادیث بنویہ میں آپ کامل دسترس رکھتے تھے۔ آپ نے اپنے علاقے سے سر بھنہ ہجرت فرمائی سر بھنہ میں آپ کا دل نہ لگا اور وہاں سے بائیں گوجری کو ہجرت فرمائی یہ جگہ ایبٹ آباد سے تقریباً بیس کلومیٹر دور شیروان روڈ پر پہاڑوں کے درمیان واقع ہے۔ جب آپ کا وصال ہوا تو پہاڑی کے نالہ کے قریب دفن کیا کچھ عرصہ بعد آپ نے لوگوں کو خواب میں بتایا کہ مجھے اس جگہ سے نکال دو اور میری بیٹھک میں دفن کر دو لہذا آپ کے حکم سے نکال کر وہاں دفن کرایا گیا۔ آپ کے تین صاحبزادے تھے ایک کا نام حضرت سید محبوب علی شاہ قدس سرہ تھے جن کا مزار مبارک خانقاہ محبوب آباد میں ہے۔ دوسرے صاحبزادے کا نام سید چن پیر تھا آپ کا مزار مبارک متصل ڈھیریاں نزد گاؤں حویلیاں میں ہے۔ تیسرے صاحبزادے کا نام حضرت سید ولایت شاہ تھا مزار مبارک ریلوے اسٹیشن حویلیاں کے نزدیک قبرستان میں ہے۔

خواجہ سید محبوب علی شاہ: حضرت خواجہ سید محبوب علی شاہ چشتی

المعروف شاہ جہان حکیم ملت پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد تھے۔ آپ موضع سر بھنہ ضلع ایبٹ آباد کے اہل میں پیدا ہوئے۔ جب آپ کے والدین موضع سر بھنہ سے نقل مکانی کر کے بائیں گوجری آگئے تو آپ نے اپنے والد ماجد سے علوم دینیہ حاصل کئے۔ آپ حضرت سلطان اول اولیاء شاہ سلیمان تونسوی کے خلیفہ خواجہ اللہ بخش تونسوی سے بیعت ہوئے اور بہت جلد آپ خلافت چشتیہ سے سرفراز ہوئے۔ اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد بائیں گوجری سے نقل مکانی کر کے موضع سوہلن علاقہ کاچھڑ ہزارہ میں وارد ہوئے۔ پھر آپ ۱۹۰۱ء میں علاقہ سوہلن سے ہجرت کر کے حویلیاں تشریف لائے اور یہاں ٹڈمیرہ موجودہ محبوب آباد شریف میں زمین خریدی مسجد اور مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ آل احمد رضوی اپنی کتاب عظمت رفتہ میں تحریر کرتے ہیں کہ آپ سالکان طریقت کیلئے ایک رہبر منزل شناس اور اسرار حقیقت جاننے والوں کے لئے مرشد حقیقت شناس تھے۔ تذکرہ علماء و مشائخ سرحد میں حضرت پیر سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی لکھتے ہیں کہ آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں شہباز طریقت خواجہ اللہ بخش تونسوی کے خلیفہ اعظم تھے۔ حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ جامع الخیرات شریف میں لکھتے ہیں۔ ملک کے طول و عرض کوہ صحرا میں آپ کے فیوض و برکات کا شہرہ اور کرامات کا چرچا ہے آپ جس بستی میں قدم رنجہ فرماتے حق تعالیٰ اس سے ہر قسم آفات و بلیات دور فرمادیتا۔ علم و حکمت تقویٰ و زہد چلہ کشی میں شہرت پائی شجاعت میں نامور تھے۔ آپ کے چھ صاحبزادے تھے ایک

کا نام سید علی اکبر شاہ دوسرے کا نام حضرت سید احمد شاہ تیسرے کا نام حضرت سید محرم
 شاہ چوتھے کا نام حضرت سید ابو نعیم قاضی شاہ محدث پانچویں کا نام حضرت سید غازی
 شاہ اور چھٹے کا نام حضرت حکیم ملت پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی تھا۔ آپ علم و تقویٰ
 میں ثانی نہیں رکھتے تھے۔ آپ ۸ رمضان المبارک بروز دوشنبہ بوقت ظہر ۱۳۵۶ھ
 میں لفظ اللہ پر واصل باللہ ہوئے۔ تاریخ وصال مغفور برآمد ہوتی ہے۔ حضرت سید
 محبوب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے سید ابو نعیم عبد
 قاضی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ہوئے۔ حضرت سید ابو نعیم عبد قاضی شاہ رحمۃ اللہ علیہ
 جمیع سلاسل قادریہ چشتیہ اور نقشبندیہ میں خصوصاً خلیفہ مجاز ہوئے۔ حضرت خواجہ
 میروی حضرت خواجہ عبدالرحمان چھوہروی اور حضرت خواجہ پیر سید جماعت علی شاہ
 محدث علی پوری سے آپ نے خلافت و اجازت عامہ پائی۔ آپ اپنے دور کے مقتدر
 علماء میں شمار ہوتے تھے۔ حضرت پیر سید ابو نعیم عبد قاضی شاہ صاحب ۹ محرم دوشنبہ
 ۱۳۷۳ھ میں بمطابق ۱۹۵۴ء میں وصال فرما گئے۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت پیر سید
 محمود شاہ محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی۔ آپ کا مزار مبارک اپنے والد ماجد
 کے مزار مبارک کے ساتھ خانقاہ محبوب آباد شریف میں ہے جو مرجع خواص و عوام
 ہے۔ آپ کے بعد حضرت حکیم ملت پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ سجادہ
 نشین ہوئے۔

عارف ربانی مجدد دوران حضرت حکیم ملت

پیر محمود شاہ صاحب محدث ہزارویؒ

عارف ربانی ولی کامل مجدد دوران حکیم ملت حضرت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ وہ ہستی ہے جس کے متعلق علامہ اقبال کا یہ شعر آپ کے حق میں صادق ہے:

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دید و پیدا

سادات کرام کے خانوادہ میں یہ عظیم ہستی بوقت سحر بروز دوشنبہ شعبان المعظم ۱۲۹۳ھ بمطابق ۱۸۷۲ء موضع سوہلن علاقہ تناول ضلع ایبٹ آباد میں پیدا ہوئی۔ یہ علاقہ حویلیاں سے شمال کی طرف کوکل برسین روڈ براستہ بانڈی صاحب خان دس کلومیٹر کے فاصلے پر ایک پہاڑ پر واقع ہے جس وقت حضرت پیر سید محبوب علی شاہ قدس سرہ العزیز ۱۹۰۱ء میں موضع سوہلن سے ہجرت کر کے حویلیاں ہزارہ تشریف لائے تو اس وقت ٹر میرہ موجودہ محبوب آباد تشریف میں حضرت محدث ہزارویؒ بھی اپنے والد ماجد کے ساتھ تشریف لائے۔ موضع سوہلن کا وہ مکان جہاں آپ کی پیدائش ہوئی تھی ملک عبدالرحمان پر ۱۹۳۶ء میں فروخت کیا تھا ملک عبدالرحمان کا انتقال ۱۹۷۵ء

میں ہوا تھا۔ یہ ہستی جب سادات خاندان میں تشریف لائی تو گھر اور خاندان میں چار چاند لگ گئے خیر و برکت کے دروازے کھل گئے آپ بالکل دوسرے بچوں سے اخلاق و اطوار میں مختلف تھے جب گھر میں دوسرے بچے کھیل کود میں وقت ضائع کرتے تو آپ زیادہ اوقات اپنے والد ماجد اور برادر بزرگوار ابو نعیم عبد قاضی شاہ صاحب کے ساتھ گزارتے اور ان کے اطوار اور طرق کو مشاہدہ کرتے۔ جب آپ کی عمر تحصیل علم کے قابل ہوئی تو آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار حضرت پیر سید محبوب علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے شروع کی۔ آپ نے دورہ حدیث شریف تک اپنے والد ماجد اور برادر محترم سے تحصیل علم کیا اور دورہ حدیث شریف کی سند ان سے بھی حاصل کی۔ دوران تحصیل علم دورہ حدیث میں کچھ ایسی پریشانیاں حائل ہوئیں کہ آپ کا دل مبارک ان پریشانیوں سے پریشان ہوا۔ ایک دن جب آپ اپنے دولت خانہ میں تشریف لے گئے تو آپ کی والدہ ماجدہ نے وجہ پریشانی دریافت فرمائی تو آپ نے وہی پریشانیاں اس خاتون مبارکہ کو بتادیں چونکہ آپ کی والدہ ماجدہ تو نمونہ فاطمہ الزہراء تھی تو اس نیک بخت خاتون نے اپنے صاحبزادے کے لئے دعا فرمائی کہ اے خالق کون و مکان عالم و خبیر اور قادر مطلق میرے اس فرزند پر ظاہر و باطن کے جملہ علوم آسان فرمادے۔ دعاؤں کا اثر تو ہوتا ہی ہے اور پھر سادات کی خاتون اور علم و فضل کی مجسمہ جب دعا مانگتی وہ کس طرح رد ہو سکتی تھی۔ حضرت حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ اس کے بعد فقیر نے جب بھی کوئی کتاب ہاتھ میں پکڑی صرف سرسری نظر دوڑانے سے اس کتاب کے جملہ مندرجات مجھ پر ظاہر ہوتے اور جب کسی جگہ تبلیغ و ارشاد میں مشغول ہوتا تو خود بخود اس کتاب کے حوالے سامنے آ جاتے۔

پاکستان میں ہمارے سامنے دو ایسی ہستیاں گزری ہیں کہ ان دونوں نے تحصیل علم اپنے برادران معظم سے کی اور طریقت میں بیعت بھی ان سے کی اور ان دونوں کے علم ظاہر اور باطن سے تمام دنیا حیران ہے کہ یہ لدنی علم کیسے ان دونوں کو حاصل ہوا۔ ان دونوں ہستیوں میں ایک ہمارے پیر و مرشد حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور دوسری ہستی حضرت سید سعید احمد کاظمی ملتان والوں کی تھی جس کے علم کی وجہ سے وہ اسلامی یونیورسٹی بہاولپور میں شیخ الحدیث کے عہدے پر فائز تھے اور آپ کی حدیث فہمی سے دیوبندی اور اہل حدیث و بریلوی تمام ان کے علم و عرفان کے معترف تھے۔ تحصیل علم کے بعد آپ نے دارالعلوم حزب الاحناف میں حضرت پیر سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے تحصیل علم میں مزید استفادہ فرمایا اور وہاں سے بھی آپ نے سند تکمیل حاصل کی جب مزید شوق دامن گیر ہوا تو آپ حزب الاحناف مراد آباد میں تشریف لے گئے اور حضرت علامہ مولانا نعیم الدین مراد آبادی سے بھی فقہ و حدیث میں عبور حاصل کیا۔ آپ اس دوران ہندوستان کے دیوبندی مکتبہ فکر کے مشہور دارالعلوم مظاہر العلوم میں بھی تشریف لے گئے۔ اس دوران ایک سید زادے کا ایک واقعہ بھی ہے کہ اس دارالعلوم میں ایک سید زادہ بھی پڑھتا تھا اس کے پاس سردیوں سے بچنے کے لئے کوئی انتظام نہ تھا آپ اپنے بستر میں اس سید زادے کو سلا دیتے اور خود مسجد میں جا کر اپنے آپ پر گھاس وغیرہ ڈال کر رات گزارتے چونکہ آپ شب خیزی میں رات بسر کرتے اس لئے کسی کو یہ راز معلوم نہ ہو سکا اور کئی مہینوں تک یہ معمول جاری رہا آپ دہلی اور الور کے دینی مدارس میں بھی تشریف لے گئے رام پور میں مولانا عبدالصمد رام پوری تاشقندی سے بھی علوم دینیہ حاصل کرتے رہتے اور

حضرت العلامة مولانا محمد اسماعیل کوکلی سے استفادہ فرمایا۔

درس و تدریس: علم کا معنی جاننا ہے جس وقت کوئی مومن فرد کامل اللہ

تعالیٰ کے کلام سے آگاہ ہو کہ قرآن مقدس کے رموز و ارشادات کو سمجھے تو وہ عالم کہلانے کا مستحق ہے۔ قرآن مقدس کے بعد دوسرا مرتبہ احادیث نبویہ کا ہے اگر کوئی مومن قرآن مقدس کے علم سے اپنے سینے کو منور کر لے تو پھر اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام سے وہ کس طرح واقف نہ ہوگا۔ قرآن مقدس کے جملہ علوم کے ماہر کو مفسر اور احادیث کے علوم و فنون کے ماہر کو محدث کہا جاتا ہے چونکہ آپ مفسر اور محدث دونوں تھے اس لئے آپ نے قرآن مقدس کا ترجمہ مبارک بنام دستور حق دنیائے اسلام کو پیش کیا اور پھر احادیث نبویہ میں آپ کی بہت سی تصانیف دنیائے اسلام کے سامنے ہیں۔ آپ جس وقت علوم دینیہ کے حصول سے فارغ ہوئے تو آپ نے ہر وقت اور لمحہ کو درس قرآن و حدیث کے لئے وقف کیا اور طلباء اور علماء نے آپ سے دین حق کو سیکھا جس وقت آپ کے بردار معظم ابو نعیم پیر عبد قاضی شاہ صاحب محدث زندہ تھے تو آپ نے کوہاٹ کی طرف ہجرت کی اور کوہاٹ چھاؤنی کے علاقہ میں درس و تدریس میں مشغول ہوئے۔ فقیر راقم الحروف نے آپ کا وہ مکان جہاں آپ رہائش پذیر تھے دیکھا ہے اور وہاں کے لوگوں سے یہ بھی سنا ہے کہ یہاں ایک عالم و مفتی اور مفسر و محدث ہستی رہتی تھی۔ کوہاٹ اور پاکستان کے دور دراز علاقوں کے طالب حق لوگوں اور طلباء و علماء کی علمی تشنگی کو سیراب کیا۔ یہاں تک کہ عامل کامل گھمکول شریف کے پیر صاحب جن کو زندہ پیر صاحب کے نام سے لوگ

پہنچاتے ہیں جو اب دنیائے فانی سے وصال کر چکے ہیں۔ ہمارے پیر و مرشد حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کئی دفعہ لوگوں نے پوچھا تو آپ نے ان کو بتایا کہ وہ محدث ہیں اور کیا تم کو محدث کا رتبہ معلوم ہے کہ محدث کیا ہوتا ہے۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کے کلام اور معلم و مقصود کائنات ﷺ کے کلام کے جاننے والا ہوتا ہے۔ تم دوسرے پیر اور بزرگ و مفتی و عالم کی طرف نہ سوچو بلکہ اللہ تعالیٰ کے اسی نیک مقبول بارگاہ فقیر کی خدمت میں حاضری دو۔ آپ کے درس و تدریس کا سلسلہ اتنا وسیع ہو گیا کہ دور دراز کے مشہور و معروف پیران عظام اور علماء کرام آپ کی ملاقات کے لئے بے تاب رہتے۔ یہاں تک کہ ہمارے صوبہ سرحد کے مشہور عاشق رسول ﷺ حاجی محمد امین صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو مجاہد بھی تھے آپ کے پاس استفادہ کے لئے تشریف لاتے اور آپ کے درس و تدریس کو بھی سنتے۔

حاجی محمد امین کا حکیم ملت کے ساتھ دلی لگاؤ

حاجی محمد امین صوبہ سرحد میں ایک عاشق رسول ہو گزرے ہیں اور عوام اور خواص میں آپ کے عشق نبوی کے متعدد قصے مشہور ہیں۔ آپ نے پوری زندگی تبلیغ حق اور وعظ میں گزاری ہے۔ بغیر جو توں کے چلتے اگر موسم گرم ہوتا اور آپ کے پاؤں کو گرمی کی وجہ شدید تکلیف بھی ہوتی تو آپ وہ تکلیف برداشت کرتے اور اس سلسلے میں آپ نے پشتو زبان میں ایک نعت بھی تحریر کی ہے جس کا ایک بند یہ ہے۔

زیر گئے ستر گئے لگہ وہ دقدم لارہ نہ دہ

حضرت پرے ایخی قدمونہ دو سرہ خوارہ نہ دہ

اے دل آنکھوں سے مشاہدہ کرو کہ یہ راستہ تمہارے لئے پاؤں سے چلنے کا نہیں ہے۔
 اس پر ہمارے حضور انور ﷺ نے مبارک قدم رکھے ہیں یہ اتنا معمولی رتبے کا راستہ
 نہیں۔ یہ عشق و محبت کی باتیں ہیں جو کہ ایک عاشق ہی جان سکتا ہے اگر کسی کے دلم میں
 عشق نبوی نہ ہو تو وہ کیا سمجھے گا ان رموز کو یہی عاشق رسول حاجی محمد امین رحمۃ اللہ علیہ
 آگے مزید فرماتے ہیں

پہ دمے کو خو کنس بہ جبرئیل علیہ السلام خپے ابلہم

لہ شوقہ تلو رورہ ستاد خپو د پارہ نہ دە

چہ د حرم پہ زمکہ ز مے قدم او ستر گے نہ ردے

زرہ د زخمی نہ دمے سینہ د ہم بیمارہ نہ دە

کتاب سبحان اللہ مطبوعہ ۱۳۷۶ھ

ان کو چوں میں حضرت جبرائیل علیہ السلام بغیر جوتوں کے آتے جاتے تھے اور حضور
 انور ﷺ کے دیدار کے لئے بے تاب رہتے تو یہ تمہارے پاؤں کے جوتوں کے لئے
 نہیں۔ جب تم حرم شریف کی زمین پر قدم رکھتے ہو اور آنکھیں نہیں بچھاتے تو کیا
 آپ کا دل زخمی نہیں ہے اور سینہ بھی عشق میں بیمار نہیں ہے اردو زبان میں آپ کی نعت
 کے کچھ شعر مندرجہ ذیل ہیں۔

پیا سو! کیوں تڑپتے ہو نہ جاتے کیوں ہو کوثر کو

محمد مصطفیٰ کوثر کنارے پر کھڑے ہوں گے

مزه کیا ہو کہ حضرت سامنے اللہ کے ہودے

مجھے شوق زیارت سے تڑپنا رونما ہوگا

کوئی جا کر رسول اللہ کو اتنا عرض کر دے
کہ تمہارا وہ گدا کب تک اکیلا اور جدا ہوگا

(گلزار مدینہ)

حضرت حاجی محمد امین قادری سلسلہ کے بزرگ ہو گزرے ہیں اور بہت سی کتب کے
مؤلف بھی ہیں ان میں چند کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

دیوان مداح۔ گلزار مدینہ۔ بہار مدینہ۔ انوار مدینہ۔ الحمد للہ۔ سبحان اللہ۔ اسرار سبحان
ربی الاعلیٰ۔ منازل عقبیٰ۔ تحفۃ الحبیہ فی فضیلتہ الصلوٰۃ علی الشرف البریہ۔ روضۃ
الحبیب۔ گلستہ مدینہ منورہ۔ گلستہ مصطفویٰ۔ تحفۃ الحرمین وغیرہ یہ تمام کتابیں حضور
انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق و محبت میں لکھی گئی ہیں۔ حضرت حاجی محمد امین مجاہد
اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ہمارے پیر و مرشد حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی
رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ دلی لگاؤ تھا جب وہ کوہاٹ آتے تو ہمارے حضرت حکیم ملت
محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں شامل ہوتے اور آپ کو اپنے اشعار سناتے
خود بھی روتے اور سامعین کو بھی رُلا دیتے۔ پھر ہمارے حضرت حکیم ملت محدث
ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار عشق و محبت سنتے اور جھوم جھوٹ کر عشق و محبت میں
تڑپتے۔ ہمارے پیر و مرشد حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے اس فقیر راقم
الحروف کو یہ بھی بتایا کہ ایک دن حضرت حاجی محمد امین (رحمۃ اللہ علیہ) نے مجھے اپنی
بیٹی کے رشتہ کی بھی پیشکش کی تھی مگر میں نے یہ عذر شرعی پیش کیا کہ ہم صرف اپنے
سادات خاندان ہی میں رشتہ کرتے ہیں۔ اپنی بیٹی کے رشتہ کے لئے عرض کرنا اس
بات کی دلیل ہے کہ ہمارے پیر و مرشد حکیم ملت محدث ہزاروی کے ساتھ ان کو کس قدر

دلی لگاؤ تھا اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درس و تدریس کی شہرت تمام علاقوں میں پھیل گئی بہت سے لوگ آپ کے درس و تدریس سے مستفید ہوتے رہتے۔ جب آپ کو ہاٹ میں سکونت پذیر تھے تو آپ کا جن لوگوں نے ساتھ دیا تھا ان میں سے حاجی عبدالعزیز سپرنٹنڈنٹ ڈی سی آفس کو ہاٹ بھی تھے جو حضرت امیر الملت محدث علی پوری پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ پھر بعد وصال شیخ آپ نے حکیم ملت پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی سے رشتہ روحانی جوڑا اور حضرت حاجی عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حاجی محمد صدیق جو ابھی تک بقید حیات ہیں نے حضرت حکیم ملت محدث ہزاروی کا پورا پورا ساتھ دیا۔ حاجی محمد صدیق کا ایک صاحبزادہ ہے جن کا اسم گرامی محمد طفیل ہے اب وہ جوہری پلانٹ اسلام آباد میں اچھی پوسٹ پر ملازم ہیں۔ ان کی تعلیم ایم ایس سی تک ہے اور حضرت حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی بہت سی کتب قلم بند کرنے میں حضرت صاحب کا بہت ساتھ دیا جب بھی وقت ملتا حضرت صاحب سے استفادہ کرتے اور آپ کے ملفوظات کو قلم بند کرتے۔ حضرت صاحب بھی آپ سے بے پناہ محبت رکھتے اور آپ کو پروفیسر صاحب کے لقب سے یاد فرماتے۔ اس فقیر راقم الحروف کا حضرت حکیم ملت کے ساتھ رابطہ اور تعلق کا سبب بھی یہی محمد طفیل صاحب ہیں کیونکہ جس وقت یہ فقیر دارالعلوم غوثیہ پشاور میں مدرس تھا تو محمد طفیل صاحب نے حضرت صاحب کی کچھ کتب ملفوظ محمود اور حفظ الاحناف وغیر لائے فقیر نے جب مطالعہ کیا تو ملاقات کا شوق پیدا ہوا اور کچھ مدت بعد حضرت حکیم ملت محدث ہزاروی کی ملاقات سے مشرف ہوا اور بیعت کی۔ اس بیعت کا سبب بھی محمد طفیل قادری ہے۔ فقیر راقم

الحروف کے ساتھ محمد طفیل قادری کا بھی قلبی لگاؤ ہے لیکن فقیر کے دل میں تو آپ کیلئے بے پناہ محبت ہے۔ جب آپ کا چہرہ دیکھتا ہوں مجھے حضرت صاحب کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ محمد طفیل قادری ایک مخلص اہل قلم ہے۔ آپ نے تذکرہ غوثیہ نامی کتاب بھی مرتب کی ہے جو حضرت غوث صمدانی شہباز لامکانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ ہے فقیر نے اس کتاب کو شائع کیا ہے۔ دنیا میں ایسے مخلص لوگ بہت کم ہیں اس خاندان کے علاوہ کوہاٹ کے سادات بنوری خاندان نے حضرت محدث ہزارویؒ کا پورا پورا ساتھ دیا۔ محترم برادر طریقت سید ابرار حسین بنوری قادری کی سلسلہ قادریہ کے لئے خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ ان کے علاوہ حضرت حاجی بہادر بابا رحمۃ اللہ کی اولاد بھی عقیدت اور احترام میں سب سے آگے تھے۔ فقیر جب بھی کوہاٹ جاتا ہے تو ان دونوں بزرگوں کی اولاد کی محبت اور عقیدت کو مشاہدہ کرتا ہے۔ حضرت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ بھی کوہاٹ والوں سے خصوصی محبت رکھتے تھے۔ عرس شریف کے موقع پر کوہاٹ والے پیر بھائی جب قافلے کی صورت میں امیر حلقہ ڈاکٹر محمد یوسف صاحب کی قیادت میں ذکر حق کرتے ہوئے خانقاہ محبوب آباد شریف حاضر ہوتے تو مرشد برحق حضرت محدث ہزارویؒ خصوصی محبت و دلچسپی کا اظہار فرماتے۔

بیعت اور خلافت: حضرت حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث

ہزارویؒ جس وقت تحصیل علوم دینیہ میں مشغول تھے اس وقت آپ نے اپنے والد ماجد حضرت پیر سید محبوب علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ چشتیہ میں بیعت کی تھی

آپ نے طالب علمی کے زمانہ میں ہی ریاضت کا سلسلہ شروع کر دیا تھا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ تذکیہ نفس پیر کامل کی بیعت کے بغیر مشکل ہے۔ آپ رات کو شب خیزی فرماتے اور ساری ساری رات ذکر و فکر میں مشغول ہو کر گزارتے اور یہی معمول تا یوم الوصال جاری رکھا تو اس سے صاف معلوم ہوا کہ والد ماجد سے جو بیعت زمانہ طالب علمی میں کی تھی یہ اس کا فیض تھا اور پھر جب والد ماجد حضرت پیر سید محبوب علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ میں باطنی علوم کے آثار مشاہدہ کئے تو آپ کو اپنے والد ماجد نے سلسلہ چشتیہ و قادریہ میں خلافت سے نوازا آپ اپنے برادر محترم ابو نعیم عبد قاضی شاہ رحمۃ اللہ کے بھی شاگرد تھے اور آپ سے ظاہری علوم کی تحصیل بھی کی۔ حضرت ابو نعیم عبد قاضی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت خواجہ خواجگان عبدالرحمان چھوڑوی رحمۃ اللہ کے خلیفہ اعظم تھے۔ حضرت خواجہ عبدالرحمان چھوڑوی سلسلہ عالیہ قادریہ کی ایک مشہور بزرگ ہستی تھی اور حضور انور ﷺ کے ساتھ عشق اور محبت بے انتہاء رکھتے تھے آپ نے علم لدنی سے مجموعہ صلوات الرسول شریف جو تیس پاروں پر مشتمل ہے لکھی اور حضور انور ﷺ کے لباس بشر کے ظہور سے قبل حالت نورانیت میں بھی درود شریف مرتب کی ہیں اور پھر آپ کے آباؤ اجداد کے طاہر و مطہر ہونے پر بھی درود شریف نقل کیا ہے اس طرح آپ کے لباس بشری کے ظہور سے لے کر وصال تک ہر ہر ادا پر درود شریف نقل کیا ہے اور احادیث نبویہ میں جتنے فضائل کئے گئے ہیں ہر ہر فضیلت کے ذکر پر درود شریف نقل کیا ہے گویا کہ یہ درود شریف سعادت عظمیٰ کا ایک مجموعہ ہے صلوات الرسول شریف پہلی بار پاکستان میں طبع ہوئی پھر اس کے بعد بنگلہ دیش والوں نے دوبارہ

شائع کی ہے پھر تیسری بار اس کا ترجمہ مستند جید علماء سے حضرت مولانا اشرف سیالوی نے کیا اور اچھے کاغذ پر رنگین چھپائی اور بہترین سنہری جلدوں میں شائع کیا گیا ہے جو کہ پانچ جلدوں پر مشتمل ہیں۔ اس صلوات الرسول شریف کے مؤلف حضرت خواجہ خواجگان عبدالرحمان چھوڑوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور یہ مجموعہ صلوات الرسول شریف بارگاہ نبوی سے بااجازت باطنی لکھی گئی اور حضور انور ﷺ کا فیضان کرم کا کیا کہنا۔ اس عظیم ہستی کے خلیفہ حضرت پیر سید عبد قاضی شاہ محدث تھے اس سلسلہ عالیہ قادریہ چھوڑویہ میں حضرت حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہم کو آپ کے برادر محترم ابو نعیم حضرت سید عبد قاضی شاہ صاحب نے خلافت عظمیٰ سے سرفراز فرمایا اور یہی خلافت بوقت تحصیل علوم دینیہ میں دی گئی تھی گویا کہ جب آپ کو ہاٹ تشریف لے گئے تھے تو آپ نے اپنے والد ماجد اور برادر محترم دونوں سے سلسلہ عالیہ چشتیہ اور قادریہ میں خلافت سے سرفراز ہوئے تھے ان بزرگوں کے علاوہ دوسرے مشہور بزرگوں نے بھی حضرت حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کو خلافتوں سے نوازا۔

حضرت امیر ملت حافظ پیر جماعت علی شاہ

محدث علی پوری سے خلافت: حضرت پیر جماعت علی شاہ

محدث علی پوری سے کون واقف نہیں وہ آفتاب کی طرح دنیا میں مشہور ہیں آپ سادات خاندان سے تعلق رکھتے تھے علوم ظاہریہ میں آپ کا ثانی نہ تھا اور علوم باطنی میں بھی آپ یکتا زمانہ تھے زمانہ طفولیت میں آپ نے قرآن مقدس کو حفظ کیا تھا بعد

حفظ قرآن آپ نے مختلف اساتذہ کرام سے جو اپنے زمانہ میں آسمان علم و فضل کے آفتاب تھے حدیث و فقہ تفسیر اور دیگر علوم و فنون کی تعلیم حاصل کی اور ہر علم و فن میں تبحر اور مہارت نامہ حاصل کی کہ مسند علم میں ان علماء میں شمار ہوتا تھا جو یگانہ روزگار تھے آپ نے تقریر و تحریر سے دین کی خدمت کی بڑے بڑے جلسوں میں حضور امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ بلائے جاتے تھے اور اکثر جلسوں کی صدارت آپ فرماتے۔ جب آپ سٹیج پر آتے تو کتاب و سنت کی روشنی میں وعظ فرماتے اور منکرین حق کا رد واضح الفاظ میں کرتے مخالفین حق کو مقابلہ کی دعوت دیتے اور یہ بھی فرماتے کہ جو قادیانی یا وہابی خارجی ناصبی میرے سوالات کا جواب دے گا ایک جواب کے عوض پانچ سو روپے نقد انعام وصول کرے گا کسی کو مقابلہ کے لئے آنے کی جرات نہ ہوتی آپ کا یہ مقولہ بھی مشہور ہے کہ جو سید ہے وہ ڈرتا نہیں اور جو ڈرتا ہے وہ سید نہیں۔ آپ کے زمانے کے جید علماء اور فضلاء آپ کے قدموں میں لگ کر بیٹھے ہوتے تھے اور دیکھنے والوں کو یہ معلوم ہوتا کہ یہ مشاہیر علماء آپ کے شاگرد ہیں اور آپ ان کے استاد ہیں۔ متعدد دینی اداروں اور مدارس دینیہ آپ کی توجہ اور معقول امداد کے مرہون منت تھے۔ لاہور میں دارالعلوم حزب الاحناف کی بنیاد بھی حضرت امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے رکھی اس طرح اور کئی مدارس کی امداد آپ فرماتے تھے آپ کی توجہ سے بہت سی مساجد تعمیر ہوئیں حجاز مقدس میں دوران ایام قحط آپ ہر سال لاکھوں روپے غرباء اور یتیمی کی امداد کے لئے ارسال فرمایا کرتے تھے۔ مدینہ منورہ میں آپ نے ایک سہ منزلہ رباط تعمیر کروائی یہ جس میں غرباء اور مساکین زائرین اور غیر زائرین بلا کر یہ سکونت پذیر ہوتے ہیں آپ اپنے گاؤں علی پور سیداں

میں بھی دینی مدرسہ قائم کیا ہوا ہے جس سے سینکڑوں علماء فارغ ہوئے ہیں راقم الحروف ۱۹۸۲ء میں جس وقت سیالکوٹ میں مدرس تھا تو آپ کے روضہ انور کی زیارت کے لئے گیا۔ اس کا سبب حضرت پروفیسر محمد حسین آسی صاحب بنے دارالعلوم حنفیہ دوروازہ کے ناظم نے پروفیسر صاحب کو فون کیا تو وہ میرے پاس آئے فقیر کے ساتھ چند طالب علم بھی تھے وہاں جب ہم گئے تو معلوم ہوا کہ یہاں یہ دوسرے پیر جماعت علی شاہ (لاٹانی) صاحب بھی ہیں وہ بھی سید ہیں اور دونوں بزرگ ایک پیر کے خلفاء بھی ہیں اور دونوں رشتہ داری میں بھی منسلک ہیں۔ پہلے ہم نے پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی اور وہاں کے سجادہ حضرت سید پیر علی حسین شاہ صاحب سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا آپ نے راقم الحروف فقیر کو ایک جوڑا کپڑوں کا عنایت فرمایا اور ایک کتاب لاٹانی پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ کا تذکرہ بھی عنایت کیا جو پروفیسر محمد حسین آسی نے ترتیب دیا تھا۔ پھر انہوں نے حضرت پیر امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کا پتہ بتایا فقیر جب زیارت سے مشرف ہوا تو آپ کے سجادہ نشین سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے مہربانی فرما کر جامعہ کے صدر مدرس سے کہا کہ چابی لے کر ان کو حضرت صاحب کا کتب خانہ دکھا دو۔ وہ ہر الماری کھولتا ان تمام الماریوں میں جو کتب تھیں۔ فقیر راقم الحروف نے دیکھیں ان میں سے ایک کتاب حضرت اخون درویزہ بابا کی تالیف ارشاد الطالبین تھی۔ پھر جب ہم تمام سجادہ نشین صاحب کے پاس گئے تو آپ نے میرے ایک طالب علم انوار المصطفیٰ سے پوچھا تم کون سی کتاب پڑھتے ہو اس نے جواب دیا کہ شرح جامی آپ نے پوچھا کہ شرح جامی میں مرفوعات، منصوبات اور

محرورات تینوں لکھے ہوئے ہیں تم یہ بتاؤ کہ مرفوعات یہ مرفوع کا جمع ہے یا مرفوعہ کا جب طالب علم نے انہیں بتایا تو وہ بہت خوش ہوئے پھر انہوں نے کچھ رقم کرایہ کے لئے بھی عنایت کی۔ بہر حال فقیر راقم الحروف نے جو فیوض و برکات وہاں مشاہدہ کئے وہ بیان سے باہر ہیں علی پور شریف میں آپ نے بہت سی مساجد تعمیر کرائیں ایک مسجد اور سرائے آپ نے اسٹیشن پر تعمیری کروائی ہے آپ نے لا تعداد ہندوؤں کو مسلمان کیا خود ہندی اخبار نے شائع کیا تھا کہ پچیس ہزار ہندوؤں کو شاہ صاحب علی پوری نے داخل اسلام کیا ہندو مہاتماؤ! تم کو شرم آنی چاہئے کہ مسلمان ایسی اہم اشاعت اسلام کر رہے ہیں اور تمہارے سادھو مہاتما کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ (ماہنامہ الصوفیہ محدث علی پوری نمبر ۱۹۷۵ء)

عشق رسول ﷺ میں بھی آپ کا کوئی ثانی نہ تھا یہاں تک کہ اپنے تو اپنے ہیں پرائے بھی اس بات کا اعتراف کرتے تھے یہاں تک کہ حسین احمد ٹانڈوی کہتے تھے کہ عشق رسول ﷺ میں امیر ملت کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ (ہفت روزہ جمہوریت جون ۱۹۷۲ء)

مولانا جعفر شاہ پھلواری نے حضرت علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تحریر کیا ہے کہ میں نے پیر صاحب علی پوری میں دو بڑی صفات دیکھی ہیں ایک تو یہ کہ سفر ہو یا حضران کی چھ وقت کی نماز کبھی قضا نہیں ہوئی یعنی نماز پنج گانہ اور نماز تہجد دوسری بات یہ ہے کہ میں نے تمام پیروں کو دیکھا ہے کہ جب وہ باہر مریدوں میں جاتے ہیں تو خاصی رقمیں کما کر لاتے ہیں لیکن صرف پیر صاحب علی پوری کو دیکھا کہ جب وہ باہر جاتے ہیں تو جیب چھڑک کر آتے ہیں واپسی میں جیب بھی خالی ہوتی ہے اور ہاتھ بھی ایسی سخاوت اور داد دہش والا درویش دیکھنے میں نہیں آیا۔ (ماہنامہ انور الصوفیہ قصور لاہور جون

(۱۹۷۵ء)

۱۹۳۳ء میں کشمیر کے نشاط باغ میں قائد اعظم، نواب زادہ لیاقت علی خان اور سردار عبدالرب نشتر وغیرہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کی پُر تکلف دعوت کی آپ نے ملی سیاسی خدمات کے سلسلے میں ملک کے طول و عرض کا دورہ کیا اس راہ میں بہت سے شہداد و مصائب سہم پشاور کشمیر بلوچستان وغیرہ سے علاقہ بدر بھی کئے گئے مخالفین حق کے نازیبا کلمات سنتے مصیبتیں سہتے مگر اشاعت تبلیغ حق میں لگے رہتے اور بالآخر حق کی آواز بلند کر کے رہتے۔ حکومت برطانیہ گاندھی سے زیادہ آپ سے خائف تھی اس سلسلے میں انگریزی اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور کی یہ خبر قابل توجہ ہے۔ حکومت کو اس وقت گاندھی جی کا اتنا خطرہ نہیں ہے جتنا پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری کا ہے۔ علامہ اقبالؒ نے مرد بزرگ کا جو عنوان دیا ہے اس سے بھی مراد پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں علامہ اقبالؒ کے دل میں حضرت کے متعلق جو قدر منزلت تھی اس کا اظہار ضرب کلیم میں مرد بزرگ نامی قطعہ سے کیا ہے:

اس کی نفرت بھی عمیق اس کی محبت بھی عمیق
 قہر بھی ہے اس کا اللہ کے بندوں پر شفیق
 انجمن میں بھی میسر رہی خلوت اس کو
 شمع محفل کی طرح سب سے جدا سب کا رفیق
 مثل خورشید سحر فکر کی تابانی میں
 بات میں سادہ و آزاد معانی میں دقیق

اس کا انداز نظر اپنے زمانے سے جدا

اس کے احوال سے محروم نہیں پسران طریق

ایک روز حضرت انجمن حمایت اسلام لاہور کے اجلاس کی صدارت فرما رہے تھے کہ ڈاکٹر محمد اقبال ذرا دیر سے پہنچے اور حضرت کے قدموں میں بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ اولیاء اللہ کے قدموں میں جگہ پانا بھی موجب فخر ہے۔ حضرت نے تبسم فرمایا اور کہا کہ جس کے قدموں میں اقبال آجائے تو اس کے فخر کا کیا ٹھکانہ۔ (سیرت اقبال از پروفیسر محمد طاہر فاروقی صفحہ ۱۰۳ تا ۱۰۸) بس یہ تھوڑا سا تعارف تھا اب اصل مقصد کی طرف چلتے ہیں کہ امیر ملت حافظ پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۸ اگست ۱۹۴۴ء سری نگر نشاط باغ خواجہ امام کلور رحمۃ اللہ علیہ کے محل میں حضرت محدث ہزارویؒ کو سلسلہ نقشبندیہ میں خلافت سے نواز کر طریقت اور معرفت میں اپنا نائب اور خلیفہ اعظم بنایا۔ ایک دن حضرت حکیم ملت پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے اس فقیر راقم الحروف کو بتایا کہ جس وقت حضرت امیر ملت پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو ہاٹ تشریف لائے تو لوگ ان کی ملاقات اور زیارت کے لئے گئے ان کی ملاقات کے لئے جب میں ان کی خدمت عالیہ میں پہنچا تو اس وقت میں نے شیروانی پہنی تھی اپنی شیروانی کے بٹن میں نے کھول دیئے اور عرض کیا کہ حضور سنا ہے کہ آپ لوگوں کے دلوں کو درست فرما رہے ہیں میرے دل کی طرف بھی کریمانہ توجہ فرمائیں۔ بس یہ کہنا تھا کہ حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ جلال میں آگئے اور جو کچھ فیوض و برکات کا حصہ تھا ان کے سپرد فرمایا۔ امیر ملت کے دل میں ہمارے پیر و مرشد حکیم ملت کے ساتھ جو جذبات اور لگاؤ تھا وہ بیان سے باہر ہے ہمارے پیر و مرشد حکیم ملت محدث

ہزاروی رحمۃ اللہ کے دل میں بھی آپ کا بڑا احترام تھا جو بیان سے باہر ہے سیرت امیر ملت میں بھی حضرت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ کے خلفاء میں انہوں نے تحریر کیا ہے اگر کسی کو شوق ہو تو وہ سیرت امیر ملت کا مطالعہ کر سکتا ہے اب بھی عرس شریف کے موقع پر آپ کے نواسے بالخصوص سید منور حسین شاہ صاحب بھی حویلیاں شریف تشریف لائے ہیں اور اپنے دیدار سے معتقدین کو مشرف فرماتے ہیں۔ یہ ایسا رشتہ ہے جو ختم ہونے والا نہیں ہے۔

حضرت پیر محمد شفیع صاحب سے اذن خلافت:

حضرت پیر محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ حضرت بابا جی فقیر محمد چوراہی قدس سرہ العزیز کے پوتے اور سجادہ نشین تھے۔ زہد و تقویٰ میں بے مثال تھے اور آپ کی گفتار میں عظیم اثر تھا اور جن پر وہ نگاہ ڈالتے ان کی کاہ پلٹ جاتی بہت سے بے راہ رو لوگوں کو راہ راست پر لے آئے روحانی باطنی علوم کے علاوہ ظاہری علوم سے بھی وہ مزین تھے۔ ایک دفعہ ۱۴ اپریل ۱۹۳۸ء کو ہاٹ میں حضرت بابا جی فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس تھا عرس پر دور دراز علاقوں سے آئے ہوئے مندوبین اور لاتعداد مریدین شریک عرس تھے کہ حضرت محمد شفیع قبلہ سجادہ نشین بابا جی صاحب نے مجمع عام میں حضرت حکیم ملت پیر سید محمود شاہ محدث ہزارویؒ کو دستار خلافت سے نوازا اور سلسلہ نقش بند یہ چوراہی میں بھی آپ خلیفہ اعظم ہوئے۔

حضرت محدث کچھوچھویؒ سے اِذنِ خلافت:

حضرت محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت سے کون واقف نہیں۔ ہندوستان میں آپ کی شخصیت نمایاں اور عیاں ہے۔ تمام ہندوستان میں آپ کی روحانیت اپنے اور پرائے بھی تسلیم کرتے ہیں۔ حضرت محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ عالم و فاضل شخصیت تھے فقہ و احادیث پر مکمل عبور رکھتے تھے حضور انور ﷺ کے سچے عاشق تھے اور دنیائے اسلام کے نوجوانانِ ملت کے دلوں میں آپ نے عشقِ رسول کی شمعیں روشن کیں آپ بڑے اچھے مقرر بھی تھے آپ کے خطبات بھی مشہور ہیں تمام مجمع پر آپ کا اثر چھا جاتا سامعین کے دلوں میں وہ تمام مسائل اترتے جو وہ اپنے اندازِ گفتگو میں فرماتے وہ چار سلسلوں میں پیر کامل تھے جب ۱۹۵۵ء بمطابق ۱۳۷۴ھ میں حرمین شریفین تشریف لے گئے اور مدینہ پاک میں حضور انور ﷺ کے مزار مبارک کے لئے حاضری دینے کے لئے حاضر ہوئے تو حضور انور ﷺ نے جو کچھ حصہ وہاں خیر و برکت اور فیوضات کا مقرر فرمایا تھا اس کے اظہار کے لئے حضرت محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ کو نامزد فرمایا۔ حضرت زبدۃ العارفین ابو حامد سید الحامد محمد محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ نے سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں خصوصاً اور دوسرے سلاسل میں عموماً اجازت سلاسل سے محدث ہزارویؒ کو سرفراز فرمایا۔ آپ طریقت کے چار سلسلوں اور سترہ خانوادوں میں مجاز تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے جسے چاہے نوازتے ہیں۔ یہ خلافت نامہ ۴ ذوالحجہ ۱۳۷۴ھ بروز جمعۃ المبارک کو دیا گیا۔ حضرت سید محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی نے تذکرہ علماء و مشائخ سرحد و جلدوں میں مرتب کی ہے اور اس کتاب کے لکھنے سے

آپ کو انعام بھی ملا اور صوبہ سرحد کے تمام سکولوں اور کالجوں کی لائبریریوں میں محکمہ تعلیم کی طرف سے منظور ہو چکی ہے۔ آپ حضرت حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ کے متعلق تحریر کرتے ہیں۔ آپ کا شجرہ نسب اور شجرہ طریقت دونوں سلسلوں میں انتالیس واسطوں سے ہادی دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ (تذکرۃ الولی) آگے آپ لکھتے ہیں ”اعلیٰ حضرت خواجہ سید محبوب علی شاہ نور اللہ مرقدہ سے آپ نے چشتیہ قادریہ کے فیوض و برکات سے اپنا سینہ معمور فرمایا اور اپنے برادر معظم مقتدائے احناف پیشوائے اہل سنت حضرت خواجہ سید ابو نعیم محمد عبد قاضی شاہ صاحب محدث سنی حنفی قادری محبوب آبادی سے طریقت کے تین سلاسل کی اجازت پائی۔ جناب امام اہل سنت و جماعت امیر شریعت و طریقت حضرت حافظ سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ و قادریہ کی خصوصاً اور دیگر سلاسل کی عموماً اجازت حاصل کی۔ ۱۹۴۲ء میں حضرت بابا جی فقیر محمد صاحب فاروقی تسراہی ثم چوراہی کے عرس مبارک پر اور پھر ۱۹۴۴ء میں نشاط باغ سری نگر کشمیر میں آپ کو خلافت سے نواز کر طریقت و معرفت میں اپنا خلیفہ اعظم بنایا جب آپ علم ظاہری اور باطنی سے کلی طور پر مزین ہو گئے تو فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے ۱۹۵۵ء میں حریفین الشریفین تشریف لے گئے مدینہ طیبہ میں بروز جمعہ حضرت زیدۃ العارفین ابوالحامد سید محمد محدث کچھوچھوی نے سلسلہ عالیہ سہروردیہ کی خصوصاً اور دوسرے سلاسل کی عمومی اجازت فرما کر آپ کو مکمل فرما دیا اور یوں ولایت کے چاروں سلاسل کے بحریق میں غواصی کرتے ہوئے احیاء دین کے لئے یہ گوہر بے بہا ساحل مراد تک پہنچ گیا۔ (تذکرہ علماء و مشائخ سرحد ج ۲ صفحہ ۳۲۷) حضرت حکیم ملت پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی

رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب جامع الخیرات شریف میں لکھتے ہیں۔ ”فقیر راقم الحروف ذرہ بے مقدار کو ۲۹ محرم الحرام ۱۳۶۱ھ بروز سوموار بوقت ظہر بتقریب عرس شریف حضرت بابا جی رحمۃ اللہ علیہ مجمع عام ختم شریف بر مزار پاک حضرت بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت و سلسلہ کی بدست خود حضرت الحاج سجادہ نشین حضرت محمد شفیع صاحب قبلہ نے دستار خلافت نقشبندیہ بندھائی ۱۶ فروری ۱۹۴۲ء کو حضرت قبلہ صاحبزادہ صاحب کے فیض و برکات کا سلسلہ اطراف و جوانب میں جاری ہے الہی یہ بابرکت وجود سلامت رہیں۔ آمین۔ (جامع الخیرات ۷۶۶) فقیر کے پاس جامع الخیرات شریف کا وہ پرانا نسخہ موجود ہے جس وقت حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کو ہاٹ میں تھے اور یہ کتاب جمعیت اسلامیہ حنفیہ کو ہاٹ سرحد سے شائع ہوئی تھی۔ پھر دوبارہ یہی کتاب ۱۸x۲۳ سائز کی چھپی اس لئے صفحات میں فرق ضرور ہوگا اسی کتاب میں حضرت صاحب سیدی مرشدی خود اپنے برادر محترم سید عبد قاضی شاہ صاحب محدث سے جو خلافت ملی تھی اس کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں ”راقم الحروف فقیر سید محمود شاہ بن حضرت سید محبوب علی شاہ مشہدی کاظمی قادری چشتی نقش بندی حنفی کو اور اس سے پہلے علی پور شریف میں اعلیٰ حضرت قبلہ احسنی مکرم سید ابو نعیم عبد القاضی شاہ صاحب مشہدی سنی حنفی قادری چشتی محبوب آبادی محدث ہزاروی قدس سرہ العزیز کو اعلیٰ حضرت محدث علی پوری قدس سرہ العزیز نے بکمال شفقت مکرر سلسلہ نقش بندیہ قادریہ کی خصوصاً اور دیگر سلاسل کی عموماً اجازت و خلافت دے کر مفتخر فرمایا اور جو شفقت و عنایت فرماتے وہ بیان سے باہر ہے آپ کے خلفاء کا سلسلہ تقریباً دنیا کے اسلام تک پھیلا ہوا ہے سرزمین حجاز مقدس اور

خصوصاً حرمین الشریفین میں اور مغرب، یمن، شام، عراق، مصر، جاوا، چین، روس اور کابل، کشمیر، ہندوستان، برما، آسام، لنکا، ترکی، ایران، فارس، سمرقند، بلخ، ہرات، وزیرستان، قبائل یاغستان وغیرہ میں آپ کے عقیدت مند و خلفاء ہوتے ہیں۔ (جامع الخیرات شریف صفحہ ۷۸۴) حکیم ملت محدث ہزارویؒ اپنی خلافت کا ذکر کر کے لکھتے ہیں ”فقیر راقم الحروف کو آپ نے بھی ہر سہ سلسلہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ میں اپنا خلیفہ مجاز فرمایا جس کی تحریر موجود ہے۔“ (جامع الخیرات شریف صفحہ ۷۴۶) آپ کے برادر محترم عبد قاضی شاہ صاحب حضرت امیر ملت محدث علی پوری کے خلیفہ تھے اور آپ اپنے برادر محترم کے بھی خلیفہ تھے اور پھر پیر واسطہ کے حضرت امیر ملت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ سے براہ راست بھی خلیفہ ہوئے اس کا ذکر ہمارے پیر و مرشد حکیم ملت محدث ہزارویؒ نے جامع الخیرات شریف میں یوں کیا ہے آپ فرماتے ہیں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت محدث علی پوری سے فقیر شب جمعہ ۴ اپریل ۱۹۳۸ء کو ماہ صفر کو ہاٹ داخل سلسلہ ہوا اور ماہ اگست کی آٹھ ۱۹۳۴ء کو سری نگر خواجہ امام کلور رحمۃ اللہ علیہ کے محل میں خلافت پائی اللہ تعالیٰ ملت و قوم کی خدمت و خیر خواہی کی توفیق رفیق فرمائے۔ (جامع الخیرات صفحہ ۷۹۶)

عقد نکاح: حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ چونکہ حضور انور ﷺ کے

نقش قدم پر چلتے تھے اس لئے نکاح کی سنت کو بھی نبھایا۔ آپ نے دو شادیاں کیں آپ کی پہلی بیوی سے چار صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں ہوئیں وہ چار صاحبزادے صغریٰ میر، اللہ کو پیارے ہو گئے۔ پھر غیبی اشارہ سے آپ نے دوسری

شادی کی جس سے پانچ صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں ہوئیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ تمام کے تمام اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر ہیں۔ معتقدین اور مریدین جب ان صاحبزادوں کو دیکھتے ہیں حضرت حکیم ملت محدث ہزاروی کا نمونہ مشاہدہ کرتے ہیں گفتار اور کردار اور اخلاق حسنہ میں اپنے والد ماجد کے نقش قدم پر چلتے ہیں جس طرح حکیم ملت پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے وقت جو معمولات جاری تھے آج بھی اسی طرح جاری اور ساری ہیں۔ آواز اور طریق تبلیغ و ارشاد بھی اُس جیسے ہیں۔ فقیر راقم الحرف کا یہ بھی مشاہدہ ہے کہ اکثر سجادہ نشینوں کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے والد کے نقش قدم سے روگردان نظر آتے ہیں اور جو روحانیت ان کے آباؤ اجداد میں تھی یہ سجادہ نشین حضرات اس سے بالکل خالی ہوتے ہیں۔ فقیر راقم الحروف انشاء اللہ آپ کی اولاد کے باب میں وضاحت کرے گا۔

زہد و ریاضت حکیم ملت محدث ہزارویؒ: بزرگان

دین اللہ تعالیٰ کے مقبول ترین بندگان خدا ہوتے ہیں اور وہ تقویٰ اور پرہیزگاری کے سب سے روحانیت کے بلند مقام تک پہنچے ہوتے ہیں لوگ ان ہستیوں کو اپنا راہ نما تصور کرتے ہیں خواہ وہ دینی راہ نما ہو یا روحانی ظاہری علوم کے اکابرین ہوں یا باطنی علوم کے اکابرین میں سے ہوں مثلاً امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جو علم ظاہری میں بھی سب پر فائق تھے اور علم لدنی میں بھی وہ سب سے آگے تھے تاریخ تصوف آئینہ میں آپ کو حنفی گروہ میں شمار کیا ہے یعنی حضرت امام اعلیٰ مقام رضی اللہ کے صاحبزادے امام حنیفہ کے بعد حضرت نعمان بن ثابت حنفیہ تھے اللہ تعالیٰ نے ان کی

مدد کے لئے فرشتے نگہبان مقرر کئے تھے اس طرح حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ علوم ظاہری کے بھی امام تھے اور علوم باطنی کے بھی امام ہیں آپ فرماتے تھے کہ فقہت بغیر تصوف کے ہو نہیں سکتی ایسا ہی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں وہ بھی ظاہری اور باطنی علوم کے سردار مانے جاتے ہیں حضرت امام احمد بن حنبل بھی فقیہ اور محدث کے علاوہ علوم باطنی میں بھی بے مثال تھے تذکرۃ الاولیاء میں ان چار اماموں کو بزرگان دین کے اکابرین میں شمار کیا گیا ہے۔ تذکرۃ الاولیاء کو حضرت بابا فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب کیا ہے۔ حضرت بابا فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ تصوف میں شہنشاہ ہیں مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ آپ کی بزرگی کو تسلیم کرتے ہوئے فرماتے ہیں

ہفت شہر را عطار گشت ماہنوز آں در یک خم کوچہ ام
یعنی بابا فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے عشق کے سات شہر پار کئے ہیں اور ہم ابھی تک عشق کے شہر کے ایک کوچہ سے بھی نہیں گزرے ہیں۔ حضرت حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسلاف کے نقش قدم پر چلے اور زہد و تقویٰ کو اپنا شعار بنایا۔ شب بیداری آپ کی مشہور تھی جب بھی کوئی مرید و معتقد دربار شریف پہنچتا تو بغیر تکلیف کے آپ سے ملاقات کرتا خواہ رات کے بارہ بجے ہوتے یا ایک یا دو بجے کیوں نہ ہوتے پھر وہ تہجد پڑھتے اس کے بعد وہ خود امامت فرماتے پھر طلوع آفتاب تک آپ اوراد میں مشغول رہتے اس کے بعد چائے اور ناشتے کا انتظام ہوتا تمام دن و رات یہی معمول رہتا۔ درس و تدریس ہوتا رہتا۔ اگر کوئی سائل کسی مسئلہ کے متعلق سوال کرتا تو اس کو اس کے فہم کے مطابق قرآن و حدیث سے جواب دیتے اگر کوئی دوسرا شخص بھی آپ سے وہ سوال پوچھ لیتا تو آپ اس کے فہم کے مطابق جواب دیتے

اور مزے کی بات یہ ہے کہ ان دو آدمیوں کے لئے جو دلائل آپ دیتے وہ بھی الگ الگ طرز سے دیتے یہاں تک کہ ان کو اپنے مسائل کے سمجھنے میں تسلی ہو جاتی۔ آپ نے کوہستان، راجوری، پونچھ، سری نگر، مقبوضہ کشمیر اور کوہاٹ، اٹک، پوٹھوہار، رامپور، بنگال اور برما کے جنگلوں میں چلہ کشی اور اعتکاف کئے ہیں آپ نے بارہ سال یہ ریاضتیں کی ہیں اور بعض اعتکاف صوفی محمد اعظم کلیائی کے دربار شریف میں مکمل کئے ہیں۔ حسن ابدال کے نزدیک موضع بائی کے پہاڑوں میں ایک قبر نما غار میں عرصہ دراز تک عبادت میں مشغول رہتے۔ حضرت سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی تذکرہ علماء و مشائخ سرحد میں آپ کے باب میں تحریر کرتے ہیں اُن کی نظر میں در اور خرف ایک ہیں شب زندہ داری آپ کے اٹل معمولات سے ہے خدمت دین میں حد درجہ شغف ہے۔ غرض یہ کہ معاملات میں تقویٰ میں لین دین میں دیانت اور بلند کرداری میں تو کوئی مثال نہیں رنگ پختہ ارادہ پختہ علمی دنیا میں آپ کا مقام بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔ آپ کی چالیس تصانیف چھپ کر منظر عام پر آچکی ہیں اور تقریباً ایک سو تیرہ زیر تکمیل ہیں آپ اعلیٰ درجہ کے محدث، مفسر، شاعر، نثر، نباض، مبلغ، مفتی، فاضل، مصنف لحن داؤدی رکھتے ہیں۔ آپ عبادت کے معاملہ میں بہت سخت تاکید کرتے ہیں نماز باجماعت کی پابندی آپ کے ہاں لازمی امور سے ہے اگر کسی مرید کی آپ کے سامنے ایک نماز قضا ہو جائے تو اس کو حکم کرتے کہ چلچلاتی دھوپ میں سو نفل ادا کرے اگر آپ کو علم ہو جائے کہ سلسلہ کا کوئی طالب علم نماز میں سستی اور کوتاہی کرتا ہے تو تمام تعلقات پر پانی پھیر دیتے ہیں۔ (تذکرہ علماء و مشائخ ج ۲ صفحہ ۳۳۱) تصوف میں سات مقامات ہیں پہلا مقام نفس امارہ ہے دوسرا مقام نفس لواہ ہے تیسرا مقام نفس ملہمہ ہے چوتھا

مقام نفس مطمئنہ ہے پانچواں مقام نفس راضیہ ہے اور چھٹا مقام نفس مرضیہ ہے اور ساتواں مقام نفس کاملہ ہے اور یہ تمام مقامات بغیر زہد و تقویٰ سے طے نہیں ہوتے۔ فقیر راقم الحروف نے بہت سے مدعیان ولایت پیران دیکھے ہیں وہ پہلے مقام نفس امارہ میں پھنسے ہوئے رہتے ہیں۔ اگر کوئی ان کا ذاتی مخالف ہو جائے تو پھر وہ آپے سے باہر ہو جاتے ہیں اپنی توہین برداشت نہیں کر سکتے جھوٹے دعوے کرتے رہتے ہیں کیونکہ ان کا نفس زندہ ہوتا ہے اور نفسانی خواہشات میں لگے رہتے ہیں۔ تین یا چار شادیاں کرتے رہتے ہیں اگر تم ان سے پوچھو کہ بھائی صاحب ان چار شادیوں کے حقوق تم ادا کر سکتے ہو تو وہ کہتے ہیں کہ شریعت نے ہمیں اجازت دی ہے حالانکہ ان کا کام نفسانی خواہشات پوری کرنا ہوتا ہے۔ نفس امارہ تو ایک دیوار ہے جو اللہ تعالیٰ خالق کائنات اور مخلوق کے درمیان ہوتا ہے وہ کس طرح اس مقام سے نکلیں گے نفس امارہ کیا ہے شیطانیت ہے نفس پرستی ہے اور تکبر کا مجسمہ ہوتا ہے اگر کسی کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہو وہ جنت کی بو نہیں سونگھ سکتا۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر کسی کے دل میں رائی برابر تکبر ہو وہ جنت کی بو نہیں سونگھ سکتا۔ جب وہ جنت کی خوشبو سے محروم ہوگا تو پھر وہ ولایت کے دعوے کس طرح کرتے ہیں۔ تذکرۃ الاولیاء میں بابا فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سلطان العارفين بايزيد بسطامي رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ درج کیا ہے وہ تمام واقعہ برائے عبرت یہاں درج کیا جاتا ہے تاکہ قاری اس بات کو خوب سمجھ سکے۔ ایک شخص تیس سال تک آپ کی صحبت میں عبادت کرتا رہا اور ایک دن آپ سے عرض کیا کہ اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود بھی آپ کی تعلیم مجھ پر اثر انداز نہ ہو سکی آپ نے فرمایا کہ ایک ہی صورت میں تیرے اوپر اثر ہو سکتا ہے

لیکن وہ تیرے لئے قابل قبول نہ ہوگی اس نے عرض کیا کہ میں آپ کے ہر حکم کی تعمیل کروں گا آپ نے فرمایا کہ داڑھی موٹھو موٹھو نچھ اور سر کے بال بھی موٹھو اور ایک کمرے میں آ کر ایک تھیلے میں آ کر روٹ بھر لو اور ایسی جگہ پر جا کر بیٹھ جاؤ جہاں بہت لوگ تجھ سے واقف ہوں اور بچوں سے کہدے کہ جو بچہ مجھے ایک تھپڑ مارے گا اس کو ایک آخروٹ دوں گا بس یہی تیرا واحد علاج ہے اس لئے کہ ابھی تجھے اپنے نفس پر قابو نہ ہو سکا اس نے جواب میں کہا سبحان اللہ لا الہ الا اللہ۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کلمات اگر کسی کافر کی زبان سے ادا ہوتے تو وہ مسلمان ہو جاتا لیکن تو اس سے مشرک ہو گیا کہ تو نے عظمت خداوندی کی بجائے اپنی عظمت کا اظہار کیا ہے یہ سن کر اس نے عرض کی کہ آپ کی بتائی ہوئی ترکیب میرے لئے قابل قبول نہیں آپ نے کہا یہ تو میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ تم میری بات پر عمل نہیں کرو گے۔ یہیں تک بات بابا فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی تذکرۃ الاولیاء سے نقل کی گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ بہت سے مدعیان معرفت الہی معرفت سے عاری ہوتے ہیں کیونکہ وہ نفس کے پنجے میں پھنسے ہوتے ہیں یہ مقام بڑی مشکل سے طے ہو سکتا ہے کسی نے کیا خوب فرمایا ہے

بڑے موذی کو مارا گر نفس امارہ کو مارا

گبر و ترسا کو مارا تو کیا مارا گر نفس امارہ کو نہ مارا

اسی نفس امارہ کو قابو کیا تو سب کچھ ملا اگر نفس امارہ قابو نہ ہو سکا تو کچھ بھی نہیں کیا۔ مولانا

روم رحمۃ اللہ نے کیا خوب فرمایا ہے

از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

دل بدست آورد کہ حج اکبر است

فقیر نور محمد قادری کلاچوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ریاکار کے متعلق اپنی کتاب عرفان

میں ایک عجیب بات لکھی ہے کہ ایک ریاکار نے جس کا نام گل محمد تھا نے اپنے دل میں سوچا کہ میں تو امیر کبیر آدمی ہوں میرے پاس بڑا مال ہے کیوں نہ اپنے باپ کی قبر پر ایک قبہ بناؤں یہ بھی ولی بنے گا اور لوگ میرے باپ کو بھی ولی سمجھیں گے اس سوچ پر اس نے اپنے باپ کی قبر پر ایک قبہ بنایا مگر کوئی بھی فاتحہ پڑھنے کے لئے وہاں نہ گیا رات کے وقت گیدڑ اس کی قبر پر پیشاب کرتے تھے اور دن کے وقت صرف مکھیاں بھنبھناتی تھیں کسی شاعر نے جب یہ حال دیکھا تو فوراً کہا

گل محمد عجب کار ریا کرد بزور زر پدر را اولیاء کرد
یہ خداوند کریم کی عطاء ہے جس کو عنایت کر دے اس کی بخشش ہے یہ کوئی زور سے حاصل نہیں کر سکتا اور نہ مال سے خرید سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان شامل حال ہو تو تب یہ سب کچھ ہو سکتا ہے ورنہ یہ مالدار لوگ اس پر بھی قبضہ کر لیتے لیکن یہ ان کے بس کی بات نہیں۔ اس مقام سے جب ایک انسان گزر جائے تو پھر نفس لوامہ کا مقام آتا ہے۔ اس مقام کا حال یہی ہوتا ہے کہ اگر نفس سے کوئی کام برا سرزد ہو جائے تو یہ نفس اس کو ملامت کرتا ہے کہ یہ کام تمہارے لئے بہتر نہ تھا اور اگر اب تم سے یہ سرزد ہو چکا ہے تو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے وہ یہ معاف فرمائے گا اس دوسرے مقام یعنی نفس لوامہ کے لوگ کم نظر آتے ہیں جب کوئی سالک اس منزل کو طے کر لے تو پھر تیسرا مقام سلوک میں نفس ملہمہ کا ہے اس مقام والوں کا یہ حال ہوتا ہے کہ ان کا نفس ہر وقت اس کو خراب باتوں سے روکنے کی تلقین کرتا ہے اور اچھی باتوں کے کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ اس مقام کے لوگ بہت کم نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ مقامات آسانی سے طے ہو سکتے ہیں۔ نفس امارہ یعنی انانیت سے

نکل کر حیوانیت میں پڑ جاتے ہیں کیونکہ حیوان میں تکبر نہیں ہے یعنی انسانیت سے عاری ہوتا ہے تو یہ بھی کمال کی بات نہیں صرف شیطانیت سے نکل گئے اور حیوانیت میں پڑ گئے کیونکہ حیوان میں تکبر غرور اور غیبت، چغل خوری دوسروں کا مال کھانے کی صلاحیت ہی موجود نہیں ہے۔ اب حیوانیت سے نکل کر انسانیت تک پہنچنا ہے پھر انسانیت میں بھی درجات ہیں بعض معمولی درجے کے انسان ہوں گے کیونکہ ان میں معمولی درجے کی انسانیت ہوگی اور بعض دوسرے درجے یا تیسرے درجے کے انسان ہوں گے تو ان میں انسانیت بھی دوسرے یا تیسرے درجے کی ہوگی اور انسان کامل میں یہ سب درجات بدرجہ اتم موجود ہوں گے۔ پھر نفس مطمئنہ اور نفس راضیہ اور نفس مرضیہ اور نفس کاملہ تک یہ درجات ہیں اللہ جس انسان کو ان درجات سے نوازتے ہیں وہ ان تمام درجات تک پہنچے ہوتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ تصوف کا ہر دعویٰ اور صوفی نہیں ہوتا بلکہ اس دعویٰ میں اکثر جھوٹے ہوتے ہیں۔ ہمارے پیر و مرشد حکیم ملت پیر سید محمود شاہ محدث ہزارویؒ ان تمام درجات کے آخری درجہ تک پہنچے ہوئے ہیں اور یہ درجات بغیر ذکر و فکر عبادت و مراقبات و تصورات کے کوئی بھی حاصل نہیں کر سکتا اور آپ تمام شب و روز اس میں مصروف نظر آتے ہیں لوگ جو درجہ آتے مسائل دینیہ کے متعلق جو شکوک اور شبہات منکرین حق ان لوگوں کے ذہنوں میں ڈالتے آپ ان تمام مسائل کا علمی و عرفانی جواب دے کر ان کے قلب و ذہن کی اصلاح فرماتے اور عوام و خواص کو ان زہریلے جراثیم سے بچانے کے لئے پوری قوت استعمال کرتے پانچ اوقات نماز باجماعت خود پڑھنا تو درکنار خود جماعت کی امامت کے فرائض سرانجام دیتے اور جب نماز سے فارغ ہوتے تو ذکر جہر سے لوگوں کے دلوں کو گرماتے پھر دعائیں مانگتے

اپنے لئے اور مقتدیوں کے لئے بھی اور تمام مومن بھائیوں کے لئے یعنی عالم اسلام کے لئے دعا مانگتے پھر درس شروع کرتے پھر نماز کے وقت تک مسائل سمجھانے میں مصروف رہتے نماز عشاء تک اور نماز عشاء کے بعد تہجد تک آپ کتاب و سنت کا درس دیتے پھر تہجد پڑھتے اور تمام مریدین کو اس پر سختی سے عامل بناتے پھر صبح کی نماز کی بھی خود امامت فرماتے اور نماز کے بعد جہر سے ذکر کرتے پھر درود شریف و سلام کا نذرانہ بھی بارگاہ نبوت میں پیش کرتے۔ ماہ رمضان میں تمام شب و روز یہی معمول بجالاتے بلکہ اس سے زیادہ تیزی فرماتے اور رمضان المبارک کے مہینے میں تراویح میں قرآن مقدس ختم کرواتے اور ستائیسویں رات میں شبینہ کرواتے۔ آپ کی عمر ایک سو بیس سال تھی اور ابتدائی ایام طفولیت سے لے کر وصال تک آپ نے کبھی بھی آرام نہیں فرمایا۔ ہمیں یہ نصیحت فرماتے کہ بچو بھول کر بھی جلالی وظیفہ نہیں پڑھنا آپ زیادہ اوقات جمال ہی جمال میں نظر آتے تھے کبھی بھی جلال کا اظہار نہ فرماتے ہاں اگر کسی گستاخ سے دربار رسالت یا الوہیت میں بکو اس سے آگاہ ہوتے تو پھر آپ اس وقت جلال میں آتے اور کسی کا خیال نہ کرتے حق کو حق سمجھتے اور باطل کو باطل حق پر چلتے اور باطل سے بیزار رہتے اور لوگوں کو باطل سے بچاتے۔ آپ سفر و حضر میں یکساں تھے جس طرح حضر میں آپ کا یہی معمول تھا اس طرح سفر میں بھی آپ کا یہی معمول رہتا کبھی تھکاوٹ محسوس نہ کرتے اور نہ اس کا اظہار فرماتے۔ آپ کے چہرہ مبارک سے ہر وقت زہد و تقویٰ کا نور مشاہدہ ہوتا۔ یہاں تک کہ جب آپ وصال فرما گئے تو نماز جنازہ کے بعد آپ کا چہرہ مبارک عوام اور خواص کے دیدار کے لئے کفن سے جب نکالا گیا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ پر وصال فرمانے کے اثرات بالکل

موجود نہیں اور آپ کا چہرہ مبارک پھول کی طرح کھل گیا تھا فقیر نے جب یہ منظر مشاہدہ کیا تو کافی مدت تک وہ منظر سامنے نظر آ رہا تھا اور اب بھی جب اس طرف خیال جاتا ہے تو وہی منظر پھر سامنے آ جاتا ہے۔ زہد و تقویٰ کی یہ نشانیاں ایسی بزرگ ہستیوں میں نمودار ہوتی ہیں اور لوگ ان نشانیوں کو مشاہدہ کرتے ہیں حالانکہ بڑے بڑے علم کے دعوے دار گستاخان رسول اور زہد و تقویٰ سے خالی مدعیان علم بھی مر گئے۔ ان کے چہرے مسخ ہو گئے اور جن لوگوں نے وہ منظر دیکھے وہ کافی مدت تک ڈرتے رہے ایسا ہی واقعہ پنڈی میں ہوا تھا کہ صدر مملکت نے بھی اس کے چہرہ دیکھنے کی خواہش ظاہر کی تو لوگوں نے صدر مملکت کو بھی اس کا چہرہ نہیں دکھایا گیا نہ ایسے لوگوں کے دلوں میں ایمان کا نور ہوتا ہے خواہ وہ زندہ کیوں نہ ہوں تو پھر مرنے کے بعد ان کے چہروں پر نور کس طرح ظاہر ہوگا۔ اگر نور ہوتا تو ظاہر ہوتا لیکن جب اندر سے تمام بدن دل و دماغ تاریکیوں سے بھرا ہوا تھا تو مرنے کے وقت بھی چہرے پر وہی تاریکی نظر آتی تھی ہم نے بہت سے ایماندار علماء و حفاظ و قراء و مشائخ کے ابدان مرنے کے کئی سال بعد بھی جب دیکھے ہیں تو وہی نور جوان کے دلوں میں پہلے سے موجود تھا اس نور سے ان کا تمام بدن نورانی نظر آتا تھا مرنے کے کئی سال بعد بھی جب ان کو کسی وجہ سے اپنی قبروں سے نکالا گیا تو ان زاہد اور متقی ایماندار علماء و مشائخ و حفاظ کے ابدان بھی اسی طرح تروتازہ دیکھے گئے۔ ہمارے مدین کے ایک حافظ باعمل عبدالحق صاحب جب فوت ہوئے تو کئی سال کے بعد اپنے بیٹے حافظ لطیف الرحمان کو خواب میں بتایا کہ میری قبر میں نمی آگئی ہے مجھے یہاں سے نکالو جب اس کے صاحبزادے نے قبر کھودی تو دیکھا وہی حافظ صاحب اسی حالت میں موجود ہیں بدن صحیح سالم تھا پھر ان کو

دوسری جگہ دفنایا گیا مدین سوات کے بہت سے باشندوں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ واقعی حضور انور ﷺ کا یہ فرمان سچ ثابت ہوا کہ حافظ جب مرتا ہے تو خدا تعالیٰ زمین کو حکم دیتا ہے کہ اس کا جسم نہ کھانا تو زمین کہتی ہے کہ اے خدا تعالیٰ میں اس کے جسم کو کیسے کھا سکتی ہوں اس میں تو تیرا کلام ہے۔ (شرح الصدور) کسی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

کشتگان خنجر تسلیم را ہر زمان از غیب جانے دیگر است
ایسا ہی ایک واقعہ حضرت پیر امام جلوئی صاحب کے متعلق جلوانہ فیصل آباد میں بھی ہوا تھا کہ حضرت پیر غلام محمد امام جلوئی کا جلوانہ میں مرقد مبارک تھا آپ کو اس مرقد مبارک سے نکالا گیا یہ ۱۹۵۰ء کا واقعہ ہے بہت سے لوگوں نے یہ مشاہدہ کیا کہ آپ کا بدن مبارک بالکل صحیح سالم ہے اور کفن بھی اسی طرح ہے پھر دوبارہ امام جلوئی روڈ فیصل آباد میں دفنایا گیا اس پر ایک خوبصورت گنبد بنایا گیا ہے اور تقریباً بارہ تا پندرہ کلو سونا بھی اس پر لگایا گیا ہے روڈ کے قریب آپ کا گنبد ہے فقیر نے اس گنبد کا مشاہدہ کیا ہے۔ واقعی وہاں ہر وقت اللہ تعالیٰ کا نور چمکتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس واقعہ کے عینی شاہد پشاور کے مولانا تاج محمد مظہر صدیقی قادری بھی ہیں جنہوں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے اور راقم الحروف کو بھی آپ نے اس واقعہ کی تفصیل بتائی۔ آپ کے وصال کے پچیس سال بعد امام جلوئی کے ایک خلیفہ حضرت صوفی عطاء محمد تھے جو بہت سی کتابوں کے مؤلف بھی ہیں اور فصوص الحکم کی شرح بنام اسرار القدم لکھی ہے اس کی قبر جب کھودی گئی اور آپ کو نکالا گیا تو آپ کا بدن تروتازہ تھا ایک ایمان افروز واقعہ جو کہ نوائے وقت میں شائع ہوا قابل غور ہے وہ لکھتے ہیں کہ صحابہ کرام کے اجسام آج

بھی اپنی اصلی حالت میں ہیں یہ تو اخبار کی سرخی تھی نیچے وہ لکھتے ہیں کراچی ۲۰ جنوری (پ ر) یہاں موصول ہونے والی ایک اطلاع کے مطابق مدینہ منورہ میں مسجد نبوی ﷺ کی توسیع کے سلسلہ میں کی جانے والی کھدائی کے دوران آنحضرت ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کا جسم مبارک جس کو تقریباً چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزرا ہے بالکل صحیح اور سالم حالت میں برآمد ہوا۔ علاوہ ازیں صحابی رسول حضرت مالک بن سونائی کے علاوہ دیگر چھ صحابہ کرام کے جسم مبارک بھی اپنی اصلی حالت میں پائے گئے ہیں جنہیں جنت البقیع میں نہایت عزت و احترام کے ساتھ دفن دیا گیا جن لوگوں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ان کا کہنا ہے کہ مذکورہ اجسام کے چہرے نہایت تروتازہ اور اپنی اصلی حالت میں تھے۔ اس خبر کے پانچ دن بعد وقار انبالوی نے نوائے وقت کے ۲۵ جنوری ۱۹۷۸ء کے روزنامہ نوائے وقت میں ایک زبردست دلائل پر مبنی مضمون شائع کیا مضمون کا عنوان تھا منکرین خدا و آخرت کے لئے قدرت الہی کی تابناکی شہادت۔ اس سرخی کے نیچے وہ لکھتے ہیں چودہ سو برس بعد لاشیں جوں کی توں برآمد ہوئیں۔ پھر اس پر وہ تبصرہ کرتے ہوئے اخبار میں اپنے مضمون میں یوں لکھتے ہیں مدینہ منورہ میں مسجد نبوی ﷺ کی توسیع کے سلسلے میں کھدائی ہو رہی تھی تو وہاں سے حضور سرور کائنات ﷺ کے والد ماجد کا جسد خاکی چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی اسی طرح برآمد ہوا جس طرح اسے دفن کیا گیا تھا اور ساتھ ہی آنحضرت ﷺ کے بعد بعض صحابہ کرام کے اجسام مبارک بھی جوں کی توں برآمد ہوئے خدا و آخرت کا کوئی منکر بتا سکتا ہے کہ چودہ صدیاں گزر جانے کے باوجود ان جسموں کا بعینہ رہنا کیسے ممکن ہوا

سمجھ میں نکتہ توحید آتو سکتا ہے تیرے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہیے یہ پہلی مثال نہیں ہے آج سے چون سال پہلے جب جنگ عظیم کے بعد عراق میں انگریزوں نے بادشاہت کی بنیاد ڈالی اور شریف مکہ کے ایک صاحبزادے کو سٹیج (تخت) بنا کر تاج پہنایا تو ۱۹۲۴ء میں اس بادشاہ کو مسلسل کئی دن خواب آتا رہا کہ آنحضرت ﷺ کے دو صحابہ کرام ان سے کہتے ہیں کہ ہماری قبروں میں نمی آگئی ہے اس لئے ہمیں یہاں سے اٹھا کر سلمان پاک (مدائن کا نیا نام) میں دفن کیا جائے۔ بادشاہ نے علماء کرام سے پوچھا تو سب نے بالاتفاق مشورہ دیا کہ قبریں کھول کر حال معلوم کیا جائے۔ شاہ عراق نے اعلان کر دیا کہ عید النسر کی نماز کے بعد دونوں قبریں کھولی جائیں گی عربی کے اخبار اشغر میں یہ خبر شائع ہوئی اور جہاں جہاں مسلمان آباد تھے وہاں وہاں سے اپیلیں اور درخواستیں آنی شروع ہو گئیں کہ تاریخ ایسی رکھی جائے جس پر دوسرے ملکوں کے مسلمان بھی اس سعادت میں شریک ہو سکیں چنانچہ تاریخ بدل دی گئی جب مقررہ تاریخ پر قبروں کو کھول دیا گیا تو واقعی ہر قبر کی لحد میں نمی تھی لیکن دونوں صحابی جن میں سے ایک کا نام جابر بن عبد اللہ اور دوسرا غالباً معاذ بن جبل تھا اسی انداز میں آسودہ لحد پائے گئے جیسے شہادت کے بعد دفن کیا گیا تھا ان کا لباس بالکل بوسیدہ تھا ہاتھ لگنے سے بھر جاتا تھا لیکن جسم دونوں کے تروتازہ تھے زخم ہرے اور خونچکان تھے اور جابر بن عبد اللہ کی آنکھوں میں چمک ایسی تھی کہ ایک جرمن ڈاکٹر جو موقع پر موجود تھا پہلے تو حیرت میں گم رہا اور جب حیرت کم ہو گئی تو اس موقع پر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا پھر ان اجساد مطہرہ کو غسل دے کر سلمان فارسی کے روضے کے احاطے میں نئی قبروں میں دفنایا گیا اور یہ واقعہ مسلسل کئی برس تک دنیا بھر کے اخباروں

میں مختلف زبانوں میں شائع ہوتا رہا اور کلام الہی کی ان آیات مقدسہ کی تائید کرتا رہا کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ہوں ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں اور تم ان کی حقیقت سے واقف نہیں ہو۔ (روزنامہ نوائے وقت ۲۵ جون ۱۹۷۸ء)

مرات شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ بعض اولیاء کرام کے اجسام صدہا برس کے بعد اب بھی درست دیکھے جاتے ہیں اگر وہ بالکل مردہ ہوتے تو جسم گلتا کیوں نہیں۔ (مرات شرح مشکوٰۃ ج ۲ صفحہ ۳۲۸)

شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور میں نقل کیا ہے کہ مالک نے عبدالرحمان بن ابی صحصہ سے روایت کی کہ ان کو معلوم ہوا ہے کہ عمرو بن جموح اور عبداللہ بن عمرو کی قبروں کو سیلاب نے کھول دیا ہے دونوں ایک ہی قبر میں تھے اور جنگ احد میں شہید ہوئے تھے تو لوگوں نے ان کو کھول دیا تاکہ دوسری جگہ کو منتقل کر دیں تو ایسا معلوم ہوا کہ ان کو ابھی کسی نے دفن کیا ہے ان میں سے ایک اپنے زخم پر ہاتھ رکھے تھا جب ہاتھ کو ہٹایا گیا تو انہوں نے پھر وہیں رکھ دیا حالانکہ یہ واقعہ چھیا لیس سال بعد کا ہے۔ امام بیہقی نے دلائل میں دوسری سند سے اس واقعہ کو بیان کیا کہ جب ان کا ہاتھ ہٹایا گیا تو خون بہہ نکلا پھر جب ہاتھ رکھ دیا تو بند ہو گیا۔ شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور میں ہے کہ ابن مندہ نے جابر سے روایت کی کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ جب حافظ مرتا ہے تو خدا تعالیٰ زمین کو حکم دیتا ہے کہ اس کے جسم کو نہ کھانا تو زمین کہتی ہے کہ اے خداوند تعالیٰ! میں اس کے جسم کو کیسے کھا سکتی ہوں اس میں تیرا کلام ہے۔ ابن مندہ کہتے ہیں کہ اس سلسلہ میں ابو ہریرہ اور عبداللہ بن مسعود کی احادیث بھی ہیں۔ (شرح الصدور صفحہ ۲۹۹)

جسم زمین کیوں نہیں کھاتی اس لئے کہ جو لوگ متقی اور زاہد ہوں اور پھر اپنی پوری زندگی اللہ و رسول کے لئے وقف کر دیں ہر قسم کے جہاد میں مصروف رہیں خواہ وہ مالی ہو یا روح سے ہو یا جسم سے ہر طرح سے جہاد کرتے رہتے ہیں اور ان کا مرنا جینا اللہ کے لئے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں ایسے لوگوں کے حق میں فرمایا ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہو جاتے ہیں ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں اور تمہیں اس کا شعور بھی نہیں دوسری آیت مبارکہ میں یہ بھی ہے کہ ایسے لوگوں کے متعلق یہ گمان بھی نہ کرنا کہ وہ مردہ ہیں جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جاتے ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں اللہ کے نزدیک اور ان کو رزق بھی دیا جاتا ہے اور جو کچھ انہیں اللہ کی طرف سے مل جاتا ہے اس پر وہ خوش ہوتے ہیں اور وہ خوش ہوتے ہیں ان لوگوں پر جو ان سے ملے ہوئے نہیں ہیں خبردار نہ ان پر کچھ ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔ یہ تمام ثمرات زاہد اور متقی لوگوں کے لئے ہیں۔ ہمارے پیر و مرشد حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کا کیا کہنا ان کا وصال بھی سجدہ کی حالت میں ہوا تو جس وقت وہ اللہ سے واصل ہوئے وہی حالت نماز کی تھی اور مندرجہ بالا بیان جو مذکور ہوا یہ ایسی ہی ہستیوں کے متعلق ہے اور ان کے اجسام کیوں محفوظ نہ ہوں جب کہ ان کی دنیاوی زندگی بھی گناہوں سے محفوظ تھی اس سلسلہ میں رحمان بابا جو ایک عارف کامل ولی گزرے ہے فرماتے ہیں

دلحد پہ منہ کنس بہ دمے بیروت وی

کہ شو دمے محفوظ پہ دمے دنیا

ترجمہ: یعنی قبر میں وہ محفوظ ہوگا یعنی صحیح سالم ہوگا جو اس دنیا میں اپنے آپ کو محفوظ

رکھے یعنی خواہشات نفسیاتی ہے اور واقعی انہوں نے یہ بات بھی ثابت کر دی کہ جب حکومت سرحد نے اس کا مزار مبارک بنانا چاہا اور رحمان کمپلیکس کی منظوری دی گئی آپ کی قبر کے ارد گرد تمام جگہوں کی کھودائی ہوئی تو جس وقت آپ کی قبر کھول دی گئی تو آپ کا جسم بالکل تروتازہ تھا پشاور کے مشہور مقرر مولوی محمد امیر عرف بجلی گھر استاد نے اپنی کیسٹوں میں بھی اس کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ میں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے۔ بات یہ ہے کہ جس مٹی سے کمہار کوئی برتن تیار کر لیتا ہے تو اگر وہ کچھ ہو تو وہ فوراً مٹی کے ساتھ مٹی ہو جاتا ہے اگر اس برتن کو آگ کی بھٹی میں رکھ دے اور پکا کر کے نکال دے تو پکا برتن اگر ہزاروں سال بھی مٹی میں رکھا جائے تو وہ برتن کبھی بھی مٹی کے ساتھ مٹی نہیں ہو سکتا تو جن نفوس قدسیوں کے اجسام اللہ تعالیٰ کے ذکر و فکر کی بھٹیوں میں پکے ہو جاتے ہیں وہ کس طرح اس مٹی میں رکھنے سے وہ مٹی ہو جائیں گے بالکل کبھی بھی مٹی نہیں ہو سکتے وہ اس دنیا میں بھی زندہ ہیں قبر میں بھی زندہ ہیں اور حشر میں نفس اور شیطان سے مقابلہ صرف اور صرف زہد اور تقویٰ کے لشکر سے کیا جاتا ہے اور جس کے ساتھ یہ خدائی لشکر موجود ہو وہ نفس کے ساتھ مقابلہ کر سکتا ہے بغیر زہد اور تقویٰ کے یہ مقابلہ نہایت مشکل ہے بڑے بڑے دعویدار اس مقابلہ میں شکست کھا چکے ہیں اور جس کے پاس زہد اور تقویٰ کا لشکر ہو تو وہ ایمان اور عشق حق کی بدولت یہ مشکل مرحلہ آسانی سے طے کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل عظیم سے وہ ان درجات عالیہ کے مالک بنتے ہیں۔ غوث صمدانی شہباز لامکانی حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات کے خرق عادت کا یہ حال تھا کہ جب انہوں نے بغداد میں قدم رنجہ فرمایا تو ابلیس کے لشکر جو علماء سوء کی شکل میں تھے ان کے چراغ گل

ہو گئے۔ چونکہ ہمارے پیر و مرشد حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ غوث پاک کے نائب اور خلیفہ تھے اس لئے ایسے ابلیس کے لشکر جو علماء سوء کی شکل میں نمودار ہوئے تھے وہ غوث پاک کی نظر اور فیضان کرم سے بری طرح ناکام ہوئے۔ یہاں فقیر راقم الحروف امام تقی الدین کی کتاب روضۃ الابرار سے ایک اقتباس ناظرین اور قارئین کے لئے پیش کرتا ہے امام تقی الدین اپنی کتاب روضۃ الابرار میں لکھتے ہیں کہ ”جب آپ نے بغداد میں داخل ہونے کا ارادہ فرمایا تو حضرت خضر علیہ السلام نے بحکم خداوندی غوث پاک کے گوش گزار کیا جس کی رو سے سات برس تک فصیل شہر کے باہر لب دریا آپ نے قیام فرمایا یہی سات برس کا دورانیہ مجاہدات ریاضات شاقہ فقر و فاقہ اور تحصیل علم لدنی کے اعتبار سے سات زمانوں پر بھاری ہے دریا کے کنارے اگنے والی سبزیوں سے غذا حاصل کرتے تھے جس سے جسم و جان والا رشتہ تو برقرار رہا مگر گردن سے سبز رنگ جھلکنے لگا اس کے علاوہ جن آزمائشوں سے ان کو گزرنا پڑا چشم تصور و احساس سے اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے ایک شب غوث پاک درود وظائف میں مشغول تھے کہ ایک سراپا حسن سوزدوشینہ اپنے نسوانی ہتھیاروں سے مسلح ان کے سامنے آکھڑی ہوئی۔ یہ ایسا ابلیسی وار تھا جس سے بچنا عصمت کے مترادف تھا حضرت یوسف علیہ السلام معصوم بھی اس آزمائش سے گزرے تھے لیکن ہم جانتے ہیں کہ قرآن میں ان کی سلامتی کو برہان ربی سے مشروط کیا گیا ہے اگر وہ خدا کی برہان نہ دیکھتے تو ظلم کا ایسا پہاڑ ٹوٹ پڑتا جس کے تصور سے ہی ہر مومن کانپ کانپ جاتا ہے۔ غوث پاک رضی اللہ عنہ نے قہر آلود نگاہوں سے حسن جہاز سوز سے پوچھا کہ اے خاتون بے حیا تو کون ہے اور یہاں تیرا

کیا کام ہے؟ وہ متاسفانہ نگاہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگی کہ یہ بھول جائیں کہ میں کون ہوں میں تو آپ کی تشنگی مٹانے آئی ہوں اس دوشیزہ نے تبسم کی بجلیاں گراتے ہوئے کہا۔ ساری بات پل بھر میں صاف ہو گئی۔ دوشیزہ کا مخاطب بھی کوئی معمولی انسان نہ تھا مادر زاد ولی اللہ تھے اور ولی بھی ایسے جو اپنی مثال آپ تھے اچھا تم دنیا ہو جو ابلیس یعنی ساکت کرنے کے بعد مجھے یاد الہی سے غافل کرنے آئی ہو۔ غوث پاک رضی اللہ عنہ نے صورت حال وضاحت کر دی یہ کہہ کر کہ محترمہ میرا جواب بھی وہی ہے جو میرے جد اعلیٰ علی المرتضیٰ کا تھا میں تمہیں تین طلاقیں دے چکا ہوں اب میری نظروں سے دفع ہو جاؤ۔ ورنہ میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے ذبح کروں گا یہ سننا تھا کہ وہ سچی سنوری دوشیزہ روٹی پیٹی غائب ہو گئی۔ واپس جاتے وقت اس کی صورت اتنی مکروہ تھی کہ اگر ایک عام آدمی بھی اسے پاتا تو سامان دنیا کو واقعی طلاق بائن (غیر رجعی) دے دیتا آخر کار ایک شب ندائے غیبی نے مرثدہ سنایا عبدالقادر! اب تم بغداد میں داخل ہو سکتے ہو۔ فصیل شہر سے باہر لب دریا سات برس تک قیام کی وضاحت کوئی دشوار مرحلہ نہیں شہر کے اندر جو طوفان بد تمیزی پاتا تھا اس کا قلع قمع کرنے کے لئے سالار جیش کی تربیت بے حد ضروری تھی تاکہ کہیں پائے استقامت میں لغزش نہ آجائے غوث صمدانی شہباز لامکانی حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے آنحضرتؐ کے نقش پا پر چل کر جو فریضہ ادا کرنا تھا وہ کوئی آسان کام نہ تھا۔

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے

لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

فصیل شہر سے باہر سات برس قیام والی روایت کی سچائی زیر بحث نہیں مناقب غوث

پاک رضی اللہ عنہ کی مستند کتب میں یہ موجود ہے بہر حال ارشاد رسالت مآب کے عین مطابق گیلان کا غریب الدیار بے مال و دولت طالب علم بغداد میں داخل ہو کر مدرسہ نظامیہ میں اکتساب علم میں مصروف ہوا اسے بغداد کی بلند مرتبہ یونیورسٹی کہا جائے تو مبالغہ آرائی نہ ہوگی کیسے کیسے یگانہ روزگار اساتذہ بیک وقت علم و آگہی کی قندیلیں روشن کئے بیٹھے تھے درس گاہ کا گوشہ گوشہ بقعہ نور ہو رہا تھا ادب و تفسیر کی بات چلتی تو پھر چلتی ہی رہتی ابو ذکریا تبریزی دنیائے ادب کا مہر پر تنویر تھا کہ

جب بھی اس کی بات چلی ہے
ساری ساری رات چلی ہے

کی منہ بولتی تصویر فقہ و اصول کے آفتاب عالمتاب علی ابن عقیل حنبلی اور ابو الحسن محمد بن قاضی ابو العلی حنبلی پھر شیخ ابو الخطاب محفوز الكلوزاتی مشائخ حدیث میں ابو البرکات طلحہ العاقولی ابو الغنائم محمد بن علی میمون الفرسی ابو عثمان اسماعیل بن محمد الاصبہانی ابو طاہر عبد الرحمان ابو غالب الباقلانی ابو العز بن المختار الہاشمی اور ابو منصور عبد الرحمان القراز گویا سارے عراق کی علمی شخصیات کا جہر مٹ تھا کہ بغداد کی اس درس گاہ کو فیضیاب فرما رہا تھا بے شک مدرسہ نظامیہ مینار نور کا درجہ رکھتا تھا مگر گیلان کے دور افتادہ مقام سے روشن جبین طالب علم نے جب اس چار دیواری میں قدم رکھا تو وہاں کے درو دیوار نے اہلاً و سہلاً مرحبا کہا مگر افسوس کوئی ایک حیوان ناطق بھی اس آنے والے کے مقام و مرتبہ کو پہچان نہ پایا جس طرح دوسرے تہی و امان طالب علم چکی کے دو پاٹوں کے درمیان پس رہے تھے اس دنیاوی بے سرو سامان کو بھی تہہ سنگ آ سیا ہونا پڑا۔

فصلوں کی کٹائی کا موسم آیا تو حسب دستور طلباء دیہاتوں کی جانب نکل پڑے تاکہ

اپنے اپنے مقدر کی مہر لگے اناج کے دانے اکٹھے کر لائیں اور دوران تعلیم شکم کو ٹھنڈا کرتے رہیں کیسی ستم ظریفی تھی وہ جو غوث الثقلین کے مقام و مرتبہ پر فائز ہونے والا تھا اسے بھی اس کا سہ گدائی والوں کا ساتھ دینا پڑا بغداد کے نواحی گاؤں یعقوباپہنچے تو ایک زمیندار شریف یعقوبی کی چشم حیران نے قوس قزح کے رنگوں کو پہچان لیا گر گس میں شاہین کو پہچاننا اگرچہ کوئی حیرت انگیز کارنامہ نہیں پھر بھی شریف یعقوبی کو داد نہ دینا بخل سے کام لینے والی بات ہے اس نے پوچھا فرزند! تمہارا کیا نام ہے اور کس خاندان کے روشن چراغ ہو زمیندار نے اپنے تجسس کی پیاس بجھائی۔ بندے کو عبدالقادر کہتے ہیں اور خاندان کی عظمت کا اعتراف روزانہ پانچ مرتبہ کرہ ارض کے گوشے گوشے سے ہوتا ہے طالب علم نے چونکا دینے والا جواب دیا۔ زمیندار نے بڑی آسانی سے کہا بیٹا نجیب الطرفین مردان خدا دست سوال اغیار حق کے سامنے دراز نہیں کیا کرتے بلکہ زمانے کو دست نگر بنا دیتے ہیں اس گھرانے کے لوگ تو منکوں کو سلطنتی عطا کرتے ہیں مگر شاید لوح محفوظ پر اس طرح مرقوم ہے اس پل اس گھڑی کے بعد آپ نے درس گاہ کے اس دستور پر خط تہنیخ کھینچ دیا اور اناج حاصل کرنے والے طلباء کا ساتھ چھوڑ دیا مگر اس کا کیا علاج کہ طالب علم کو دوسرے طلباء کی طرح بھوک پیاس ستاتی تھی اور ظاہری وسائل سے دامن یکسر خالی تھا یہ بھی تو جد اعلیٰ کے نقش قدم پر چلنا تھا کہ کائنات کا سب سے بڑا انسان رحمت مجسم گداؤں کو ہفت اقلیم کی دولتیں لٹانے والے کے اپنے گھر میں چولہا اکثر و بیشتر ٹھنڈا ہی رہتا تھا جن کے مراتب بلند ہوں ان کی آزمائش بھی پہاڑوں ایسی بلند ہوتی تھی۔ بھائی ڈیڑھ روٹی بطور قرض دے دیا کہ قدرت ہوتے ہی قرضہ چکا دوں گا ایک قریب والے نان فروش سے اس لب و لہجے میں بات کی کہ

ان پڑھ نانباتی کا کلیجہ کٹ کے رہ گیا۔ جان عزیز! جب چاہے اور جو چاہے لے جایا کرے نان باتی نے کہا نان باتی آبدیدہ ہو گیا آنسوؤں کی دھند کا ایک نقصان یہ ہوتا ہے کہ صاف دکھائی دینے والی ہستی کی پہچان مشکل ہو جاتی ہے اسی طرح لرزان لہجے میں مدعا گم ہو جاتا ہے اور الفاظ کا پیرہن نامناسب رہ جاتا ہے کچھ عرصہ اس کشمکش میں گزرا۔ نان باتی کا قرضہ بڑھ گیا اور غوث صمدانی کی تفکیر میں اضافہ ہوتا چلا گیا بالآخر یہ قرض صرف قدر کی مہربانی سے ادا ہوا وہ ہستی جو بطور خاص اولیاء کا قرض چکانے کے لئے منجانب اللہ مقرر ہوتی ہے صرف قدر کہلاتی ہے آپ کو سونے کا ایک ٹکڑا مہیا کیا گیا اور نانباتی کے قرض سے سبکدوش ہوئے۔ جبیں نیاز سجدہ لشکر میں جھک گئی اسی تنگی ترشی میں دو برس بیگ گئے۔ بغداد میں خشک سالی کا دور دورہ ہوا زمین بوند بوند کو ترستی سبز پتے زرد ہو گئے اشجار بے برگ و بار ہو گئے تیار فصلیں جھلس گئیں اور قحط پھوٹ پڑا۔ اس زمانے میں آپ کا قیام محلہ قطبیہ شرقیہ میں تھا ایک روایت کے مطابق اسی محلہ میں ایک واقعہ پیش آیا اور آپ نے عبداللہ سلمی سے بیان فرمایا۔ تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

تنگدستی کے وہ ایام ایسے تھے کہ اشیائے خوردنی خواب و خیال ہو کر رہ گئی تھیں جسم و جان کا سلسلہ برقرار رکھنے کے لئے ان اشیاء کی بہر حال ہر ذی روح کو ضرورت ہے ایک شخص اچانک کاغذ کا ایک پرزہ آپ کو تھما کر چلا گیا کاغذ میں کچھ رقم موجود تھی یہ گویا امداد غیبی والا ماجرا تھا آپ نے اس رقم کا کھانا وغیرہ خریدا اور محلے کی مسجد میں تشریف لے گئے دل میں طرح طرح کے خیال اٹھ رہے تھے جن سے فصیل جان سپرد اضطراب ہو گئی اور آپ نے قبلہ رو بیٹھ کر کھانے یا نہ کھانے کے متعلق غور و خوض فرمانا

شروع کیا سمت قبلہ سے رشتہ استوار ہوا تو یقین کامل تھا کہ غیب سے راہ نمائی کی کوئی نہ کوئی صورت ضرور نکل آئے گی۔ دیوار مسجد کے قریب ایک کاغذ دکھائی دیا جس کا وجود یقیناً چند لمحے پہلے وہاں نہیں تھا آپ نے لپک کر اسے اٹھایا کاغذ پر واضح حروف میں تحریر تھا ہم نے کمزور مومنین کے لئے خواہش رزق پیدا کی تاکہ وہ بندگی کے لئے اس سے قوت حاصل کریں آپ نے اپنا رومال اٹھایا کھانا اسی جگہ رہنے دیا دو رکعت نماز ادا کی اور مسجد سے باہر آ گئے آپ کی نگاہ میں حرف لفظ کمزور مومنین اہمیت کا حامل تھا وسائل کی کمی مسائل کو جنم تو ضرور دیتی ہے مگر نہ کہ غوث میں ایمان کی کمزوری کا وسائل سے اگر کوئی تعلق تھا تو وہ تعلق معکوس ہونا چاہیے تھا یعنی وسائل کی کمی ایمان کی مضبوطی کا سبب ہونا چاہیے تھی نہ کہ اس کے برعکس بغداد میں تحصیل علم کا یہ دورانیہ بڑا ہی صبر آزما تھا مفلسی الگ سر راہ ہوتی۔ اپنے صبر و استقلال و مجاہدے کے متعلق خود غوث پاک فرماتے ہیں اسی دوران جتنی مشقیں میں نے برداشت کیں اگر پہاڑوں پر ڈال دی جائیں تو وہ بھی پارہ پارہ ہو جاتے جب تکلیف میری برداشت سے باہر ہو جاتی تو میں سر بسجود ہو کر صدق دل سے تلاوت کرتا فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا۔ بے شک ہر تنگی کے ساتھ آسانی ہے پھر جب سجدے سے سر اٹھاتا تو سکون کی دولت سے مالا مال ہو چکا ہوتا اکثر ویرانوں میں راتیں بسر کرتا ادنیٰ لباس اور پاپیادہ کانٹوں پر چلتا درختوں کے پتے اور خود روگھاس پھوس سے پیٹ بھر لیتا لوگوں نے مجھے دیوانہ بھی قرار دیا کئی بار مجھے مردہ سمجھ لیا گیا حضرت غوث صمدانی شہباز لامکانی حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے زہد اور تقویٰ کا ادنیٰ سا کرشمہ آپ کے سامنے بیان کیا گیا چونکہ ہمارے پیر و مرشد حکیم ملت پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی

رحمۃ اللہ علیہ غوث صمدانی کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے اور ان کے زہد و تقویٰ کا نمونہ تھے اس لئے آپ پر بھی تکالیف کے پہاڑ ڈالے گئے اور آپ نے بخوشی ان تمام تکالیف کو قبول کیا اور کوئی اف تک نہ کی یہاں تک کہ اپنے رشتہ داروں عزیزوں نے بھی آپ پر دائرہ حیات تنگ کرنا چاہا اور جتنی تکالیف پہنچائی جاسکتی تھیں اس میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ حتیٰ کہ آپ کے دارالعلوم میں پانی چھوڑ دیا گیا حضرت صاحب کہیں دوسرے شہر تبلیغ حق کے لئے تشریف لے گئے ہوئے تھے تو مخالفین نے طالب علموں کو بھی تھانے میں بند کر دیا لیکن اس مرد آہن نے ان تمام تکالیف کو برداشت کیا کسی کو کوئی تکلیف نہ دی بلکہ کسی کو ان تمام تکالیف کا کوئی علم بھی نہ ہونے دیا۔ علماء سوء نے عدالتوں میں آپ پر مقدمے چلائے لیکن خدا ذوالجلال کے رحم و کرم سے کوئی بھی آپ پر غالب نہ ہو سکا تمام کے تمام مقدمات میں آپ سرخرو ہوئے اور جج صاحبان بھی آپ کے معتقد بن گئے ایبٹ آباد کی سول عدالت میں آپ پر مقدمہ چلایا گیا تھا جب آپ وہاں تشریف لے گئے اور حق بیان فرمایا تو تمام کے تمام حامیاں بغاوت علماء سوء وہاں سے بھاگ نکلے اس وقت مفتی ادریس صاحب ایڈووکیٹ جنرل وہاں تھے انہوں نے جب یہ تمام ماجرا اپنی آنکھوں سے دیکھا تو آپ کو عرض کیا کہ آئندہ عدالت میں تاریخ میں آپ تکلیف نہ کیا کریں میں خود اس مقدمہ کو نبٹاؤں گا اور اس مقدمے سے آپ کے علمی و عرفانی دلائل سن کر وہ حضرت صاحب کے معتقدین میں شامل ہو گئے اللہ تعالیٰ نے مفتی ادریس ایڈووکیٹ جنرل پر بڑا کرم کیا جب وہ پشاور میں تھے میلاد النبی ﷺ کے جلوس کی قیادت وہ خود کرتے اور سنیوں کے جلسوں اور محفلوں میں وہ اپنی ایمان افروز تقریر سے سامعین کے دلوں کو حرارت ایمان سے گرما

دیتے۔ اہل سنت و جماعت کا آپ پر فخر و ناز ہے اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے۔ مفتی ادریس صاحب کے علاوہ ایبٹ آباد کے مشہور و معروف مایہ ناز وکیل سید شبیر حسین شاہ صاحب نے بھی حمایت حق میں حضرت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کا ساتھ دے کر اپنی علمی و فنی خدمات پیش کیں۔ جن کا صلہ و اجر خالق کائنات جنت الفردوس میں عطا فرمائے گا تو پھر حمایت حق میں امام وقت مجدد ملت محدث ہزاروی کا ساتھ نہ دینے والے یا اس معاملہ میں سستی کرنے والے متعلقین کف افسوس ملیں گے مگر گیا وقت پھر ہاتھ نہ آئے گا۔

کوہاٹ میں ورود مسعود

بزرگان دین کا زمین کے مختلف مقامات پر رہنا سہنا بھی روحانیت کی تکمیل کا باعث ہوتا ہے اور جہاں رشد و ہدایت کی ضرورت کی خاطر ایسے لوگوں کی ڈیوٹیاں لگ جاتی ہیں وہاں کے علاقوں کے لوگوں کو ایسی بزرگ ہستیوں سے فائدہ ایمانی و روحانی حاصل ہوتا ہے۔ آپ کے برادر محترم جناب ابو نعیم سید عبد قاضی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حویلیاں ہزارہ میں رشد و ہدایت پر مامور تھے سنت الہیہ ہے کہ جہاں زیادہ ضرورت ہوتی ہے وہاں ایسے افراد کامل بھیج دیئے جاتے ہیں۔ حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اپنے پیر و مرشد امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد مصطفوی کے مطابق

۱۹۳۶ء میں ڈسٹرکٹ سگنل کمپنی کوہاٹ میں خطابت کے فرائض انجام دینے کے لئے متعین فرما دیا اور وہاں پورے اٹھارہ سال آپ نے قیام فرمایا اور اس کمپنی میں اپنے فرائض بخوبی سرانجام دیئے ۱۵ فروری ۱۹۴۹ء کو ڈیرہ اسماعیل خان میں پٹھان رجمنٹ سنٹر قائم ہوا جو کچھ ماہ کے بعد تبدیل ہو کر کوہاٹ آ گیا پٹھان رجمنٹ سنٹر کے افسروں نے آپ کو دینی تعلیم و تربیت کے لئے مکمل آزادی دی۔

آپ نے کوہاٹ میں مدارس دینیہ کی صورت میں رشد و ہدایت کے چشمے جاری کئے اور دور دراز علاقوں کے لوگ آپ سے فتوے بھی طلب کرتے اور علماء مسائل کے استفادہ کے لئے آپ کے پاس حاضر ہوتے یہاں اسلام کا گہوارا بنا عوام اور خواص میں آپ بہت زیادہ مقبول ہوئے اور لوگوں کے دلوں میں آپ کی محبت و الفت رچ بس گئی۔ پٹھان رجمنٹ سنٹر کے آفیسرز اس سنٹر کی دینی اور ملی زندگی کو مزید مستحکم کرنے کی خاطر مذہبی روحانی استاد کی تلاش میں چھ ماہ سے زائد تک کوشاں رہے بالآخر آپ کو ہر حیثیت سے اس سنٹر کے لئے موزوں قرار دیا تو وہاں کے آفیسرز آپ کے پاس حاضر خدمت ہو کر آپ کو ڈسٹرکٹ سگنل کمپنی سے تبدیل کرا کر پٹھان سنٹر میں آ جانے کے لئے مجبور کیا چنانچہ حکیم ملت پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ ۴ جون ۱۹۴۹ء کو ڈسٹرکٹ سگنل سے تبدیل ہو کر پٹھان سنٹر میں تشریف لائے۔ آپ نے ۱۹۵۴ء تک وہاں قیام فرمایا اور اپنے برادر محترم ابو نعیم سید عبد قاضی شاہ صاحب رحمۃ اللہ کے دنیا سے وصال فرمانے تک وہیں رہے جب آپ کے برادر محترم ابو نعیم سید عبد قاضی شاہ صاحب ۹ محرم الحرام ۱۳۷۳ھ بروز دوشنبہ صبح ساڑھے سات بجے بمطابق ۱۹۵۴ء وصال فرما گئے تو آپ نے پٹھان سنٹر کوہاٹ کو خیر آباد کہا اور اپنے برادر محترم

کی جگہ رشد و ہدایت کے پھیلانے کے لئے محبوب آباد شریف تشریف لائے اور محبوب آباد شریف کے سجادہ نشین ہوئے ادب و عشق حق کی جو شمع آپ نے اہل کوہاٹ کے دلوں میں روشن کی تھی آپ کے وطن کو تشریف لے جانے کے بعد بھی عقیدت مندوں نے اسے روشن رکھا۔ آپ کی جدائی و فراق سے وہاں کے لوگ غمگین ہوئے اور آپ کی یاد ہمیشہ کے لئے ان کے دلوں میں جاگزیں و نقش ہوئی جو نہ مٹنے والا نقش تھا بہر حال جو خداوندی یزال کو منظور ہوتا ہے وہی ہوتا ہے اس میں کسی کی کیا مجال ہو سکتی ہے کہ کوئی دخل اندازی کرے چونکہ جب تک مرشد کامل عبد قاضی شاہ صاحب خود محبوب آباد میں جلوہ افروز تھے تو آپ کی ضرورت کوہاٹ میں تھی لیکن جب وہ وصال فرما کر لوگوں سے پردہ پوش ہوئے تو سجادہ نشینی کے فرائض آپ کے بغیر کوئی دوسرا سرانجام نہیں دے سکتا تھا اس لئے آپ نے حکماً خانقاہ محبوب آباد شریف ۱۹۵۴ء میں تشریف لا کر یہاں مستقل سکونت اختیار کی اور لا تعداد لوگوں کی رشد و ہدایت اور ایمان کے سبب بنے۔ بہت سے مرزائی آپ کے دست اقدس پر توبہ کر کے مسلمان ہوئے اور باقی زندگی ایمان و ایقان سے بسر کی بہت سے اہل تشیع تبرہ بازی اور گمراہ کن عقائد سے توبہ کر کے سچے مسلمان بنے اور دینی و ایمانی دولت سے مالا مال ہوئے بہت سے خوارج و نواصب نے اپنے خراب عقائد سے توبہ کر کے خارجی اور ناصبیت کو چھوڑ کر سچے مومن مسلمان بنے کئی لاکھ بد عقیدہ لوگوں نے آپ کے ہاتھ اقدس پر توبہ بھی کی بیعت سے مشرف ہوئے فقیر نے اپنی آنکھوں سے ایسے بے شمار لوگوں کو دیکھا جنہوں نے اپنے غلط عقائد سے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ایمان کی دولت سے سرفراز فرمایا ہے ہمارے پیر بھائی محمود احمد نوشہروی رحمۃ اللہ علیہ

بھی پہلے مرزائی عقیدے کے تھے آپ کے پاس جب وہ حاضر خدمت ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی زندگی بدل ڈالی اور دین و ایمان اس کو نصیب ہوا یہاں تک کہ حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت محمود احمد نوشہروی کو خلافت سے نوازا۔ نوشہرہ کے پل کے سامنے والے قبرستان میں آرام فرما ہیں آپ کے وصال کے ایک ہفتہ بعد آپ کی بیوی بھی رحلت فرما گئی اور ان دونوں کی قبور ایک دوسرے کے قریب ہیں فقیر نے ان دونوں قبروں کی زیارت کی ہے اللہ تعالیٰ ان دونوں کو مغفور و مرحوم فرماویں۔ آمین یہ ایک واقعہ نہیں کہ بیان کیا بلکہ قاری خوشی محمد الازہری بھی خارجی مسلک کے عقائد میں بندھے ہوئے تھے جب آپ کے پاس ملاقات کی غرض سے آئے اور آپ کے دیدار انور سے مشرف ہوئے تو اپنے باطل عقائد سے توبہ کی اور آپ کے ہاتھ پر بیعت بھی کی اس کا توبہ نامہ مقیاس لاہور اور ماہنامہ سالک راولپنڈی میں چھپا اور حفظ الاحناف نامی کتاب میں بھی آپ کا توبہ نامہ درج ہے اگر کوئی پڑھنا چاہے تو ان رسائل اور حفظ الاحناف کا مطالعہ کر سکتا ہے اس طرح کشمیر کے مشہور عالم و فاضل اور روحانی پیر صاحبزادہ فیض الحسن اپنے تئیس ہزار مریدوں سمیت تائب ہو کر آپ کے دس اقدس پر بیعت کر کے روحانیت اور ایمان کی ابدی دولت سے سرفراز ہوئے آپ کا بیان بھی حفظ الاحناف میں آپ مطالعہ کر سکتے ہیں اس کا اپنا بیان ہے جو اس کتاب یعنی حفظ الاحناف کے آخری حصہ میں منسلک ہے اگر کسی کو شوق مطالعہ ہو تو اس کتاب کا مطالعہ کر سکتا ہے۔

حکیم ملت بحیثیت مفسر

قرآن مقدس کتاب الہی ہے۔ علماء ربانی کہتے ہیں کہ اس کا سمجھنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں۔ قرآن مقدس کا مفہوم وہ سمجھ سکتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کا علم دیا ہو۔ سب سے پہلے جو مفسر قرآن تھے وہ ہمارے پیارے آقائے نامدار معلم و مقصود کائنات ﷺ تھے کہ قرآن مقدس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے الرحمن علم القرآن (رحمن) رحمان نے حضور انور ﷺ کو قرآن پاک کا علم دیا اور اس علم کا سکھانے والا خود خالق کائنات جل و علیٰ ہے اور سیکھنے والے خود معلم و مقصود کائنات ﷺ تھے اس لئے بعض مفسرین حروف مقطعات کے تحت لکھتے ہیں کہ اس کا علم اللہ جانے اور اس کا حبیب جانے یا وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے علم لدنی سے نوازا ہے قرآن مقدس میں حروف مقطعات ہیں اور پھر اس میں مشابہات بھی ہیں اور محکمات بھی ہیں اس میں قصص اور امثال بھی ہیں اور یہ کتاب علوم ظاہر و باطن کی جامع ہے۔ علماء ظواہر بھی اس سے مستفید ہوتے ہیں اور علماء باطن بھی بلکہ دنیا کے ہر طبقہ کے لوگوں کے لئے یہ ایک جامع کتاب ہے۔ حروف مقطعات و حروف ہیں جو بعض سورتوں کی ابتداء میں حروفوں کی شکلوں میں موجود ہیں۔ ان حروف مقطعات کا علم ان بزرگوں کو عطا کیا جاتا ہے جو چھٹی منزل یا مقام تک پہنچا ہوا ہو۔ یہی بات سید محمد حسینی گیسو دراز نے جواہر العشاق نامی کتاب میں درج کی ہے یہ کتاب سید محمد حسینی گیسو دراز رحمۃ اللہ

علیہ نے غوث الاعظم کے الہامات کی شرح میں لکھی ہے ہمارے پیر و مرشد حکیم و فقیہ و مفتی ملت حضرت سید محمود شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حروف مقطعات الم کی تشریح عارفانہ انداز میں کی ہے۔ اس طرح مشابہات وہ ہیں جو قرآن مقدس میں اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال ہوئے ہیں مثلاً **يد الله فوق ايديهم** اس میں **يد** یعنی ہاتھ استعمال ہوا ہے۔ یہ صرف تشبیہ ہے حقیقت اللہ اور اس کا رسول جانتے ہیں تو جو آیات متشابہات ہیں ان پر ہمارے مسلمانوں کا ایمان ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب معلم و مقصود کائنات **صلی اللہ علیہ وسلم** جانتے ہیں اور وہ اولیاء کاملین جن کو اللہ خالق و مالک کائنات نے ان آیات متشابہات کا علم دیا ہو حالانکہ ایک فرقہ ایسا بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے ہاتھ پاؤں اور جسم ثابت کرتا ہے اسے فرقہ متشابہ یا مجسمہ کہا جاتا ہے باقی قرآن آیات محکمات ہیں جو احکامات کسی طرف دلالت کرتے ہیں یعنی حلال و حرام اور مکروہ مباح کے لئے نصوص قطعیہ ہیں اس کے بعد قصص اور امثال بھی ہیں اس لئے قرآن مقدس کا ارشاد ہے **يضل به كثيرا ويهدى به كثيرا** بہت سے لوگ اس قرآن کی وجہ سے گمراہ ہو جاتے ہیں اور بہت سے ہدایت پاتے ہیں۔ مفسر قرآن مقدس کے معانی اور مفہوم کے جاننے والے کو کہتے ہیں اور یہ اس فن تفسیر میں سپیشلسٹ ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے مفسر حضور انور معلم و مقصود کائنات **صلی اللہ علیہ وسلم** ہیں کیونکہ وہ قرآن پر عمل کرنے والے تھے آپ کے تمام اخلاق قرآن مقدس کے مطابق تھے جیسا کہ احادیث نبویہ میں ایک حدیث شریف حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ حضور انور **صلی اللہ علیہ وسلم** کے اخلاق کے متعلق آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ **كان خلقه القرآن** آپ کے اخلاق تمام قرآن تھے یعنی جو کچھ قرآن مقدس میں

ہے وہ صحابہ کرام حضور انور ﷺ میں دیکھتے تھے یعنی بلا تشبیہ آپ چلتے پھرتے قرآن تھے۔ پھر حضور انور ﷺ کے بعد سب سے پہلے مفسر حضرت عبداللہ ابن عباسؓ ہیں آپ کی تفسیر ابن عباس مشہور تفسیر ہے پھر اس تفسیر کے بعد بہت سی تفاسیر یعنی تفسیر مجاہد اور تفسیر ثعالبی تفسیر طبری اور تفسیر معالم التنزیل، مدارک، خازن، روح المعانی، روح البیان، صاوی، بیضاوی، جمل، شیخ زادہ، عرائس البیان، احکام القرآن، خزینۃ الاسرار، عبد اللہ انصاری ذات المسیر، کبیر فخر الدین رازی، جلالین، درمنثور، حسینی، عزیزی تفسیر نووی، ابن کثیر، المنار، تفسیر حقانی، ضیاء القرآن، تفسیر نعیمی، خزائن العرفان، کاشف البیان، روح التفاسیر، ریاض القرآن، تفسیر نبوی، تبیان القرآن، تفسیر رضوی، نور العرفان وغیرہ بے شمار تفاسیر ہیں جو علماء اسلام نے تالیف کی ہیں۔ اس طرح قرآن مقدس کے مترجمین بھی ہیں جن کی تفصیل طویل ہے مثلاً حضرت شیخ سعدیؒ کا ترجمہ، ملا حسین واعظ کاشفی کا ترجمہ اور شاہ ولی اللہ کا ترجمہ، حضرت مولانا احمد رضا خان کا ترجمہ بنام کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، حضرت پیر کرم شاہ الازہری کا ترجمہ بنام جمال القرآن، حضرت سید احمد سعید کاظمیؒ کا ترجمہ بیان القرآن فی ترجمۃ القرآن، مولانا عبداللطیف مردان کا ترجمہ بنام کاشف البیان اور حضرت ریاض الدین اٹک کا ترجمہ ریاض القرآن، حضرت مفتی میاں احمد برکاتی کا ترجمہ، مراد علی تنگہاری کا پشتو میں ترجمہ، مولانا عبدالحق دارمنگی کا پشتو ترجمہ، اسی طرح سندھی اور بلوچی زبانوں میں ترجمے ہو چکے ہیں ایک ترجمہ فقیر کی نظر سے مولانا عبدالودود جو تفسیر وودود کے نام سے موسوم بھی دیکھا ہے منکرین اہل سنت نے بھی بہت سے تراجم اور اردو زبان میں تفاسیر لکھی ہیں لیکن وہ تمام کے تمام قرآنی مفہوم سے دور ہیں۔ عربی تفاسیر میں

غلطیاں بہت کم ہیں چونکہ عوام تو عربی زبان سے ناواقف تھے اس لئے منکرین حق یعنی خوارج نے اس موقع کو غنیمت جان کر اردو اور پنجابی اور سندھی بلوچی میں غلط ترجمے کرا کر عوام الناس کو گمراہ کرنے کا سامان مہیا کر دیا۔ اس کی مثال پیش خدمت ہے مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **یَمُكْرُونَ وِیْمُكِرُ اللّٰهُ وَاَللّٰهُ خَیْرٌ مَّا كُرِیْنَ** (انفال آیت ۳۰) اس آیت کا ترجمہ مختلف لوگوں نے کیا ہے شاہ عبدالقادر لکھتے ہیں اور وہ بھی فریب کرتے تھے اور اللہ کا فریب سب سے بہتر ہے۔ شاہ رفیع الدین نے ترجمہ کیا ہے اور مکر کرتے تھے وہ اور مکر کرتا تھا اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ نیک مکر کرنے والوں کا ہے۔ محمود الحسن دیوبندی نے ترجمہ کیا ہے وہ بھی داؤ کرتے تھے اور اللہ کی داؤ کرتا تھا اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے۔ ڈپٹی نذیر احمد نے ترجمہ کیا ہے اور حال یہ کہ کافر اپنا داؤ کر رہے تھے اور اللہ اپنا داؤ کر رہا تھا اور اللہ سب داؤ کرنے والوں سے بہتر داؤ کرنے والا ہے۔ تھانوی صاحب کا ترجمہ یہ ہے اور وہ تو اپنی تدبیر کر رہے تھے اور اللہ میاں اپنی تدبیر کر رہے تھے اور سب سے زیادہ مستحکم تدبیر کرنے والا اللہ ہے۔ ان تراجم میں اللہ تعالیٰ کو مکر کرنے والا داؤ کرنے والا اور ایسے الفاظ اللہ تعالیٰ سے منسوب کئے جو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہ تھے ہاں ایک ترجمہ مولانا احمد رضا خان بریلوی کا ہے وہ اس آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا تو اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر۔ اس ترجمہ میں شان الوہیت کا لحاظ رکھا گیا ہے اب ہمارے پیر و مرشد حکیم و فقیہ و مفتی ملت و مفسر قرآن اس آیت کریمہ کے تحت ترجمہ کرتے ہیں۔ (اے معلم کائنات) یاد رہے جب دستور حق کے منکر آپ کے خلاف تدبیر کر رہے تھے تاکہ تمہیں قیدی بنالیں یا قتل کر ڈالیں یا جلاوطن

کردیں وہ اپنے مکروا لے منصوبے بنا رہے تھے اور اللہ! اپنی تدبیر فرما رہا تھا۔
 اور اللہ ہی کی تدبیر سب کی تدابیر سے بہتر اور کامیاب ہے۔ (دستور
 حق) اب آپ قارئین خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ شان الوہیت کے لحاظ سے ادب و
 عشق حق والے کون کون سے مترجم ہیں اور شان الوہیت کا لحاظ نہ کرنے والے کون
 کون سے مترجم ہیں۔ فیصلہ آپ خود کر سکتے ہیں اب ایک دوسری آیت آپ قارئین
 کے پیش خدمت ہے۔ اس آیت کریمہ کے ترجمہ میں بھی آپ مفسر و حکیم و مفتی و فقیہ
 ملت کے عارفانہ عالمانہ ترجمہ کو دیکھ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ولما يعلم اللہ
 الذین جاہدوا منکم (پ ۱۲ العمران آیت ۱۲۲)

اس آیت کے تحت شاہ عبدالقادر صاحب کا ترجمہ یوں ہے اور ابھی معلوم نہیں کہیے اللہ
 نے جوڑنے والے ہیں تم میں۔ فتح محمد جالندھری اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں حالانکہ
 ابھی خدا نے تم میں سے جہاد کرنے والوں کو تو اچھی طرح معلوم کیا ہی نہیں۔ عبدالماجد
 دریا آبادی یوں ترجمہ کرتے ہیں حالانکہ ابھی اللہ نے ان لوگوں کو تم میں سے جانا ہی
 نہیں جنہوں نے جہاد کیا۔ ڈپٹی نذیر احمد اس آیت کے تحت یوں ترجمہ کرتے ہیں اور
 ابھی تک اللہ نے تو ان لوگوں کو جانچا ہی نہیں جو تم میں سے جہاد کرنے والے ہیں۔
 محمود الحسن صاحب یوں ترجمہ کرتے ہیں اور ابھی تک معلوم نہیں کیا اللہ نے جوڑنے
 والے ہیں تم میں۔ مولانا احمد رضا خان بریلوی یوں ترجمہ کرتے ہیں اور ابھی اللہ تعالیٰ
 نے تمہارے غازیوں کا امتحان نہ لیا۔ مفسر قرآن حکیم و مفتی و فقیہ ملت اسلامیہ اس
 آیت شریف کے تحت یوں ترجمہ کرتے ہیں اور حالانکہ ابھی اللہ نے تمہارے مجاہدین
 کا امتحان نہ لیا اور نہ صبر والوں کو آزمایا۔ اب ان تمام تراجم کے متعلق اتنا عرض ہے کہ

اللہ تعالیٰ علیم وخبیر ہے عالم الغیب والشہادت ہے علیم بذات الصدور ہے ان مترجمین کے نزدیک سوا مولانا احمد رضا خان اور حکیم ملت کے اردو میں اللہ کو بے علم و بے خبر بتایا آپ خود فیصلہ کر سکتے ہیں ترجمہ پڑھنے کے بعد علم الہی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کی صفات کمالیہ اور دوسری طرف اس قدر بے خبری کہ مومنین میں سے کون لوگ جذبہ جہاد سے سرشار ہیں اللہ کو اس کا علم نہیں ابھی اس نے جانا ہی نہیں گویا شان رسالت کی تنقیص سے فارغ ہوئے تو شان الوہیت پر حرف گیری شروع کی۔ اب آپ فیصلہ کریں کہ قرآن مقدس کا صحیح ترجمہ کن مترجمین نے کیا ہے۔ ان تمام تراجم میں سوا مولانا احمد رضا خان بریلوی اور مفسر قرآن حکیم ملت کے باقی تمام ترجموں میں تنقیص الوہیت جلوہ گر ہے۔ اس لئے فقیر یہ کہتا ہے کہ قرآن کا سمجھنا کوئی آسان بات نہیں نہ ہر شخص اور ہر علم اس کا ادراک کر سکتا ہے۔ اس وادی پر خار سے وہ نکل سکتا ہے جو تمام علوم پر ارب و عشق کے ساتھ جامع حاوی ہو اور علوم ظاہری اور باطنی سے مزین ہو اس لئے ان دو مترجمین نے لغزش نہیں کھائی باقی تمام کے تمام اس لغزش میں ملوث رہے ہیں۔ مذکورہ پہلی آیت مبارکہ میں تھانوی صاحب نے تو اللہ تعالیٰ کے لئے میاں کا لفظ استعمال کیا ہے اور میاں کے لئے بیوی بھی ہوتی ہے لوگ شوہر اور بیوی کو میاں بیوی کہتے ہیں یہ ان لوگوں کا وطیرہ ہے اس لئے کہ ملا اسماعیل دہلوی نے تقویت الایمان میں اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ اللہ صاحب استعمال کیا ہے اب اللہ تعالیٰ کے لئے صاحب کہاں سے پیدا ہو اور اگر وہ صاحب ہوا تو اس کے لئے میاں کی طرح بیوی اور صاحب کے لئے صاحبہ استعمال ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے انی اہ ولد ولم یکن له صاحبة اس کا ولد کہاں سے ہوا۔ جبکہ

اس کی بیوی نہیں یہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا تصور کرتے ہیں اور حضرت مریم علیہا السلام کو بیوی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ لم یلد و لم یولد ہے۔ اب تیسری آیت مبارک کے متعلق جو مترجمین نے ترجمے کئے ہیں وہ بھی آپ کے سامنے پیش کئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ووجدک ضالاً فہدیٰ (پ ۳۰ سورۃ والضحیٰ آیت ۷) اس آیت مبارکہ کے ترجمے میں شاہ عبدالقادر لکھتے ہیں اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ دی۔ شاہ رفیع الدین یوں ترجمہ کرتے ہیں اور آپ کو بے خبر پایا سورتہ بتایا۔ ڈپٹی نذیر احمد لکھتے ہیں اور تم کو دیکھا راہ حق کی تلاش میں بھٹکے بھٹکے پھر رہے ہو تو تم کو دین اسلام کا سیدھا راستہ دکھایا۔ تھانوی صاحب اس کے تحت یوں ترجمہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو (شریعت) سے بے خبر پایا سو آپ کو (شریعت) کا راستہ بتلایا۔

حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی کنز الایمان میں یوں ترجمہ کرتے ہیں اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔ حکیم ملت محدث ہزاروی نے یوں ترجمہ کیا ہے اور تمہیں حق میں خود رفتہ پایا تو دستور حق و ہدایت والا بنایا۔ اب مولانا احمد رضا خان کا ترجمہ بھی شان رسالت کے مطابق ہے اور حکیم ملت محدث ہزاروی کا ترجمہ بھی یہ دونوں ترجمے مسلک حق کے مطابق ہیں اب آیت مذکورہ میں لفظ ضال استعمال ہوا ہے اہل لغت اس کا معنی گمراہی اور بھٹکنا لیتے ہیں اس لئے عرفان حق سے ناواقف حضرات نے ایسا ترجمہ کر ڈالا نہ منصب رسالت کا خیال کیا جس طرح انہوں نے الوہیت کا خیال نہیں کیا تھا ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ عصمت انبیاء کا مسئلہ مسلم ہے اور عصمت انبیاء کی کوئی پرواہ تک نہیں کی اور نہ انہوں نے مفسرین کی تفسیر کو ملاحظہ کیا اگر

وہ اتنی تکلیف گوارا کرتے تو پھر آیات کے سیاق و سباق کو دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں فرمایا ہے وما ودعک ربک وما قلی وللاخرة خیر لک من الاولی تمہیں تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا اور بے شک تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے الخ اس کے بعد ہی رسول مکرم معلم و مقصود کائنات ﷺ کے متعلق ان گمراہ لوگوں نے کس طرح اپنے آپ پر قیاس کر کے ترجمہ ضال کا گمراہی کیا حضور انور ﷺ کو کس طرح اس بات کا عامل بنایا اگر وہ بھولایا گمراہ ہوتا تو وہ دوسروں کے لئے راہ نما کس طرح بن سکتا ہے اور پھر وہ ہادی کیسا ہوا اور قرآن مقدس جو ضابطہ کائنات ہے خود گمراہی اور ضلالت کی نفی کس طرح فرماتا ہے ما ضل صاحبکم وما غوی (سورۃ نجم آیت ۲ پ ۲۷) آپ کے صاحب (نبی کریم ﷺ) نہ گمراہ ہوئے اور نہ بے راہ چلے ایک مقام پر رب کریم جل و علی گمراہ اور بے راہی کی نفی فرما رہا ہے تو دوسرے مقام پر خود ہی کیسے گمراہ ارشاد فرمائے گا۔ اب آپ نے حکیم ملت محدث ہزاروی کا ترجمہ ملاحظہ کیا اس میں شان الوہیت کا بھی لحاظ رکھا اور شان رسالت کا بھی لحاظ رکھا گیا۔ ایک اور آیت کریمہ کے متعلق ان مترجمین کا گمراہ کن ترجمہ پیش کیا جاتا ہے ملاحظہ کیجئے۔ آیت کریمہ میں ہے ولئن اتبعت اہواہم من بعد ما جاءک من العلم انک اذا لمن الظالمین O پ ۲ سورۃ بقرۃ آیت ۱۳۵) اس کے تحت ڈپٹی نذیر احمد صاحب یوں ترجمہ کرتے ہیں اور اے پیغمبر اگر تم اس کے بعد کہ تمہارے پاس علم یعنی قرآن آچکا ہوا ہے ان کی خواہشوں پر چلے تو پھر تم کو خدا کے غضب سے بچانے والا نہ کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار۔ تھانوی صاحب نے یوں ترجمہ کیا ہے اور اگر آپ اتباع کرنے لگیں ان کے غلط خیالات کا علم قطعی ثابت بالوحی

آچکنے کے بعد تو آپ کا کوئی خدا سے بچانے والا نہ یار نکلے نہ مددگار۔ شاہ رفیع الدین صاحب نے یوں ترجمہ کیا ہے اور اگر پیروی کرے گا تو خواہشوں ان کی پیچھے اس چیز سے کہ آئی تیرے پاس علم سے نہیں واسطے تیرے اللہ سے کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار۔ شاہ عبدالقادر صاحب نے یوں ترجمہ کیا ہے اور کبھی چلا تو ان کی پسند پر بعد اس علم کے جو تجھ کو پہنچا تو تیرا کوئی نہیں اللہ کے ہاتھ سے حمایت کرنے والا نہ مددگار۔ اب مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی کا ترجمہ جو اہل سنت و جماعت کے مسلک کا علم دار ہے وہ یوں ترجمہ کرتے ہیں اور (اے سننے والے کسے باشد) اگر تو ان کی خواہشوں کا پیرو ہو بعد اس کے کہ تجھے علم آچکا تو اللہ سے کوئی تیرا بچانے والا ہوگا اور نہ مددگار۔ اب حکیم ملت مفسر قرآن کا ترجمہ ملاحظہ کیجئے وہ لکھتے ہیں اور سننے والے اگر (بفرض محال) تو ان کی خواہش کی پیروی کرنے لگے بعد اس کے کہ تجھے علم آچکا تو اس وقت تو بے جا کرنے والوں سے ہوگا۔ تراجم مذکور میں بعض مترجمین نے خاصی حاشیہ آرائی کی ہے مگر کسی مترجم کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ وہ غور کرے کہ ڈانٹ ڈپٹ کے الفاظ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں کیوں کہے جا رہے ہیں جب کوئی وجہ نہیں تو خطاب اللہ کے محبوب سے خاص نہیں بلکہ ہر سننے والے سے خطاب ہے۔ اب حکیم ملت محدث ہزاروی نے صاف ترجمہ میں فرمایا ہے کہ اے سننے والے اگر بفرض محال تو ان کی خواہش کی پیروی کرنے لگے۔ یہ حضور انور ﷺ کی عصمت پر جو حرف آتا تھا وہ دفع ہوا اور اس میں کوئی ایسا قرینہ بھی نہیں کہ اس سے حضور انور معلم و مقصود کائنات ﷺ مراد ہوں صرف اس بات کا لحاظ مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ نے بھی کیا اور ہمارے پیرو مرشد مفسر قرآن حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ نے بھی

صاف وضاحت سے فرمایا کہ اس سے تمام حاضرین سامعین مراد ہیں اور سامعین تو عصمت کی صفت سے موصوف نہیں صرف انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں۔ ان تراجم میں آپ نے فرق محسوس کیا ہوگا۔ معلوم ہوا کہ ترجمہ کرنا کوئی آسان کام نہیں کہ ہر کس و ناکس مترجم و مفسر بن بیٹھے حکیم ملت نے تفسیر خازن کی روشنی میں ترجمہ کیا ہے۔ ایک اور آیت کریمہ کے متعلق ان مترجمین کے ترجمے درج کئے جاتے ہیں اور پھر حکیم ملت مفسر قرآن کا ترجمہ بھی پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک و ما تاخر۔ (پ ۱۲۶ لفتح آیت ۱) اس آیت کریمہ کے تحت عبدالماجد دریا آبادی یوں ترجمہ کرتے ہیں بے شک ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلا فتح دی تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف کر دے۔ تھانوی صاحب اس آیت کے تحت لکھتے ہیں بے شک ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلا فتح دی تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف فرما دے۔ شاہ رفیع الدین یوں ترجمہ کرتے ہیں تحقیق فتح دی ہم نے تجھ کو فتح ظاہر تاکہ بخشنے واسطے تیرے خدا جو کچھ ہوا تھا پہلے گناہوں سے تیرے اور جو کچھ پیچھے ہوا شاہ عبدالقادر یوں ترجمہ کرتے ہیں ہم نے فیصلہ دیا تیرے واسطے صریح فیصلہ تا معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہوئے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے۔ مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں ترجمہ کیا ہے بے شک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح دی تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔ ان تمام تراجم میں مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ مسلک اہل سنت کے عین مطابق ہے جو کہ عین حق ہے اب ہمارے پیر و مرشد مفسر قرآن حکیم ملت

محدث ہر اروی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ بھی ملاحظہ کیجئے وہ فراتے ہیں بے شک ہم نے تمہارے لئے (اے معلم و مقصود کائنات) عظیم فتح مبین کا فیصلہ کیا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے تمہارے اگلے پچھلوں کے (نا کرنی کردار) معاف کر دے۔ اب فقیر چند مفسرین کی تفاسیر سے ان کے بیانات آپ کے سامنے پیش کرتا ہے۔ امید ہے کہ قارئین کرام کے لئے موجب ہدایت اور باعث تسکین ہوگا۔ تفسیر مظہری میں ہے لیغفر یہ فتح کی علت غائی (یعنی نتیجہ اور مقصد) کافروں سے جہاد شرک مٹانے اور دین کو سر بلند کرنے کی کوشش ناقص نفوس کو شروع میں زور اور قوت کے ساتھ کامل بنانا (یعنی کافروں پر بزور مسلمانوں کا غالب آنا) تاکہ آئندہ آہستہ آہستہ اختیار کے ساتھ درجہ کمال تک پہنچ سکیں اور کمزور مسلمانوں کو ظالموں کے ہاتھوں سے رہا کرانا ان تمام امور کا نتیجہ اور غایت مغفرت ہی ہے بعض علماء کے نزدیک لیغفر کا لام (غایت کے لئے نہیں) بلکہ لام کے لئے ہے جس کا ترجمہ ہے تاکہ مطلب یہ ہوگا کہ آپ کے لئے مغفرت کے لئے تکمیل نعمت اور فتح ہو جائے حسین بن فضیل نے کہا ہے کہ اس لام کا تعلق آیت وَاسْتَغْفِرْ لِدُنْبِكَ وَ لِلْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ سے ہے جیسے لِلْإِيْلَافِ قُرَيْشٍ کے لام کا تعلق ہے فجعلہم کعصف ما کول سے ہے حسین بن فضل کی تفسیر بعید از عقل ہے۔ (مظہری) صاحب تفسیر نے لیغفر میں فتح کی علت غائی یعنی نتیجہ اور مقصد یہی بتایا کہ حنین کی سر بلندی اور کمزور مسلمانوں کے لئے مغفرت آپ کی وجہ سے ہے۔ ملا حسین واعظ کاشفی نے اس سے مراد حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حواری اللہ عنہا کی توبہ ہے یعنی آپ کے وسیلہ سے ان کی توبہ کو شرف قبولیت کا جامہ پہنایا اور آپ کی دعا سے آپ کی امت کے گناہ معاف کر دے گا۔

(تفسیر حسینی) عارف کامل شیخ محی الدین المعروف بہ شیخ اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ چونکہ تمام رسل اور انبیاء علیہم السلام آپ پر ایمان لائے ہیں اس لئے وہ آپ کے امتی ہوئے اور ان کے امتی بھی آپ کی امت میں داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے محبوب میں نے آپ کی وجہ سے آپ کے اگلے اور پچھلے امتیوں کے گناہ بخش دیئے۔ مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور حکیم ملت قرآن کے ترجمے کا مطلب بھی یہی ہے عام تراجم سے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور معلم و مقصود کائنات ﷺ معصوم نہ تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ سے جو گناہ سرزد ہوئے تھے وہ معاف کر دیئے نبی تو معصوم ہوتا ہے اور ولی یا اہل بیت محفوظ ہوتا ہے معصوم اور محفوظ میں یہ فرق ہے کہ معصوم میں مادہ گناہ نہیں ہوتا اور محفوظ میں مادہ گناہ ہوتا تو ہے لیکن اللہ تعالیٰ ان کو ان معافی سے حفاظت میں رکھتے ہیں اور اگر کوئی گناہ سرزد بھی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ان کو توبہ کی توفیق دے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کرتا ہے۔ مودودی صاحب نے قرآن کی چار بنیادی اصطلاحات میں سورۃ نصر کے آخر میں لکھا ہے کہ جب اللہ کی مدد اور فتح آ پہنچے اور لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگیں تو آپ اس کا نامہ کو اپنا کارنامہ نہ سمجھنا بلکہ یوں کہو کہ اسے بارخدا یا مجھ سے تیس سال میں جو کوتاہیاں اور غلطیاں سرزد ہوئی ہیں وہ معاف فرما۔ اس کی تسبیح کرو اور معافی مانگو۔ مودودی صاحب نے بھی وہی بات کی جو انبیاء علیہم السلام کی عصمت کے خلاف ہے اس قانون عصمت انبیاء کو بالائے طاق رکھ کر اپنی تقریر سے بے ادبانہ الفاظ کے دام میں انبیاء علیہم السلام اور خصوصاً حضور انور ﷺ کے معصوم ہونے کو نہیں پہچانا بلکہ تنقیص رسالت کے مرتکب ہوئے کیونکہ تفسیر حسینی میں لکھا ہے کہ گفتہ اند استغفار کن

برائے گناہان امت را۔ (حسینی) کہا گیا ہے کہ اپنی امت کے گناہوں کی معافی مانگو۔
تفسیر کاشف البیان اور تفسیر ضیاء القرآن میں یہی لکھا ہے کہ امت کے گناہوں کی
معافی مانگو اب یہ معلوم ہوا کہ جو حضرات علوم ظاہریہ و باطنیہ سے معمور ہوتے ہیں وہ
ان باریکیوں کو پہنچانتے ہیں اور ایسی راہوں میں وہ نہیں بھٹکتے۔ عام اردو والے
مترجمین نے اس کا کوئی خیال نہ رکھا اور عصمت انبیاء کو پائمال کیا تو پھر ان کے لئے
قرآن مقدس کے ترجمے کرنے کی ضرورت کیا تھی صرف لوگوں کو گمراہ کرنے کی خاطر
انہوں نے یہ کام سرانجام دیا ہے۔ قرآن مقدس کی آیت مبارکہ ما کنت تدری ما
الکتاب ولا ایمان (پ ۲۵ شوری آیت ۵۲) کے متعلق شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں نمی دا
نستی کہ چیت کتاب ونمی دانستی کہ چیت ایمان یعنی تمہیں معلوم نہیں کہ کتاب کیا ہے
اور تم یہ نہیں جانتے ہو کہ ایمان کیا ہے۔ شاہ عبدالقادر اس کے تحت یوں لکھتے ہیں کہ تو نہ
جانتا تھا کہ کیا ہے کتاب اور نہ ایمان اور فتح محمد جالندھری لکھتے ہیں تم نہ تو کتاب کو
جانتے تھے اور نہ ایمان۔ شاہ رفیع الدین لکھتے ہیں نہ جانتا تھا تو کیا ہے کتاب اور نہ
ایمان۔ مودودی صاحب نے یوں ترجمہ کیا ہے تمہیں کچھ پتہ نہ تھا کہ کتاب کیا ہوتی
ہے اور ایمان کیا ہوتا ہے۔ عبدالماجد دریا آبادی اس آیت کریمہ کے تحت یوں ترجمہ
کرتے ہیں آپ کو نہ خبر تھی کتاب کیا چیز ہے اور نہ یہ کہ ایمان کیا چیز ہے۔ ڈپٹی نذیر
احمد یوں ترجمہ کرتے ہیں تم نہیں جانتے تھے کہ کتاب اللہ کیا چیز ہے نہ اور نہ یہ جانتے
تھے کہ ایمان کس کو کہتے ہیں۔ تھانوی صاحب یوں ترجمہ کرتے ہیں کہ آپ کو نہ یہ خبر
تھی کہ کتاب اللہ کیا چیز ہے اور نہ یہ خبر تھی کہ ایمان کا انتہائی کمال کیا چیز ہے۔ حضرت
مولانا احمد رضا خان بریلوی نے اہل سنت کے مسلک کا خیال کرتے ہوئے یوں ترجمہ

کیا ہے اس سے پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے نہ احکام شرع کی تفصیل۔ مولانا احمد رضا خان بریلوی کے ترجمہ سے اس قسم کے اعتراضات ختم ہو گئے کہ آپ احکام شرع کی تفصیل نہ جانتے تھے ایمان اور احکام کی تفصیل میں جو فرق ہے وہی اعلیٰ حضرت اور دیگر مترجمین کے ترجمہ میں فرق ہے اب مفسر قرآن حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ دستور حق بھی پڑھ لیجئے وہ اس آیت کریمہ کے تحت تحریر فرماتے ہیں اس سے پہلے تمہاری روایت نہ کتاب تھی اور نہ ایمان۔ حکیم ملت مفسر قرآن نے درایت لفظ استعمال کیا جو قرآن و احادیث نبویہ و اجماع کے عین مطابق ہے۔ درایت اس علم کو کہا جاتا ہے جو ظنی ہو یعنی آپ ظنی علم سے نہیں جانتے تھے بلکہ آپ کا علم قطعی ہے نبی کا علم ظنی نہیں ہوتا قرآن مقدس میں تیسویں پارے میں وَمَا اَدْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ يَا وَمَا اَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ۔ ان آیات میں بھی حضور انور ﷺ سے ظنی علم کی نفی ہے اور حضور علیٰ الصلوٰۃ والسلام کا علم قطعی ہے اس لئے ظنی کی نفی قطعی کا اثبات ہو جاتا ہے معلوم ہوا کہ مفسر قرآن حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ عین حق ہے اگر ایسا نہ ہو تو پھر ظہور نبوت سے قبل حضور معلم و مقصود کائنات ﷺ کے مومن ہونے کی نفی لازم آتی ہے جو عین کفر ہے۔ ضابطہ کائنات و دستور حق قرآن مقدس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے الرَّحْمَانُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ۔ (پ ۲۷ الرحمن آیت ۱ تا ۴) اس کے تحت ڈپٹی نذیر احمد لکھتے ہیں جنوں اور آدمیوں پر خدائے رحمان کے جہاں اور بے شمار احسانات ہیں ازاں جملہ یہ کہ اسی نے قرآن پڑھایا اسی نے انسان کو پیدا کیا پھر اس کو بولنا سکھایا۔ عبدالماجد دریا آبادی نے اس آیت کریمہ کا یوں ترجمہ کیا ہے خدائے رحمان ہی نے قرآن کی تعلیم دی اس نے

انسان کو پیدا کیا اس کو گویائی سکھائی۔ شاہ عبدالقادر نے یوں ترجمہ کیا ہے اس نے سکھایا قرآن بنا دیا آدمی پھر سکھائی اس کو بات۔ شاہ رفیع الدین یوں ترجمہ کرتے ہیں رحمان نے سکھایا قرآن پیدا کیا آدمی کو سکھایا اس کو بولنا۔ حکیم ملت تفسیر قرآن نے یوں ترجمہ کیا ہے رحمان نے (اللہ خالق کائنات) نے معلم و مقصود کائنات محمد کو قرآن (لاریب ضابطہ کائنات) کی تعلیم دی وجہ ایجاد و بقا انسانیت کی روح محمد کو فردا کمل انسانیت بنایا۔ دستور کائنات کا بیان انہیں سکھایا۔ یہی معنی مختلف تفاسیر نے درج کیا تفسیر معالم التنزیل میں ہے کہ خلق الانسان یعنی محمد علمہ البیان یعنی ماکان و ما یكون یعنی انسان محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور انہیں ماکان و ما یكون علم سکھایا۔ تفسیر صاوی نے بھی یہی تفسیر کی ہے اور تفسیر حسینی میں ہے قرآن علم ماکان و ما یكون ہست کہ در شب حضرت عطا نمودہ۔ اب یہ تو ترجمہ کے چند نمونے تھے جو قارئین کے لئے پیش کئے گئے اب تفسیر کے چند نمونے پیش خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ مفسر کیا ہوتا ہے یہ قرآن مقدس کے معانی اور مفہوم کو خداداد علم و عرفان کی روشنی میں سمجھتا ہے۔ ظاہر میں معنی کچھ اور معلوم ہوتا ہے اور اصل میں اس سے مراد کچھ اور ہوتی ہے اب تفسیر کے سلسلہ میں اتنا عرض ہے کہ جس طرح آپ نے قرآن مقدس کا ترجمہ دنیا کے سامنے پیش فرمایا ہے اسی طرح آپ نے قرآن مقدس کی تفسیر میں جو سادہ عام فہم اور عالمانہ و عارفانہ انداز اختیار کیا ہے وہ بھی قابل غور ہے اب مشت نمونہ تفسیر آیات کریمہ کا پیش خدمت ہے قرآن مقدس کی آیت مبارکہ ہے اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا و نَذِيرًا و لَا تَسْئَلُ عَنْ اَصْحَابِ الْجَحِيمِ ۝ بے شک ہم نے اے (معلم و مقصود کائنات) آپ کو حق

کے ساتھ بھیجا بشیر اور نذیر بنا کر اور تم سے دوزخیوں کے حق پوچھا نہ جائے گا۔

اس آیت مبارکہ میں خوش خبری جو حضور کے ذریعے سے سنائی وہ یہ ہے کہ حسنت کا اعتراف کرنے والوں کے حق خداوند کریم نے اسے مومنین صالحین کے حق خصوصی عظیم الشان بشارت کا عنوان دے کر ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے مطالبہ کا حکم فرمایا قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ وَاللَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُ فِيهَا حَسَنًا إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ شَكُورٌ (۲۵/۴ الشوری) یہ وہی عظیم الشان خوش خبری ہے جو اللہ اپنے دستوری عمل کرنے والے اور دستور تسلیم لوگوں کو دیتا ہے کہ اے محبوب آپ فرمادیتے ہیں کہ میں کچھ اجر طلب نہیں کرتا مگر قرابت کی مودت اور جو نیک کام کرے ہم اس کے لئے انس میں اور خوبی بڑھائیں گے بے شک اللہ بہت بخشنے والا اور قدردان ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہی یہ خوش خبری دلائی کہ کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ (۲۳ العمران آیت ۱۱۰) کہ تم ایک بہترین امت ہو۔ أَخْرِجْتُ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ جَوْنِكَالے گئے ہو واسطے لوگوں کے تاکہ لوگوں کو دستوری کا حکم کرو و تنھون عن المنکر اور غیر دستوری عمل اور دستور انکاری سے منع کرو۔ حضرت امام عارف شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ اس عظیم خوشخبری پر فرماتے ہیں کہ

لَمَادَعَا اللّٰه دَاعِيْنَا بِطَاعَتِهِ

بَاكْرَمِ الرِّسْلِ كُنَّا اَكْرَمِ الْاَهْمِ

جب طاعت حق میں ہمارے داعی کو اللہ نے بہترین سے بہترین انبیاء کہہ کر پکارا تو ہم بہترین امم ہوئے اور جو نذیرا فرمایا تو رعد میں فرمایا انما انت منذر و لكل قوم ہاد (۱/۱۳ رعد آیت ۷)

محدث حضرت امام احمد حنبلؒ اپنی مسند شریف میں اور ابن مردودہ اپنی مناقب میں ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو رسول ﷺ نے اپنے سینہ بے کینہ اور گنجینہ انوار پر دست انور رکھ کر فرمایا منذر یعنی ڈرانے والا میں ہوں اور ہاتھ مبارک سے علیؑ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اے علی خلقت کا ہادی اور راہ نما تو ہے۔ مذکورہ حوالہ جات کی عبادت مختلف اور مفہوم واحد مذکور ہی روایت ہے۔ (تفسیر محدث ہزاروی) ایک اور آیت کریمہ کی تفسیر پیش خدمت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے وقالوا لن تمسنا النار الا ایما معدودة ط قل اتخذتم عند اللہ عہدا فلن یخلف اللہ عہدہ ام تقولون علی اللہ مالا تعلمون O اور انہوں نے کہا ہمیں تو آگ ہرگز نہ چھوئے گی سوا گنتی کے دنوں کے (اے معلم و مقصود کائنات ﷺ) آپ فرمائیں کیا اللہ سے تم نے کوئی عہد لے رکھا ہے کہ وہ ہرگز اپنے عہد کا خلاف نہ کرے گا یا اللہ پر وہ کہتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں۔

اس آیت مبارکہ میں فساد ذہن و کردار کے باوجود دعائے ہدایت و نجات کا باطل ہونا بیان کیا گیا ہے۔ بلی من کسب سیئۃ و احاطت بہ خطیئۃ فاولئک اصحاب النار ہم فیہا خالدون O ہاں جو بدی کمائے اور اس کی خطا سے گھیر لے تو ایسے لوگ دوزخی ہیں انہیں ہمیشہ اس میں رہنا ہے۔ اس آیت میں ذہن و کردار کی بدی اور اس کا انجام و عدم نجات کا مسئلہ ہے سیئہ سے مراد اللہ کی حاکمیت اور دستور

حق سے بغاوت (کفر) ہے و احاطت بہ خطیۃ ذہن و کردار پر احاطہ کفر و فسق ہے۔ (معاذ اللہ) مومن خاٹن اس امر کو دستور حق سے خوب سمجھ لو۔ (تفسیر محدث ہزاروی) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جو بنی اسرائیل کی عہد شکنی کے متعلق فرمان خداوندی ہے ثم تولیتم من بعد ذالک فلولا فضل اللہ علیکم ورحمة لکنتم من الخاسرین O پھر اس کے بعد تم پھر گئے تو اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تم خواہ مخواہ تباہ کاروں میں ہوتے قوم بنی اسرائیل کی عہد شکنی پر ارشاد فلولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ میں فضل سے امکان و توفیق تو بہ اور رحمت سے ادراک بعثت و زمانہ و رحمة للعالمین۔ (روح)

محمود فضل و بذل ہے باغی پہ بھی سرکار کا

ہے کافر و مرتد پر بھی رحمت رسول اللہ کی

آگے دوسری آیت کریمہ کے متعلق تفسیر فرماتے ہیں وہ آیت کریمہ درج کی جاتی ہے:
ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت فقلنا لهم کونوا قردة
خاسئین O اور ضرور تمہیں اپنے ان لوگوں کا علم ہی ہے جنہوں نے (شنبہ) سبت
کے دستوری حکم میں تعدی کی تو ہم نے انہیں کہا ہو جاؤ بندر دھتکارے۔

اس آیت مبارکہ میں یہودی قوم بنی اسرائیل کی ایک تعدی دستور خلافی اور اس پر عذاب کا بیان ہے حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں یہود کی ایک آبادی ایلہ میں تھی جن کا ذکر یہ ہے الذین اعتدوا منکم فی السبت اب ایلہ عقبہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے بحر قلزم کی مشرقی خلیج میں لب ساحل ہے دستور خلاف قوم بنی اسرائیل سینچر کے دن ہی چالاکی سے شکار کرتے سیاق و منطوق قرآن کے خلاف قول نقل کئے

گئے ہیں کہ یہ مسخ صوری نہ تھا معنوی ہوا۔ ابن جریر وغیرہ مگر ظاہر قرآن یہی ہے انہم
 مسخوا قرردۃ علی الحقیقۃ علی ذالک جمہور المفسرین و هو
 الصحیح، یہ قرآن مقدس کی اسان تفسیر جو عام فہم ہے اس سے ہر مسلمان مستفید
 ہوتا ہے اور قرآن مقدس کو سمجھنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی عربی اور فارسی میں جتنی
 تفاسیر لکھی گئی ہیں وہ قرآن مقدس کے مفہوم اور تفسیر میں بہت کارآمد ہیں مگر جو تفاسیر
 اردو زبان یا دوسری زبانوں میں ترجمہ ہو گئی ہیں وہ تمام کی تمام بغیر چند تفاسیر کے گمراہ
 ذہن اور تڑبی عقل کی پیداوار ہیں مثلاً ان اللہ و ملائکته يصلون علی النبی
 میں تفسیر بلغة الحیران اور افضل التراجم وغیرہ میں شاباش یا واہ واہ لکھ دی ہے۔ یا
 منکرین احادیث نبویہ محمد پر ویزیا ان کے ہم خیال و معتقدین کا بھی درود شریف کے
 متعلق گمراہ ذہن و خیالات ہیں النکاح من سنتی میں عزیز احمد صدیقی نے جو درود
 شریف کا مذاق اڑایا ہے وہ ان کے کفر پر ایک مثبت تصدیق ہے وہ لکھتے ہیں کہ آپ کا
 درود اللہم صل علی محمد و علی آل محمد خالص شیعہ درود ہے یہ قرآن
 کی تکذیب کرتا ہے قرآن نے بتلادیا تھا ما کان محمد ابا احد من رجالکم
 یعنی محمد کو اولاد نرینہ نہیں دی گئی ہے ان کی نسل چلانا مقصود مثبت نہیں ہے ان کا کام
 امت جاری رکھے گی اور وہ پھیلے گا۔

پس سنی درود ہے صلی اللہ علیہ وبارک وسلم۔ اللہ آپے اپنی رحمتیں برکتیں اور سلامتی نازل
 فرمائے۔ ہمارے نیم شیعہ بھائی اس اسلامی درود کو مشرکانہ بنا کر اس طرح پڑھتے ہیں
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (النکاح من سنتی صفحہ ۲۲۸) نماز پنجگانہ کے متعلق لکھتا
 ہے اس طرح قرآن حکیم نے صرف تین اوقات عبادت کے بتائے تھے تیسری صدی

میں عجمی ہمارے سلف صالحین بنے انہوں نے بتایا کہ نماز پچاس فرض ہوئی تھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پانچ کرا دیں تو مسلمان یہودی کا شکر ادا کر کے پانچ پڑھنے لگے۔ (النکاح من سنتی صفحہ ۲۱۰) اس نے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ میں نے بھی تفسیر لکھی ہے وہ کیا تفسیر ہوگی۔

حکیم ملت بحیثیت محدث

سب سے پہلے یہ جاننا چاہیے کہ حکیم ملت کا مطلب اور معنی کیا ہے اس کے بعد محدث کا مطلب بھی سمجھنا ضروری ہے۔ حکیم اسم فاعل ہے اس کا معنی ہے حکمت کے جاننے والے کو حکیم کہا جاتا ہے ادویات کے علم کے جاننے والے کو لوگ بھی حکیم کہتے ہیں جڑی بوٹیوں کے علم کے ماہر کو بھی حکیم کہا جاتا ہے اور بیماریوں کے جاننے والے کو بھی حکیم سے لوگ تعبیر کرتے ہیں ہر بیمار کے علاج کرنے والے کو بھی طبیب یا حکیم کہتے ہیں اس طرح علوم عجیبہ اور لطیفہ اور کتاب و سنت و فقہ کے علوم کے ماہر کو بھی کتاب و سنت کی روشنی میں حکیم کہا جاتا ہے جس طرح نو اور الا وصول کے مؤلف کو بھی لوگ حکیم ترمذی کہتے ہیں اور ماہرین طب اور ڈاکٹروں کو بھی حکماء کہا جاتا ہے مثلاً افلاطون، ارسطو، امام غزالی اور امام رازی اور بوعلی سیناء کو علماء اور خواص حکماء میں شمار

کرتے ہیں اس طرح زمانہ کے لوگوں کے دل و دماغ میں جب گمراہی کے بیج آئمہ کفر و نفاق ڈالتے ہیں تو وہ فتنہ فساد فی الارض کا موجب بنتے ہیں ان تمام گمراہیوں سے لوگوں کو آگاہ کرنے اور اصلاح فساد کرنے والے کو بھی حکیم کہتے ہیں۔ علم لدنی سے بہرہ ور لوگ بھی حکیم ہیں جس طرح حضرت خضر علیہ السلام تھے اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی لوگوں کے متعلق فرمایا ہے **ومن يؤتوہ الحکمة فقد اوتی خیرا کثیرا** جس کو اللہ تعالیٰ حکمت دے بے شک اس کو خیر کثیر دیا گیا۔ ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے حکمت عطا کی ہے اور ان کے اتباع میں اولیاء کرام کو بھی اللہ تعالیٰ حکمت سے نوازتے ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے **و علمناہ من لدنا علماء ہم نے اس کو علم لدنی عطا کیا ہے اور علم لدنی ہی علم حکمت ہے یعنی ہم نے اس کو حکمت سے نوازا ہے اور معلم و مقصود کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ نے صاف ارشاد فرمایا ہے **انا اعطیناک الکوثر اے محبوب ہم نے آپ کو کوثر عطا کیا ہے یہ مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی بہت زیادہ ایک کثیر ہے ایک اکثر ہے اور ایک کوثر ہے کثیر کا معنی زیادہ ہے اور اکثر بھی مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی سب سے زیادہ لیکن کوثر کا معنی سب سے بہت زیادہ معنی یہ ہوا کہ اے محبوب معلم و مقصود کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے آپ کو کثیر نہیں دیا اور نہ اکثر دیا ہے بلکہ آپ کو کوثر عطا کیا ہے اور پہلے بیان ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی کو حکمت عطا کی جائے تو اس کو خیر کثیر دیا جاتا ہے معلوم ہوا کہ حکمت خیر کثیر ہے تو جو شخصیت صاحب کثیر ہوگی وہی حکیم کی صفت سے متصف کہلانے کی حقدار ہوگی دیوبندی علماء اپنے راہ نما اشرف علی کو حکیم امت سے تعبیر کرتے ہیں اور ہمارے اہل سنت و جماعت کے لوگ اور علماء اور مشائخ مفتی****

احمد یار خان کو حکیم امت کہتے ہیں لیکن ان میں سے جو خواص اولیاء کرام ہیں وہ حضرت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کو امیر ملت کے لقب سے یاد کرتے ہیں اور ہمارے پیر و مرشد پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی کو لوگ عوام اور خواص محدث ہزاروی کے ساتھ ساتھ حکیم ملت سے یاد کرتے ہیں یعنی ملت اسلامیہ کے زوال کے اصل اسباب کو جان کر ان کا تدارک حکمت عملی سے کرنے والا ملت اسلامیہ کے انحطاط کے اس دور میں آپ ہی نے اتحاد امت و فلاح ملت کا خدائی منصوبہ خلافت دس نکات کی صورت میں پیش کیا۔ اور ہر گمراہ کرنے والے بد عقیدہ آئمہ سے عامۃ المسلمین کو حکمت عملی سے آگاہ کرنے والا تا کہ عوام اور خواص ایسے داجلین کے دجل و فریب سے بچ سکیں اور یہ دو نام حکیم ملت اور محدث کسی اور کے نصیب میں نہیں تھے کیونکہ بعض جو حکیم لوگ ہیں وہ حکمت سے اپنے اپنے وقت کے مطابق کام کر چکے ہیں لوگ ان کو حکیم کہتے ہیں اور محدثین بھی بہت ہیں لیکن ان دونوں ناموں کے اکٹھے مجموعہ والے حضرات ناپید ہیں اور یہی خوش بختی ہمارے مرشد نور کے نصیب میں تھی کہ آپ حکیم ملت بھی ہوئے اور محدث بھی۔ اب محدث کے متعلق اتنا عرض ہے کہ ایک عالم جو دورہ حدیث کے پڑھانے والا ہو اس کو لوگ شیخ الحدیث کہتے ہیں وہ علم حدیث کے استاد ہوتے ہیں لیکن فن حدیث کے نہیں اس کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ حدیث یہاں کیوں لائی گئی اور یہاں لانے میں حکمت کیا ہے اس حدیث سے کون کون سے مسائل فقہی کا استخراج ہو سکتا ہے۔ محدثین کی فہرست بہت طویل ہے امام بخاری اور امام مسلم و امام ترمذی اور امام ابن ماجہ اور امام نسائی اور امام ابوداؤد یہ تمام اصحاب ستہ میں شمار ہیں اور ان کے جا معین بھی محدثین تھے ان کے بعد موطاء امام مالک و مسند امام

احمد بن حنبل، طبرانی، بیہقی، مستدرک، حاکم دارقطنی، مسند فردوس، موطاء امام محمد ہیں اور بعد میں جو محدثین گزرے ہیں ان میں سے امام ابن حجر عسقلانی و بیہقی، علامہ بدر الدین عینی و مجاہد، حسن بصری، اماموں میں سے امام اعظم ابوحنیفہ و امام مالک و امام احمد بن حنبل و امام شافعی رحمہم اللہ ہیں ہمارے ملک ہند کے نامور محدث شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی ہیں اور بعد میں شاہ ولی اللہ بھی گزرے ہیں اس طرح پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی محدث کے درجے میں تھے اور پھر ہمارے پیر و مرشد حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی ہے۔ علم حدیث پر ایک کامل عبور تھا اور فقہاء میں بھی یہ طوٹی رکھتے تھے اس پر بھی تبصرہ کیا جائے گا۔ اب فی الحال محدث کے متعلق اتنا عرض ہے کہ حدیث دانی میں آپ کا ایک اہم واقعہ کتابوں میں مذکور ہے اس واقعہ کو صوبہ سرحد کے نامور عالم دین اور سادات گھرانے کے چشم و چراغ مولانا پیر سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد دوم میں آپ کے ذکر میں لکھا ہے۔ ”تکمیل علم کے بعد آپ اشیاء کے بڑے بڑے مدارس میں دورہ فرمانے چلے گئے اس وقت ایشیاء میں دارالعلوم دیوبند کا طوطی بول رہا تھا آپ وہاں پہنچے اور حضرت علامہ انور شاہ صاحب سے ملاقی ہوئے مختلف مسائل پر گفت و شنید ہوئی آپ چونکہ نو عمر تھے اس لیے آپ کے مدبرانہ کلام سے علامہ انور شاہ صاحب بہت متاثر ہوئے اور خصوصاً علم حدیث پر کلام کرتے ہوئے علامہ کو بہت متاثر کیا دوران گفتگو آپ نے حضرت علامہ سے حدیث لایؤمن احدکم الحدیث و امثالہا کے تعارض کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا لایؤمن احدکم میں لا تو کمال نفی کا ہے تو علامہ نے فرط مسرت سے بڑھ کر حضرت کی پیشانی مبارک چوم لی اور دعا

دی اور فرمایا کہ بعینہ یہ نکتہ میرے ذہن میں چمکا اور پھر خیال سے اتر گیا نہ میں لکھ سکا اور نہ ہی پھر کبھی یاد آیا۔ (تذکرہ علماء و مشائخ سرحد ج ۲ صفحہ ۲۳۰) یہی بات ہمارے پیر بھائی فرزند علی مدظلہ نے سیرت محدث ہزارویؒ میں نقل کی ہے۔ اس پر تبصرہ مندرجہ ذیل ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے کہ لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین O ترجمہ یہ ہے کہ تم میں سے کوئی مومن نہیں جب تک میں اس کو اپنے والد اور اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔ یعنی مومن وہی ہوگا جس کو میں اس کے بدن اور والد اور اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ عزیز اور پیارا نہ ہو جاؤں۔ علامہ کشمیری نے یہ کہا کہ اس میں لافنی کمال کا ہے یعنی کامل مومن وہ نہیں جو حضور انور ﷺ کو اپنے آپ اور والد اور اولاد و تمام لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو۔ مطلب یہ ہوا کہ مومن ہے لیکن اس کا ایمان کامل نہیں یعنی یہاں لافنی کمال کا ہے یعنی کمال ہونے کی نفی ہے یعنی کامل مومن نہیں اور ہمارے پیر و مرشد حکیم ملت پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں حکیمانہ بات کہی کہ یہاں تو لافنی کمال کا ہے یعنی تمام ایمان کے اجزاء سے وہ بیزار اور والدین اور بچوں سے اور ان تمام لوگوں سے جن سے وہ محبت رکھتا ہے زیادہ عزیز اور پیارے نہ ہو جائیں اس میں بالکل ایمان ہے نہیں یعنی وہ ایمان سے بالکل خالی ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اگر کامل محبت رسول ہے تو تم مومن ہو اور اگر کامل محبت رسول نہیں تو تم میں ایمان بھی نہیں ہے۔ ایمان کے لئے حب رسول شرط ہے۔ یہ ایک علمی نکتہ تھا جس کو ہر ایک نہیں سمجھتا صرف مومن عالم لوگ سمجھتے ہیں یہ خدا کے

عطاء کردہ علوم ہیں اللہ تعالیٰ جس کو چاہے عطا کرتے ہیں اور وہ اس لدنی علم سے حکیمانہ نکات نکال کر وہ درجے بہا عوام اور خواص کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ ایک دفعہ راقم الحروف نے ایک حدیث کے متعلق پوچھا کہ حضور آپ اس حدیث کی وضاحت فرمادیں تو آپ نے بڑے بسط انداز میں اس کے متعلق حکیمانہ گفتگو فرمائی۔ وہ یہ ہے کہ ۱۹۷۴ء میں ایک دفعہ فقیر راقم الحروف خانقاہ محبوب آباد شریف میں حاضر خدمت تھا جب درس شروع ہوا اور اس میں کتاب وسنت کے دلائل آپ نے بیان کرنا شروع کئے اس اثناء میں فقیر راقم الحروف نے آپ سے عرض کیا کہ حضور ایک حدیث شریف ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تم کسی کام میں پریشان ہو جاؤ تو اہل قبور سے امداد طلب کرو۔ الفاظ حدیث شریف کے یہ ہیں اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا باہل القبور ترجمہ یہ ہے کہ جب تم کسی کام میں پریشان ہو جاؤ تو اہل قبور سے امداد مانگو اس حدیث شریف کو حضرت سلطان العارفین سلطان باہو نے اپنی کتابوں میں درج کیا ہے اور سلطان العارفین سلطان باہو ایک مادر زاد ولی تھے کسی سے پڑھے ہوئے نہ تھے علم لدنی کے عالم تھے تو جب آپ نے اپنی کتابوں میں اس کو حدیث فرمایا ہے تو یہ ثابت ہوا کہ یہ حدیث ہے اس طرح جو اہر النفس اور فتاویٰ زاد اللیب میں بھی فرمایا گیا ہے کہ یہ حدیث شریف ہے مگر مرقاۃ شرح مشکوٰۃ نے اس کو قیل سے لکھا ہے بہر حال یہ حدیث اس نے بھی نقل کی ہے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی انفاس العارفین میں اپنے والد ماجد شاہ عبدالرحیم کے ملفوظات میں یہ حدیث نقل کی ہے۔ صرف اس حدیث شریف کی تاویل کی ہے یعنی اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ استعانت سے مراد

مردوں کے حالات کو یاد کرنا اور ان سے عبرت حاصل کرنا دینی امور سے توجہ کو ہٹا دیتا ہے اور فکر معاش کو حکم کر دیتا ہے۔ لیکن اس حدیث سے حضرت شاہ ولی اللہ نے انکار نہیں کیا ہے اور تصوف کی بہت سی کتب میں فقیر کی نظر سے یہی حدیث گزری ہے تو آپ اس حدیث شریف کے متعلق اپنا اظہار خیال فرما کر ہمیں محظوظ فرمادیں۔ اس عرض کے بعد حضرت حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی نے فرمایا کہ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اگر معاندین اور منکرین اس حدیث کو موضوعی قرار دیتے ہیں تو ہمارے پاس اس کے علاوہ اصحاب میں مذکور شدہ احادیث کا دافرذ خیرہ موجود ہے فقیر نے دوبارہ عرض کیا کہ اس میں تو کلام نہیں کلام تو صرف اس حدیث شریف کے متعلق ہے تب آپ نے فرمایا کہ بچہ جب یہی معاندین لوگ کہتے ہیں کہ یہ حدیث موضوعی ہے تو اس کے متعلق وضاحت یہ ہے کہ موضوعی حدیث کی سند قوی ہوتی ہے لیکن وہ قرآن مقدس کی مخالف ہوتی ہے اس لئے لوگ اس مخالف قرآن حدیث کو موضوعی قرار دیتے ہیں اب ہم قرآن سے پوچھتے ہیں کہ کیا قرآن مقدس میں اس حدیث کی مخالفت میں کچھ بیان موجود ہے یا موافقت میں تو اللہ تعالیٰ سورۃ ممتحنہ کے اختتام میں فرماتا ہے کما ینس الکفار من اصحاب القبور معنی یہ ہے کہ جیسا کہ کافر لوگ اصحاب قبور سے ناامید ہو چکے ہیں اور ہم تو ناامید نہیں۔ ہمارے پیارے حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا باهل القبور۔ جب تم کسی کام میں پریشان ہو جاؤ تو اہل قبور سے امداد طلب کرو تو یہ حدیث قرآن کے مخالف نہیں بلکہ موافق قرآن ہے تو پھر کس طرح یہ موضوعی قرار دیتے ہیں قبروں کے اندر اگر کوئی مومن مسلمان ہے یا کوئی ولی یا نبی ہے یا زندہ ہیں وصال اور

زندہ ہونے میں کوئی تضاد نہیں کیونکہ بات پہلوانی کی نہیں ہے یہی پہلوانی تو کافروں کے پاس ہے تو جسمانی ان کے پاس ہے لیکن یہاں بات ایمانی اور روحانی ہے وہ کافروں کے پاس نہیں اور مومن مسلمانوں کے پاس وہ طاقت موجود ہے جیسا کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تم ایسے علاقہ میں ہو جہاں کوئی نہ ہو تو وہاں ندا کرو کہ اے اللہ کے بندو! میری امداد کرو۔ علامہ شامی نے بھی یہی حدیث نقل کی ہے اور امام جزری نے حسن حصین میں یہ حدیث نقل کی ہے تاریخ آئینہ تصوف میں بھی یہ حدیث نقل کی گئی ہے اور اس پر تبصرہ یہ بھی کیا ہے کہ حضور انور ﷺ جب جہاد کرتے تو یہی فرماتے اور پھر اس پر حضرت مولیٰ علی مشکل کشاء عمل کرتے خدا کے ایسے بندے بھی ہیں جو ہم نہیں دیکھ سکتے اور وہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں اور ہماری مدد بھی کرتے ہیں اور پھر سلام اعیونی بھی درج کیا ہے تو بات پہلوانی کی نہیں ہے کہ وہ ماتحت الاسباب سے ہماری مدد کر سکتے ہیں جب سبب موجود ہو تو پھر اس میں مومن مسلمان اور غیر مومن کی کوئی شرط نہیں۔ کرامت تو خرق عادت کو کہا جاتا ہے اور خرق عادت وہی ہے جو خلافت عادت ہو جب عادت کے خلاف نہ ہو تو کرامت میں شمار نہیں ہے کیونکہ موافق عادت کرامت نہیں ہے اگر ایک ہندو ہے اور وہ پہلوان ہے تو وہ دس من پتھر اٹھا سکتا ہے اور کمزور مسلمان ایک من سے زیادہ نہیں اٹھا سکتا بات صرف خرق عادت کی ہے اور خرق عادت میں ماتحت الاسباب کی کوئی گنجائش نہیں اور جو کرامت جتنی زیادہ خلاف عادت ہو وہ قوی مانی جاتی ہے اور اگر جتنی کم خلاف عادت ہو تو وہ کمزور کرامت تصور ہوگی۔ جب حضرت صاحب نے حدیث شریف کی یہ وضاحت فرمائی اور تائید میں قرآن مقدس کی آیت بھی پیش کیں فقیر راقم الحروف اس سے بہت محظوظ

ہوا۔ ایک دفعہ فقیر سری کوٹ ہری پور ہزارہ حضرت پیر طیب شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کسی کام کے سلسلے میں گیا تھا صبح جب ہوئی اور ہم دونوں بس میں سوار ہوئے ہری پور کے لئے جب ہماری بس روانہ ہوئی تو ہم دونوں نے علمی باتیں شروع کیں دوران گفتگو یہ مسئلہ بھی ذکر ہوا حضرت پیر طیب شاہ صاحب بہت خوش ہوئے اور اپنی ڈائری میں یہ تحقیق درج کی۔ یہی صفت محدث کی ہوتی ہے جو محدث ہوگا وہ حدیث دانی میں ماہر ہوگا۔ ایک مشہور حدیث شریف جو حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے متعلق وارد ہے۔ اس حدیث شریف کو مسند احمد اور مستدرک حاکم میں مسور بن محرمہ سے مروی ہے ہادی عالم معلم و مقصود کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فاطمہ بضعة منی یقبضنی ما یقبضها و یبطنی ما یبسطها وان الانساب کلها تنقطع یوم القیامة غیر نسبی و سببی و صہری و اخرجہ احمد و الحاکم فی المستدرک کذا فی الروح۔ (نہایات الادب صفحہ ۱۲ طبع دیوبند) ترجمہ: فاطمہ میرا جز بدن ہے جو چیز اس کو ناخوش کرتی ہے وہ مجھے ناخوش کرتی ہے اور جو امر اس کی خوشی کا باعث ہو وہ میری خوشی کا باعث ہے اور بے شک تمام کے تمام نسب کٹ جائیں گے روز قیامت سوا میرے نسب سبب اور سسرال کے (روح المعانی) اس حدیث شریف کے متعلق حکیم ملت محدث ہزاروی شرافت سادات میں تحریر کرتے ہیں غایۃ تلخیص المراد بغیۃ المسترشدین وغیرہ میں ہے اس حدیث کا حکم شامل لہا ولا ولادھا یہ سیدہ فاطمہ اور ان کی اولاد کو شامل ہے فکل من یشاہد الان من ذریتها بضعة من تلک البضعة تعددت الوسائط۔ پس تمام جہان میں جو سادات نبی فاطمہ پائے جاتے ہیں سید العالمین کے اس قطعہ سے

قطعات ہیں اور اسی جز سے اجزاء ہیں اگرچہ درمیان میں کتنے ہی واسطے کیوں نہ
 ہوں حضور ہی کے جز و بدن ہیں فیکونون بو اسطتها بضعة منه صلی اللہ
 علیہ و آلہ وسلم میں تمام سادات حسنی حسینی نبی فاطمہ اپنی والدہ کے واسطے سے حضور
 کے بدن کے جز و ہیں۔ عہود و موثیق و احیاء الادب و غیرہا میں ہے قد ثبت هذا
 الحکم لفاطمة ثم هو لذريتها من بعدها الى يوم القيامة بے شک جز
 رسول ہونے کا حکم اور جز کی ایذا رنج و خوشی خود حضور کی ایذا و رنج و راحت ہونے کا
 حکم فاطمہ بنت رسول اللہ کے حق میں ثابت ہوا اور پھر ان کے بعد وہی حکم جزویت
 اور رنج و راحت کا ساری اولاد فاطمہ سادات کے لئے بھی ثابت ہے تا روز قیامت
 اصلاً کوئی فرق نہیں تو جو دختر سادات غیر سید کو دی گئی غیر سید سے اس کا عقد نکاح چار
 وجہ سے ناروا ہے۔ (۱) غیر سید سادات کے ساتھ چالیس وجہ سے غیر کفو ہے پس نکاح
 اصلاً باطل راساً غیر منعقد ہوگا پس صحبت خالص زنا ہوگی۔ (۲) کفایت کا اعتبار ہی شرعاً
 اس لئے ہے کہ اولیاء کو ضرر عار و استنقاص نہ ہو اور اس میں تمام سادات اولاد رسول کو
 ضرر عار و استنقاص ہوتا ہے جو ان کی ایذا و اہانت و ہتک کا موجب ہے اور اولاد
 رسول کی ایذا و اہانت و ہتک عین حضور ﷺ کی ہے چاہے کسی مباح و مشروع امر میں ہو
 تو اس کی اباحت و مشروعیت حرمت میں بدل جاتی ہے جیسا کہ فاطمہ بنت رسول اللہ
 کی موجودگی میں سیدنا علیؑ کو دوسری تیسری اور چوتھی عورت سے نکاح بنص قرآن مباح
 و مشروع تھا مگر بنی ہشام کے اذن طلب کرنے پر تین بار لا اذن لکم سے اذن نہ ملا
 اور علت عدم اذن کی یہ فرمائی کہ فاطمہ میرا جز بدن ہے ایک روایت میں ہے بضعة
 دوسری میں مضغۃ تیسری مسور بن محرمہ کی روایت میں شجنۃ فرمایا اس کا رنج و ایذا میرا
 ہے اس کی خوشی میری ہے یعنی اس میں اس کا رنج ایذا ہوگا اور وہ میرا ایذا ہے اور

ماکان لکم ان تؤذوا رسول اللہ سے اس کی اجازت نہیں اس مباح و مشروع کی اجازت اس علت سے نہ ہوئی۔ (۳) یہ اولاد فاطمہ سادات کے ایذا و ہتک ورنج کا موجب ہے اور وہ سیدہ فاطمہ کے ایذا و ہتک اور رنج کا موجب اور وہ حضور کے ایذا و ہتک اور رنج کا موجب ہے جو بالا جماع حرام ہے فتح الباری میں ہے فاطمہ کا ایذا اولاد فاطمہ کے ایذا سے سب سے بڑا ایذا ہے جو موجب ایذا رسول ہے لہذا جائز نہیں۔ (۴) حرمت نکاح کے اسباب سے ہتک و حق تلفی ہے اور اس میں تو تین طرف کے حقوق تلف ہو کر ہر سبہ طرف کی ہتک بھی ہوتی ہے اول حق شرع دوم حق اولیاء سوم حق زن ہر سہ حق داروں کی ہتک و حق تلفی کا موجب ہے پس کسی طرح جائز اور روا نہیں حرام محض ہے حرام کو حلال جاننا کفر ہے۔ (شرافت سادات صفحہ ۱۰۸) کتاب کے اختتام میں حضور انور ﷺ کی وصیت لکھ دی ہے اور اس کتاب میں لکھتے ہیں کہ معلم کائنات علیہ وآلہ السلام نے فرمایا اوصیکم بعترتی خیراً وان موعدہم الحوض اور وہ العلامة ابن عابدین حنفی الشافی فی رسالته العلم الظاہر فی نفع النسب الطاہر . ترجمہ: امت کے لوگوں میں تمہیں اپنی اولاد کے حق و صاحت کرتا ہوں کہ ان کے متعلق خیر اور بہتری کرنا۔ ایک مشہور حدیث ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تمہارا رب فرماتا ہے کہ آپ کو معلوم نہیں کہ میں نے تمہارا ذکر کس طرح بلند کیا میں نے کہا کہ اللہ پاک تم جانتے ہو فرمایا کہ جب میرا ذکر کیا جائے تو تمہارا ذکر کیا جائے گا۔ اس حدیث شریف پر حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے محدثانہ تحقیق اپنی کتاب نظام مقصود شرح سلام محمود میں واضح کی ہے۔ آپ لکھتے ہیں شفا شریف میں بروایت ابو سعید خدری صحیح

ابن حیان و مسند ابو یعلیٰ کے حوالے سے ہے کہ حبیب خدا سراپا ذکر کبریا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم فرماتے ہیں اتانی جبریل فقال لی ان ربی و ربک یقول تدری
کیف رفعت ذکرک قلت اللہ و رسولہ اعلم قال اذا ذکرک ذکرک
معنی جبرائیل علیہ السلام نے میرے پاس آ کر کہا میرا اور آپ کا رب فرماتا ہے
جانتے ہو کہ (ورفع الکرک میں) کیسے میں نے تمہارا ذکر بلند کیا میں نے کہا اللہ
اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں کہا جس وقت میں یاد کیا جاتا ہوں تمہاری یاد ہوتی ہے
میرے ساتھ۔ آگے مزید تحقیق کر کے لکھتے ہیں ”قال ابن عطاء جعلت تمام
الایمان بذكری معک امام ابن عطاء نے تصریح فرمائی کہ اس کا مطلب یہ ہے
کہ ایمان کا پورا ہونا اسی پر بنایا کہ میرے ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر ہو و قال ایضا
جعلتک ذکر امن ذکر فممن ذکرک ذکر نبی اور نیز حدیث قدسی شریف
میں ہے کہ اے حبیب آپ کو میں اپنے ذکر سے ایک عظیم ذکر بنایا پس جس نے تمہارا
ذکر کیا اور امام جعفر بن محمد صادق اس کا مطلب یوں ارشاد فرماتے ہیں۔ یعنی ارشاد
ربانی ہے کہ لا بذكرک احد بالرسالة الا ذکر نسی بالربوبية جو آپ کو
رسالت کے ساتھ یاد کرے گا وہ مجھے ربوبیت کے ساتھ یاد کرے گا۔“ (نظام المقصود
صفحہ ۱۷۳) اس حدیث کی تحقیق کالب لباب پیش کر کے فرماتے ہیں ”اقول و باللہ
التوفیق حاصل یہ کہ ذکر مصطفیٰ ذکر خدا کو مستلزم ہے اور یاد مصطفیٰ یاد خدا کا موجب ہے
بے مصطفیٰ یاد خدا ایمان و نجات میں کافی نہیں اور یاد مصطفیٰ کو بے یاد خدا نہیں کہا جاسکتا
کہ صرف الوہیت کے اقرار میں الوہیت و توحید کی اصل سند رسالت کا اظہار نہیں پایا
جاتا مگر محمد رسول اللہ کا اقرار الوہیت و توحید خداوند کی تسلیم و اقرار کی خبر دیتا ہے محمد اللہ

کے بھیجے ہوئے ہیں لہذا ذکر محمدی کی بلندی یہ ہے کہ تمام ایمان ذکر خدا کے ساتھ ذکر مصطفیٰ میں ہے چنانچہ سات لاکھ برس خدا کو سجدہ کر کے بے مصطفیٰ یاد خدا کرنے والے موحد کو و کان من الکافرین کا خطاب اور ان علیک لعنتی الی یوم الدین نصیب ہوا مگر کوئی نہیں بتا سکتا کہ کسی نے محمد رسول اللہ کا اعتقاد رکھا اور دین ایمان نجات سے محروم رہا ہو۔ (نظام المقصود صفحہ ۱۷۳) ایک مشہور حدیث قدسی شریف ہے جو عوام اور خواص کے لب پر جاری اور ساری ہے اس حدیث قدسی کو حدیث ولی بھی کہا جاتا ہے اور اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف میں نقل کیا ہے وہ یہ ہے عن ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ تعالیٰ قال من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب وما تقرب الی عبدی بشیء احب الی مما افترضتہ علیہ ولا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یتصربہ ویدہ الذی یمش بہا ورجلہ الذی یمشی بہا ولئن سالتی لاعطینہ ولن استعاذنی لا عینہ (رواہ البخاری) ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جس نے میرے ولی سے عداوت رکھی میں اسے اعلان جنگ دیتا ہوں اور میرے بندہ نے فرض پڑھ کر کسی پیار سے میرا قرب حاصل نہیں کیا اور ہمیشہ میرا بندہ میرا قرب حاصل کرتا ہے نوافل سے یہاں تک کہ وہ میرا پیارا بن جاتا ہے تو جب وہ میرا پیارا محبوب ہو جائے تو اسے وہ معیت ہوتی ہے گویا میں ہی کان ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ جن سے وہ

پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے طلب کرے تو ضرور اسے دیتا ہوں اور اگر پناہ پکڑے تو اسے ضرور بچاتا ہوں۔ حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث قدسی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں ”پس اہل قرب بندوں کا سنناد یکھنا تصرف اور رفتار دوسروں بشروں کی سی نہیں رہ جاتی بلکہ معیت الہیہ کے باعث وہ قوتیں اس بندہ مقرب کی طوق بشر سے بالاتر ہوتی ہیں۔

از معیت مردہ را صد جان دہد آنچہ دروہمت نیاید آں دہد
سویہ معیت معیت والوں کی معیت سے ہی میسر آتی ہے اور اس معیت کی اصل اور بنیاد بیعت سے ہوتی ہے۔

فائدہ دوم: جس طرح اللہ کی بیعت کا مظہر اور شیشہ بیعت رسول ہے اسی

طرح بیعت رسول کا مظہر و آئینہ پیر و مرشد کی بیعت ہے اللہ کا رسول چونکہ اللہ کی ذات اور صفات کا مظہر و آئینہ ہیں اس لئے ان کی اطاعت و اتباع عین اللہ کی اطاعت و اتباع ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اور جس نے اس اخیری رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی سو بزرگان دین بوجہ کمال ادب و عشق رسول کی اطاعت و اتباع رسول میں کمال کا مرتبہ پاتے ہیں تو حضور کے فیض اور کرم سے حضور کے ایک گونہ مظہر و نائب ہو جاتے ہیں لہذا ان کی اطاعت و اتباع بھی حضور کی اتباع ہو جاتی ہے لہذا اطاعت و اتباع بزرگان سلسلہ سے بھی بندہ اللہ کا پیارا بن جاتا ہے۔ (جامع الخیرات شریف)

ایک مشہور حدیث شریف ہے جس میں حضور انور ﷺ کی نظر وسعت کے

متعلق احادیث کی کتابوں میں ذکر ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دنیا کو اٹھایا پس میں اس دنیا کو اور جو کچھ اس میں ہونے والا ہے قیامت تک سب دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ اس حدیث شریف کو امام طبرانی نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے اور امام قسطلانی نے مواہب اللدنیہ شریف جلد دوم میں اور امام عبدالباقی زرقانی نے شرح میں یہ حدیث نقل کی ہے۔ وہ حدیث یہ ہے عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان الله قد رفع لي الدنيا فانا انظر اليها والى ما هو كائن فيها الى يوم القيامة كانما انظر الى كفى هذه. (مواہب اللدنیہ) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دنیا کو اٹھایا اور میں اس میں دیکھتا ہوں اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے اس طرح دیکھتا ہوں جس طرح میں اپنی ہتھیلی کی طرف دیکھتا ہوں۔ اس حدیث شریف کی حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب جامع الخیرات شریف میں یوں وضاحت کی ہے آپ اس کے متعلق لکھتے ہیں۔ شرح زرقانی مطبوعہ مصر میں ہے ای ظہر و کشف لی الدنيا بحيث احطت بجميع ما فيها یعنی اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر کو مجھ پر پوشیدگی و خفا سے ظاہر و عیاں فرمادیا اور اس کے غیب کو مجھ پر کھول دیا کہ میں نے دنیا اور ما فیہا (دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے سب) کا احاطہ کیا اگلے حصہ حدیث کی جانب کہ پس میں

دیکھ رہا ہوں دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے سب کی طرف جیسا اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔ امام عبدالباقی زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں اس میں کھلم کھلا اشارہ ہے اس پر کہ انہ نظر حقیقہ کہ حدیث میں نظر کے معنی حقیقی نظر کے ساتھ دیکھنا مراد ہے پس اس سے وہ نظر مجازی کا احتمال نہ رہا یہ حدیث مشکوٰۃ باب المعجزات میں موجود ہے اہل علم و معرفت محققین کا فرمان ہے کہ اس مضمون کی آیات و احادیث و آثار میں اس امر کی ہدایت و تعلیم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس ذات پاک کو اپنا نائب و خلیفہ اعظم و حامی عالم بنا کر بھیجا اس کو علم و قدرت و اقتدار و تصرف بھی تمام جہان کی کل و خبر پر کلی جزوی و اجمالی و تفصیلی عطا فرمایا ہے کہ ذرات کائنات و افراد موجودات اور ان کے احوال و امور و کوائف پر اپنے حبیب و نائب اعظم ﷺ کو خود احاطہ کرایا اور اپنی نعمت کو ان پر تمام فرمایا اور ان پر اپنی عطاء کو کوثر سے تعبیر فرمایا و کان فضل اللہ علیک عظیما اور آپ پر اللہ کا سب سے بڑا فضل ہے سبحان اللہ جیسے اللہ وحدہ لا شریک کوثر اور اپنا فضل عظیم خاص کرم فرمائے اس کی حد اور نہایت کب ممکن کہ کسی کے علم و ادراک میں آجائے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جو تمام افراد امت و اصحاب سے افضل ہیں عرض کیا حضور مجھے اپنی حقیقت حقہ محمدیہ کا عرفان و علم کرایا جائے فرمایا یا ابابکر لم یعرفنی حقیقہ غیر ربی اے ابو بکر مجھے حقیقہ جیسا کہ میں ہوں سوائے میرے پروردگار کے کسی نے نہ پہچانا۔ (مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات)

ترا چنانکہ توی ہر نظر کجا بیند بقدر بنیش خود ہر کسے کند ادراک

حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید اس کی تائید میں دوسری حدیث پیش کرتے ہیں جس کو مشکوٰۃ میں کتاب الصلوٰۃ باب صفة الصلاة تیسری فصل میں درج ہے حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ جامع الخیرات شریف میں مزید وضاحت کرنے کے لئے یہ دوسری حدیث دلیل میں پیش کرتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ہم کو حضور سید العالمین اعلم الاولین والآخرین و اعرف السابقین واللاحقین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھائی تو تمام صفوں میں سے پچھلی صف میں ایک شخص نے بری طرح نماز ادا کی بعد سلام کے اس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ندا فرمایا کر فرمایا اے فلاں کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا کیا نہیں دیکھتا تو کس طرح پڑھتا ہے نماز انکم ترون انه یخفی علی شیئی مما تصنعون واللہ انی لاری من خلفی کما اری من بین یدی (رواہ احمد) تحقیق تم لوگ گمان کرتے ہو کہ شاید کوئی چیز پوشیدہ رہتی ہے مجھ پر اس سے کہ جو کچھ تم کرتے ہو قسم ہے اللہ کی بے شک میں ضرور دیکھتا ہوں اپنے پیچھے سے بھی جیسا کہ دیکھتا ہوں اپنے سامنے سے اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث کے فوائد میں ہے ایک فائدہ نقل کرتے ہیں فرماتے ہیں یہاں بعض اصحاب ظاہر کو آگے پیچھے یکساں ملاحظہ فرمانے کا اعجاز حالت نماز سے ہی متعلق ہونے کا دھوکہ لگا کر گمراہ کرتے ہیں علماء و مشائخ عارفین محققین نے تصریح فرمائی ہے۔ کہ العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص

السبب اعتبار تو عموم لفظ کا ہوتا ہے نہ کہ کسی خاص سبب کا کے اصول و کلیہ قاعدہ مسلمہ سے مورد خاص اور حکم عام اعتبار کیا جائے گا اور حق یہ ہے کہ اور اس کے خلاف احیانی توقیتی توجیہات و تاویلات رکیکہ باطلہ کا یہ محل ہی نہیں کہ ان کے ادنیٰ ترین خدام و غلامان کمترین فقراء و سائلان درگاہ و رندوں کا یہ عالم ہے

مصلحت نیست کہ از پھر بیرون افتد راز

ورنہ در محفل رندان خبر نئی نیست کہ نیست

عارف رومی فرماتے ہیں در بارہ نظر و خبر و علم اولیاء کرام کے جو کہ اس سرکار کے ادنیٰ ریزہ خوار ہوتے ہیں۔

لوح محفوظ است پیش اولیاء از چہ محفوظ است محفوظ از خطاء
یہ تمام بحث حکیم ملت پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع الخیرات شریف میں نقل کی ہیں احادیث شریف کے ماہرانہ تفکر اور تدبر اور فراست کے متعلق مشتمل نمونہ پیش خدمت ہوا۔ امید ہے کہ قارئین کرام کے لئے صرف اتنا کافی ہوگا۔
عاقلاً را اشارہ کافی است۔

حکیم ملت بحیثیت فقیہ

فقہ شریف کے ماہر کو فقیہ کہا جاتا ہے فقہ شریف وہ علم ہے جو قرآن و حدیث کا لب لباب ہو اور قرآن و حدیث کے مغز کو فقہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ فقہ کا معنی جاننا اور سمجھنا ہے اور فقہ فی الدین بہت کم علماء کو نصیب ہوتا ہے نہ کہ ہر فقہ کے پڑھانے والے کو فقیہ کہا جاتا ہے بلکہ اس کو فقہ پڑھانے والا استاد کہا جاتا ہے۔ قرآن و احادیث و اجماع و قیاس سے اس کا استنباط ہوتا ہے۔ چار مسالک کے اماموں کو فقہاء کہتے ہیں۔ حضرت امام اعظم فقہ شریف کے مرتب کرنے والے تھے اس کے بعد امام مالک رحمۃ اللہ فقہ شریف کے مرتب کنندہ تھے اس طرح امام احمد بن حنبل اور امام شافعی رحمہم اللہ تمام کے تمام فقیہ تھے اللہ تعالیٰ نے علوم قرآن و احادیث نبویہ پر کامل عبور کے ملکہ سے نوازے تھے ان میں سے سب سے مقدم امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ہے آپ نے فقہ حنفی کی تدوین کی اور دنیا اسلام کو قرآن و احادیث نبویہ کا مغز پیش کیا جب کہ دنیا کے اکثر ممالک میں حنفی مقلدین بہت زیادہ ہیں پھر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ مالکی کی تدوین فرمائی اور فقہ شافعی کی تدوین حضرت امام شافعی نے کی اس طرح فقہ حنبلی کی تدوین امام احمد بن حنبل نے کی ان چار آئمہ اسلام کے فقہ شریف کو دنیائے اسلام نے تسلیم کیا۔ یہاں تک کہ تمام دنیا کے علمی مرکز جامعہ ازہر میں ہر فقہ شریف کا شعبہ ہوتا ہے اور اس شعبے کا ایک ڈائریکٹر ہوتا ہے اس کو چیئرمین کے نام سے بھی یاد کرتے ہیں۔ فقہ حنفی کا الگ شعبہ ہے فقہ مالکی کا الگ شعبہ ہے اور فقہ شافعی کا بھی الگ

شعبہ ہے اور فقہ حنبلی کا بھی الگ شعبہ ہے۔ ہمارے عجمی اسلامی ممالک یعنی ہندوستان، پاکستان، ایران، افغانستان اور ترکی میں زیادہ حنفی مقلدین ہیں ایران میں دو گروہ مسلمانوں کے ہیں ایک اہل تشیع ہے اور دوسرا گروہ اہل سنت کا، اہل سنت کے تمام لوگ حنفی مقلدین ہیں۔ عرب ممالک میں بھی حنفیوں کی تعداد بھی دوسرے ممالک سے کچھ کم نہیں۔ ہر فقہ شریف کے ماہرین ہوتے ہیں اور فقہ شریف کی جزئیات پر ان کا پورا عبور ہوتا ہے۔ ہمارے درس نظامی میں فقہ شریف کی کتب کا ذخیرہ بھی بہت زیادہ ہے جن کو مدارس میں خلاصہ کیدانی سے لے کر ہدایہ شریف تک فقہ کی کتب پڑھائے جاتے ہیں ان کتب کو درسی کتب کہا جاتا ہے۔ ان کتب کے علاوہ پھر ان متون کی شروح ہیں مثلاً ہدایہ شریف کی مشہور شرح فتح القدر ہے، نصب الرایہ بھی ہدایہ پر ہے اور فارسی عربی میں بہت ہی شروح ہیں۔ مثلاً النہایہ شرح ہدایہ، البہایہ شرح ہدایہ علامہ عینی کا ہے علامہ عبدالحی لکھنوی نے بھی ہدایہ کی شرح لکھی ہے اس طرح شرح الوقایہ کی شرح بھی مولوی عبدالحی کی ہے اور ایک شرح السعایہ شرح وقایہ ہے۔ کنز الدقائق کی شروح بھی ہیں مثلاً بحر الرائق شرح کنز الدقائق، معدن الحقائق، شرح ملا مسکین اور علامہ عینی کی شرح عینی شرح کنز الدقائق ہے۔ فقہ شریف کی مشہور کتاب درمختار شریف ہے اس کی مشہور شرح علامہ شامی کی ہے جو کہ آٹھ جلدوں میں ہے۔ ایک کتاب مبسوط شریف امام سرحسی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ فتاویٰ قاضی خان اور خلاصۃ الفتاویٰ و فتاویٰ سمرقندی اور تحفۃ الفقہاء برجندی، فتاویٰ نور الہدیٰ، فتاویٰ برہنہ، طحاوی علی الدر مختار و طحاوی علی اطراقی الفلاح وغیرہ کی فہرست بہت طویل ہے۔ فتاویٰ و احدی، فتاویٰ کاملیہ اور فتاویٰ قرطبہ، فتاویٰ سراجیہ، فتاویٰ سنن الہدیٰ، فتاویٰ ذاد اللیب،

فتاویٰ جواہر النفیس اور فتاویٰ قاسمیہ ہیں اس طرح سراج الوہاج، منشی الانہر، فتاویٰ اسماعیلی، فتاویٰ عالمگیری وغیرہ ہیں ان کتب کے علاوہ ہزاروں کتب فقہ دنیا میں موجود ہیں۔ ان تمام کتب پر فقیہ کا عبور ہوگا فقیہ کو ظاہر الروایۃ کا بھی پورا علم ہوگا۔ دلالت النص و اشارۃ النص اور اقتضاء النص پر بھی کامل دسترس ہوگی۔ پھر ہر روایت اور جزء کے ماخذ کا بھی علم ہوگا اور جہاں پر حکم کا صادر کرانا ہو اس کے محل سے بھی اچھی طرح واقف ہوگا تب وہ فقیہ کہلانے کا مستحق ہوگا ورنہ اگر ان اوصاف سے وہ عاری ہو تو وہ فقیہ نہیں بن سکتا۔ ہمارے پیر و مرشد حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی فقیہ بھی تھے آپ کو اگر فقیہ ملت اسلامیہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا بلکہ آپ حقیقت میں فقیہ ملت اسلامیہ ہیں۔ فقیہ ہی مسلمانان عالم کو ان کے مسائل کے فتوے دے سکتا ہے۔ آپ فقہ شریف کے دلائل کا انبار اپنی کتب میں دیتے ہیں۔ حیلہ اسقاط جو فقہ حنفی کا مشہور مسئلہ ہے نور الایضاح سے لے کر شامی اور قاضی خان و خلاصۃ الفتاویٰ تک تمام کتب میں نقل ہے اگرچہ بعض منکرین فقہ اس سے انکار کرتے ہیں اور یہ انکار ان کے عدم تفاقہ پر دال ہے کہ ان کو فقہ شریف کے متعلق کوئی معلومات نہیں۔ حضرت حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب حکیم ملت و محدث ہزاروی نے جواز الصراط فی حیلۃ الاسقاط نامی کتاب حیلہ اسقاط کے مسئلہ میں مرتب کی ہے جس میں حیلہ اسقاط کو معمولات اسلامیہ میں شمار کیا ہے یہ ایک تحقیقی کتاب ہے آپ نے یہ مختصر اور جامع کتاب ۱۹۶۷ء میں تالیف کی اس مسئلہ کے متعلق جن سائلین نے استفتاء طلب کیا وہ سائلین مندرجہ ذیل ہیں۔ پیر سید محمد شاہ خطیب دو بندی ہزارہ، سید علی شاہ حاجی دین محمد و حاجی محمد شفیع وغیرہ۔ یہ چند استفتاء طلب کرنے والے حضرات تھے جنہوں نے فقیہ ملت اسلامیہ پیر

سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ سے حیلہ اسقاط اور مردوں کے لئے خیرات و صدقات کے متعلق پوچھا۔

مندرجہ بالا سائلین پوچھتے ہیں ہمارے بلاد امصار میں قدیم سے صالحین اہل اسلام میں جو خیر و خیرات کے معمولات مروج ہیں جو انواع و اقسام کے خیر و حسنات کا موجب و ذریعہ ہیں اور ان کے فوائد و برکات دنیا برزخ اور آخرت احیاء و مبتلاء و موتی تک کو شامل ہیں مثلاً ختم درود فاتحہ حیلہ اسقاط وغیرہ ایصال ثواب کے اسلامی معمولات اب بعض انکار منشی لوگ ان معمولات اسلامیہ سے کئی طرح کے حیلے بہانے از خود گھر کر بنا کر روکنے میں جرات کرنے لگتے ہیں اگرچہ عامۃ المسلمین ایسے لوگوں کو بخوبی فاسد الاعتقاد ہی جانتے ہیں اور ان کی منصوبہ بندی ہر خیر سے ممانعت پر مشتمل ہونے سے ساقط الاعتبار ہی تصور کرتے ہیں لیکن بعض جگہ ان کی علمی اسلامی نمائش سے دھوکہ ہو جانے کا قوی اندیشہ ہے لہذا بغیر کسی شر و فساد و تفقہ کے محض اپنی اور دیگر اہل اسلام کی خیر خواہی و سلامتی دین ایمان کی خاطر دریافت طلب ہے کہ ایسے معمولات اسلامیہ کا شرعاً کیا حکم و فائدہ ہے اور ان سے انکار کرنے والوں کا حکم و حال کیا ہے؟

حکیم ملت پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی و فقیہ ملت اسلامیہ قرآن و سنت اور فقہ حنفی اسلامی کی رو سے ایسے واضح دلائل اور براہین سے اس استفتاء کا جواب دیتے ہیں جو قارئین کے لئے قرآن و سنت و فقہ اسلامی کا لب لباب ہے اور اسلامی کسوٹی پر پرکھنے والے دلائل کے انبار پیش کرتے ہیں۔ آپ جواب میں لکھتے ہیں

الجواب : بعون الله الملك الوهاب به البداية و من الهداية

والیه المآب O

خیر خیرات کے ایسے تمام اسلامی معمولات دعاء ختم، درود فاتحہ، سوم، یازدہم، چہلم، عرس سالانہ و میلاد شریف یا حیلہ اسقاط، استغفار، شفاعت حسنہ و ایصال ثواب کے معمولات اہل علم و صلاح و تقویٰ کے نزدیک بلا شک و شبہ شر و بدی سے دور اور کئی قسم کی خیر اور افادیت و برکت و رحمت کا موجب اور مومن مسلمانوں کے درست جاننے معمول بنانے مستحسن ٹھہرانے سے عند اللہ بھی مستحسن اور جائز و مفید ہیں اور ان کے خیر اور مفید ہونے میں ادنیٰ علم و فہم والے کو شبہ نہ ہوگا اور ہر نوبہ نو تازہ بتازہ خیر کے کام اور امر و صورت کی شرع شریف میں عام اور مطلق اجازت و ہدایت و تلقین و ترغیب موجود ہے۔ ۱۲/۲ البقرۃ فاستبقوا الخیرات تمہاری یہی کوشش ہو کر خیر و خیرات میں وروں سے آگے رہو۔ ۱۲/۳ البقرہ و من تطوع خیرا فان الله شاكر عليم اور جو کوئی خیر کی کوئی بات اپنی طرف سے کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا خبردار ہے۔ ۲/۷ البقرہ فمن تطوع خیرا فهو خیر له پھر جو اپنی طرف سے کوئی نیکی زیادہ کرے تو وہ اس کے لئے بہتر ہے اور ۱/۷ حج فافعلوا الخیر لعلکم تفلحون O اور خیر کے سب کام کرو اس اعتقاد پر کہ تمہیں کامیابی ہو کے عموم و اطلاق کے ارشاد ربانی کی تائید و حمایت اس قسم کے تمام معمولات اسلامیہ کو حاصل ہے اور اسی اصل و سند سے وہ سب ادب اخلاص اور نیت خیر کے ساتھ مشروع جائز اور مفید ثابت ہوئے اور خاص کر جب کہ صالحین اہل اسلام کی طبائع سلیمہ تقیہ ذکیہ و معمولات مقبولہ و پسندیدہ ٹھہر

چکے تو من جملہ عادات اسلامیہ ہوئے چنانچہ الاشباہ والنظائر: القاعدة السادسة العادة محكمة مقرر ہے واصلها قوله عليه الصلوة والسلام ماراه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن اخرجه احمد في كتاب السنة عن عبد الله بن مسعود موقوفاً عليه حموي اور فقہائے کرام: العرف كالنص يا الثابت بالعرف كالثابت بالنص كا اصول اس قاعده شرعيہ سے معلوم و مستنبط فرمایا چنانچہ فتاویٰ رد المحتار شامیہ میں ہے ان العرف انما صار حجة بالنص وهو قوله عليه الصلوة والسلام ماراه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن کہ عرف حجت شرعیہ ہوا تو نص ہی سے ہوا اور وہ ہادی عالم علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان مبارک ہے جو اہل اسلام کے نزدیک حسن ہے وہ عند اللہ بھی حسن ہے۔ (جواز الصراط صفحہ ۲۶) حکیم ملت پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی نے فقہاء کے قواعد اور ضوابط لکھ کر اس کی روشنی میں آپ نے حیلہ اسقاط کے متعلق بنیادی اصول پیش کئے اور اس اصول کے مطابق آپ نے اس کا حاصل لکھ کر عوام کے سامنے پیش کیا آپ جواز الصراط میں فرماتے ہیں الحاصل کتاب وسنت وفقہ کی ان نصوص و دلائل و تصریحات نے اہل اسلام و ایمان کے لئے جمیع اقسام و امور و احکام و معمولات خیر و خیرات کے قدیم و حادث تازہ بتازہ نو بنو طریقوں کے لئے بلا تخصیص و قید عموم و اطلاق کے ساتھ ہر امر و عمل خیر کے لئے عظیم اجازت و اذن سے راہ نمائی فرمائی کہ اگر فہم عقل علم تقویٰ دین ایمان ادب و ہدایت سے آدمی محروم نہ ہو تو کسی امر خیر کی ممانعت مخالفت پر لب کشائی کی نوبت ہی نہ آئے اور جو ان نصوص و دلائل و تصریحات کو دیکھ سن سمجھ کر بھی انکار سے پیش آئیں وہ اعتقاد و عمل میں قابل اعتبار و لائق التفات نہیں

ایسوں کا انکار و بحث اپنی بد مذہبی و بد اعتقادی پر دستخط کے مترادف ہے۔ (جواز الصراط صفحہ ۲۶) فقیہ ملت اسلامیہ و حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ حیلہ شرعی کے متعلق قرآنی آیات دلائل میں پیش کر کے لکھتے ہیں ”زمانہ علالت میں حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی اہلیہ کے دیر سے ایک دن آنے پر قسم فرمائی کہ تندرست ہو کر نہیں ایک سو لکڑی ماروں گا صحت پر اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی قسم توڑنے پر مبتلا ہونے سے بچنے کو یہ حیلہ بتایا کہ ۲۳/۱۳ و خذ بیدک ضغثا ضرب به ولا تحنث اور اپنے ہاتھ میں جھاڑو لے کر اسے مار دے اور قسم نہ توڑ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی عمل فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کے حق ارشاد فرمایا انا وجدناہ صابرا نعم العبد انہ اب O بے شک رب نے اسے صابر پایا کیا اچھا بندہ بے شک وہ بہت رجوع لانے والا ہے۔ اس کے فوائد میں لکھتے ہیں امر و تعلیم و ہدایت ربانی اور سنت پیغمبر سے حیلہ ثابت ہو اور حیلہ والوں کی اللہ تعالیٰ نے تعریف بزرگی بیان فرمائی۔ (۲) حضرت یوسف نبی علیہ السلام نے اپنے بھائی کو سوتیلے بھائیوں کی گرفت و ہمراہی سے خلاصی کے لئے جو تدبیر و حیلہ اختیار فرمایا مولا کریم خالق و مالک کائنات نے اسے نہ صرف مشروع و مقرر رکھا بلکہ خود اپنی طرف کی تعلیم و ہدایت سے تعبیر فرمایا چنانچہ ارشاد فرمایا ۱۳/۳ کذالک کدنا لیوسف یہ حیلہ تدبیر ہم نے یوسف علیہ السلام کو بتلایا حضرت ایوب پیغمبر علیہ السلام کی طرح یہ بھی خود پروردگار عالم کا بتلایا ہوا حیلہ ہے۔ (جواز الصراط صفحہ ۳۰) حیلہ کے دو اقسام ہیں ایک وہ حیلہ ہے جو حرام چیز کے حلال کرنے کے لئے کیا جائے وہ باجماع حرام ہے کیونکہ حرام حلال نہیں کیا جاسکتا دوسرا حیلہ شرعیہ ہے جو حلال چیز کے لئے کیا جائے وہ باجماع حلال اور جائز ہے اس کی

مثال یہ ہے کہ اگر کسی نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے کر طلاق مغلطہ کو اپنے لئے حلال کرنا چاہے اور وہ یہ حیلہ کرے کہ اپنے آپ کو کافر بنائے پھر دوبارہ مسلمان ہو جائے تو بلاجماع حرام ہے اور اس قسم کا حیلہ حرام ہے اور حلال چیز کے لئے حیلہ حرام نہیں ہے مثلاً اگر کوئی خراب قسم کی کھجوروں کو بازار میں فروخت کر کے اس رقم سے اچھی کھجوروں کو خریدیں تو یہ حیلہ بلاجماع حلال ہے اس کی مثال حضور انور ﷺ کے زمانہ مقدسہ میں ملتی ہے وہ یہ ہے کہ ایک شخص نے حضور انور ﷺ کے دربار عالیہ میں اچھی بہترین کھجوریں پیش کیں آپ نے پوچھا کہ خیبر کی تمام کھجوریں ایسی ہیں انہوں نے عرض کیا کہ نہیں ہم ردی اور خراب قسم کی کھجوروں کے عوض اچھی کھجوریں خریدتے ہیں مثلاً ہم دو برتن کھجوریں خراب دے کر ان کے بدلے ایک برتن اچھی کھجوریں حاصل کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ یہ تو عین سود ہے پھر انہوں نے اس کا حل پوچھا تو حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ بازار دو برتن فروخت کر کے اس رقم سے اچھی کھجوریں خرید لو۔ یہ حیلہ حضور انور ﷺ نے خود بتایا اور اسی کو حیلہ شرعیہ کہا جاتا ہے۔ اب حیلہ اسقاط کے متعلق عرض ہے کہ کسی مسلمان سے مرنے کے وقت تک جو نمازیں روزے قضا ہو چکے ہوں یا قسموں کا کفارہ یا نذریں باقی ہوں اور وہ مسلمان فوت ہو جائے اور آپ اب اس کو طعنہ دینا چاہتے ہوں تو وہ دوبارہ واپس دنیا میں نہیں آسکتا کہ ان کی قضا پوری کرے۔ شریعت مطہرہ میں نماز و روزوں کے لئے فدیہ مقرر ہو چکا ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں یوں ذکر فرمایا ہے و علی الذین یطیقونہ فدیة طعام مسکین اور اگر کوئی شیخ فانی روزے رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا تو اس کے لئے طعام فدیہ مسکین کو دینا ہے اب فدیہ آیت کریمہ سے ثابت ہے اور نماز روزہ سے اہم

ہے تو پانچ نمازیں پانچ روزوں کے برابر ہوں اور واجب ہے تو پانچ فرض اور چھٹا واجب ہے تو دن رات میں چھ نمازیں ہوں اب ایک نماز کا فدیہ مثلاً دو سیر گندم ہے تو چھ نمازوں کے لئے دن رات میں بارہ سیر گندم بنا۔ پھر تین سو پینسٹھ دنوں کو ضرب دیں تو پورے سال کے فدیہ کا حساب بنے گا۔ اب اگر کسی نے بیس یا تیس سال کی نمازوں اور روزوں میں کوتاہی کی ہو اور اس مسلمان مردے سے قضا ہو چکی ہوں اب فدیہ زیادہ ہوگا اور مردے کا مال کم ہے اس کے لئے فقہاء کرام نے حیلہ اسقاط مرتب کیا ہے مثلاً دس یا بیس مسکین مسکین دائرہ کی شکل میں بیٹھ جاتے ہیں اور نقد یا دوسرا مال اور بمع قرآن شریف کے دائرہ والے یہ کہیں گے کہ اس مردہ سے نماز و روزے کوتاہی سے قضا ہو چکے ہوں گے کفارات اور نذورات بمع نماز اور روزے کا فدیہ جو شرع میں اس کے لئے مقرر ہے میں نے وصول کیا اور دوسرا کہے گا کہ میں نے طریقہ مذکورہ سے قبول کیا اور پھر وہ دوسرے کو ہبہ کرے گا۔ یہاں تک کہ تین بار یا پانچ و سات بار یہ دور کرے پھر دورے کے اختتام پر آخری شخص پھر اس مالک کو دیتا ہے اور اس کو حکم دیتا ہے کہ اس کو حاضرین پر تقسیم کر دے دائرہ میں وہ مال فدیہ تھا اور اب وہ ہبہ بنا۔ اب وہ ہر شخص کو دے سکتا ہے کیونکہ اب یہ فدیہ نہیں بلکہ ہبہ ہے اور خیرات تو ہر ایک شخص لے سکتا ہے اس لئے اگر حاضرین میں سے کوئی مالدار بھی ہو اور اس کو کچھ دیا جائے تو بھی جائز ہے اور قرآن مقدس اس میں اس لئے رکھتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اللہ کا کلام متبرک ہے تو تبرک کے لئے بھی اس میں لوگ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس قرآن مقدس کی وجہ سے یہ حیلہ قبول فرمادے اور وہ مال مقومہ بھی ہے کہ سویا دو سو روپے پر خریدا بھی گیا ہو تو وہ سویا دو سو روپے کا مال بھی اس فدیہ میں شامل

ہوا۔ اس حیلہ شرعیہ کو فتاویٰ قاضی خان خلاصۃ الفتاویٰ اور فتاویٰ نور الہدیٰ جواہر
 النفیس، تسہیل الترمذی، فتاویٰ واحد فتاویٰ قاسمیہ اور فتاویٰ شمر قندی میں ذکر کیا گیا
 ہے۔ اب فقیہ ملت اسلامیہ و حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ جواز الصراط میں
 اس کے متعلق یوں تحریر کرتے ہیں ”بیماری بڑھاپے ضعف عذر شرعی سے جو روزہ نہ رکھ
 سکے اسے مواخذہ سے خلاصی پانے کو شرع شریف نے جو ایک مسکین کا کھانا بتلایا
 و علی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین یہ حیلہ اسقاط ہی تو ہے مشکوٰۃ کتاب
 الصوم باب القضاء میں ہے من مات و علیہ صیام صیام شہر رمضان
 فلیطعم عنہ مکان کل یوم مسکینا جو مومن مسلمان مرجائے اور اس کے ذمہ ماہ
 رمضان کے روزے ہوں تو شرع شریف نے اس مرگزار مسلمان کو اس مواخذہ کی بلا
 سے خلاصی دلانے کو یہ حیلہ اسقاط تعلیم فرمایا ہے جیسا کہ سنن نسائی میں اور کتاب الوصایا
 امام عبدالرزاق میں عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے لا یصلی احد عن احد ولا
 یصوم احد عن احد ولكن یطعم عنہ مکان کل یوم مدین من حنطۃ
 کوئی کسی طرف سے فوت شدہ نہ نماز پڑھے اور نہ روزے رکھے (لیکن اس کی فوت
 شدہ نماز روزہ) میں ہر فرض نماز کے بدلے اور ہر رمضان کے روزوں کے ہر دن کے
 عوض دو مد (نصف صاع) گندم خیرات کر دے (مسکین کے کھانے میں دے) یہ بھی
 حیلہ اسقاط کی مشروعیت کی ایک سند و اصل ہے علامہ جیون حنفی تفسیرات احمدیہ صفحہ ۴۰
 میں و علی الذین یطیقونہ فدیۃ الایۃ کی تفسیر میں فرماتے ہیں والصلوٰۃ نظیر
 الصوم بل اہم منه فامرنا بالفدیۃ احتیاطا ورجونا القبول من اللہ تعالیٰ
 فضلا۔ جوابا فرمایا کہ نماز روزے کی مثل ہے اس سے بھی اہم لہذا ہم نے اس میں بھی

فدیہ کا حکم کیا اور رب تعالیٰ کے فضل سے قبول کی امید ہے شرح وقایہ میں ہے وفدیۃ کل صلوٰۃ کصوم یوم وهو الصحیح ہر نماز کا فدیہ ایک دن کے روزے کی طرح ہے اور وہی صحیح ہے شرح الیاس میں ہے ویعتبر فدیۃ کل صلوٰۃ فائت کصوم یوم ای کفدیۃ یوم ہر فوت شدہ نماز کے فدیہ کا اعتبار ایک دن کے روزے کے فدیہ پر ہے یعنی ہر نماز فائتہ کا فدیہ ایک روزے کے فدیے کے برابر ہے فتح القدر میں ہے۔ من مات و علیہ قضاء رمضان فاوصی بہ اطعم عنہ ولی لہ لكل یوم مسکینا نصف صاع من براو صاع من تمر او شعیر لانہ عجز من الاداء و کذا لک اذا اوصی بالا طعام عن الصلوٰۃ جو کوئی مسلمان فوت ہو اور اس پر رمضان روزوں کی قضا ہو اس نے وصیت کی تو اس کا ولی اس کی طرف سے ہر دن کے عوض ایک مسکین کو آدھا صاع گیہوں یا ایک صاع کھجور یا صاع بھر جو دے کہ میت اب ادا سے عاجز ہے یونہی جب میت سے نماز کے بدلے کھانا دینے کی وصیت کی ہو۔ طحاوی علی مرقی الفلاح میں ہے اعلم انہ قدورد النص فی الصوم باسقاطہ بالفدیۃ واتفقت کلمۃ المشائخ علی ان الصلوٰۃ کالصوم استحساناً و اذا علمت ذالک تعلم جہل من یقول ان اسقاط الصلوٰۃ لا اصل لہ اذا ہذا ابطال للمتفق علیہ من المذہب تمہیں معلوم ہو کہ نص وارد ہے فدیہ سے اسقاط روزہ کے حق میں اور تمام مشائخ کا متفقہ علیہ ہے کہ استحساناً نماز روزہ کی طرح ہی ہے تو جب تم نے یہ معلوم کیا تو خود ہی اس کی جہالت تمہیں معلوم ہوئی جو کہتا ہے کہ اسقاط نماز کی کچھ اصل نہیں کہ اس کا یہ قول مذہب کے ایک امر متفق علیہ کا باطل ٹھہرانا ہے ان فقہی عبادات و امثالہا سے ثابت ہوتا

ہے کہ حیلہ اسقاط دربارہ روزہ نماز حقوق و فرائض مشروع ہے۔ (جواز الصراط صفحہ ۴۲)

حکیم ملت و فقیہ ملت اسلامیہ محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ حیلہ اسقاط کے متعلق وضاحت فرماتے ہیں کہ احادیث نبویہ میں ہے کہ اگر کسی سے بغیر عذر کے جمعہ ترک ہو جائے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایک دینار خیرات کرے اور اگر اس کو یہ بھی میسر نہ ہو تو اس کو چاہئے کہ پھر آدھا دینار خیرات کرے اور اس حدیث شریف کو مشکوٰۃ باب وجوب جمعہ فصل دوم میں نقل کیا ہے۔ اس حدیث شریف کو نقل کر کے لکھتے ہیں ”امام احمد ابو داؤد ابن ماجہ راوی کہ ہادی عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا من ترک الجمعة بلا عذر فلیتصدق بدینار فان لم یجد فینصف دینار ۰ جو بلا عذر نماز جمعہ ادا نہ کر پایا تو ساڑھے چار ماشے سونا صدقہ خیرات کرے اگر یہ نہ کر سکے تو سوا دو ماشے سونا خیرات میں دے“ اس حدیث کے تحت وہ فائدہ نقل کر کے لکھتے ہیں ہدایت و تعلیم شرع مقدس سے یہ حیلہ تخفیف و اسقاط ہے جب یہ معصیت ہے تو توبہ استغفار کرے گا اور آئندہ ہرگز ایسا نہ کرے گا مگر جو ہو چکا اس کی تلافی و تدارک حتی المقدور یہ کہ ایک دینار یا اس کی طاقت نہ ہو تو نصف دینار صدقہ کرے تعلیم و تجویز شرع شریف کو غلط یا غیر مفید یا لغو ٹھہرانا تصور کرنا مومن مسلمان کی شان سے بعید ہے تو لامحالہ اس حیلہ تخفیف و اسقاط کی مشروعیت و افادیت ثابت ہوئی حکیم ملت و فقیہ ملت اسلامیہ پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ جواز الصراط میں احسن طریقہ حیلہ اسقاط کے متعلق تحریر کرتے ہیں صاحب حیلہ اسقاط کے لئے ہر سہ دور میں یہ دعا پڑھ کر ہبہ و قبول کا دور کرائیں دعایہ ہے: کل حق من حقوق اللہ تعالیٰ من الفرائض والواجبات والكفارات والمنذورات و غیر

ذالك مما وجبت في ذمة هذا الميت ولم يؤدها فالان عاجز عن
ادائها فاعطيتك هذه المصحف الشريفه مع هذه النقودات فدية في
حيلة الاسقاط و استغفر الله العزيز الغفار لي وله رجاء من العفو الغفور
الرؤف الرحيم ان يغفر لحيانا و ميتنا O

ترجمہ: ہر حق جو حقوق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو فرائض اور واجبات اور کفارات اور
نذورات وغیرہ کی جو اس مردے کے ذمہ میں واجب تھا اور اس نے ان کو ادا نہیں کیا
اب وہ ان کے ادائیگی سے عاجز ہے میں نے یہ قرآن مجید تمہیں دے دیا ان نقدیات
کے ساتھ جو فدیہ ہے حیلہ اسقاط کے لئے اور میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہوں جو
غالب بخشنے والا ہے مجھے اور اس مردہ کو بخش دے تو یہ امید کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس
کو معاف کر دے جو مہربان اور رحیم ہے جو ہمارے زندوں اور مردوں کو بخش دے اور
دینے والے مصحف و نقد و فدیہ کو بہہ کر دے وہ کہے قبلت بطریقہ المذكورہ
واعطیتک میں نے طریقہ مذکورہ سے قبول کیا اور تمہیں دے دیا۔ (جواز الصراط
صفحہ ۳۷) یہ تمام عبارات حیلہ اسقاط کے متعلق حکیم ملت و فقیہ ملت پیر سید محمود شاہ
صاحب محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے حکیمانہ اور فقیہانہ و محدثانہ انداز سے
عوام اور خواص کی خدمت میں پیش فرمائیں اور قرآن مقدس کی آیات اور احادیث
نبویہ و فقہاء کرام کی فقہی روایات کو نقل کیا لہذا فقیہ ملت کے القاب سے علماء اور صوفیاء
نے یاد کیا۔ امید واثق ہے کہ ایک فقیہ کے لئے اتنی روایات کسی ایک مسئلہ کے سلسلہ
میں کافی اور ثانی ہوں گی حیلہ اسقاط فقہی مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ ہے اور اس
میں فوت شدہ مسلمان کے لئے فائدہ عظیم ہے اور پس ماندہ لوگوں میں سے جو ان کے

رشتہ دار ہوں وہ اپنے مردہ کے لئے اگر ایصالِ ثواب کرنا چاہتے ہوں تو یہ ایک مستحب امر ہے اس استحباب سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔

حکیم ملت بحیثیت مفتی

اس عنوان سے قبل حکیم ملت بحیثیت فقہ کے متعلق بحث کی گئی اور اب حکیم ملت پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی بحیثیت مفتی اسلام عوام اور خواص کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ مفتی کا معنی کیا ہے اور مسلمانان عالم کے لئے مفتی کی حیثیت کیا ہے۔ مفتی فتویٰ دینے والے کو کہا جاتا ہے قرآن و سنت اور فقہ کی روشنی میں استفتاء کرنے والوں کے لئے فتوے مفتی صاحبان لکھتے رہتے ہیں۔ مفتی کے لئے ضروری ہے کہ وہ علوم قرآن مقدس پر کامل عبور رکھتا ہو اور احادیث نبویہ سے بھی اچھی طرح واقف ہو اور پھر فقہاء کی فقہی روایات کا جاننے والا ہو روایات کی نزاکت سے بھی واقف ہو مفتی بہ اور علیہ الفتویٰ کے درمیان فرق سے بھی واقف ہو اگر کسی مفتی نے فتویٰ کسی مسئلہ کے متعلق دیا ہو تو اس کے ماخذ سے بھی واقف ہو۔ ہمارے فقہ شریف میں کتب فتاویٰ بھی کافی تعداد میں ہیں مثلاً فتاویٰ قاضی خان، فتاویٰ عالمگیری، خلاصۃ الفتاویٰ، فتاویٰ شامی اور فتاویٰ واحدی، فتاویٰ کالمیہ، فتاویٰ قاسمیہ، فتاویٰ مسعودی، فتاویٰ مظہری، فتاویٰ انقریہ، فتاویٰ

افریقہ وغیرہ لکھے گئے ہیں تمام مفتی حضرات بھی ان فتاویٰ سے استفادہ کرتے ہیں۔ حکیم ملت و فقیہ ملت اسلامیہ میں محدث ہونے کے ساتھ ساتھ مفتی بھی تھے آپ سے ملک اور بیرون ملک لوگوں نے فتوے طلب کئے اور آپ نے بڑے مدبرانہ اور حکیمانہ انداز سے ان فتوؤں کے جوابات دیئے ہیں اور لوگوں کو ان مسائل سے بخوبی آگاہ فرمایا ہے۔ اب ان فتاویٰ میں سے چند فتوے جو آپ نے دیئے ہیں وہ درج کئے جاتے ہیں ان تمام فتوؤں میں ایک اہم فتویٰ حضور انور ﷺ کے والدین کریمین کے متعلق ہے آپ نے اس فتوے میں یہ ثابت کیا ہے کہ حضور انور ﷺ کے والدین کریمین مومن موحد تھے اور جو ان کو مومن نہ سمجھے وہ خود بے ایمان ہے وہ استفتاء اور پھر اس استفتاء کا جواب دونوں نقل کئے جاتے ہیں امید ہے کہ قارئین کے لئے یہ ایک بے بہا قیمتی تحفہ ہوگا۔ وہ استفتاء اور جواب مندرجہ ذیل ہیں۔

ایک اہم ملی سوال

از جانب مسلمانان نوشہرہ صوبہ سرحد پاکستان و نظیر حسین ساقی
بخدمت شریف اعلیٰ حضرت شیخ الاسلام و المسلمین ابو مسعود خواجہ سید محمود شاہ صاحب

محدث ہزاروی

بعض لوگ ملائیت کے روپ میں اپنی تقریر یا تحریر میں بڑی دلیری سے حضور نبی کریم ﷺ کے والدین کریمین کے حق میں ہتک اور شدید توہین کے مضامین بعض شہرت یافتہ کتب اور ایات کی آڑ لے کر بیان کر دیتے ہیں اور ان کو کفر و شرک سے

منسوب کرنے میں بے باک ہیں کہیں معراج شریف میں ان پاک نفوس کو دوزخ میں عذاب ہونا۔ (معاذ اللہ) ذکر کر کے کبھی ان کو کفر و شرک پر مرنے کا فسانہ گھڑ کر ریاض الصالحین، قصص الانبیاء شرح فقہ اکبر یا ایسی اور کتب کے حوالے دے کر توہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارتکاب کرتے ہیں کیا حضور اقدس کے والدین پاک کو ایسا کہنا کھلی گالی توہین، ایذا استخفاف اور ہتک نہیں؟ اور اگر ہے اور ضرور ہے تو ایسا کرنے والوں کو عالم جاننا یا ان کی اقتداء کرنا ان کے معاملہ میں توقف کرنا اور درگزر کرنا شرعاً جائز ہے؟ ان کا اور ان کتب کا کیا حکم ہے بینوا تو جروا

از جانب مسلمانان نوشہرہ صوبہ سرحد پاکستان

الجواب: بعون اللہ الملک المعبود الملہم للصدق والصواب۔

بے شک یہ رسول خدا کی کھلی توہین اور گالی ہے ایسا کرنے والے لوگ چاہے کیسے ہی چالاک ملا ہوں قطعاً کافر مرتد ہیں اور ایسی کتابیں اور ان کے ایسے کفری مضمون محض باطل مردود بے اعتبار لائق اکتفات و توجہ نہیں خلافت اسلامیہ پر واجب ہے کہ ایسے مرتدوں کو قتل کر دے ان کی توبہ بھی قبول نہ کی جاوے گی ایسی کتابیں ضبط کر کے جلا دیں ایسا لکھنے اور بیان کرنے والے نہ عالم نہ مسلمان نہ ان کو عالم جاننا جائز نہ ان کی تعظیم و ادب شرع میں جائز ایسے مرتد کا حکم ہے یقتل ولا یستتاب قتل کیا جائے اور اس کی توبہ نہ لی جائے اگر خلافت ہو تو اہل اسلام پر واجب ہے کہ اس کے ساتھ کوئی معاملہ مسلمان کا سانہ رکھیں اہانۃ الانبیاء کفر پیغمبر کی اہانت کفر ہے عقائد کا صریح مسئلہ ہے ایسا کرنے والے کو کہو او کافر کے بچے یا کہو تیرے والدین کافر جھنمی ہیں وہ

اسے گالی جان کو سر ہو جائے گا پھر یہ گالی پیغمبر کے حق میں کیونکر جائز ہو سکتی ہے یقیناً یہ گالی اور ہتک ہے تقریراً و تحریراً ایسا کرنے والا کافر مرتد ملعون ہے عہد رسالت میں جماعت صحابہ کرام میں گھسے ہوئے جن لوگوں سے بعد منع راعنا کا کلمہ بولنے کا ارتکاب ہوا ان کو قرآن نے وللکافرین عذاب الیم سے کافر قرار دیا شان رسالت میں وما یدریہ بالغیب کہنے والوں کے حق کہ ان کو غیب کا کیا علم کافر ٹھہرایا اور ولقد قالوا کلمة الکفر و کفروا بعد اسلامہم (توبہ) سے ان کو کافر ٹھہرایا نہ ان کی قسموں کا اعتبار کیا نہ عذر بہانہ مانا گیا۔

بلکہ صاف فرمایا لاتعتذروا قد کفرتم بعد ایمان کم عذر بہانے مت کرو تم ایسا کرنے سے مومن ہو کر کافر ہو گئے صدیق اکبر اور فاروق پاک ہمارے سرداروں کو آواز بلند کرنے سے جب اعمال کی دھمکی کے ساتھ منع فرمایا ان تحبط اعمالکم و انتم لاتشعرون (حجرات) حضور کے والدین پاک قطعاً زمانہ فطرت میں سلسلہ آباء کے مطابق دین اسلام پر گزرے جن کو قرآن کریم نہ امت مسلمتہ فرمایا جیسا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا میں ہے حدیث میں ہے فانادعوة ابی ابراہیم و بشری عیسیٰ و رؤیا امی میں اپنے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اپنی والدہ پاک کی خواب ہوں (تفسیر بیضاوی تفسیر معالم التنزیل و روح التفاسیر وغیرہ) حدیث پاک میں ہے فانامن خیار الی خیار تو میرا شجرہ نسب مادری پدری بہتر سے بہترین میں ہے دوسری حدیث میں ہے من الاصلاب الطیبة الی الارحام الطاهرة پاک پشتوں سے پاک رحموں میں میرا شجرہ ہے مشرک کافر کو تو قرآن حکیم نے نجس ٹھہرایا اور فرمایا انما المشرکون

نجس مشرک کافر ناپاک ہیں فاسق چاہے عالم ہو اس کی اہانت و تذلیل واجب ہے لائق تعظیم نہیں مراقی الفلاح میں ہے الفاسق العالم تجب اہانۃ شرعاً فلا یعظم امام فخر الدین زیلیعی، تبیین الحقائق میں اور علامہ سید ابوسعود ازہری فتح المعین اور علامہ سید احمد مصری حاشیہ در مختار پر بالاتفاق تصریح فرماتے ہیں قد وجب علیہم اہانۃ شرعاً ایسے فاسق عالم کی شرعاً اہانت توہین، تذلیل کرنا مسلمانوں پر واجب و لازم ہے علامہ محقق سعد المملۃ والدین تفتازانی مقاصد و شرح مقاصد میں تصریح فرماتے ہیں حکم المبتدع البغض والعداۃ الاعراض عنہ والاہانۃ والطنع واللعن بد مذہب شخص کا حکم شرعی یہ ہے کہ اس سے بغض دشمنی کی جاوے اس کو دشمن دین قرار دیا جائے ایسے کوئی مسلمان منہ نہ لگائے اس کی توہین و تذلیل کی جائے اور اس پر طعن و لعنت روارکھی جائے۔ الغرض ایسے لوگوں سے جہاد کرنا فرض ہے کہ یہ منافق اور تمام بد مذہبوں سے بدتر ہیں جب عالم فاسق اور مبتدع بد مذہب کے لئے یہ حکم ہے تو شر اور فتنہ ان منافقوں کافروں مرتدوں کا جو شجرہ پاک مصطفوی پر شرک کفر کا اتہام کر کے سید الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کو گالیاں لکھتے چھاپتے اور نشر کرتے اور بیان کرتے ہیں ان کا حکم تو سب کفار سے بڑھ کر ہے کہ فتنہ ان کا سب فتنوں سے بدتر ہے لہذا ایسے فتنہ بازوں کے لئے حکم ہے یقتل ولا یتتاب وہ خلافت اسلامیہ کے حکم سے قتل کیا جائے اس کی توبہ ہرگز نہ لی جاوے گی کمانی السیف المسلمول والشفاء والصوارم والحسام وفتاویٰ امام السبکی وغیرہا قرآن کریم ایسے کفر و ارتداد و ضلال والوں سے اس وقت تک جہاد جاری رکھنے کا حکم دیتا ہے کہ دنیا سے اس کا فتنہ مٹ کر خالص اللہ کا دین ہی سب دنیا میں رہ جائے۔ ۱۹/۱۹ انفال وقاتلوہم

حتی لا تکون فتنة ویکون الدین کله لله ان مرتدوں منافقوں کا فتنہ سب
فتنوں سے بدتر ہے کہ مسلمانوں کا نمائشی دعویٰ کے ساتھ پیغمبر اسلام علیہ السلام کو مسئلہ
کا نام دے کر روایت کا بہانہ لے کر گالیاں دیتے ہیں اور ان کے آباء و امہات کو شرک
و کفر سے عذاب دوزخ سے متہم کر کے پیغمبر علیہ السلام کی شدید توہین تک و بے ادبی
کرتے ہیں اور دوسروں کو سکھاتے یہ ائمۃ الکفر ہیں کفر کے سرغنہ ہیں وہ کفار ذمی جن
سے اہل اسلام کا عہد امن و حفاظت ہوتا ہے وہ جب دین اسلام پر طعن کریں عہد شکن
بنیں تو ان کا عہد بھی باقی نہیں رہتا چنانچہ ۸/۱۰ توبہ وان ینکثوا ایما نہم من بعد
عہدہم و طعنوا فی دینکم فقاتلوا ائمة الکفر وانہم لا ایمان لہم
لعلہم ینتہون اور اگر عہد کر کے اپنی قسمیں توڑ دیں اور تمہارے دین میں بدزبانی
و طعن کریں وہ ائمہ کفر ہیں تو جو بانی اسلام اور معلم کائنات ﷺ کو شرک و کفر اور عذاب
دوزخ سے نسبت کر کے ملامت کریں مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء کی انیاد و اہانت و تحقیر و
استخفاف کریں اور اہل اسلام کا دل جلائیں ان سے بدتر ائمہ کفر کون ہوگا۔ بے شک وہ
سب کافروں، مرتدوں سے بدتر مرتد اور مضرترین دشمن ایمان و دین ہیں ایسوں کا دعویٰ
اور ایسی تصنیف، تقریر، تحریر سب مردود و ناقابل اعتبار ہے کتاب یا روایت کی سند صحیح و
شہرت ایسے کفری مضمون کی قبولیت کا موجب نہیں دودھ کے برتن میں پیشاب یا
شراب گندگی ہو تو برتن کی وجہ سے وہ پاک و حلال تصور کرنا کسی مسلمان اور علم عقل
والے کا کام نہیں یونہی ایسے کفری مضمون والی کتاب اور روایت سند و شہرت کی بناء پر
لائق اعتبار و قبول نہیں مردود و باطل ہے اسے خوب سمجھ لو ایسوں ہی کا حکم دنیائے اسلام
کے قاضی اور مفتی امام ابو یوسف نے کتاب بالخراج میں بیان فرمایا ایما ر جل

مسلم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم او کذبہ او تنقصہ
 فقد کفر باللہ و بانت منه امرتہ جس مدعی اسلام نے رسول خدا کو گالی دی یا
 آپ کی تکذیب کی یا کوئی عیب لگایا یا آپ کی طرف کسی نقص کو منسوب کیا تو بے شک
 اللہ کے ساتھ کافر ہو گیا اور اس کی عورت اس کے نکاح سے نکل گئی۔ مجمع الفتاویٰ میں
 من تکلم بکلمة الکفر و ضحک به غیرہ کفر او لو تکلم به مذکر و
 قبل القوم ذالک کفروا جو کلمہ کفر بولے دوسرا اس پر ہنسے یعنی برضا سے اسے رد
 نہ کرے دونوں کافر ہوئے اور اگر واعظ نے دوران تقریر کلمہ کفر بولا سننے والوں نے
 اسے قبول کیا اسے رد نہ کیا سب کافر ہو گئے کتاب الاعظام میں ہے من تلفظ بلفظ
 الکفر یکفرو کل من استحسنہ او رضی به لکفراہ جس نے کفر کی بات کہی
 وہ کافر ہے او جو اسے اچھا بتائے یا اس سے راضی ہو او وہ بھی کافر ہے واللہ ورسولہ اعلم۔

فقیر ابو سعید محمود حنفی قادری محبوب قادری

حکیم ملت و فقیہ ملت اسلامیہ محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے والدین کریمین حضرت
 محمد مصطفیٰ علیہ التحیہ و الثناء صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان پر کیا ایمان افروز فتویٰ صادر فرمایا ہے۔ اس
 مسئلہ میں شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے سبط سے الحاوی للفتاویٰ میں
 بعنوان مسالک الحنفاء فی والد المصطفیٰ میں یہ وضاحت کی ہے کہ حضور
 انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین مومن موحدین تھے اور اگر کوئی آپ کے
 والدین کو مومن و موحد نہ کہے تو وہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتا ہے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا
 دینا کفر و ضلال ہے علامہ یوسف النبھانی رحمۃ اللہ علیہ نے حجة اللہ العالمین فی
 معجزات سید المرسلین میں بڑے عالمانہ اور محدثانہ انداز میں آپ کے

والدین کریمین کے ایمان پر مدلل بحث کی ہے حضرت امام اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے روح البیان شریف میں اور علامہ آلوسی نے تفسیر روح المعانی میں اور امام صاوی نے اپنی تفسیر میں آپ کے والدین کریمین کے ایمان کے مسلک کو واضح کیا ہے شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ نے اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ میں بھی اسی مسلک کو اچھے انداز میں پیش کیا ہے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ بھی حضور انور ﷺ کے والدین کریمین کو مومن موحدین قرار دیتے ہیں اور یہی حق مسلک ہے مندرجہ بالا فتویٰ میں امام اہل سنت حکیم و فقیہ ملت اسلامیہ محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے عالمانہ محدثانہ فقیہانہ و مدبرانہ و عارفانہ انداز میں فتویٰ دیا ہے ایک مفتی کے لئے تمام چودہ علوم پر کامل دسترس ضروری ہے بہت سے علماء گزرے ہیں اور اب بھی موجود ہیں لیکن ان میں سے مفتی حضرات بہت کم ہیں ہمارے پیرومرشد میں یہ تمام صفات کامل درجہ موجود تھیں جو مفتی کے لئے ضروری ہوتی ہیں۔

استفتاء

اہل حدیث وہابی غیر مقلد لوگوں کا شعار بن گیا ہے کہ وہ اہل سنت پر اعتراض کرتے ہیں اور خود آٹھ رکعات پڑھ کر کہتے ہیں یہی تراویح ہیں مسلمانوں کو ان کی بات اور فعل کا ماننا اختیار کرنا جائز ہے یا نہ؟

الجواب: یہ لوگ کتاب و سنت اور اجماع و قیاس کے منکر اور جھوٹے ہیں اور از

خود تکمیں لگاتے ہیں نہ ان کے قول کا کوئی اعتبار نہ ان کے فعل کو اختیار کرنے کی کسی

مسلمان کو اجازت ہے ان کا قول مردود لائق التفات نہیں قرآن کریم میں ہے یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وكونوا مع الصادقین۔ اہل ایمان و تقویٰ بچوں کے ساتھ رہیں قائدہ ہے الامر بالشئی نہی عن ضدہ امر بئشی کا اس کی ضد سے نہیں ہوا کرتا ہے اور ضابطہ کائنات میں فرمایا و من یتولہم منکم فانہ منہم تم سے جو ان کے ساتھ تو میل ملاپ کرے وہ بھی انہی میں سے ہے لہذا ان کی پیروی اہل اسلام کو ہرگز جائز نہیں۔ مشکوٰۃ باب مشی مع الجنازۃ صفحہ ۱۴۷ میں عبادہ بن صامتؓ راوی کہ حضور جب جنازہ کے ساتھ جاتے تو نہ بیٹھتے جب تک میت کو لحد میں نہ رکھ دیا جاتا آپ کو یہود کی جانب سے یہ اطلاع ملی کہ ہم بھی ایسا ہی کرتے ہیں فجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سنتے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ اسلام بیٹھ گئے وقال خالفوہم اور فرمایا ان کا خلاف کرو۔ (ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ) مرقاۃ ۶۳/۴ ہے وفيہ اشارۃ الی ان کل سنة تكون شعار اهل البدعة ترکھا اولیٰ جو طریقہ مسنونہ اہل بدعت گمراہوں کا شعار ٹھہرے اسے ترک کرنا بہتر ہے لہذا آٹھ تراویح کا قول مردود اور ناقابل سماعت و توجہ ہے حق یہ ہے کہ بیس تراویح رمضان میں پڑھی جائیں یہی ثابت ہے اور یہی سنت ہے واللہ ورسولہ اعلم ابو مسعود سید محمود محبوب آبادی حکیم و فقیہ ملت اسلامیہ محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے وہابی لوگوں کے رد میں مندرجہ بالا فتویٰ دیا۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ کلر سیداں راولپنڈی سے صوبیدار محمد یونس اور اس کے ساتھ دوسرے ساتھیوں نے حکیم ملت و فقیہ ملت اسلامیہ و مفتی اسلام سے ماہ رمضان کی بیس رکعات تراویح کے متعلق استفتاء طلب کیا آپ نے بڑے بسط انداز سے اس کا جواب دیا اور اس کے ساتھ ملحقہ مندرجہ بالا فتویٰ بھی دے

دیا۔ بیس رکعات تراویح کے متعلق انہوں نے جو سوال پیش خدمت کیا تھا وہ مندرجہ ذیل ہے۔

بخدمت صدر جمعیت حنفیہ قادریہ و صدر اصلاحی تنظیم السادات و صدر تنظیم اہل سنت رجسٹرڈ پاکستان ابو مسعود پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی مدظلہ العالی منجانب اسلامیان گلر سیداں ضلع راولپنڈی پاکستان۔ ایک شخص سائل ہے کہ بیس رکعات تراویح جو ماہ رمضان میں اہل اسلام پڑھتے ہیں حضور انور ﷺ کے زمانہ دور اور بعد خیر القرون میں اس کے پڑھے جانے کا ثبوت کس کتاب میں ہے یعنی بیس رکعات تراویح کا ثبوت دلیل شرعی سے ثابت ہے یا نہ بینواتو جروا

منجانب: سائلین اسلامیان گلر سیداں صوبہ ایدار محمد یونس

الجواب: ہاں خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں اور اس کے متصل خیر

القرون میں بیس رکعات تراویح پڑھنا ثابت ہیں اور دلیل شرعی بیس تراویح کا پڑھنا ثابت ہے اس کا انکار کرنے والا گمراہ بد مذہب ہے۔ ۵/۵ نساء یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ و الرسول ان کنتم تؤمنون باللہ و الیوم الآخر ذالک خیر و احسن تاویلا O ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول اللہ کا اور اس کا جو تم میں سے صاحب امر ہو پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ اور رسول کے حضور پیش کرو اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو یہ بہتر ہے اور اس کا انجام سب

سے اچھا ہے اس آیت سے اللہ رسول اور مسلمان والی امر کی اطاعت شرعاً فرض ثابت ہوئی اور ۲۸/۳ حشر میں فرمایا وما اتاکم الرسول فخذوه و ما نہا کم عنہ فانتہوا اس سے معلوم ہوا کہ امر و نہی اور احکام شرع اللہ کے محبوب خلیفہ و مظہر اتم و نائب اعظم محمد رسول اللہ و معلم کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حوالے ہیں اور ۱۲/۲ انحل میں فرمایا و انزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیہم اس سے معلوم ہوا کہ ضابطہ کائنات (قرآن حکیم) کا سمجھنا سمجھانا یعنی فہم و تفہیم معلم کائنات رسول پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان اور مقام ہے اور مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنة فعل ثانی ارباض بن ساریہ سے امام احمد و ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ راوی کے معلم کائنات ﷺ نے فرمایا (وفیہ) فعلیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدين المہدین تمسکوا بہا و عد علیہا بالنواجذ الخ اس سے معلوم ہوا کہ گمراہ فرقوں کے افواہ اور وسوسہ و فتنہ سے بچنا اور معلم کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خلفاء راشدین مہدیین سمجھ لینے کے بعد واضح ہو کہ امام ابن شیبہ اور طبرانی اور بیہقی اور عبد بن حمید اور امام محی السنۃ بعوی و بیہقی وغیرہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ ان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کان یصلی فی رمضان عشرين رکعة سوی الوتر (صحیح البخاری ج ۳ صفحہ ۵۹۸) اس روایت سے صاف معلوم ہوا کہ معلم کائنات ﷺ بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے یہ ثابت ہوا موطاء امام مالک مع المسوی و مصنفی ج ۱ صفحہ ۷۷۱ و الحاوی للفتاوی ج ۱ صفحہ ۳۲۹ طبع مصر حضرت ابن عباس سے مروی ہے ان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کان یصلی فی رمضان فی غیر جماعۃ عشرين رکعة والوتر اس سے بیس رکعت معلم

کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پڑھنا ثابت ہے اور حدیث صحیح میں ہے جو پہلے مذکور ہوا کہ تم پر لازم ہے میری سنت اور خلفائے راشدین مہدیین کی سنت کا اختیار کرنا جس سے معلوم ہوا کہ خلفائے راشدین کا دینی فعل اور قول اور تقریر بھی مثل معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجت اور سند ہے اور صحیح البھاری ج ۳ صفحہ ۵۹۸ یزید بن رومان سے مروی کہ انہوں نے بیان کیا کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب فی رمضان بثلاث و عشرين رکعة رواہ الامام مالک یعنی خلافت راشدہ عہد فاروقی میں اہل اسلام بیس رکعت تراویح اور تین وتر رمضان میں پڑھا کرتے اور صحیح البھاری ج ۳ صفحہ ۹۵۸ میں سائب بن یزید سے بندت صحیح مروی فرمایا کنا نقوم فی عہد عمر بعشرين رکعة الوتر رواہ البیہقی فی المعرفة باسناد صحیح. سائب بن یزید بندت صحیح راوی کہتے ہیں کہ ہم لوگ بعد خلافت راشدہ فاروقیہ بیس رکعت تراویح رمضان میں پڑھا کرتے تھے اور وتر بھی۔ (بیہقی) ایضاً صحیح البھاری ج ۳ صفحہ ۵۹۸ ابی الحسناء سیدنا علیؑ سے راوی ان علیا بن ابی طالب فامر جلا یصلی بالناس خمس ترویجات عشرين رکعة (رواہ البیہقی) ابی الحسناء سیدنا علی سے راوی کہ انہوں نے ایک شخص کو مقرر فرما کر مامور بتایا کہ لوگوں کو پانچ ترویجات بیس رکعت پڑھائے چنانچہ وہ ایسا کیا کرتا۔

ایضاً صحیح البھاری ج ۳ صفحہ ۵۹۸ ابی عبدالرحمان سلمی سے مروی کہ ان علیا دعا القراء فی رمضان فامر رجلا یصلی الناس عشرين رکعة وکان علی یوتر بهم رواہ البیہقی فی سنہ یعنی عبدالرحمان سلمی راوی ہے کہ علی نے تمام

علماء (قراء) کو اکٹھا کیا ماہ رمضان میں تو ایک شخص کو مامور بنایا کہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھائے اور سیدنا علیؑ ان کو وتر پڑھایا کرتے تھے۔ (نیہقی)

ایضاً صحیح البھاری ج ۳ صفحہ ۵۹۸ بشرحہ بن شکل سے مروی ہے جو کہ سیدنا علیؑ کے اصحاب سے ہیں کہ انہ کان یومہم فی رمضان فیصلی خمس ترویحات
عشرین رکعة (واہ البیہقی)

شبرؒ راوی کہ وہ بامر سیدنا علیؑ ماہ رمضان میں پانچ ترویجہ بیس رکعت تراویح لوگوں کو پڑھایا کرتے تھے۔ ایضاً صحیح البھاری ج ۳ صفحہ ۵۹۸ سائب بن یزید سے مروی کہتے ہیں کانوا یقومون فی عہد عمر فی شہر رمضان بعشرین رکعة رواہ
البیہقی فی السنن باسناد صحیح

سائب بن یزیدؒ روایت کرتے ہیں کہ اہل اسلام عہد فاروقی میں ماہ رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے (نیہقی) قرآن حکیم کی ہدایت سے معلوم ہوا کہ رسول خدا کی ہدایت قابل اختیار امر ہے آپ نے فرمایا خلفائے راشدین کا مختار بھی سنت ہے اور خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے آل و اصحاب نے بیس رکعت تراویح ادا کی ہیں یہ قرآن اور احادیث بنویہ سے ثابت ہو گیا جس سے انحراف انکار کرنے والا شخص مسلمان نہیں نہ حضور کی امت سے ہے۔

حررہ ابو مسعود

سید محمود حنفی قادری

محبوب آبادی

مندرجہ بالا فتویٰ من وعن نقل کا گیا تاکہ قارئین کرام کے لئے کوئی ایسا گوشہ نہ رہ جائے

کہ اس کے لئے اشکال کا سبب بنے اور حکیم و فقیہ ملت اسلامیہ پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کا بیس رکعات تراویح کے متعلق فتویٰ معلومات کا ایک خزانہ ہے اگر قارئین ذرا سی عقل سے کام لیں تو ان کے لئے بہت کچھ میسر آسکتا ہے۔

اسلامی فقہ میں غیر کفو سے سیدہ کے نکاح کے متعلق دنیا کے مختلف ممالک اور مختلف شہروں سے فتویٰ طلب کیا گیا وہ مندرجہ ذیل ہے۔

استفتاء

بخدمت شیخ الاسلام و المسلمین امام اہل سنت فقیہ ملت مفتی امت مفسر قرآن ترجمان دین و ایمان نقیب الاشراف ابو مسعود خواجہ سید محمود کاظمی قادری محدث ہزاروی یہ اہم ملی سوال مدت دراز سے فتنہ پسند ملائی نگارشات کا ہدف ہو کر اہل اسلام کے لئے اختلاف و انتشار کا موجب بنا ہوا ہے جناب ریاض احمد صاحب اشرفی دیوبندی نے کچھ عرصے سے روزنامہ جنگ کو آلہ کار بنا رکھا ہے جو ملک و بیرون ملک غلط فہمی کا موجب ہے آپ سے التماس ہے کہ افراد ملت پر احسان فرما کر عام فہم دلائل و بیان سے اس کا جواب لکھ دیں کہ خواندہ ناخواندہ سب لوگوں کو فقہی مسئلہ کا حکم شرعی بخوبی معلوم ہو کر غلط فہمی نہ رہے۔

خلاصہ سوال اسلامی فقہ میں غیر سید کو سید خاندان میں نکاح کا کیا حکم ہے؟

سائلین دریافت کنندگان مع روزنامہ و خط از نوشہرہ پشاور کوہاٹ بنوں ڈیرہ

کراچی، سندھ، حیدرآباد، مردان، خیر پور، راولپنڈی، سیالکوٹ، ایبٹ آباد، لاہور، بہاولپور، مظفر آباد، کھائی گلہ باغ، راولہ کوٹ، ملتان، جہلم، گجرات، انگلینڈ، مسقط، ابو ظہبی، دبئی، جدہ، مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، ریاض، ڈنمارک، امریکہ، شارجہ، تبوک، عراق، بغداد، شریف ڈھا، کہلیبیا، گلگت، مصر، کویت، سوات

الجواب: ملک و بیرون ملک کے خطوط اور روزنامہ جنگ راولپنڈی کے پرچہ جات کے پیش نظر اس سوال کا جواب صحیح یہ ہے کہ باوجود ایمانی اخوت اور دینی برادری و یگانگت کے اسلامی فقہی اصول میں بلا تفریق و استخفاف غیر سید خاندان شخص سید خاندان کو کفو نہیں اور جو اپنے خصائص امتیازات فضائل میں دوسرے خاندان کے خصائص امتیازات فضائل میں شرعاً برابر نہ ہو وہ اس کا ہم کفو برابر نہیں لہذا وہ غیر کفو ہے اور غیر کفو سے نکاح ہونے میں ہتک اور حق تلفی اور عار و استنقاص کا موجب ہے اسلامی فقہ میں نکاح کا محل ہونے میں ہتک اور حق تلفی اور عار و استنقاص کا موجب ہے اسلامی فقہ میں نکاح کا شرعی محل کفائتہ کوٹھہر یا گیا ہے کہ نکاح میں تین حقوق کا تعلق ہے حق شرع کہ کفو سے ہو حق اولیاء کہ غیر کفو سے ہونے کی صورت میں ان کو جو عار استنقاص لاحق ہوتا ہے وہ نہ حق زن کہ غیر کفو کا فرش بننے میں اس کی ہتک ہے اور موجب عار ہے یہ نہ ہو مہر میں بھی تین حقوق ہیں حق شرع کہ حد شرع سے کم نہ ہو وہ دس درہم ہے حق اولیاء کہ مہر مثل سے کم نہ ہو حق زن یہ کہ وہ اس کی ملک ہو لہذا ظاہر روایت نفاذ موقوف الی رضاء ولی اور ولی کے لئے حق اعتراض و فسخ کے اقوال و نقول سب مرجوح ٹھہرے کہ نادر روایت و روی الحسن عن الامام بطلانہ بلا

کفوء جو شرح الیاس سے ہدایہ تک میں ہے پوری دنیا اسلام عرب و عجم میں مفتی
مختار للفتویٰ ہے اسی کو شمس الائمہ سرخسی نے اقرب الی الاحتیاط کہا امام فخر الدین
زیلعی نے تصریح کی الفتویٰ علی قول الحسن فی زماننا جامع الرموز میں
ہے وبہ اخذ کثیر مشائخنا کما فی المحيط قاضی خان میں ہے وعلیہ
الفتویٰ ابوالکارم حاشیہ شرح وقایہ میں ہے قال قاضی خان هو المختار للفتویٰ فی
زماننا و فی الخلاصہ بہ کان یفتی الامام السرخسی کفایہ میں ہے وبہ
اخذ اکثر المشائخ اور کافی و ذخیرہ میں ہے و بقولہ اخذ کثیر من المشائخ
الی ان قال فسد الباب بالقول بعدم الانعقاد اصلا در مختار میں ہے و
یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وهو المختار للفتاویٰ لفساد
الزمان اور فتاویٰ رد المختار ۲/۳۲۵ شامی میں ہے الروایۃ المختارۃ للفتویٰ
مرجح علی ظاہر الروایۃ۔ شامی میں ہے ۱/۵۱ المرجوح منسوخ سوال سے ظاہر
ہے کہ عرف عامۃ المسلمین میں یہ غیر معروف ہے اور اہل علم و تحقیق پر مخفی نہیں غیر سید
خاندان میں نکاح کے غیر مشروع ہونے پر چودہ سو برس کا اعتقادی و عملی اجماع ہے
جرا من خیر القرون الی ہا هنا اب تک ظاہر الروایت مرجوح ہوئی اور فتاویٰ رد
المختار میں ہے ۲/۳۲۸ الحکم والفتیٰ بما هو مرجوح خلاف الاجماع لہذا روزنامہ
راولپنڈی میں ۹ ستمبر ۱۹۷۹ء ۱۱ اکتوبر ۱۹۷۹ء اور ۱۴ جنوری ۱۹۸۰ء اسلامی فقہ کے
ضابطہ کے خلاف ہے نہ اس پر اعتقاد درست ہے نہ عمل صحیح نہ وہ اسلامی فقہ کے مطابق
ہے نہ علم و ادب اور تحقیق کے موافق ہے۔ (ہدایۃ المؤمنین فی تعظیم سید

المرسلین صفحہ ۲)

حکیم و فقیہ ملت پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی حافظ ریاض کے روزنامہ جنگ کے اس شراٹکیز فتوے کے متعلق تحریر کرتے ہیں ”یونہی عالی جناب حافظ ریاض نے فکر و تحقیق سے بے نیاز ہو کر ۱۹ ستمبر ۱۹۷۹ء روزنامہ جنگ راولپنڈی میں انتہائی جسارت سے نشر کر دیا۔ عجمی خواہ عالم ہو عربی عورت کا کفو نہیں ہے بے نیازی کے بالا خانے پر اس خیال کی ہوانہ لگی کہ کفائتہ کے سلسلے میں جب کوئی نص قطعی نہیں اس نشریے میں ہم ہی نشر کر رہے ہیں تو یہ کس بناء پر نقل فرما رہے ہیں اے روشنی طبع تو برمن بلاشدی بے ادبی معاف یادش بخیر جد سادات سید العالمین رحمۃ اللعالمین ہی معلم و مقصود کائنات ﷺ ہیں اپنی زبان وحی ترجمان سے فرمایا ترجمہ ”اللہ نے مخلوق کا چناؤ کیا بنی آدم کو باقی خلق سے چنا پھر بنی آدم سے عرب کو چنا پھر عرب سے قریش کو چنا پھر قریش سے بنی ہاشم کو چنا پھر بنی ہاشم سے مجھ کو چنا تو میرا شجرہ ہمیشہ خیار سے خیار میں رہا آگاہ ہو جو عرب کو محبوب جانے تو میری محبت ہی سے انہیں محبوب جانے گا اور ان سے بغض رکھے تو میرے بغض سے ان کو مبغوض جانے گا۔ (ہدایۃ المؤمنین صفحہ ۸) یہی مؤلف اپنے فتوے میں حافظ ریاض اشرفی پر تنقید کر کے لکھتے ہیں ”۱۹ ستمبر کے باطل فتویٰ کے مضمون میں جناب حافظ صاحب نے بڑی جسارت سے بے باک نشر فرمایا اس سلسلہ میں صحیح مرفوع حدیث کی روایت کسی محدث کی کتاب میں نہیں پائی مگر امام نبھانی اشرف المؤمنین بدلال محمد میں صحیح مرفوع حدیث کی روایت کے چھان بین کے بعد لکھتے ہیں یہ دلالت کرتی ہے کہ اہل بیت سب سے نسبتاً افضل و حسباً اعلیٰ ہیں اور کوئی غیر سید ان کا کفو نہیں۔ (ہدایۃ المؤمنین فی تعظیم سید المرسلین صفحہ ۹)

حکیم و فقیہ ملت اسلامیہ محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ حافظ ریاض اشرفی کے فتویٰ کے

بطلان پر مزید وضاحت کر کے لکھتے ہیں ”ظاہر الروایت پر مبنی اقوال و نقول کا سہارا لے کر ۱۹ ستمبر ۱۹۷۹ء روزنامہ جنگ راولپنڈی میں جو ہے وہ انکار مذہب کے برابر ہے اور مذہب کے ساتھ دشمنی سے کم نہیں فقہ اسلامی کے اصول پر نادر روایت مختار ماخوذ مشائخ ہو جانے پر ترجیح صریح پائی ہے اور ظاہر روایت مرجوح ہو جاتی ہے اور یہاں ایسا ہی ہوا ہے اور ظاہر روایت سے سند لے کر فتویٰ و حکم و قضا ایسا ناروا کام ہے کہ فتاویٰ ردالمختار شامی میں ہے ۳/۲۸۳۸ الحکم والفتیابما هو مرجوح خلاف الاجماع پ س ۱۹ ستمبر ۱۱۱۷ اکتوبر ۱۹۷۹ء ۱۶ جنوری ۱۹۸۰ء روزنامہ جنگ راولپنڈی میں اسلامی فقہ کے عنوان سے جو کچھ لکھا گیا سیدہ کے نکاح کے باے سر بسر باطل اور مردود مذہب سے جہالت پر مبنی ہے۔“ (ہدایۃ المؤمنین صفحہ ۱۲)

مفتی و فقیہ ملت اسلامیہ مزید تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں ”۱۹ ستمبر ۱۹۷۹ء روزنامہ جنگ راولپنڈی میں زیر عنوان اسلامی فقہ حافظ ریاض احمد اشرفی صاحب نے اس سراپا غلط فتویٰ کے ضمن میں یہ دسواں الہامی علمی کمال نشر فرمایا۔ البتہ شیعہ حضرات کے ہاں سید زادی کا نکاح غیر سید سے حرام ہے اکتوبر ۱۹۷۹ء کے پرچہ میں اعتراض کے جواب میں اپنے بے حد کرم فرما شیعہ فقہ کے متبحر عالم سے اپنی حمایت و تائید جان کر تردید بھی نشر کی اب بار سوم ۱۶ جنوری ۱۹۸۰ء اس غلط فتویٰ کی تیسری مشق فرمائی اس میں ہے لیکن شیعہ اکابر محدثین و مجتہدین کی کتب سے یہ بات کہیں بھی ظاہر نہیں ہوتی کہ ان کے ہاں یہ بات مسلم ہے کہ سید زادی کا نکاح بجز سید زادے کے دوسرے کسی بھی مومن سے حرام ہے اور سید زادی کا کفو صرف سید زادہ ہی ہو سکتا ہے دوسرا کوئی نہیں۔ فیصلہ ناظرین پر ہے کہ حافظ صاحب اسلامی فقہ کے سچے عالم ہیں یا ان کے

شیعہ حضرات اور کفری فقہ کے چھوٹے عالم کون ہیں کہ دونوں نے ایک دوسرے کے
 صریح خلاف کہہ کر ایک دوسرے کی تکذیب فرمائی ہے حافظ صاحب نے امام تسلیم
 کر کے صاحب کافی کے علم و اعتقاد کے درجہ کی بلندی کی دعا کا شرف حاصل کیا اور
 کافی کو اسم باسما حاصل ہونے کا اقرار نامہ نشر کیا شاید جس کتاب کے یہ حافظ ہیں
 اس کے حق میں ان کے امام کی عقیدت کا حال یہ ہے کان یعتقد التحریف
 والنقصان (تفسیر صافی مقدمہ سادسہ) میں ہے لانه روی روایات فی
 هذا المعنی فی کتاب الکافی ولم یتعرض بقروح فنہا جناب کلینی نے اپنی
 کتاب کافی میں قرآن میں تحریف و نقصان کے اعتقاد پر بہترین روایات ذکر کر کے
 رد و قدح نہ کیا مسلم رکھا اسلامی فقہ میں وہ عظیم ذخیرہ بھی تھا جو اس باطل فتویٰ کے رد
 میں پیش کیا گیا مگر حافظ صاحب نے محض اس لئے وہ اختیار نہ کیا کہ وہ معلم و مقصود
 کائنات اور آپ کی آل اولاد سادات کرام کے ادب و احترام کا موجب ہے اور اعلیٰ
 تحقیق علمی ادبی فقہی کا سرمایہ ہے اس سے بچ کر بکمال تفحص و تلاش متروک و منسوخ
 ظاہر الروایت پر مبنی تفقہات و ظلمات مشائخ علماء کی نقول کا سہارا لے کر بے ادبی اور
 فساد میں مبتلا کرنے کا سامان کیا اور مذہب کا وہ راستہ جو فساد و فتنہ سے بچانے کو تھا ہرگز
 نہ کیا وہ یہ ہے ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وهو المختار
 للفتویٰ لفساد الزمان (در مختار) حق ہے فرمان خداوندی وان یروا السبیل
 الرشدا لیتخذوا سبیلان یروا سبیل الغی ینخذوا سبیلان ھدایت
 ادب کی راہ دیکھ کر بھی نہ لیں گمراہی بے ادبی کی راہ جہاں ملے اسے لے لیں اللہ
 بچائے آمین۔ (ہدایۃ المؤمنین صفحہ ۱۵)

حافظ ریاض احمد اشرفی کے فتویٰ کی تردید میں دلائل کا انبار لگا کر آخر میں حکیم و مفتی و فقیہ ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ لکھتے ہیں روزنامہ جنگ راولپنڈی میں اس کے متعلق ۱۹ ستمبر ۱۹۷۹ء، ۱۱ اکتوبر ۱۹۷۹ء، ۱۶ جنوری ۱۹۸۰ء، ۳۱ جنوری ۱۹۸۰ء جو نشر ہوا سب مردود باطل ہے غیر سید سیدہ کا کفو نہیں سید خاندان میں بلا تفاق و استحفاف نکاح غیر سید نہیں کر سکتا یہ شرعاً باطل حرام ہے یہ ملک و بیرون ملک سے سائلین کے فرستادہ سوالات اور پرچہ جات کے جواب فقہی شرعی کے لئے لکھا گیا ہے کہ غلط فہمیوں کا ازالہ بھی ہو اور اصل مسئلہ کا صحیح جواب و فیصلہ افراد امت مسلمہ کو معلوم ہو جائے۔

خادم ملت ابو مسعود سید محمود کاظمی قادری حنفی محبوب آبادی غیر سید کا نکاح سید زادی کے حرمت و بطلان پر حکیم و فقیہ و مفتی ملت اسلامیہ پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے مفتی ہونے کا حق ادا کیا باطل اور غیر اسلامی فتویٰ کی تردید بڑے عالمانہ فقہانہ اور مفتیانہ انداز سے کر کے ہمیشہ کے لئے حافظ ریاض احمد اشرفی کا منہ بند کیا اور دوبارہ اس کو اس مسئلہ میں لکھنا نصیب نہ ہوا۔ یہ فتویٰ حضرت پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے جرات مندانہ انداز سے کیا اور سادات کرام کی تحقیق و اہانت کا جو دروازہ حافظ ریاض احمد اشرفی نے کھول دیا تھا وہ دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند کیا۔

دنیا کے اسلام میں مسلمانان عالم کے اسلامی معمولات جو ان میں شائع اور رائج ہیں بعض بے دین اور منکرین بڑے شدد و مد کے ساتھ ان معمولات اسلامیہ کی تردید میں لگے ہوئے ہیں اور مسلمانان عالم کو ان اسلامی معمولات کے کرنے پر ان کو شرک بدعتی

کہتے رہتے ہیں اور ایسے عالمین کو اسلام سے خارج تصور کرتے ہیں۔ ان اسلامی معمولات کے متعلق حکیم و فقیہ و مفتی اسلام سے پوچھا گیا آپ نے کتاب و سنت و اجماع امت و فقہ اسلامی کی روشنی میں ان تمام معمولات کے متعلق وضاحت کر کے فتویٰ دیا کہ یہ تمام معمولات اسلامیہ جو مسلمان میں رائج ہیں بدعت و شرک نہیں ان معمولات کے عالمین کے لئے اجر و ثواب ہے اور منکرین معمولات اسلامیہ منکرین حق ہیں وہ معمولات اسلامیہ منت، نذر، میلاد، محفل عرس، حلقہ دبر، فاتحہ ایصال ثواب، گیارہویں شریف ہیں۔ سائلین نے آپ سے جو استفتاء کیا اور آپ نے اس استفتاء کا جواب حکیمانہ انداز سے دیا جو کتاب و سنت و اجماع امت و فقہ اسلامیہ کی روشنی میں تھا وہ یہاں درج کیا جاتا ہے امید ہے کہ قارئین کے لئے نہایت مفید ثابت ہوگا۔

ایک روز بعد از نماز ظہر چند احباب نے محقق عالم کتاب و سنت داعی اتحاد و خلافت حکیم ملت ابو مسعود خواجہ سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی محبوب آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ بعض لوگ علماء صورت بن کر اسلامی معمولات منت، نذر، میلاد گیارہویں، محفل سماع، حلقہ ذک، فاتحہ ایصال ثواب تبلیغ و ذکر سے ناحق انکار کر کے ان اسلامی معمولات پر اعتقاد و عمل کو بدعت سے لے کر شرک و کفر تک ٹھہراتے ہیں اور معمولات والے مسلمانوں کو بدعتی مشرک کافر کہتے ہیں ان معمولات سے منع کر کے ملت اسلامیہ میں تفرقہ و انتشار پیدا کر رہے ہیں جس سے وحدت ملی کو عظیم نقصان پہنچ رہا ہے یہ لوگ ان اسلامی معمولات کی مشروعیت و افادیت کا ثبوت طلب کرتے ہیں اور اپنے بے اصل سدا انکار و انتشار پر مصر ہیں محض تفرقہ و انتشار اختلاف سے مسلمانوں کو بچانے کی خاطر ان معمولات کی مشروعیت و افادیت اور اہل انکار کا

حال و حکم شرعی دریافت طلب ہے۔

الجواب . بعون اللہ المعبود اللهم للصدق والصواب به البداية

والیہ المآب۔ کسی مومن مسلمان کا یہ منت نذر ماننا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے میرا فلاں جائز مقصد پورا فرمادیا تو اس احسان و کرم کے شکر میں محفل تبلیغ ذکر بصورت میلاد شریف گیارہویں شریف عرس فلاں بزرگ کا فاتحراہل بیت اطہار ایصال ثواب اصحاب کبار یا کسی قربت دار صالح کے لئے محفل تبلیغ و ذکر منعقد کراؤں گا اس مقصد کے پورا ہونے یا کسی اور نعمت و عطاء الہی کے شکر میں اپنی منت نذر ارادہ کو پورا کرنا شرع شریف دین اسلام ضابطہ کائنات میں بالکل درست اور شرعاً جائز قطعاً مبارک اصولاً نہایت مفید امر ہے بدعت شرک کفر کا کوئی موجب اس میں نہیں بلکہ دین ایمان کی تبلیغ و اشاعت کا بہترین ذریعہ ہے اور قاعدہ شرعیہ ہے ذریعہ الشئی فی حکم الشئی ہ شے کا ذریعہ اس شے کے حکم میں ہوتا ہے اگر ان معمولات میں کفار مشرکین بد مذہب شرابی جوئے باز زانی بھنگی چرسی کنجر میراٹی ناچ والے ڈھول باجے والے بلا کر یہ محفل ان سے کرائی جاتی ہو تو منکر ہے اگر ایسا نہیں تو یہ محفل نہ منکر ہے نہ اس پر انکار کرنا جائز نہ اس کو بدعت شرک کہنا مسلمان کا کام بلکہ جس محفل میں ایسا کوئی منکر کام نہ ہو اسے منکر تصور کرنا اور اس کے کرنے پر بدعت شرک کفر کا لفظ بولنے والے اپنے کفری فتویٰ کا خود شکار ہو جاتے ہیں جن محافل میں ایسا کوئی خلاف شرع امر نہیں ان محفلوں کو برا کہنا اگر جاہل کی طرف سے ہو تو لغو اور خرافات ہی ہے اور اگر پڑھے لکھے لوگوں کی طرف سے ہے تو کفر اور گمراہی تک پہنچانے کا موجب بھی ہے

اہل اسلام کے اسلامی معمولات پر ناحق انکار اعتراض و اختلاف اور منافی دین و ایمان فتویٰ دینے والے خود اسلام کے دشمن ہیں لہذا ان کی تصنیف، تقریر، تحریر، تبلیغ ذہنیت، گفتگو اسلام دشمنی پر مبنی ہے اس کا یقین اعتبار کرنا منع ہے اعتقاد و عمل کا کوئی محل ہی نہیں اہل اسلام مومنین کی ایسی منت نذر اور یہ معمولات ضابطہ کائنات دین اسلام میں معروف و مشروع اور بالکل جائز درست ہیں ذریعہ تبلیغ و دین ایمان ہے ان میں نفقہ و خرچ اور یہ منت نذر قطعاً ایک امر معروف و مشروع بالکل جائز و درست مبارک اور نہایت مفید ہے۔ (معمولات اسلامیہ صفحہ ۴)

حکیم و فقیہ و مفتی ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محد ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے جو یہ فتویٰ دیا ہے کہ یہ معمولات اسلامیہ مسلمانوں میں جو رائج ہیں بالکل مشروع اور جائز ہیں کرنے والے کے لئے اجر و ثواب ہے اور ان چیزوں کے حرام جاننے والے کے لئے فرمایا کہ ان کے فتوے بالکل شریعت اسلامیہ کے خلاف ہیں بالکل ان کی طرف دھیان نہیں رکھنا چاہئے۔ اب حکیم و فقیہ و مفتی ملت اسلامیہ مزید اس پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں وہ لکھتے ہیں ۳/۵ بقرہ میں ہے اور جو تم خرچ کر دیا منت مانو تو بے شک اللہ اسے جانتا ہے اور ظالموں کے لئے مددگاروں سے نہیں، اس آیت یعنی دفعہ ضابطہ کائنات (اسلام) میں اہل اسلام و ایمان کو نفقہ و نذر کا ارشاد فرمایا گیا اور کھلی با ضابطہ اجازت دی گئی ہر حال میں خالق کائنات کے علم محیط کا تصور دلایا گیا اور خلاف ضابطہ ہر اعتقاد و عمل والے کو ظالم کے لفظ سے تعبیر کر کے تنبیہ کے ساتھ اس کی محرومی و بے کسی کا اعلان بھی فرمایا گیا نفقہ خرچ کرنا دو قسم ہے (۱) حکم شرع سے اسے صدقہ واجب و فرض کہتے ہیں۔ (۲) اجازت شرع سے اسے صدقہ نفل یا اختیاری کہتے ہیں

چنانچہ اسی سورۃ بقرہ کی آیت ۲۶۷ میں ارشاد فرمایا آیت ۲۶۹ میں حکمت کا ذکر آیا جو مقاصد شرع کے فہم و عمل صحیح یا ضابطہ کائنات کے مطابق اعتقاد و عمل کا نام ہے اور ۲۷۰ آیت میں اپنے اختیار سے نفقہ اور نذر ہے کہ حسب ضابطہ مقاصد شرع کے مطابق انفاق خرچ کرنا و نذر میں اجازت و افادیت ہے اس کا ناحق انکار یا خلاف ظالموں کا کام ہے اب اہل اسلام کے ان معمولات ملی میلاد گیارہویں عرس فاتحہ ایصال ثواب محفل تبلیغ و ذکر و مناقب میں جو امور دنیائے اسلام میں پائے جاتے ہیں ان کا حکم شرعی معلوم کریں۔ (معمولات اسلامیہ صفحہ ۵)

حکیم و فقیہ و مفتی ملت اسلامیہ پی سید محمود شاہ محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ نکات بیان کئے جو قرآن مقدس نے بیان فرمائے تھے اور بیان فرمایا کہ انفاق کے دو اقسام ہیں ایک انفاق فرض ہے یعنی زکوٰۃ و نذر جو اپنے آپ کے لئے مقرر کر دیں اور دوسرا انفاق نفل ہے جو اس کے ماسوا ہے اس کو انفاق اختیاری بھی کہا جاتا ہے۔ انفاق اختیاری وہ ہوتا ہے جس کا کرنا ثواب ہوتا ہے اور نہ کرنے میں کوئی عذاب نہیں ہوتا مثلاً اگر کسی نے گیارہویں شریف کی تو کرنے والے کے لئے ثواب ہے اور نہ کرنے والے کے لئے کوئی عذاب نہیں کیونکہ یہ خرچ اختیاری ہے لیکن جائز اور حلال یا روپر ناجائز اور حرام کا فتویٰ لگانا درست نہیں کیونکہ ایک جائز کام کو وہ ناجائز میں شمار کرتا ہے حکیم ملت و فقیہ و مفتی ملت اسلامیہ نے اس پر مزید تبصرہ کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ یہ تمام معمولات اسلامیہ جائز ہیں۔ آپ فرماتے ہیں (۱) اہل علم و تقویٰ کو بلا کر ان سے دعوت خیر امر معروف نہی منکر کا فریضہ ادا کرایا جاتا ہے یہ امر مشروع ہے اور قرآن سے ثابت ہے ۴/۲ آل عمران آیت ۱۰۴۔ (۲) خیر کی طرف دعوت دینا یہ بھی مشروع

ہے ۴/۲ العمران آیت ۱۰۲۔ (۳) نہی منکر کرنا یہ بھی اسی آیت سے ثابت ہے۔ (۴) امر معروف کرنا بھی آیت ۱۰۲ سے ثابت ہے۔ (۵) ان محفلوں میں تلقین ہوتی ہے کہ رشتہ دین اسلام مل کر تھام لو اور بغاوت کی پیداوار فرقوں کو یکسر مٹا دو اور باہم بھائی بن جاؤ جیسے خیر القرون میں کوئی فرقہ نہ تھا یہ عین اسلام کی تعلیم ہے اور قرآن و حدیث سے ثابت ہے ۴/۲ العمران آیت ۱۰۳ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً الایۃ حدیث میں بہتر کے کے حق ہے کلہم فی النار سب جھنمی ہیں۔ (۶) ان محفلوں میں یہ تلقین ہوتی ہے کہ تمام فرقوں سے دست بردار ہو کر اسلام کو اپنا دین جانو اور کہو یہ بھی تعلیم کتاب و سنت کے مطابق ہے ۳/۱۰ العمران آیت ۱۹ میں ان الدین عند اللہ الاسلام۔ (۷) ان محفلوں میں تلقین حق ہوتی ہے کہ اسلام کے سوا جتنے فرقے مذہب طریقے ہیں سب مردود نامقبول ہیں اور ان فرقوں مذہبوں والے آخرت میں دین اسلام سے تہی دست خائب و خاسر تباہ کار ہوں گے یہ بھی عین تعلیم اسلام ہے اور قرآن سے ثابت ہے چنانچہ ۳/۱۷ العمران آیت ۸۵ میں ہے ومن یتبع غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه وهو فی الاخرۃ من الخاسرین O (۸) ان محفلوں میں تلقین ہوتی ہے کہ سب فرقوں کو چھوڑ کر دین اسلام میں داخل ہو جاؤ اور اسلام کے سوا سب طریقے شیطان کے نقش قدم پر ہیں ان پر نہ چلو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے یہ عین حق ہے اور اسلام کی تعلیم قرأت سے ثابت ہے ۲/۹ البقرۃ کی آیت ۲۰۸۔ ان مبارک دینی محفلوں میں نمایاں طور پر امر معروف نہی منکر اور ایمان کی تلقین ہوتی ہے یہ قطعاً حق اور تعلیم اسلام ہے اور امت مسلمہ کا ایک امتیازی نشان جو قرآن سے ثابت ہے ۴/۱۰ العمران آیت ۱۰۰۔ (۱۰) ان مبارک اور شرعی محفلوں میں

اعتقادی اصلاح و تبلیغ کے علاوہ اقامت صلوٰۃ کا معمول قائم کیا جاتا ہے اور اسی کی تلقین ہوتی ہے یہ بھی شرعاً درست اور قرآن کریم سے ثابت ہے بار بار ارشاد ہوا

اقیموا الصلوٰۃ

(۱۱) نماز کے بعد ان مبارک محفلوں میں ذکر اللہ علی الاعان کرتے کراتے ہیں یہ عین حق اور تعلیم قرآن کے مطابق ہے ۱۲/۵ النساء آیت ۱۰۳۔ فاذا قضیت الصلاة فاذا ذکر واللہ الایۃ پھر جب نماز ادا کر چکو تو اللہ کا ذکر کرو فائدہ ضابطہ کائنات کی اس روشنی دفعہ آیت سے صاف معلوم ہوا کہ ذکر اللہ علی الاطلاق اور علی الاعلان اور علی العموم والخصوص باادب ہر وقت ہر حال میں مشروع جائز اور مفید ہے اور خصوصاً بعد نماز باجماعت کے خود آیت میں مذکور ہے تفسیر درمنثور شریف ۲/۲۱۳ مطبوع مصر باخراج ابن جریر و امام ابن منذر و امام ابن ابی حاتم معلم کائنات سے تلمیذ خاص افقہ الناس عبد اللہ بن عباس سے اس کی تفسیر میں مروی باللیل و النهار فی البر و البحر و السرو العلانیۃ و علی کل حال۔ (۲/۲۱۳ درمنثور) رات دن تری خشکی سفر گھر تو انگری و محتاجی بیماری صحت پوشیدہ ظاہر (خفی و جہر) اور ہر حال میں ذکر کا ارشاد فرمایا پس اسی سے منع کرنا یا اسے برا جاننا مسلمان کا کام نہیں اور ایسے منکر کو امام استاد پیشوا بنانا حرام ہے۔ (معمولات اسلامیہ صفحہ ۷)

حکیم و فقیہ و مفتی ملت اسلامیہ پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بیان سے واضح فرمایا کہ یہ محفلیں خیر و برکت کی محفلیں ہیں ان محافل سے مندرجہ بالا فوائد مسلمانوں کو حاصل ہوتے ہیں اور یہ بھی بتایا کہ ان محافل میں لوگ پابندی سے نمازیں پڑھتے ہیں پھر ان محافل میں ذکر جہر و خفی کے حلقے بھی ہوتے ہیں اور لوگ تلاوت

قرآن بھی کرتے ہیں ذکر جہر بھی ان محافل میں ہوتا رہتا ہے اس لئے یہ محافل خیر و برکت کے مجموعے ہوتے ہیں ان خیر و برکت کے کاموں سے لوگوں کو منع کرانے والے مناع الخیر ہیں ایسے لوگوں کو عالم یا فاضل دینی بھی تصور نہیں کرنا چاہئے اور نہ ایسے لوگوں کو استاد یا امام بنانا جائز ہے بالکل ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنا شد حرام ہے کیونکہ ایسے لوگ باغی آئمہ کی ایجادات ہیں جو ایسے کام کرنے والوں کو کافرو مشرک و بدعتی کہتے ہیں اور ان پر کفر و شرک کے فتوے لگاتے ہیں ان سے بچنا ضروری ہے۔ اس کے بعد ہمارے پیر و مرشد حکیم و فقیہ و مفتی ملت اسلامیہ مزید وضاحت کر کے فرماتے ہیں۔

ان مبارک محفلوں میں خاص کر ذکر جہر بھی ہوتا ہے اور دوسرے اس کو سنتے ہیں یہ دونوں کام ذکر جہر کرنا اور اس کو سننا ہرگز شرعاً منع نہیں قطعاً جائز اور بے شبہ مفید اور قرآن کریم سے ثابت ہیں۔ ۱۲/۱۹۶ اعراف آیت ۲۰۴ و اذقری القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون O اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگا کر اسے سنو اور چپ رہو تا کہ تم پر رحمت کی جائے قرآن سراپا ذکر ہے انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون O اس سے کچھ لوگوں کا ذکر کرنا اور دوسروں کا اسے چپ ہو کر سننا ثابت ہو ایہ ذکر جہر ہی ہے۔ فائدہ۔ اس آیت سے امام کے پیچھے قرات کا غیر مشروع ہونا بھی ثابت ہو احادیث فاتحہ سے دلیل پکڑنا کافی نہیں جیسا کہ امام کے پیچھے قرات کے مرتکب فرقہ کا زعم و خیال ہے یہ اس لئے صحیح نہیں کہ آیت کا مفاد ہے کہ وہ قرآن کی قرات سننے والوں میں سے ہے اسے انصتوا چپ رہنے والوں میں ہونے کا حکم ہے اور وہ حدیث جو پیش کی جاتی ہیں مفاد اس کا یہ ہے

کہ فاتحہ بغیر نماز کامل نہیں پس بندہ کو بوقت قرأت چپ رہنے اور نماز میں فاتحہ کا حکم ہے اگر وہ امام کے پیچھے بھی حدیث پر عمل کر کے فاتحہ پڑھتا ہے تو قرآن کے حکم انصتوا چپ رہو پر عمل ترک ہوتا ہے اور حدیث میں قرأت الامام له قراۃ امام کا پڑھنا مقتدی کا پڑھنا ہے امام کے پیچھے چپ رہتا ہے تو قرآن اور حدیث دونوں پر عمل ہو جاتا ہے پس قرآن و حدیث پر عمل امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے ہی کی صورت میں ہوتا ہے یہی صحیح ہے بہر حال و اذا قری القرآن فاستمعوا له سے ذکر جہر کی مشروعیت قرآن سے ثابت ہوئی لہذا ذکر جہر بعد نماز سے منع کرنا یا اسے ناگوار رکھنا شرعاً صحیح نہیں بلکہ غور سے دیکھا جائے تو عین نماز میں ذکر جہر قرأت قرآن سے ثابت ہے تو بعد کیوں منع ہو یہ ممانعت اور ناگواری علم اور اسلام کے خلاف جہالت اور بدر ہی کی علامت ہے۔ (معمولات اسلامیہ صفحہ ۸)

حکیم و فقیہ و مفتی ملت اسلامیہ پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے عالمانہ و عارفانہ بیان سے صاف واضح ہوا کہ جو لوگ فاتحہ خلف الامام پڑھتے ہیں وہ قرآن مقدس کی آیت کریمہ کے خلاف عمل کرتے ہیں کیونکہ قرآن مقدس میں ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو سنو اور چپ رہو۔ اس آیت کریمہ میں چپ رہنے کا حکم موجود ہے بعض جہال کہتے ہیں کہ یہ نماز سے باہر حکم ہے اور ہم سورۃ فاتحہ نماز کے اندر پڑھتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ آیت کریمہ کے متعلق مفسر قرآن اور حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ حکم نماز کے اندر ہے ذرا تکلیف کر کے تفسیر کا مطالعہ کرو تو تب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے تفسیر میں نماز

کے اندر کی تفسیر کی ہے۔ حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی بات لکھی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ نماز کے اندر امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھنا چاہئے بلکہ چپ رہنا ضروری ہے۔ امام صاحب جب جہری نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھتے ہیں تو یہ جہر مقتدیوں کے سننے کے لئے ہے ورنہ جہر کا مطلب کیا ہے اور یہ سورۃ فاتحہ جہر سے کن لوگوں کو سنا تا ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ٹھیک ہے ہم جہری نماز میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھیں گے اور خفی نمازوں میں امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھیں گے تو یہ بات بھی غلط ہے کہ نمازوں میں سے جہری میں کچھ اور عمل مقتدی کریں گے اور خفی میں الگ بلکہ جو فاتحہ جہری میں پڑھا جاتا ہے وہی فاتحہ خفی یعنی سری نمازوں میں پڑھا جاتا ہے۔ جہری نمازوں میں بھی مقتدی امام کے پیچھے اقتداء کرتے ہیں اور سری نمازوں میں بھی امام کی اقتداء کرتے ہیں یہ نہیں کہ جہری نمازوں میں حکم الگ ہے اور سری نمازوں میں الگ بلکہ مقتدیوں کے لئے دونوں میں اقتداء ایک جیسے ہیں اور امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہوتی ہے امام کا پڑھنا مقتدیوں کا پڑھنا ہے حدیث شریف میں ہے کہ قرآۃ الامام قرآۃ لہ یعنی امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے یہ نہیں کہ امام کچھ اور کہہ رہا ہے اور مقتدی کچھ اور اب امام اگر کوئی سورۃ پڑھتا ہو اور مقتدی کو وہ سورۃ یاد نہ ہو مثلاً وہ سورۃ یوسف نماز میں شروع کرتا ہے اور مقتدی کو وہ سورۃ یاد نہیں یا وہ سورۃ یسین یا سورۃ منزل پڑھتا ہے اور مقتدیوں کو وہ سورتیں یاد نہیں وہ سورۃ اخلاص پڑھنا شروع کریں گے تو دونوں کے قراتوں میں تضاد آئے گا امام کچھ اور پڑھا ہے اور مقتدی کچھ اور۔ اس حدیث شریف پر عمل کرنے والے خفی مقلدین ہیں اور اس حدیث کو دلیل میں پیش کرنے والے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں منکرین تقلید یا

ائمہ یہ کہتے ہیں کہ ہم امام ابوحنیفہ کو اس دلیل والی حدیث کو نہیں مانتے تو پھر غیر مقلدین میں کون ایسے ہیں کہ امام کے پیچھے وہ بھی پڑھتے ہوں گے یعنی سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ پڑھتا ہو بلکہ وہ چپ رہتے ہیں تو معلوم ہوا کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے ساتھ بغض و عدات کے ساتھ آپ کی پیش کردہ حدیث پر وہ بھی عمل کرتے ہیں ورنہ ان کے پاس کوئی دوسرا راستہ یا دلیل نہیں کہ وہ پیش کر سکیں۔ معلوم ہوا کہ مسلک امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ مسلک حق ہے اور اور آپ کے مقلدین حق کے ماننے والے ہیں اور آپ کے معاندین حق کے معاندین ہیں۔ مندرجہ بالا بیان حکیم ملت پیرسید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی رحمۃ اللہ میں آپ نے ذکر جہر کے ضمن میں یہ بات چھیڑ دی ہے اصل بات ذکر جہر کی ہو رہی تھی اس ذکر جہر کے مابین کے لئے آپ نے ایک لطیفہ بیان کیا ہے وہ برائے افادہ عوام کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ آپ لکھتے ہیں

لطیفہ: بعض علم اور دین سے باطنی عناد رکھنے والے بعد وقت مقررہ کی نماز

باجماعت کے بعد ذکر جہر سے منع کرنے میں ایک ستم بالائے ستم بہانہ یہ کیا کرتے ہیں کہ محلہ کے بعض بچھڑ کر آنے والوں کو نماز میں خلل آتا ہے۔ ان کی رعایت سے ذکر جہر نہ کیا جائے یہ عذر گناہ بدتر از گناہ ہے حسب ضابطہ کائنات ان الصلوات کانت علی المؤمنین کتاباً موقوتاً نماز مومنوں پر مقرر کردہ وقتی فریضہ ہے جو عداً بچھڑ کر آئے انہوں نے ایک بروقت فریضہ میں حاضری سے کوتاہی کا جرم کیا ان کی خاطر بروقت فریضہ ادا کرنے والوں کو اس فریضہ ذکر سے منع کرنا جو نص کتاب اللہ سے ثابت ہے وَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَادْكُرُوا لِلَّهِ جِبْ نَمَاز ادا کر چکو تو اللہ کا ذکر کرو

جس کے اطلاق میں ذکر جہر بھی شامل اور داخل ہے اور اس سے ناحق روکنا ان کی نماز کے خلل کے بہانہ سے جس کی اس سے بے ضابطگی کی نماز کے نامقبول ہونے کی شہادت زمانہ رسالت سے ثابت ہے مشکوٰۃ باب الامامت کی دوسری فصل میں عبداللہ بن عمرؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ معلم کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تین شخص ہیں جن کی نماز قبول نہیں اول قوم کی رضا مندی کے بغیر امام امیر بننے والا دوم نماز کا وقت مقررہ فوت کر کے آنے والا تیسرا آزاد کو غلام بنانے والا۔ (ابوداؤد ابن ماجہ) پس یہ بہانہ جہالت اور ضلالت پر مبنی ہے اہل اسلام بعد نماز باجماعت ذکر جہر کریں کوئی حرج نہیں ابن عباس کی شہادت ہے کہ میں مسجد میں نماز ہو جانے کو ذکر جہر ہی کی آواز کے سننے سے معلوم کیا کرتا تھا حضور ﷺ کے زمانہ میں اس سے ناحق انکار کرنے والے جاہل بد مذہب کو امام بنانا ناروا ہے۔ (معمولات اسلامیہ صفحہ ۹)

حضرت حکیم و فقیہ و مفتی ملت اسلامیہ پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب وضاحت فرمائی کہ بعض لوگ اگر نمازوں کے بعد ذکر کرنے والوں کو اس لئے منع کرتے ہیں کہ نکچھڑے ہوئے لوگوں کی نمازوں میں خلل واقع ہوتا ہے اور یہ نہیں ہونا چاہئے تو آپ نے کیا خوب وضاحت فرمائی کہ نمازوں کے لئے اوقات مقرر ہیں اب اگر کوئی نماز میں کوتاہی کرتا ہے تو اس کوتاہی کرنے والے کو سزا دینی چاہئے نہ کہ اس کی حوصلہ افزائی ہو جائے بلکہ اگر اس کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ آئندہ کے لئے وقت مقررہ کی پابندی کرے اور غفلت سے کام نہ لے اگر اس کی حوصلہ افزائی ہو جائے تو پھر وہ آئندہ کے لئے بھی غفلت میں مزید اضافہ کرے گا اور حکیم و فقیہ و مفتی پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی نے

آخر میں ایک اثر کا ذکر بھی فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ مجھے تب پتہ چلتا کہ نماز ختم ہوئی کہ میں ذکر جہر کی آواز کو سنتا۔ تب مجھے پتہ چلتا کہ نماز ختم ہوگئی اب لوگ جو منکرین ہیں وہ کوتاہی کرنے والے کے لئے رعایت کرتے ہیں اور ایک جائز اور روا کام جو مستحب ہے اس کے روکنے کے لئے ایڑھی کا زور لگاتے ہیں اور جائز روا کام کو منع کرتے ہیں ایک مفتی کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ اس کو کتاب و سنت و فقہ اسلامی پر کامل عبور ہو اور وہ بغیر علم کے یا جم غفیر کے مسلمانوں کے لئے معمولات کے متعلق ایسا فتویٰ نہ دے جو ان کے معمولات اسلامیہ کے خلاف ہو کیونکہ آج تک جتنے اہل ایمان علماء گزرے ہیں کسی نے ان معمولات کو نہ حرام جانا ہے اور نہ کسی نے اس کے خلاف فتویٰ دیا ہے اب کوئی نیا دین نہیں آیا کہ وہ ان بزرگان دین اور علماء دین متین پر کفر اور شرک کے فتوے لگائے۔ اکثر منکرین ان معمولات کے عاملین پر یہ فتویٰ لگاتے ہیں کہ یہ عمل مشرکین کا ہے یا کافر لوگوں کا تو ہم ان سے یہ پوچھ سکتے ہیں کہ کیا کسی نے یہ دیکھا ہے کہ کوئی ہندو مراہو اور ہندو لوگ اس کو کلمہ طیبہ کی تلقین کرتے ہوں یا ان کے لئے مغفرت کی دعائیں مانگتے ہوں یا ان کے لئے کسی نے حیلہ اسقاط کیا ہو تو پھر وہ حق بہ جانب ہیں کہ وہ یہ کہے اب کسی منکر نے جب یہ دیکھا بھی نہیں اور سنا بھی نہیں اور کسی ہندو یا مشرک و کافر کی کتاب میں پڑھا بھی نہیں تو یہ لوگ پھر کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ یہ مشرکانہ یا کفرانہ رسمیں ہیں ان رسموں کو چھوڑنا چاہئے معلوم ہوا کہ ایسے منکرین حق کے لئے بغیر واہیات کے کچھ اور دلائل نہیں صرف مسلمانوں کو غیر مسلم بنانے کے درپے ہیں اور لوگوں کو راہ راست سے روگرداں کر دیتے ہیں حکیم ملت پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی رحمۃ اللہ بحیثیت مفتی

کے متعلق یہ چند فتوے اور ان فتووں پر تبصرے بھی مخلوق خدا کے لئے پیش کئے امید ہے کہ قارئین کرام ضرور ان سے مستفید ہوں گے۔

حکیم ملت بحیثیت دانشور

دانشور ہونا بہت بڑا کمال ہے۔ بعض لوگ علم دین سے واقف بھی ہوتے ہیں اور دارالعلوموں میں مدرس بھی ہوتے ہیں طلباء کو پڑھاتے بھی ہیں لیکن وہ دانشوری اور ملی سیاسی تدبیر کے اسرار و رموز سے ناواقف ہوتے ہیں اور سیاسی لوگ ان کو سیاست سے دور بھی بھگاتے ہیں اور ان کو اپنا آلہ کار بھی بناتے ہیں جو کچھ یہ سیاسی لوگ کرتے ہیں اس سے ان غیر دانشور علماء کو اپنے منہ میں جکڑ لیتے ہیں وہ خود منہ سے کچھ نہیں بولتے بلکہ ان غیر دانشور علماء کی زبان پر بولتے ہیں اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا سیاست کچھ اور ہے اور مذہب کچھ اور۔ کیا دونوں متضاد ہیں؟ یہ بات غلط ہے کہ سیاست الگ چیز ہے اور مذہب الگ چیز ہے بلکہ دین و ایمان کا ضابطہ کائنات یعنی قرآن مقدس ایسی کتاب ہے کہ یہ تمام کائنات کے لئے قانون ہے ملک و ملت کے لئے بس یہی ایک ضابطہ ہے فقیر نے نظام خلافت نامی کتاب مرتب کی ہے اور اس میں یہ واضح کیا ہے کہ نظام خلافت نہ صرف مسلمانوں کے لئے ہے بلکہ تمام افراد کائنات کے لئے ہے اگر مسلمانوں نے اس پر عمل کیا اور اس کو اپنا دستور بنایا تو اس

کے چلانے کے لئے الگ خلیفہ ہوگا اور نظام خلافت رہے گا جس طرح خلفاء راشدین نے نظام خلافت نافذ کیا تھا اور ان کے سنہری دور کے بعد پھر اس نظام کو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بحال کیا وہ زیادہ دیر تک باغیوں کو نہیں چھوڑا بلکہ خلافت کو مٹایا اور اس کی جگہ ملوکیت کو قائم کیا بادشاہ اور خلیفہ میں یہ فرق ہے کہ بادشاہ اپنا آرڈر یعنی حکم چلاتا ہے اور خلیفہ اللہ تعالیٰ کا حکم پہلے اپنے آپ اور پھر لوگوں پر نافذ کرتا ہے وہ اپنا حکم لوگوں پر نہیں چلاتا خلفاء راشدین کے بعد اب تک ملوکیت کا دور دورہ ہے آخر زمانہ میں صرف حضرت امام مہدی علیہ السلام خلافت بحال کر کے دستور حق نافذ کریں گے اگر مسلمانان عالم کوشش کرے اس کے نافذ ہونے کے لئے سعی بلیغ کریں تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ میں ان کو خلافت دوں گا جس طرح پہلے لوگوں کو دی تھی دین کے ان رموز کے جاننے والے بہت کم ہیں ہمارے پیر و مرشد حکیم ملت جس طرح ایک عظیم فقیہ اور محدث تھے اور اسی طرح ایک عظیم مفتی بھی تھے ان اوصاف کے ساتھ ساتھ وہ ایک عظیم مدبر اور دانشور بھی تھے ملک کے مایہ ناز دانشوروں نے یہ بات تسلیم کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو جو ہر دانشوری کے آپ میں پیدا کئے تھے وہ بہت کم لوگوں میں دیکھے گئے ہیں آپ نے اس کے لئے سعی بلیغ فرمائی حکام وقت کو لکارا کسی کے سامنے سر تسلیم خم نہ کیا بلکہ اپنے سر کو اپنے مولیٰ خالق کائنات کے سامنے جھکایا اور کسی کی پرواہ نہ کی بلکہ حق بات کی تلقین حکومت وقت کے ایوانوں میں بیان کی آپ نے پوری زندگی خلافت اسلامیہ کے قیام کے لئے وقف کی تھی اور ملوکیت کے خلاف علم بلند کیا آپ نے لوگوں کے سامنے اس حقیقت کو واضح کیا کہ اگر باغیان ملت نے ضابطہ کائنات دستور حق کا جڑ یعنی خلافت اسلامیہ کو کاٹا تو جس درخت کی جڑ کاٹ

جائے اس پر بہار حرام ہے خلافت اسلامیہ اس درخت کی جڑ ہے اس کو مزید مت کاٹو
 بلکہ اس درخت کی آبیاری تمہارے لئے ضروری ہے۔ آپ نے فرمایا ہے
 کبھی جھانک ملک شہود میں کہ خلیفہ ہے تو وجود میں
 ہوئیں صدیاں تجھ کو سجود میں سر اٹھا کہ وقت قیام ہے
 یعنی کیا تم کبھی اس ملک شہود میں بیدار ہو چکے ہو جس میں ادب و عشق کے ذریعے
 لطائف ستہ اپنی پوری توانائیوں کے ساتھ جگمگا رہے ہیں اور کیا تمہیں پتہ ہے کہ خلیفہ تو
 وجود میں متصرف فی العالمین ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے جب انسانوں کو پیدا کرنا چاہا تو
 فرمایا انی جاعل فی الارض خلیفہ کہ میں اپنا ایک نائب بنانے والا ہوں انسان
 کو اللہ تعالیٰ اپنا خلیفہ بنایا اب اگر وہ خلافت کے کام سے دور رہے گا تو وہ پھر اللہ تعالیٰ
 کا خلیفہ نہیں بلکہ شیطان کا خلیفہ ہوگا جیسا کہ آج کل یہود و نصاریٰ یہ کردار ادا کر رہے
 ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ اب تم سجدے میں پڑے ہوئے ہو اور اس اثناء میں بہت طویل
 زمانہ گزر گیا اب اغیار کے در سے اپنے سر کو اٹھاؤ کیونکہ اب خلافت کے قیام کا وقت
 قریب آ رہا ہے تم بھی سر اٹھا کر اس راز سے آگاہ ہو جاؤ آپ چونکہ ایک مدبر دانشور
 تھے اس لئے آپ نے تمام دنیا کی سرخروئی کے لئے دس نکات دنیائے اسلام کو پیش
 کئے اور ۱۹۷۳ء میں جب لاہور شہر پاکستان میں اسلامی سربراہ کانفرنس منعقد ہوئی
 اور آپ نے ایک کتابچہ کی شکل میں مسلمانان عالم کو دس نکات پیش کئے اگر مسلمانان
 عالم ان نکات پر عمل پیرا ہوں تو ان کے لئے نجات ہوگی اور اگر انہوں نے اس پر
 دھیان نہ دیا تو پھر وہ رسوائی جو وہ بھگت رہے ہیں اس میں پڑے رہیں گے بلکہ مزید
 رسوا ہوں گے اور اگر ان نکات پر عمل کریں گے تو دنیا و آخرت کی کامیابیاں ان کے

قدموں میں ہوں گی وہ دس نکات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) ہر مسلم ملک کے آئینی نام سے پہلے لفظ خلافت ہوتا کہ ممالک اسلامیہ کا ایک بلاک بن سکے نیز ہر مسلم ملک کا آئین دستور اسلام ہو اور سربراہ مملکت کا لقب خلیفہ ہو۔

(۲) دنیائے اسلام کا ایک مشترکہ بینک (بیت المال) ہو۔

(۳) دنیائے اسلام کی ایک مشترکہ تجارتی منڈی ہو۔

(۴) دنیائے اسلام کا ایک ایٹمی توانائی کمیشن اور ایک مرکزی اسلحہ ساز کارخانہ ہو۔

(۵) ہر اسلامی ملک میں میٹرک تک تعلیم بشمول قرآن و سنت وفقہ لازمی و مفت ہو۔

(۶) اسلامی ممالک کے تمام افسروں کے لئے کتاب و سنت وفقہ کا ایک مختصر کورس

لازمی قرار دیا جائے۔

(۷) ہر اسلامی ملک میں مستند علماء و مشائخ کی ایک رجسٹرڈ جمعیت ہو جس کے ممبران

امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر باضابطہ متعین ہوں۔

(۸) دنیائے اسلام کی مشترکہ اور مجاز فیصلہ کن عدالت ہو۔

(۹) دنیائے اسلام کی مشترکہ دفاعی فوج ہو جس کا مناسب حصہ ہر اسلامی ملک میں

موجود ہو۔

(۱۰) حج کے موقع پر ہر مسلم ملک کا خلیفہ یا اس کا قائم مقام حاضر رہ کر دنیائے اسلام

کی فلاح و بہبود کی کمرہ بند کانفرنس (مجلس شوریٰ) میں شامل ہو۔

حکیم ملت و فقیہ و مفتی ملت اسلامیہ پیر سید محمود شاہ کاظمی مشہدی صاحب

محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے بصیرت سے نوازا تھا آپ نے اپنی

بصیرت سے دنیائے اسلام کے بہبود و فلاح کے لئے یہ دس نکات دنیائے اسلام کو پیش کئے اور پھر یہی نکات ۱۹۷۴ء میں جب لاہور کی شاہی مسجد میں عالمی اسلامی کانفرنس منعقد ہوئی تو آپ نے کلمۃ الاتحاد والجهاد کے نام سے ایک کتابچہ لکھا اور اس کتابچہ میں یہ دس نکات پیش کئے قاری خوشی محمد الازہری کی وساطت سے وہ کتابچہ تقسیم ہوا حالانکہ کسی کو کسی قسم کے لٹریچر تقسیم کرنے کی اجازت نہ تھی اگر وہ تمام سربراہان مملکت ان دس نکات پر عمل کرتے تو آج اہل اسلام کی تمام مملکتوں کا بول و بالا ہوتا لیکن افسوس صد افسوس انہوں نے ایسا نہ کیا اور ترقی کی بجائے تنزل کی طرف مسلمانان عالم جارہے ہیں اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ انہوں نے اتفاق و اتحاد سے کام نہ لیا اور تمام کے تمام خواہ وہ ارباب اقتدار ہوں یا عوام الناس افتراق و انتشار کے شکار ہوئے اور ایک دوسرے کے ساتھ نبرد آزار ہے اور فرقہ واریت کو ہوا دی گئی مسلمانان عالم کے معمولات اسلامیہ پر کفر و شرک کے فتوے لگائے گئے اس نازک دور میں آپ نے مجدد و وقت ہو کر ان تمام کو بروقت خبردار کیا۔ آپ کا دانشورانہ بیان جو بین الاقوامی کل مکتبی قرآن حکیم کانفرنس سے حکیم ملت اسلامیہ پیرسید محمود شاہ محدث ہزاروی نے اس کانفرنس میں جو عارفانہ عالمانہ اور دانشورانہ خطاب فرمایا وہ سننے اور پڑھنے کے قابل ہے۔

یکم اگست ۱۹۸۴ء کو ہوٹل انٹرکانٹی نینٹل کراچی میں ایک عظیم اور بے مثال بین الاقوامی قرآن حکیم کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ اسی کانفرنس میں اسلامی ممالک کے سفراء اور علماء و دانشور پاکستان کے نامور علماء و فضلاء مشائخ و نعت خوان قراء یونیورسٹیز کے طلباء پروفیسر و کلاء ریڈیو ٹیلی ویژن اور پریس کے نمائندے شریک

ہوئے کانفرنس میں مدعو ہر مقرر نے نہایت ہی جامع مقالات اس کانفرنس میں پیش کئے اور اپنی اپنی تقاریر بھی کیں ریڈیو پاکستان کراچی نے اس پروگرام کو نشر بھی کیا اور اخبارات نے اس کو جگہ بھی دے دی یہ کل بین الاقوامی کانفرنس حکیم و فقیہ و مفتی ملت اسلامیہ کی زیر صدارت منعقد ہوئی آپ نے سو سال سے کچھ اوپر کی عمر پیرانہ سہالی میں اپنے صدارتی خطبہ میں فرمایا وقت نہایت قیمتی قلیل اور مصروف ترین ہے۔ حق بات کہو کسی سے نہ ڈرو آپ نے کانفرنس کے شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور کانفرنس کے انعقاد کو سراہا اور فرمایا یہ وقت کی اہم ترین ضرورت ہے قرآن حکیم ضابطہ کائنات نے جو تعلیمات دیں اور جو کچھ بنی نوع انسان کو سکھایا ہے اسی میں اس کی فلاح و کامیابی ہے اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر ہی اپنا کھویا ہوا وقار دوبارہ حاصل کر سکتے ہیں اس کی بدولت دنیائے اسلام ایک قالب اور ایک جان ہو سکتے ہیں اس کا سبق آفاقی ہے ہماری ذلت اور رسوائی کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جو نظام حکومت قرآن پاک نے دیا ہم اس سے منحرف ہو گئے۔ ہمیں حکم ملا تھا کہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا۔ اللہ کی رسی اسلام لاریب ضابطہ کائنات کو مضبوطی سے پکڑو اور فرقے نہ بنو۔ مگر ہم غیروں کے ہتھکنڈوں کا شکار ہو گئے فرقوں میں مزید بٹ گئے اور اپنی طاقت اپنے ہی ہاتھوں سے کھو بیٹھے۔ ولا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین۔ نہ سستی کرو نہ غم کھاؤ تم ہی غالب رہو گے اگر تم مؤمن ہوئے۔“ مؤمن ہونے کی جو شرط لگائی وہ بڑی اہمیت کی حامل اور توجہ کی مستحق ہے اور غالب ہونے کی دلیل ہے مکار یہود و نصاریٰ اور دوسری غیر مسلم قوموں نے مسلمانوں کا لبادہ اوڑھ کر اس بنیادی شرط کو جیسے ایمان کہتے ہیں کو سرے سے حذف کرنے کے درپے ہوئے

ہماری غفلت لا پرواہی ان کی معاون ہوئی ایمان کا ہونا یا مومن ہونا عشق و ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعبیر ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے معلم و مقصود کائنات ﷺ فرمایا تم میں سے اس وقت تک کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ مجھے اپنے والدین اپنی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ رکھے۔ آج کل کچھ علم سے نا آشنا لوگ حضور معلم و مقصود کائنات ﷺ کے ادب و عشق اور محبت کو شرک و بدعت کہتے ہیں کتنے نادان ہیں وہ عشق و ادب مصطفیٰ ﷺ ہی تھا جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ایمان تھا جسے دیکھ کر عروہ بن مسعود ثقفی کہنے پر مجبور ہو گیا تھا کہ بخدا تم ان لوگوں سے مقابلہ نہیں کر سکتے جن کا حضور معلم و مقصود کائنات ﷺ کے ساتھ ایمان میں نے دیکھا ہے۔ (نثری تقریر بین الاقوامی قرآن حکیم کانفرنس)

حکیم ملت، پیرسید محمود شاہ محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے مدبرانہ و دانشورانہ تقریر خواص اور علماء و مشائخ کے سامنے پیش کی کہ حضور انور ﷺ کا عشق و محبت ہمارے لئے بہت اہم ہیں اگر ہمارے دلوں سے یہ عشق نکل جائے تو پھر ہم میں ایمان بھی نہ رہے گا کیونکہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ محبت ہمارا ایمان ہے اور دوسرے غیر مسلم اقوام اس محبت کو مٹانا چاہتے ہیں اور ان لوگوں کو نشوونما کر رہے ہیں جو یہ کام سرانجام دے رہے ہیں اور وہ حضور انور ﷺ کے ساتھ جو عشق ہے وہ اس کو مٹانے پر مامور ہیں بس ایسے لوگ جو معلم و مقصود کائنات ﷺ کی توہین کرنے والے ہیں یہی مسلم نمایاں ہودی اور عیسائی ہیں ان لوگوں نے کلمہ شریف کی آڑ لے کر لوگوں میں یہی جراثیم پھیلا رہے ہیں حکیم و فقیہ و مفتی و دانشور پیرسید محمود شاہ محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مندرجہ بالا بات کو آگے وضاحت کے ساتھ مزید فرمایا ہم قرآن پاک

ضابطہ کائنات کو پڑھتے ضرور ہیں مگر ہماری کثرت اس کی روح سے بے خبر ہے حالانکہ اس میں ہمارے تمام مسائل کا موجود ہے قرآن ایک مکمل ضابطہ کائنات ہے جو لوگ اسے صرف ضابطہ حیات کہتے ہیں انہوں نے اس کے دائرہ کو محدود کر دیا ہے جو اس کی شان کے خلاف ہے ان کی یہ بات ادھوری ہے اس پر تمام اہل علم و دانش عیش عیش کر اٹھے اور ہر سامع نے اپنے اپنے انداز کے مطابق داد تحسین پیش کی آپ نے مزید فرمایا قرآن حکیم جو ہماری ہدایت اور راہ نمائی کے لئے نازل کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے اس نے جو نظام حکومت دیا آج ہمارے علماء و مشائخ سیاست دان قانون دان اور اربابست و کشاد سب بھول چکے ہیں یا جان بوجھ کر نام نہیں لیتے ہیں کیونکہ اس میں خالق کی مرضی پر چلنا ہوتا ہے ہم جمہوریت کا نام تو لیتے ہیں انہیں سوشلزم کمیونزم امپریلزم صدارتی و پارلیمانی طرز ہائے حکومت تو یاد ہیں مگر بھول چکے ہیں یا جان بوجھ کر نام نہیں لیتے ہیں کیونکہ اس میں خالق کی مرضی پر چلنا ہوتا ہے تو اس نظام کو جسے خلافت اسلامیہ کہتے ہیں جس کا اعلان رب کائنات نے آدم کی تخلیق سے پہلے کر دیا تھا انسی جاعل فی الارض خلیفہ میں زمین میں خلیفہ نائب بنانے والا ہوں پھر ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کے نائب خلیفہ ہوئے اور خلافت پر کار بند رہے جب معلم و مقصود کائنات امام الانبیاء سید المرسلین خاتم النبیین سید العالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ خداوند قدوس کے خلیفہ اعظم ہیں کائنات میں سب سے بہترین دور آپ ﷺ ہی کا دور ہے جس کے حق میں مصطفیٰ ﷺ کی زبان حق کی ترجمان ہے یہ صادر ہوا ”سب سے بہترین دور میرا ہے پھر اس سے ملحقہ لوگوں خلفاء راشدین کا پھر ان کا جن کا نظام خلافت ہوگا دور خلافت اپنی کامیابیوں کی بدولت محتاج بیان نہیں

تاریخ کے پاس یہی وہ دور ہے جس پر انسانیت فخر کر سکتی ہے ارشادِ بانی ہے وعدہ اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض سورۃ نور آیت ۵۲۔ یعنی مومنو اور لاریب ضابطہ کائنات پر عمل پیرا ہونے والوں سے اللہ نے وعدہ فرمایا کہ وہ انہیں زمین میں خلافت عطا فرمائے گا۔ آج ہم خلافت سے محروم ہیں تو اس لئے ہمارا ایمان صحیح نہیں اور ہماری زندگی میں عمل صالح کی جگہ عمل طالح ہے خدا کی بات سچی ہے نقص ہے تو ہم میں اس لئے ہمیں خدا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان درست کر کے ضابطہ کائنات قرآن کے مطابق عمل کرنا ہے اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم غالب رہیں تو اس کے سوا کوئی راستہ نہیں ہمارے علماء ہمارے مشائخ ہمارے دانشور ہمارے سیاستدان ہمارے وکلاء ہمارے تاجر کارخانہ دار ہمارے سرمایہ دار ہمارے جاگیردار ہمارے مزدور ہمارے طالب علم ہمارے معلم سب پر فرض ہے کہ کائنات کی فلاح اور بہتری کے لئے اپنا ایمان درست کریں اور خالق کائنات کے مجوز اور پسندیدہ نظام خلافت اسلامیہ کی بحالی اور نفاذ دستور اسلام کے لئے جدوجہد کریں کیونکہ حصول آزادی کا مقصد بھی اسی نظام کے تحت زندگی گزارنا تھا اسی میں سب کی بھلائی اور خیر خواہی ہے ورنہ ہر نظام تباہی ہے۔ آپ نے قرآن حکیم کے سب سے پہلے سبق الم کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا یہ بہت اہم سبق ہے یہی سارے قرآن حکیم کا متن ہے اسی لئے قرآن حکیم نے اسے بار بار دہرایا ہے آپ نے فرمایا تین حروف سے تین بنیادی حقیقتیں مراد ہیں یعنی الف اللہ خالق و مالک بادشاہ اور معبود کائنات لام اسلام لاریب ضابطہ کائنات میم معلم مقصود کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہی تین بنیادی سوال قبر میں ہوں گے من ربک ما دینک ما کنت تقول فی حق

هذا الرجل جس نے سبق پڑھا ہوگا ایمان کے ساتھ کامیاب ہو گیا۔ تقریر کے آخر میں آپ نے خلافت اسلامیہ کی بحالی کے لئے دعا فرمائی۔ (نشری تقریر کل جماعتی قرآن حکیم کانفرنس کراچی)

اس تقریر میں آپ نے عالمانہ عارفانہ و دانشورانہ کلام علماء و مشائخ اور وکلاء پروفیسرز اور دانشوروں قراؤں کے سامنے ضابطہ کائنات کے متعلق واضح الفاظ سے بیان فرمایا کہ ہماری زندگی کی خوشحالی کا دار و مدار صرف اور صرف خلافت اسلامیہ کی بحالی میں ہے اگر ہم دنیا میں سرخرو ہونا چاہتے ہیں تو اس ضابطہ کائنات جو قرآن حکیم ہے پر عمل پیرا ہو کر اپنی کھوئی ہوئی طاقت پھر واپس لے سکتے ہیں اور ہم امن کے ساتھ اپنی زندگی گزار سکتے ہیں۔ آپ نے قرآن مقدس کی دوسری سورۃ البقرۃ کے ابتدائی کلمات جو حروف مقطعات ہیں بیان فرمائے کہ قرآن حکیم کا ابتدائی سبق الم ہے اگر ہم نے اس سبق کو یاد کیا تو ہمارے لئے نجات ہے الف سے مراد اللہ خالق و مالک و بادشاہ ہیں جو تمام کائنات کا معبود برحق ہے کام سے مراد لاریب ضابطہ کائنات یعنی اسلام ہے اگر ہم اللہ تعالیٰ کو خالق و مالک و معبود مانتے ہیں تو پھر اس کے مجوزہ اور پسندیدہ قانون کو بھی تسلیم کریں گے ہماری نجات صرف اس قانون پر چلنے میں ہے مخلوق کے بنائے ہوئے قانون ہمارے لئے قطعاً مفید نہیں آپ نہیں دیکھتے کہ غیر مسلم دانشور اور قانون دان مل بیٹھ کر قانون بناتے ہیں اور وہ قانون تھوڑے دنوں کے لئے بھی نہیں چلتے اس لئے کہ وہ محدود علم و عقل والے انسانوں کا بنایا ہوا ناقص قانون ہے انسان اگر عالم ہے تو وہ عالم کو پہچان سکتا ہے غیر عالم کی پہچان میں اس کو کچھ ادراک نہیں ہوتا عالم عالم کو

پہنچاتا ہے اگر وہ قانون بنائے گا بھی تو صرف عالم کے لئے ہوگا۔ پھر دنیا میں بہت سے طبقے آباد ہیں کوئی پاگل ہے کوئی مرد ہے اور کوئی عورت کی فطرت سے کما حقہ واقف نہیں ہو سکتا اور اگر عورت ہے تو وہ مرد کی فطرت سے کما حقہ واقف نہیں ہو سکتی۔ اگر کوئی جوان ہے تو اس کو ضعیف یا بوڑھے کی ضروریات کا ادراک نہیں ہو سکتا اس لئے وہ ان لوگوں کے لئے کوئی قانون نہیں بنا سکتا۔ اگر ان تمام لوگوں کے لئے قانون تجویز کر سکتا ہے تو وہ صرف خالق کائنات ہی ہے وہ پاگلوں کا بھی خالق ہے ان کو پہچانتے ہیں اور مردوں کو بھی اور عورتوں کو بھی چھوٹوں اور بڑوں کو بھی جوان اور بوڑھوں کی پہچان اللہ کو حاصل ہے اس لئے کہ ان تمام کو وہی پیدا کرنے والا ہے اور ان تمام طبقوں کے قانون سے خبردار ہے اس لئے وہ جو قانون مقرر کرے گا وہ ان تمام طبقوں کے لئے مفید ہوگا اور قیامت تک اس قانون میں کوئی تبدیلی نہیں آ سکتی۔ اللہ تعالیٰ تبدیلی سے مبرا ہے تو آپ کے بنائے ہوئے قانون میں بھی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ لا تبدل لکلمات اللہ اللہ تعالیٰ کے کلمات میں کوئی تبدیلی نہیں۔ اس لئے ضابطہ کائنات یعنی قرآن مقدس میں کوئی تبدیلی نہیں آ سکتی اور اس نظام کو جو قرآنی نظام ہے قانون الہی کہتے ہیں اس نظام کا نام نظام خلافت ہے اور اس نظام کے چلانے والے اور نافذ کرنے والے انبیاء علیہم السلام تھے اور جتنے رسل دنیا میں تشریف لائے تھے تمام نے یہی نظام خلافت قائم کیا تھا ہمارے پیارے حبیب معلم و مقصود کائنات ﷺ بھی خلیفہ تھے بلکہ آپ خلیفہ اعظم یا نائب خدا تھے ہر نبی خلیفہ تھا اور ہر رسول بھی خلیفہ تھا تمام انبیاء علیہم السلام اور رسل علیہم السلام حضور انور معلم و مقصود

کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء تھے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے خلیفہ تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ وعدہ فرمایا کہ میں تمہیں ضرور خلافت عطا کروں گا۔ حکیم و فقیہ و مفتی ملت اسلامیہ پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دانشورانہ خطاب صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کی بلائی گئی مشائخ کانفرنس اسلام آباد میں فرمایا۔ صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کا خیال تھا کہ مشائخ کرام کی ایک کانفرنس منعقد کی جائے اور ان تمام سے گفت و شنید ہو جائے کہ ان مشائخ کرام کا خیال کیا ہے اور ان کے خیالات سے مجھے واقفیت ہو جائے تب جنرل صاحب نے اپنے مشیروں سے مشورہ لیا اور اسلام آباد میں مشائخ کرام کانفرنس منعقد کی اس کانفرنس میں مشائخ کرام نے بھی خطاب کئے لیکن جو خطاب حکیم و فقیہ و مفتی ملت اسلامیہ پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی نے فرمایا تمام مشائخ کو حیران کر دیا اور خود جنرل محمد ضیاء الحق حیران و ششدر رہ گئے وہ خطاب قارئین کے لئے درج کیا جاتا ہے اس خطاب سے قارئین کرام کو معلوم ہوگا کہ جو دانشورانہ نکات آپ نے بیان فرمائی اور جنرل محمد ضیاء الحق کی توجہ ان نکات کی طرف مبذول فرمائی وہ بھی سنہری حروف سے لکھنے کے لائق ہیں آپ نے خطاب کے ابتداء میں خطبہ ارشاد فرمایا وہ خطبہ یہ ہے: الحمد لله و کفی والصلوٰة والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ خصوصاً علی سیدنا و سندننا و حبیب ربنا خلیفة اللہ الاعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رب الشرح لی صدر لی ویسر لی امری و احلل عقدة من لسانی یفقهوا قولی.

صدر مملکت و مشائخ کرام:

فقیر نے آپ حضرات کی خدمت میں وقت کی قلت و اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے چند الفاظ کہنے ہیں جو کچھ جن حضرات نے اخلاص و محبت کے ساتھ بیان فرمایا آپ نے سماعت فرمایا فقیر ان پر چند پھول نچھاور کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے اور خدا سے دعا ہے کہ ان لمحات کو کسی کام کے بتانے میں صرف کرے اور فضول الفاظ سے میرے دل و دماغ کو محفوظ رکھے۔ حضرات! یہ اجتماع ایک مدت کے بعد پھر ہوا ہے اور دو حکومتیں درمیان میں گزر چکی ہیں ایک بار پہلے ہوا تھا اس وقت ۶ ستمبر کا دن تھا اس میں بھی کچھ مشائخ کرام کے ساتھ جن میں حضرت تو نسویؒ بھی موجود تھے حضرت پیر دیول شریف صاحب مجھے لے گئے تھے اور اس وقت بھی ایک مشائخ کا مختصر سا اجتماع تھا مگر اس وقت ملک پر بمباری ہو رہی تھی بہت ہی اختصار کے ساتھ گفتگو ہوئی تھی۔

حضرات کرام! اس وقت بھی ہمیں بلایا گیا تو حضرت خواجہ خان محمد صاحب نے اور مخدوم الملک صاحب نے اور دوسرے حضرات نے اس فقیر کو ہی بوڑھا سمجھ کر آگے کر دیا کہ آپ جواب دیں محترم حضرات اللہ تعالیٰ آپ پر زیادہ برکات فرمائے۔ آپ کو مشائخ کے نام سے بلایا گیا ہے تو آپ حضرات جن پاک ہستیوں کے جانشین ہیں آپ کے شایان شان یہ نہیں کہ آپ بہت لمبے چوڑے الفاظ سے صدر مملکت کو بہلائیں اس سے ان کو کوئی فائدہ نہ ہوگا بلکہ آپ کے وقار میں فرق آئے گا اگر آپ واقعی مشائخ کرام کی طرف سے آئے ہیں تو آپ مشائخ کا تصور لے کر غوث پاک کی

برکات لے کر صحیح مشورہ دیں اور اپنے صدر مملکت کو جو ایک مجاہد ہیں ان کو خدائی توفیق کے ساتھ ایسا جو ان مرد ہمت والا غازی بنا دیں اگر ان کے ہاتھ ایسے قائم ہو جو آپ کے لئے فخر اور تعریف کے لئے سنہرے نقوش ہوں۔ تعریفیں کرنے سے کام نہیں بنتا تنقیدیں کرنے سے بھی کام نہیں بنتا کہانیاں قصے بیان کرنے سے بھی پورا کام نہیں بنتا بلکہ وقت ضائع ہوتا ہے حضرات کرام مجھے چھ سات مرتبہ جب یاد فرمایا گیا تب حاضر ہوا اور اس وقت جو چیز میں لایا تھا خالصتاً عرض کرتا ہوں۔ (مشائخ کانفرنس اسلام آباد)

حکیم و فقیہ و مفتی و دانشور پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اور مندرجہ بالا حصہ خطاب کا ایک حصہ تھا اس میں آپ نے فرمایا کہ آپ مشائخ کے نمائندے ہو کر یہاں تشریف لائے ہیں تو مشائخ کا یہ کام نہیں کہ وہ صدر مملکت کے سامنے ان کی تعریف شروع کریں اس میں صدر صاحب کے لئے کوئی فائدہ نہیں اور نہ تمہارا وقار بڑھتا ہے بلکہ تمہارا وقار اس سے گھٹے گا اس لئے تمہیں چاہئے کہ ایسی باتیں صدر صاحب کے سامنے کہیں جو ملک و قوم کے لئے بہتر ہوں اگر آپ تعریف کریں یا تنقید یا قصے کہانیاں بیان کرنا شروع کریں تو اس سے کوئی کام نہیں چلے گا بلکہ اوقات کی تضييع ہوگی اس لئے کام کی باتیں ضروری ہیں اور اس کام کی نشان دہی ضروری ہے جو ملک و ملت کے لئے فائدہ مند ہو پھر آپ نے ایک اپیل کے انداز میں علماء و مشائخ اور سیاسی دانشوروں کو مخاطب کر کے فرمایا ”ملک و ملت اور قوم کے خیر خواہوں سے بروقت اپیل علماء اور مشائخ اور سیاسی دانشوروں سے ملت، ملک اور قوم کے زخمی پہلوؤں کی زبانی رحم کی اپیل۔ بیت المقدس مسجد اقصیٰ پر ناحق یہودی قبضہ اور مداخلت

فلسطین پر کفار یہود اور نصاریٰ کا ناحق دلیرانہ تسلط اور مسلمانوں کو اپنے وطن سے بے وطن کرنا، روسی ترکستان کی مسلم ریاستوں کے مسلمانوں کو جبراً اپنے اسلامی اعتقادات و عمل سے باز رکھنے کی جسارت، کشمیر میں کفار ہند کا غیر آئینی تسلط فلپائن پر کفار کا ناجائز تسلط عید کے دن خنز یروں کو چھوڑ دیا گیا جبکہ مسلمانوں کو انہوں نے شہید کیا افغانستان پر دھریہ کفار کا ناحق تسلط و ظلم حیدرآباد دکن پر صدیوں سے مسلم ملک پر کفار کا ناحق تسلط و ظلم یونہی جو ناگڑھ بھوپال وغیرہ پر کفار کے ظلم و ستم کی داستانیں معلوم کر کے سوچیں قوم اور ملت کے زخمی پہلو آپ سے اپیل کرتے ہیں، باطل کی ستم ظریفیاں آپ کو دعوت دیتی ہیں کہ مسلم ملک میں کفری نظاموں کی تجویزوں کا وقت نہیں بلکہ باطل کی بے انصاف طاقتوں پر ملی طاقت کا ایک کامیاب دھماکہ یعنی کسی ملک میں خلافت کا قیام اور مکمل دستور اسلام کا نفاذ ہے یہی ایک کفر کی طاقت پر وہ دھماکہ ہے جو کہ آپ کے پاس سب سے بڑا ایٹم بم ہے۔ (مشائخ کانفرنس اسلام آباد)

حکیم ملت نے صدر صاحب اور مشائخ کرام کو وہ باتیں بتادیں جو مسلمانان عالم کے لئے نہایت ضروری تھیں آپ نے صدر صاحب کو یہ بتایا کہ یہود و نصاریٰ نے مسلمانوں کی ملی اور اتحادی طاقت کو ختم کیا ہے اور ناحق مسلمانوں پر ظلم کرتے ہیں اگر آپ فلسطین کی طرف دیکھیں تو یہودیوں کی ظلم کی داستان تمہیں یاد دلائیں گے کہ انہوں نے ناحق فلسطینیوں پر ظلم کیا ہے اور ناحق بیت المقدس پر قبضہ کیا ہے اور انہوں نے یہ دلیرانہ ظالمانہ اقدام اٹھایا ہے کہ ان کو اپنے وطن سے جلا وطن کیا روس نے ترکستانی ریاستوں کو اپنے قبضہ میں لیا ہے اور مسلمانوں کو اپنے اسلامی اعتقادات و عمل

سے باز رکھتے ہیں، ہندوستان کی طرف دیکھو انہوں نے کشمیر پر کتنا بڑا ظلم کیا ہے انہوں نے غیر آئینی تسلط کو طاقت کے ذریعے کشمیر پر جمایا ہے اور اگر تم فلپائن کی طرف نظر دوڑاؤ گے تو کافروں نے وہاں بھی ناجائز تسلط قائم کر رکھا ہے اس طرح قبرص پر بھی کافروں کا بے جا تسلط ہے اور ہندوستان میں جو اقلیتی مسلمان رہتے ہیں ان پر کتنا ظلم ہو رہا ہے بھارت نے عید کے دنوں میں خنزیریوں کو آزاد کیا اور اس مقدس دن کتنے مسلمان انہوں نے شہید کر ڈالے ایسے ہی جو ناگڑھ اور بھوپال کی طرف خیال کرو آپ کو کافروں کے ظلم و ستم کی داستانیں نظر آئیں گی اب مسلم ممالک کے لئے ضروری ہے کہ ان واقعات سے عبرت پکڑیں اور وہ یہ ہے کہ تمام مسلمان ممالک اپنا دستور اسلامی بنائیں اور اپنے ممالک میں خلافت کا نظام رائج کریں اور سربراہ کو خلیفہ بنائیں خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے قانون پر چلیں تو یہ کفر کی طاقت پر ایک عظیم دھماکہ ہوگا جس سے کفر کے ایوانوں میں زلزلہ واقع ہوگا اور یہ ایک عظیم ایٹم بم ہے جس سے کافروں کو خوف ہے اس لئے یہود و نصاریٰ یہ نہیں چاہتے کہ کسی اسلامی ملک میں خلافت کا نظام قائم ہو۔ حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ زرین ارشادات اپنے خطاب میں بیان کئے اس تمہید کے بعد حکیم ملت پیرسید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا خطاب مزید جاری رکھا آپ نے فرمایا کہ ”ہر باطل طاقت کا اندیشہ ہے کہ یہ ٹوٹا ہوا تارہ ماہ کامل نہ بن جائے آپ کو اس پر اپنے صدر مملکت کو اور دیگر وزراء کو یہ مشورہ دینا ہے دعا کرنی ہے اور راہنمائی کرنی ہے یہ جو صوفیاء کرام آئے ہیں کچھ تو ماڈرن علوم سے روشناس ہیں کچھ نہیں ہیں مگر انہیں جو تعلیم دی گئی ہے تاریک حجروں میں بیٹھ کر جس دم کی یاد کر جہر کی یا اللہ تعالیٰ کے ولیوں

کے بتائے ہوئے مراقبوں کی تو ہم اس سے پورے آشنا ہیں اور ملک کا بھاری طبقہ ان کے ساتھ عقیدت سے ہاتھ ملارہا ہے ان کو نہ تو یہ فخر ہے کہ ہم نے صدر صاحب کی بے شمار تعریفیں کر کے جو کچھ کرنا تھا کر لیا۔ نہیں بہت کچھ کام باقی ہے ہم نے ان کا دست و بازو بن کر ان کی ہمت کو بندھانا ہے ان کی کمر ہمت کو مضبوط کرنا ہے پیارے صاحبو! کل کی بات نہایت اختصار کے ساتھ بیان کرتا ہوں جس وقت کہ پاکستان بننے کا منصوبہ ہو رہا تھا بنا نہیں تھا اس وقت آپ کا یہ نیاز مندا دنیٰ خادم ملت مخلص صدی کے قریب کی عمر کا نہیں تھا اس سے کم تھا اور اب صدی کو چھو رہا ہے اس وقت میرے قبلہ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو کہ چاروں سلسلوں میں مجاز تھے انہوں نے اور حضرت رہبر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب نے بروقت جناح صاحب کی پیٹھ ٹھونکی اور جس وقت وہ مایوس تھے کہ علماء ان کو کافر اعظم کہہ رہے ہیں اور ان کی تحریک کی مخالفت کر رہے ہیں اس وقت آپ تشریف لے گئے سری نگر میں اور میں بھی وہاں حضرت صاحب کے ساتھ موجود تھا تو جناح صاحب نے آ کر کہا حضرت صاحب! مجھے لوگ کافر اعظم کہتے ہیں اور مسلم لیگ کی مخالفت کرتے ہیں میں انہیں کس طرح سمجھاؤں وہ بڑے غدار دشمن کے زرنغے میں ہیں ایک انگریز اور ایک ہندو ان کے درمیان یہ ان پڑھ سادہ مسلمان گھرا ہوا ہے وہ اس کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنا چاہتے ہیں اب انگریز ملک سے جانا چاہتا ہے مگر اس کے بعد ہم ایک دوسری قوم جو غیر مسلم نے غلام بنائے جائیں گے اپنی قوم کو سمجھانے کے لئے میں کیا کروں۔ حضرت صاحب نے مجھے فرمایا درویش اگرچہ بظاہر سیاست میں آگے آگے نہیں ہوتے مگر بہت دانائے راز ہوتے ہیں جو کچھ کرتے ہیں خدا کی تجویز سے کرتے ہیں اور وہ جو چیز کرتے ہیں اس کے

ساتھ خدا کی تائید ہوتی ہے آپ نے دو جھنڈے بنائے اور مجھے فرمایا جلدی تیاری کرو ایک سبز اور ایک سرخ آپ نے بڑا اجتماع کیا جس میں لاکھوں لوگ سری نگر میں آئے اور حضرت صاحب نے اس وقت تقریر فرمائی گاندھی کا ایک بیان آیا تھا کہ مسلمان یا عرب کا رخ کرے یا افغانستان کا یا ایران کا یا کسی اور ملک کا یہ ملک ہندوستان ہندوؤں کا ہے اس وقت حضرت صاحب نے مجھے فرمایا کہ اس پر تم کچھ بیان کرو تو جو میں نے سری نگر میں تقریر کی اس وقت حضرت صاحب کے فرمان سے جو میں سمجھتا ہوں کہ آپ کا سوئچ لگا ہوا تھا یہ اولیاء اللہ جس پر توجہ کرتے ہیں تو پتھر سے انسان کا کام لیتے ہیں یہ خدا تو نہیں ہوتے مگر با خدا ہوتے ہیں میں نے اس وقت جو تقریر کی اس کا نہایت خلاصہ یہ ہے کہ میں نے کہا کہ اے گاندھی صاحب آپ ہم کو کہتے ہیں اس ملک سے نکل جاؤ یہ ملک ہندوؤں کا ہے بڑی بات آپ کو بتادوں آپ بڑے پڑھے لکھے آدمی ہیں لیکن آپ کا جو خدا ہے وہ مسلمانوں کی غذا ہے آپ گائے کو پوجتے ہیں اور ہم اس کو کھاتے ہیں اس لئے آپ کا اور ہمارا مقابلہ نہیں ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ ہمارا ملک ہے غریب سے غریب مسلمان جب مرتا ہے تو تین گرز زمین اس کی قبر کی جگہ بنتی ہے بڑے بڑے سا ہو کار جب مرتے ہیں تو اسے آگ میں جلا کر گنگا میں آپ اس کی ہڈیاں بہا دیتے ہیں تو کلمہ گو مسلمان جو رسول اللہ ﷺ کا کلمہ پڑھنے والا ہے وہ مر کر بھی تین گرز زمین لیا کرتا ہے تم ہمیں کہاں باہر کرتے ہو۔ اس کے بعد میں نے کہا کہ حضرت صاحب نے یہ دو جھنڈے بنائے ہیں ایک کفر کا جھنڈا ہے اور ایک اسلام کا یہ سبز جھنڈا اسلام کا ہے اور یہ دوسرا کفر کا جھنڈا ہے کیا تم کفار کا ساتھ دو گے؟ سب نے کہا کہ ہم سب سبز جھنڈے کے ساتھ ہیں تو اس طرح سے تھوڑی سی فضا سازگار ہوئی

پھر ایک مسئلہ پیش آیا کہ سرحد جو مسلمانوں کا اکثریت کا صوبہ ہے وہاں کے مسلمان گاندھی کے فریب میں آئے ہوئے تھے اور گاندھی انہیں کہتا تھا کہ یہ خدائی خدمت گار ہیں تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ میں سرحد کو کس طرح پاکستان کے لئے سازگار کروں؟ میں نے کہا کہ حضرت صاحب! پیرمانکی شریف میرے شاگرد ہیں۔ قرآن کریم انہوں نے تھوڑا سا مجھ سے پشاور میں پڑھا۔ پٹھان استاد کی بڑی قدر کرتے ہیں میں جاتا ہوں آپ دعا فرمائیں میں انشاء اللہ ماحول سازگار کر دوں گا تاکہ پاکستان کے لئے سارے سرحد کے لوگ اٹھ کھڑے ہوں۔ مختصر یہ کہ میں نے پیرمانکی صاحب سے کہا کہ حضرت میں ایک عمر رسیدہ آدمی ہوں اور آپ کا استاد ہوں آپ کے بزرگوں کی قبروں پر ایک داغ ہے کہ انگریز جس وقت آئے تھے تو اس وقت انگریز آپ کے مقابلہ میں تھا تو کس طرح انگریز کی حمایت آپ کے بزرگوں سے ہو گئی تھی آپ کے ان بزرگوں کے کفن پر ابھی تک کفار کی حمایت کے داغ پڑے ہیں تاریخ اپنے آپ کو دھراتی ہے اب پھر ایسا وقت آیا ہے کہ اپنے بزرگوں کے کفن آپ صاف کر سکتے ہیں آپ میرے شاگرد ہیں جب تک آپ میری بات نہ مانیں گے آپ کی کوئی تواضع قبول نہ کروں گا اس گفت و شنید کے بعد پیر صاحب تیار ہو گئے۔ اس اللہ کے بندے پیر صاحب کے پاؤں پر چھالے پڑے اور سارے سرحد کو پاکستان کے حق میں ریفرنڈم میں تیار کیا۔ یہ تھا پیرمانکی صاحب کا کردار۔ جب میں واپس آیا تو حضرت صاحب نے مجھے ایک ہارڈالا۔ حضرات! ہماری خدمات اس لئے نہیں تھیں کہ اخبارات میں ہمارا نام آئے اس لئے نہیں تھیں کہ ہم نام حاصل کریں اس لئے نہیں کہ ہم اس کے لئے پیسے لیں یہ خالص ملت کے لئے تھیں۔ فقراء کرام، مشائخ

عظام نے کبھی ملت کی خدمت سے منہ نہیں موڑا اور نہ آج موڑتے ہیں اور نہ آئندہ موڑیں گے۔ لیکن ایک بات ضروری ہے حضرات! آپ کا یہ فرض ہے کہ اپنے اس مجاہد کو مضبوط بنائیں نہ اسے متکبر بنائیں نہ اسے دھوکہ میں ڈالیں صرف یہ کہیں کہ ہم ایسا کریں گے نہیں بلکہ ہم نہیں کرتے، کرے گا خدا اور اس کے رسول ﷺ کی برکت سے ہوگا ہمارا کام یہ ہے کہ انہیں صحیح مشورہ دیں اس وقت جو مشکل مسائل ہیں انہوں نے آپ کے سامنے جو کچھ رکھا ہے اس پر توجہ دیں اور سارے حضرات اسی پر بولیں چاہے تھوڑا یا زیادہ مگر صرف اسی پر کہ جو ہمارے موجودہ مسائل ہیں ان کو کیسے حل کیا جائے۔“ (کل جماعتی مشائخ کانفرنس اسلام آباد)

مندرجہ بالا خطاب کے اس حصہ سے معلوم ہوا کہ حکیم و فقیہ و مفتی ملت اسلامیہ پیرسید محمود شاہ محدث ہزارویؒ نے تمام مشائخ کرام اور صدر مملکت کو یہ واضح کیا کہ ہم درویش ہیں لیکن اس فقیری درویشی کے ساتھ ہم نے ملت اسلامیہ کے لئے وہی خدمات سرانجام دی ہیں جو ابھی تک کوئی بڑے سے بڑا سیاسی شخص بھی نہیں کر سکتا پاکستان بننے میں جو کردار مشائخ نے سرانجام دیا ہے اور خصوصاً صوبہ سرحد میں ریفرنڈم کے لئے جو حالات سازگار ہوئے تھے وہ بھی مشائخ کے ذریعہ سے ہوئے تھے اگر حضرت پیرسید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نہ فرماتے اور حکیم ملت پیرسید محمود شاہ محدث ہزارویؒ پیر صاحب مانکی شریف کے پاس تشریف نہ لے جاتے تو پھر صوبہ سرحد میں ریفرنڈم کس طرح ممکن تھا یہاں تو لوگ گاندھی کے گیت گاتے رہے تھے اور اب ہندوستان میں جو حال ہے وہ تمام دنیا کے سامنے ہے کہ ہندوؤں نے مسلمانوں کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے ہر جگہ بھارت میں مسلم کش فسادات روز

بروز بڑھتے جاتے ہیں اور مسلمانوں پر جو تکالیف ڈھائی جاتی ہیں وہ بھی دنیائے عالم کے سامنے ہیں۔ حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات تھی جو خدمات انہوں نے سرانجام دیں وہ دنیائے اسلام کے سامنے ہیں اور خصوصاً صوبہ سرحد میں تو مسلم لیگ کا نام لیوا بھی نہیں تھا یہ تو پیر صاحب آف مانکی شریف کی برکات تھیں کہ انہوں نے رات دن ایک کر کے صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کے لئے کام کیا اور بے دریغ دولت خرچ کر ڈالی ہر جگہ پیدل اور سواری میں دور دراز سفر کئے اور مسلم لیگ کے لئے ایک مقام پیدا کیا۔ خطاب کے آخری حصہ میں پیر صاحب نے مشائخ کرام کو یہ بھی واضح کیا کہ آپ جو کچھ بولنا چاہتے ہیں اسی پر بولیں اور صدر مملکت کو صحیح مشورہ دیں اور موجودہ مسائل کا حل واضح کر دیں اگر آپ نے صدر مملکت کو بھی دھوکے میں ڈال دیا تو پھر تمام مشائخ کرام کی بدنامی ہوگی اس لئے موجودہ مسائل جو ہمارے مسلمانوں کو درپیش ہیں ان تمام مسائل کے حل کے لئے اپنے زرین مشوروں سے نوازیں۔ ہم اس پر بسم اللہ کریں گے اور کرنے والا خداوند تعالیٰ ہے وہ حضور انور ﷺ کی برکت سے یہ تمام مسائل حل کرائے گا جو ہمارے لئے اور تمام دنیائے اسلام کے لئے بہتر ہوگا۔ آگے حکیم ملت پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی نے اپنا خطاب جاری رکھا اور فرمانے لگے ”ان مسائل میں کامیابی کے لئے سب سے پہلی تجویز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں فرمایا ہے کہ کامیاب طریقہ تمہارا یہ ہے کہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم اطاعتیں تین ہیں بالذات اور بالعرض ایک بالعرض اور دوسری دو اطاعت خدا اور رسول بالذات ہیں اور مسلمان خلیفہ کی اطاعت اللہ اور رسول کی اطاعت کے لئے ہے۔ حضور ﷺ کی

حدیث صحیح ہے کسی مخلوق کے فرد کی چاہے وہ کتنا بڑا کیوں نہ ہو اس کی اطاعت نہیں جب تک کہ وہ خدا تعالیٰ کی اطاعت میں نہ ہو معصیت الہی میں کسی فرد کی اطاعت نہیں اسی واسطے اولی الامر منکم کا ارشاد ہے اب ہم کو یہ سوچنا ہے حضرات! کہ اس وقت ہماری پوزیشن بڑی دردناک ہے۔ میں سرحد سے آ رہا ہوں اور وہاں میں نے اپنے بھائی افغانوں کو دیکھا ہے سو سال صدی کے قریب کا ایک نیاز مند مخلص خادم اسلام ہے میں نے اس کے جو حالات سنے ہیں وہ آپ سب کے گوش گزار نہیں ہوئے ہیں نہ اخبارات میں وہ آئے ہیں کیا ہوا ہے ہم نے ایک نادانی کی ہے ہمارے افغانوں کو کل تک گاندھی نہرو اور اندرا الٹی پٹی پڑھاتے رہے اور وہ پاکستان کے خلاف گاتے رہے لیکن اگر اس وقت پاکستان نہ ہوتا تو آج ان کی بھیڑ بکریاں کہاں باندھی جاتیں وہ ہمارے بھائی ہیں ان کا صدمہ ہمارا ہے ان کا دکھ ہمارا ہے ان کے ساتھ کیا ظلم ہوا۔ بات مختصر ہے لیکن دل کے زخموں کے ساتھ کہتا ہوں یہ کہ انہوں نے بڑی غلطی کی اور قرآن و سنت پڑھانے کے بجائے اپنے افغان نوجوانوں کو روس بھیجا اور وہاں سے جا کر وہ گریجویٹ بن کر بلکہ گریجویٹ کافر بن کر آئے دھریے ہو کر آئے روس کیا کہتا ہے؟ کہاں ہے خدا؟ خدا کوئی نہیں ہے جب وہاں بچے بھیجے وہاں سے وہ ویسے ہی دھریے بن کر آئے آ کر انہوں نے آتکینٹی کی اور وہ روس کی فوج کو لائے آج وہاں کیا ہوا ہے رونا آتا ہے روس کی فوج نے اندر گھس کر ان غیور پٹھانوں اور صوفیوں کی داڑھی موٹھی ان کی تسبیح پگڑی اور جبہ لے کر جلایا اور ان کی آبرو لوٹی دکھا دکھا کر اور اس کے بعد کہا نکل جاؤ یہاں سے **Where is God?** - کدھر ہے خدا تمہارا وہ خدا جس کو تم یاد کرتے ہو بات یہ ہے کہ طاقت مہیا کرو طاقت کی بڑی ضرورت ہے

ہر طرف آپ کے دشمن لگے ہوئے ہیں یہ خوش فہمیوں کا وقت نہیں ہے اپنے مجاہد کو بڑی دلیری کے ساتھ کہو ۔

اٹھ باندھ کمر کیوں ڈرتا ہے پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے ہم آپ کے ساتھ ہیں ہمارے مریدین اور متعلقین آپ کے ساتھ ہیں ہماری دلی ہمدردیاں آپ کے ساتھ ہیں مگر اس وقت جس وقت آپ خدا اور اس کے رسول کے ساتھ ہیں قرآن پاک نے فرمایا ان الحکم الا للہ حکومت کا حق کسی کو نہیں سوا اللہ کے۔ ایک نکتہ توحید کا جو ہے جس سے ہمارے علماء غافل ہیں یہ ہے کہ سب سے بڑی توحید یہ ہے کہ خدا کے لئے دو حق تسلیم کر لئے جائیں ایک حکومت کا حق صرف اللہ کو ہے کسی اور کو نہیں ہے دوسرے قانون اور دستور کا حق صرف اللہ کو ہے اس کے سوا کسی کو نہیں کیونکہ جس کی مخلوق ہے وہی اس کا قانون دان ہے اور وہی اس کا دستور ساز ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ذالک دین القیم۔ یہ قرآن و سنت جو ہے یہ دین ہے ایسا دین ایسا دستور جو خود قائم ہے جو اسے مانے گا اسے قائم کرے گا۔ پیارے صاحبو! اپنی عقل کی رائے کوئی چیز نہیں ہوتی خدا کی باتیں کرو خدا کی باتیں مضبوط ہیں اور ان میں کوئی ریب و شک نہیں ہم بڑے سے بڑے انسان ہی کیوں نہ ہوں بزرگ فرماتے ہیں۔ وما سمی الانسان الا نسیہ ولا القلب الا انه يتقلب۔ انسان کا نام انسان ہوا ہی اس واسطے ہے کہ وہ بھول جاتا ہے قلب کا نام قلب اسی واسطے ہے کہ یہ بدل جانے والا ہے اس لئے انسان کا قانون قانون نہیں قانون خدا ہے شان اس کی یہ ہے لاریب فیہ O

حضرات! اسلام سچا دین ہے سب سے پہلی جو تجویز ہماری ہے اپنی تجویزوں کو کامیاب

بنانے کے لئے ہم درویشوں کا اور ہم قادری، چشتی، سہروردی اور نقشبندیوں کا ایک ہی مشورہ ہے آپ کے لئے جرنیل صاحب! وہ یہ ہے کہ یقین محکم پیدا کرنا چاہئے ساری قوم کے تمام افراد اور ہر طبقہ کے لوگوں کو یقین محکم ہو اور اس کے ساتھ اپنے دین کو سچا سمجھ لیں کہ یہی یقین محکم ہو اور اس کے ساتھ اپنے دین کو سچا سمجھ لیں کہ یہی یقین محکم ہے اقبال صاحب کہتے ہیں ۷

ہے بے دینی سے بدتر بے یقینی

تمام کفار بے دین ہیں مگر ہم مسلمان چودہ سو برس سے بے یقین ہیں ہم کو اپنے دین پر یقین نہیں رہا اس واسطے ہم کبھی تو ابراہیم لنکن کی رائے کو کہتے ہیں کہ ہمارے ملک میں جمہوری نظام ہونا چاہئے اور کبھی ہم صدارتی اور کبھی پارلیمانی نظام چاہتے ہیں لیکن ان نظاموں نے ہمارا ستیاناس کر دیا ہے ہم اپنے گزرے ہوئے بھائیوں کے لئے دعا ضرور کریں گے ان کے چھوڑے ہوئے نقوش کو ضرور اس نظر تحقیر کے ساتھ دیکھیں گے کہ وہ نا کامیاب رہے ہیں دس سال میرے پڑوسی صدر صاحب کے نظام نے کامیابی نہیں کی اس کے بعد چھ سال کا عرصہ جو آپ نے دیکھا اور جو کچھ گزرا وہ آپ کے سامنے ہے دہرانے کی ضرورت نہیں اس لئے پھر اس طرف واپس آنا ہے کہ اسلام نے ہمیں کیا بتایا۔ میرے پیارے صاحبو! جزوی طور پر مسلمان بننے سے کبھی کوئی کامیاب نہیں ہو سکتا بتاؤ حق ہے کہ نہیں ہے کیا فرماتا ہے اسلام۔ یا ایہا الذین امنوا ادخلوا فی السلم كافة ولا تتبعوا خطوات الشیطان انه لکم عدو مبین ۲/۹۰ سورۃ بقرہ اے مسلمان کہلانے والو! پورے پورے اسلام میں آ جاؤ خدا کا اسلام ایسا نہیں کہ اس کا ایک حصہ تو قابل قبول ہے اور دوسرا قابل تردید ہے نہیں

پورا اسلام برحق ہے۔“ (مشائخ کانفرنس اسلام آباد)

حکیم و فقیہ و مفتی و دانشور ملت اسلامیہ پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی نے اپنے خطاب میں یہ فرمایا کہ ہماری کامیابی اور نجات کا واحد راستہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے برحق رسول ﷺ کی اطاعت اور خلیفہ برحق کی اطاعت کرنے میں ہے۔ تین چیزیں حکیم ملت نے واضح فرمائیں ایک اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور دوسری چیز اس کے پیارے حبیب معلم و مقصود کائنات ﷺ کی اطاعت اور تیسری چیز خلیفہ برحق کی اطاعت جو اولی الامر ہے اصل میں اطاعت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہے خلیفہ برحق کی اطاعت اللہ اور رسول کی اطاعت کے لئے ہے خود کوئی اطاعت نہیں اگر ہم خلیفہ کی اطاعت کریں گے تو وہ ہمیں اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم دیں گے اس کا اپنا حکم کوئی معنی نہیں رکھتا۔ حکیم ملت نے اس کے بعد صوبہ سرحد اور اپنے افغان بھائیوں کی داستان پیش کی کہ سرحد میں لوگ گاندھی اور نہرو کے قسیدے پڑھتے ہیں اور کافروں پر اعتماد کر کے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیا پھر جب روسی نواز افغانوں نے اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم کے لئے روس بھیجا اور جب وہ گریجویٹ بنے تو وہ دھریے بن کر دھرتی میں گریجویٹ ہوئے اور جب وہ واپس آئے تو اپنے اسلاف کے دین کو پس پشت ڈال دیا اور روسی افواج کو افغانستان میں داخل کرایا انہوں نے ان غیور پٹھانوں اور صوفیوں کی داڑھیوں کو مونڈ دیا اور ان کی تسبیح پگڑیاں اور جے جلائے اور ان کی خوب توہین کی اور پھر یہ بھی ان کو کہہ دیا گیا کہ یہاں سے نکل جاؤ آپ کا خدا کہاں ہے۔ اس حقیقت واضح کرنے کے بعد حکیم ملت نے دانشورانہ بیان جاری رکھا اور فرمایا کہ ہم اور ہمارے معتقدین و مریدین آپ کے ساتھ ہیں اور جنرل

صاحب کے ساتھ اس وقت ساتھ دیں گے جب جنرل صاحب خدا اور اس کے رسول کے ساتھ ہوں گے اور پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے علاوہ کسی دوسرے کا حکم نہیں ہے۔ قرآن مقدس کا صاف فیصلہ ہے ان الحکم الا للہ اور پھر اس نکتے کی طرف ان کا دھیان مبذول کرایا کہ توحید کے نکتے سے ہمارے گریجویٹ اور دانشور اور عوام و خواص غافل ہیں وہ نکتہ توحید یہ ہے کہ مسلمان کو لازم ہے کہ وہ دو حق تسلیم کرے ایک یہ ہے کہ ایک حکومت کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور دوسرا حق اللہ کے بنائے ہوئے دستور حق کا ہے اللہ کے سوا کسی کو کوئی حق نہیں کہ وہ قانون بنائے اس لئے کہ مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ان کے لئے قانون بھی وہی مقرر کر سکتے ہیں وہی اس کا قانون دان ہے اور وہی اس کا دستور ساز ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ذالک دین القیم۔ یہی مضبوط دین ہے اس دین و دستور میں کوئی شک نہیں قرآن مقدس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ذالک الکتاب لاریب فیہ یہ وہی کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ ہاں انسان خود غفلت میں ہیں اور ان تمام باتوں کو بھلا چکے ہیں کہ انسان خطا اور نسیان کا پتلا ہے تو معلوم ہوا کہ انسان کا قانون بھی قانون نہیں ہے قانون صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اب تجویز یہ ہے کہ ہم یہاں پر آئے ہوئے تمام مشائخ خواہ وہ قادری ہوں یا چشتی ہوں یا سہروردی یا نقش بندی کی طرف سے یہ تجویز ہے جنرل صاحب کو چاہئے کہ وہ یقین محکم پیدا کرے اور اپنے دین کو سچا سمجھے کہ یہی یقین محکم ہے علامہ اقبال کے شعر کا ایک مصرعہ پیش فرمایا کہ

ہے بے دینی سے بدتر بے یقینی

اور تمام کفار بے یقین ہیں اب اگر ہم ابراہیم لکن کی طرف دیکھیں کہ اس نے کیا

قانون بنایا کوئی دوسرے قانون دان کو تو پھر ہم صدارتی اور پارلیمانی نظام کی باتیں شروع کرتے ہیں اور ان تمام نظاموں نے ہمارے مسلمانوں کا ستیاناس کر دیا ہے ہم اگر جزوی طور پر بھی قرآن مقدس کو اپنا دستور بنالیں تو اس سے بھی کبھی ہم کامیاب نہیں ہو سکتے اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن مقدس میں صاف ارشاد فرمایا ہے کہ اے مسلمانو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ کیونکہ اسلام میں ایسا کوئی حکم نہیں کہ ایک حصہ کو مانو اور دوسرے حصہ کو چھوڑ دو پورا اسلام برحق ہے۔ اس کانفرنس میں آپ نے صدر مملکت اور مشائخ کرام کو وضاحت سے فرمایا ”حضرت عبداللہ بن سلام جس وقت مشرف بہ اسلام ہوئے تو انہوں نے ایک چھوٹی سی تجویز پیش کی آپ تفسیروں کو پڑھتے ہیں جانتے ہیں گریجویٹ حضرات تشریف فرما ہیں انہوں نے کہا کہ یہودی مذہب میں اونٹ کا گوشت ٹھیک نہیں تھا ممنوع تھا اب مسلمان ہونے کی صورت میں اونٹ کا گوشت کھانا تو فرض ہے نہیں تو یہ بہتر ہے کہ اس سے اجتناب کرے اس مذہب پر بھی عمل ہوگا اور اس میں کوئی بد عملی نہیں ہوتی تو ان کے بارے میں آیا کہ اسلام میں پورے پورے آ جاؤ معلوم ہوا کہ ایک بھی پتی اگر کم ہو تو وہ گل ہی نہیں۔

اے پیارے صاحبو! ڈرنے کا کوئی مقام نہیں میں نے کہا تھا اس وقت بھی اور اب بھی داتا صاحب کے دربار میں بھی کہا تھا اب پھر کہتا ہوں کہ اے ہمارے مجاہد صاحب! آپ کے لئے سب سے اچھا لقب نہ صدر ہے نہ مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر یہ آپ کے لئے سب سے عظیم اور سنہری لقب ہے مجاہد اسلام آؤ جہاد کے لئے آؤ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے اپنے رسول کو جاہد المشرکین مشرکوں سے جہاد کرو منافقین سے جہاد کرو اور وہ تم میں شدت پائیں تو اللہ کے رسول کو اللہ نے مجاہد کہہ کر پکارا ہے اور پھر ہمیں فرماتا

ہے جاہدوا فی سبیل اللہ . اللہ کی راہ میں جہاد کرو تو ہمارا طرہ امتیاز ہے اور حضور کی صحیح حدیث میں الجہاد ماضی الی یوم القیامۃ جہاد کبھی بھی ختم نہیں ہوتا جیسا کہ مرزا صاحب نے کہہ دیا تھا کہ یہ ختم ہے قلمی جہاد کرو۔ نہیں جب تک ہم مسلمان زندہ ہیں جہاد میں رہیں گے اور یہ جہاد ہر وقت ہے قلم سے جہاد زبان سے جہاد اور دولت اور مال سے جہاد یہ ملک آپ لوگوں کا اور آپ کے بزرگوں کا دیا ہوا ہے یہ آپ کے خون سے حاصل ہوا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں لیکن یاد رہے کہ آپ کے بزرگوں نے اس کے حاصل کرنے میں بھی پہل کی سیاست دان تو محمد علی اور شوکت علی یہ کہتے تھے کہ یہ ملک کسی طرح آزاد ہو جائے مگر نہ ہو سکا۔ جس کے سر خدا چاہے پگڑی بندھا دیتا ہے۔ جناح صاحب آئے ان کو خط لکھا تھا اقبال نے، میں صدی کا آدمی ہوں صدی کی باتیں کرتا ہوں ان کو لکھا تھا انگلینڈ میں کہ اے جناح صاحب آپ کے سوا کوئی شخص اس قوم کی قیادت نہیں کر سکتا وہ جس وقت آئے تو انہوں نے کام کیا وہ نہ حافظ تھے نہ صوفی تھے نہ سید صاحب تھے نہ قادری تھے نہ چشتی تھے نہ سہروردی تھے مگر اتفاق سے ہوا کیا کہ اللہ کی بے نیازی نے یہ کیا کہ تمام قادری چشتی سہروردی اور نقش بندی بزرگوں نے ان کی پیٹھ ٹھونک دی۔ (مشائخ کانفرنس اسلام آباد)

حکیم و فقیہ، مفتی ملت اسلامیہ پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی نے صدر سے یہ بھی فرمایا کہ اسلام میں اگر ہم پورے داخل ہوئے تو یہ ہمارے لئے کامیابی کا واحد علاج ہے اگر کوئی یہ کہے کہ چلو ہم پورے اسلام پر عمل نہیں کر سکتے تو جس پر ہم کر سکتے ہیں اس پر کریں گے تو آپ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ کا واقعہ ارشاد فرمایا کہ جب وہ مسلمان ہوئے انہوں نے ایک تجویز پیش کر دی اور وہ یہ کہ اونٹ کا گوشت

یہودی مذہب میں حرام ہے اور اسلام میں بھی اس گوشت کے نہ کھانے میں کوئی گناہ نہیں تو اگر میں اونٹ کا گوشت ترک کر دوں تو دونوں مذہبوں پر عمل ہوگا تب یہ آیت نازل ہوئی کہ اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور عبد اللہ بن سلام رضی اللہ کی تجویز مسترد ہوئی اس سے یہ معلوم ہوا کہ اگر ہم بھی یہ کہیں تو یہی حکم ہمارے لئے بھی ہے پھر آگے صدر مملکت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تمہارا وقار اس لقب میں نہیں کہ لوگ آپ کو مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کہیں یا صدر مملکت کہیں بلکہ تمہارا اچھا لقب مجاہد اسلام ہے اور مسلمانوں کے لئے ہر وقت جہاد میں رہنے کا حکم ہے حضور انور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جاہد المشرکین مشرکوں کے ساتھ جہاد کرو اور منافقین کے ساتھ بھی جہاد کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو مجاہد کے نام سے پکارا اور ہمیں بھی فرمایا گیا کہ جاہدوا فی سبیل اللہ کی راہ میں مجاہد رہو اور یہی جہاد کا حکم قیامت تک ہے اس کے بعد مشائخ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تمہارے مشائخ کرام نے اس ملک کو آزاد کرایا ہے اور حاصل کیا ہے اور انہوں نے کوشش کی کہ ہمارا ملک آزاد مملکت مسلم مملکت بن جائے جس کی بدولت پاکستان دنیا کے نشہ پر نمودار ہوا۔ پھر علامہ اقبال کا حوالہ دے کر فرمایا کہ علامہ محمد اقبال نے محمد علی جناح کو خط لکھا تھا جس وقت وہ انگلینڈ میں تھے آپ نے لکھا کہ یہاں کوئی شخص مسلمانوں کی قیادت نہیں کر سکتا اور آپ مسلمانوں کی قیادت کی صلاحیت رکھتے ہیں آپ آئے اور مسلمانوں کی قیادت سنبھالی۔ آپ تمام حضرات کو بخوبی علم ہے کہ محمد علی جناح نہ صوفی اور پیر تھے نہ عالم و فاضل اور نہ سید تھے بلکہ اس نے وہ کام کر کے دکھایا جو ابھی تک کسی نے نہیں کیا۔ آگے یہی محدث ہزاروی فرماتے ہیں کہ ”اللہ کے اس بندے نے بھی ان کا ساتھ دیا اور تمام

مشائخ خواہ سہروردی تھے یا قادری و چشتی یا نقش بندی تمام نے محمد علی جناح کا ساتھ دیا یعنی اس میں آپ نے اشارہ اپنی اور اپنے پیرومرشد پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کی طرف کیا۔ آگے آپ نے خطاب میں فرمایا اللہ کے اس بندے نے بھی ان کا ساتھ دیا اور ان کی پہلی تقریر آپ کو یاد ہوگی جس وقت کہ یہاں سرحد میں اور نگزیب وزیر اعلیٰ تھے انہوں نے کہا تھا کہ مجھے ہندوستان کے صوفیوں میں سے ایک بڑے صوفی نے تار بھیجا ہے کہ آپ کامیاب ہوں گے پاکستان بن جائے گا اس سے مراد امیر ملت سید جماعت علی شاہ تھے خدا نے جناح سے کام کرایا اور صوفیائے کرام ساتھ ہو گئے۔ اے پیارے صاحبو اور بزرگو! اے اللہ والو! اب وقت اس وقت سے زیادہ مشکل ہے کوئی ملک بنانا بھی مشکل ہوتا ہے مگر بنانے کے بعد اس کا سنبھالنا اور قائم رکھنا اس سے زیادہ دشوار ہوتا ہے اس وقت جب مانگی صاحب کے پاس جناح صاحب پشاور میں آئے تو شبیر صاحب ان کے ساتھ تھے مجھے مانگی صاحب نے کہا حضرت صاحب! مجھ سے یہ سارا کام آپ نے کرایا ہے آپ میرے استاد ہیں مجھے جناح صاحب سے بلا شرط ایک وعدہ لے دو کہ یہاں اسلام کا قانون ہوگا تو میں نے مانگی صاحب سے عرض کیا کہ پیر صاحب! یہ طریقہ نہیں ہے قرآن کریم ہمارے لئے نمونہ ہے وہ بتاتا یہ ہے پہلے خلافت کا اعلان پھر دستور ہوتا ہے کیونکہ رب نے فرمایا انی جاعل فی الارض خلیفہ اور پھر پیغمبر بھیجے اور ان پر کتابیں دستور کی نازل فرمائیں میں نے پشاور میں جناح صاحب سے کہا تو انہوں نے کہا پیر صاحب! آپ دہلی میں موجود نہیں تھے؟ جب گاندھی نہرو حسین احمد ابوالکلام آزاد اور ماؤنٹ بیٹن کے ساتھ یہ بات ہوئی تھی کہ اگر پاکستان تم نے بنایا تو اس میں قانون کیا ہوگا تو میں نے جواب

دیا تھا میں نے کہا جناح صاحب! آپ کا جواب یہ تھا کہ ہمارا قانون ۱۳۰۰ برس پہلے
خدا نے آسمان سے نازل کیا ہوا ہے یہ کتنا پیارا جواب تھا اب اس جواب کو ہر وقت ہم
یاد رکھیں بانی پاکستان کے یہ الفاظ سنہری ہیں ہمارے دل و دماغ پر رہنے چاہئیں۔

پیارے صاحبو! تنقید کا وقت نہیں ہے شکوے کا وقت نہیں ہے کمیاں ہم میں بھی ہیں
دوسروں میں بھی ہیں اور ہو سکتی ہیں ہر انسان میں کمی ہو سکتی ہے انسان کے اندر غلطیاں
بھی ہوتی ہیں اور خوبیاں بھی ہوتی ہیں کل میں ایک کتاب دیکھ رہا تھا اس میں حضرت
عمر بن عبدالعزیز جو ۹۹ھ میں خلیفہ بنے اور انہوں نے خلافت کے ٹوٹے ہوئے سلسلے
کو پھر بحال کیا وہ فرماتے ہیں کہ اگر ساری دنیا کے لوگ اپنے خبیثوں کو لے کر آئیں
اور ہمارے مسلمانوں کے ساتھ مقابلہ کریں تو ایک حجاج بن یوسف کے ساتھ ہم ان پر
فتح پالیں گے یعنی وہ ایسا برائے شخص ہے کہ تمام دنیا کے خبیثوں سے بدتر ہے مگر اس میں بھی
کچھ نیکیاں ہیں قرآن مجید پر اعراب اس نے لگائے سندھ کو اس نے فتح کیا مگر ایک
بزرگ فرماتے ہیں ایک شخص کی ساری دنیا کی نیکیاں ایک طرف ہوں مگر کسی مسلمان کا
ایک ناحق قتل اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔

تو اے صاحبو! انسان میں کمیاں ہوتی ہیں تنقید اعتراض یہ چھوڑ دینا چاہئے سچے دل
کے ساتھ سب لوگ اسلام کو اپنا سچا مذہب سمجھیں مشائخ سے لے کر اپنے مریدوں اور
عالم لوگوں تک سب سے میں نے کہا کہ اس وقت تک کوئی مسلمان ملک کامیاب نہیں
ہو سکتا جب تک اس میں خلافت قائم نہیں ہوتی؟ اور اقبال صاحب کہتے ہیں کہ اگر
ساری کافر طاقتوں کو ڈر ہے تو یہی کہ ٹوٹا ہوا تارا مہہ کامل نہ بن جائے۔ (مشائخ

کانفرنس اسلام آباد)

حکیم و فقیہ و مفتی و دانشور ملت اسلامیہ پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی نے اپنے مذکورہ بالا حصہ خطاب میں فرمایا کہ جناح صاحب جب پشاور آئے تھے تو انہوں نے اپنی زبان ترجمان سے کہا تھا کہ جب میں انگلینڈ میں تھا تو پنجاب کے بہت بڑے صوفی پیر صاحب نے مجھے تار بھیجا تھا اس سے مراد حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ تھے حضرت صاحب کی مراد یہ تھی کہ پاکستان بننے میں پیران طریقت نے بڑا اہم کردار ادا کیا ہے اور خصوصاً پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری اور پیر صاحب آف مانکی شریف اور خود حکیم ملت محدث ہزاروی رحمہم اللہ اجمعین نے قیام پاکستان کے لئے بڑا کام سرانجام دیا ہے پھر پیر صاحب نے یہ بھی واضح فرمایا کہ ہمارے تمام ساتھیوں کی وجہ سے پاکستان بنا۔ بنا آسان ہے لیکن اس کا سنبھالنا زیادہ مشکل ہے اور پھر اس کو قائم رکھنا اور بھی زیادہ دشوار ہے۔ صدر صاحب اور مشائخ کرام کے سامنے یہ بات واضح کی کہ جب جناح صاحب پشاور تشریف لائے اور پیر صاحب آف مانکی شریف نے مجھ سے یہ کہا کہ آپ کی وجہ سے میں نے یہ قربانیاں دی ہیں اب پاکستان بنا تو آپ جناح صاحب کو کہہ دیجئے کہ وہ میرے ساتھ وعدہ کریں کہ میں پاکستان میں اسلامی قانون نافذ کروں گا پیر صاحب نے فرمایا کہ میں نے اسے کہا کہ سب سے پہلے خلافت کا اعلان کرے اور بعد میں اسلامی دستور نافذ کرے جب میں نے جناح صاحب سے یہ کہا تو اس نے جواب میں کہا کہ دہلی میں جب گاندھی اور نہرو حسین احمد اور ابوالکلام آزاد اور ماؤنٹ بیٹن تمام موجود تھے ماؤنٹ بیٹن نے کہا کہ پاکستان تم نے بنایا ہے بتاؤ اس میں کون سا قانون ہوگا اس کے جواب میں محمد علی جناح نے کہا کہ آج سے تیرہ سو سال

پہلے جو قانون تھا وہی قانون ہوگا۔ معلوم ہوا کہ پاکستان اس وجہ سے بنا ہے کہ اس میں اسلامی قانون ہوگا اور اسلامی قانون خدا کا قانون ہوتا ہے جو پائیدار قانون اسے ہے۔ اس کے بعد پیر صاحب نے فرمایا کہ اب وقت تنقید کا نہیں ہے کہ لوگ تنقیدیں کریں ہر انسان میں نیکیاں بھی ہوتی ہیں اور برائیاں بھی اس کی مثال آپ نے حجاج بن یوسف کی دی کہ اس نے سندھ کو فتح کیا ہے اور قرآن مقدس پر اعراب لگائے ہیں یہ باتیں تو اچھی ہیں لیکن کسی کو ناحق قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ انسان میں بہت کمیاں ہیں ان کمیوں کی طرف نہیں دیکھنا چاہئے بلکہ یہ ضروری ہے کہ ان برائیوں سے اس کو آگاہ کرنا اچھا کام ہے اور مسلمانوں کی کامیابی خلافت و دستور اسلام میں ہے طاغوتی طاقتوں کو اس سے ڈر ہے کہ بقول اقبال کہ کبھی یہ ٹوٹا ہوا تارا ماہ کامل نہ بن جائے۔ اللہ کرے کہ اس خلافت کا پھر دور دورہ ہو اور مسلمانوں پر خلافت کا نظام رائج ہو اور یہ بات ممکن ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ ان کو پھر خلافت دے گا جس طرح پہلے لوگوں کو دی گئی تھی۔ قرب قیامت میں حضرت امام مہدی علیہ السلام بھی خلافت قائم کریں گے اور تمام دنیا میں اسلام ہی اسلام ہوگا کفر ٹوٹ جائے گا اور طاغوتی طاقتیں ختم ہو جائیں گی اسلام کا بول بالا ہوگا۔ اس خطاب میں حکیم ملت نے دانشورانہ انداز میں مزید فرمایا ”اے صاحبو! انسان کا قانون ناقص اور انسان خود ناقص ہے مگر اللہ تعالیٰ ناقص نہیں وہ کامل ہے اس کا قانون بھی کامل ہے وہ فرماتا ہے الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔ تو جس چیز کی طرف پہل کی ہے آپ کے مجاہد نے خداوند تعالیٰ

سے ہم دعا کریں گے کیونکہ اس کے حضور دعا ہی ہماری ان کی تعریف ہے۔ اے جرنیل! خداوند تعالیٰ نے تجھ سے یہ کام کرایا ہے تو خدا تجھے یہ توفیق دے کہ تو اس کی تشکیل بھی کر سکے۔ (آمین)

ہمیں تعریفیں کر کے ان کو غافل کرنے کے بجائے ان کو صحیح مشورہ دینا چاہئے اب قوم اس طرح کامیاب ہو سکتی ہے کہ تمام علماء اور مشائخ ان کے ساتھ تعاون کریں ان کے دست و بازو بن جائیں اور قوم کو سمجھائیں کہ ہم آہستہ آہستہ سب کام کریں گے قوم میں یہ اعتراض ہو رہے ہیں کہ یہ کیا ہے ایک یا دو احکام پر عمل ہے اور کوئی نہیں ہے تو کیا اس طرح اسلام نافذ ہو سکتا ہے کوئی یہ کہتا ہے کہ یہ طریقہ غلط ہے کچھ اور کہتا ہے اعتراض کرنا تو بڑا آسان ہے لیکن کام کرنا بہادری ہوتا ہے ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا ان کو اس کام میں نیکی کی توفیق دے اور ان سے ایسے کام ہوں جن سے ان کی تاریخ اور اس ملک کی تاریخ بن جائے اور آپ مشائخ کا آنا ان کے لئے ایک فال نیک ہو جائے ہمیں نہ اس چیز کی ضرورت ہے کہ ہم ان کی اچھی پر تکلف روٹیاں کھائیں نہ اس کی کہ ہم ان سے آنے جانے کے اخراجات لیں بلکہ اس چیز کی ضرورت ہے کہ جو نیک کام انہوں نے شروع کیا ہے ہم دعا کریں کہ خدا اس میں ان کو کامیاب بنائے اور اس ملک میں خدا کا قانون رائج ہو جائے۔

صاحبو! ہر چیز کا اپنا ایک محل ہوتا ہے اگر کوئی شخص ٹوپی پاؤں پر رکھے تو وہ بے محل ہے کوئی جوتی سر پر رکھے تو بے محل ہے قانون کا محل خلافت ہے مگر اس کے لئے فوری رائے بے سوچے سمجھے نہیں ہے بلکہ اس کے لئے کچھ شرائط اور طریقے ہیں آج کے دن میں دعا کروں اور آپ جو اللہ کے ولیوں کی اولاد یہاں بیٹھے ہوئے علماء اور مشائخ

ہیں آپ میرے ساتھ کہیں کہ اے اللہ ہمیں خلافت عطا فرما اے اللہ ہمیں خلیفہ عطا فرما
 اے اللہ ہمیں اسلام کا دستور عطا فرما اے اللہ ہم پر سے کفار کا یہ طعنہ دور کر دے کہ یہ
 مسلمانی کا دعویٰ کرتے ہیں اور ان کے اپنے ملک میں اسلامی قانون نہیں۔ آمین
 اے پیارے صاحبو! سب سے بڑا اہم کام یہ ہے کہ ہم اپنے معاشرے کو خود درست
 کریں ہم کیا کرتے ہیں کہ کسی کا ہاضمہ خراب ہے تو وہ کہتا ہے کہ پاکستان کی وجہ سے
 میرا ہاضمہ خراب ہے بھی ہاضمے میں پاکستان کا کیا دخل ہے سمگلنگ خود کرتے ہو گراں
 فروشی خود کرتے ہو ذخیرہ اندوزی خود کرتے ہو قتل و غارت خود کرتے ہو اور گلہ
 پاکستان سے کرتے ہو۔ میں اتنا کبھی نہیں بیٹھ سکتا ہوں سو سال کے قریب کا آدمی
 ہوں مگر میں اپنے اس مجاہد کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں
 وہ جو کہا گیا ہے کہ کس طرح ہم کامیاب ہو سکتے ہیں صرف اس طرح کامیاب ہو سکتے
 ہیں کہ اسلام پر یقین کریں اور اس طرح اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اختیار کریں
 انہوں نے اپنی گزشتہ تجاویز میں کہا تھا کہ فلاں چیز اچھی نہیں ہے جیسا کہ فیض الحسن
 صاحب نے اور دوسرے حضرات نے اور پیر کرم شاہ صاحب نے فرمایا تھا واقعی ایک
 بنیادی بات ہے وہ کسی پر تنقید نہیں مگر وہ ایک ایسی چیز ہے جس کا انکار آسمان کے نیچے
 اور زمین کے اوپر کوئی نہیں کر سکتا خدا نے اپنے ضابطہ کائنات قرآن مجید میں فرمایا ہے
 کہ گناہ بخشے جاتے ہیں حتیٰ کہ کفر بھی بخشا جاتا ہے مگر ایسا گناہ ایسا ہے جس کا قرآن نے
 ضابطہ دیا ہے کہ وہ ہرگز نہیں بخشا جاتا وہ کون سا گناہ ہے اس سے اپنے آپ کو اور اپنے
 بھائیوں کو بچانا چاہئے وہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی توہین کو نہیں

بخشتا۔ قرآن میں یہ آیت ہے **فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ** الخ۔ جنہوں نے آپ کی گستاخی کی ہے ہرگز اللہ ان کو نہیں بخشتے گا تو ہم اپنے بڑے بھائیوں کو بھائی سمجھتے ہوئے کہتے ہیں کہ تو ہیں رسول اللہ ﷺ کو قابل دست اندازی پولیس قرار دیا جائے مگر اللہ ہمارے بھائیوں کو اس سے بچائے تو ہیں رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی توہین بھی ہے اگر یہ بات اس طرح لیں کہ اگر صحابہ کی تعظیم ہے تو ان صحابہ کے آقا کی بھی تعظیم ہے اگر اہل بیت کی تعظیم ہے تو ان کے خالق و مالک کی بھی تعظیم ہے اس لئے اللہ اور رسول کی توہین سے اللہ تعالیٰ ہمارے بھائیوں کو بھی بچائے اور ہم کو بھی بچائے یہ تمام جرائم سے بڑا جرم ہے۔ اور اس کی وضاحت کرنی چاہیے تاکہ لوگوں کی تنقید کم ہو جائے۔ اس کے بعد دوسری چیز یہ کہ اے پیارے صاحبو کس طرح یہ تجاوز کار آمد اور آگے چل کر مفید ثابت ہو سکتی ہیں۔ ان پر ہم خود عمل کریں اور اپنے مریدوں سے عمل کرائیں۔ اپنے حلقہ اثر میں، معاشرے میں۔ اپنے خطبات جمعہ میں جماعتوں میں اور اپنے اجتماعات میں سب کو کہیں۔ ایک اور بات ضروری کہوں گا۔ کہ آپ صمیم قلب سے اس مجاہد کے لیے دعاء کریں۔ کہ اے پرورگار معصوم تو یہ نہیں معصوم ہم بھی نہیں۔ معصوم تو اللہ کا نبی ہے۔ اے اللہ تو اسے توفیق عطا فرما کہ جس طرح نیک بات کی طرف اس نے رخ کیا ہے۔ اے اللہ تو اسے کامیابی عطا فرما جب ہماری ہمدردیاں ہوں قرآن کریم نے ایک ضابطہ بیان کیا ہے۔ **تعاونوا علی البر والتقویٰ تعاون** کرو ایک دوسرے کے ساتھ نیکی اور اتقویٰ پر **ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان** گناہ اور دشمنی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو یہ ہمارے لئے ایک روشن

ضابطہ ہے۔ اور یہ تجویز ہے۔ تمام مشائخ کی طرف سے میں اپنے اس مجاہد پاکستا کی خدمت میں پیش کرتا ہوں کہ ہم کو اتحاد کی ضرورت ہے مگر اتحاد ایمان پر ہی ہو سکتا ہے۔ کفر پر اتحاد نہیں ہو سکتا اللہ تعالیٰ ہم سب کو کفر سے بچائے سب کو نفاق سے بچائے سب کو افتراق سے بچائے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو ایک عجیب ضابطہ کائنات بنایا ہے۔ یہ جو کل قرآن مجید کی چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیات ہیں۔ ان میں سے جناح صاحب نے صرف ایک آیت پر عمل کیا۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا اللہ کے دین کے رشتے کو مل کر تھام لو اور آپس میں تفرقے میں نہ پڑو تو معلوم ہوا اسلام میں تفرقے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ سب ہمارے بھائی ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان رکھو ایک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر اور ان کی تعظیم کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وتذروہ وتو قروہ دونوں باب تفعیل کے صیغے ہیں۔ اور تکرار کے ساتھ ہیں۔ انتہائے مبالغہ کا فائدہ دیتا ہے۔ یعنی ہر طرح ان کی تعظیم کرو تو معلوم ہوا کہ کسی طرح بھی ان کی توہین جائز نہیں۔ اور قرآن نے فرمایا ہے۔ کہ جس نے توہین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اگر تو بھی شفاعت کرنے آئے سارے ایک لاکھ چوبیس ہزار پینچسیر بھی ساتھ لے کر آئے ولی بھی ساتھ آئیں سارے فرشتے بھی آئیں فلن یغفر اللہ لہم ہرگز اللہ ان کو نہ بخشے گا تو خدا نے اپنی بخشش کا انکار اس تاکید سے کسی بات پر نہیں کیا۔ جو توہین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہے اللہ ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو اس جرم عظیم سے بچائے۔ آپ حضرات ارزانی بھی کریں یہ جو شکایتیں ہیں۔ گرانی کی اس میں ہمارا ہاتھ بھی ہے ہمارا کام

حکومت کا نہیں اس میں ہمارا بہت دخل ہے گرانی کے سلسلے میں علماء تقریریں کریں۔ اور عوام کو سمجھائیں کہ یہ آپ حضرات کا ملک ہے اس کا نفع اور نقصان آپ کا اپنا نفع ہے آپ اس ملک کے مالک ہیں کسی گھر کا مالک اپنے ہی گھر میں بددیانتی سے کوئی چیز چراتا یا ضائع نہیں کرتا جب ملک کا معاملہ ہو تو پورے ملک کو ایک گھر کی طرح سمجھیں پھر انشاء اللہ تعالیٰ چوری اور بددیانتی نہیں ہوگی۔ حضرات میں بوڑھا آدمی ہو سو سال کے قریب میری عمر ہے۔ معاف رکھنا اس سے زیادہ وقت میں لینا نہیں چاہتا یہ کام کی باتیں ہیں آپ کو ایک اور نیک ہونا چاہیے۔ (مشائخ کانفرنس اسلام آباد)

قارئین کے لئے یہ عرض ہے کہ ایسی ہی کانفرنس ۲۱ ستمبر ۱۹۸۰ء میں اسلام آباد میں جنرل محمد ضیاء الحق نے مشائخ کانفرنس منعقد کی تھی اور حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اس کانفرنس میں شمولیت کی دعوت دی تھی۔ آپ نے یہ دعوت قبول فرمائی اور ۲۱ ستمبر ۱۹۸۰ء کو آپ اسلام آباد تشریف لے گئے۔ آپ نے کرسی صدارت پر بیٹھ کر پچیس منٹ یہ عارفانہ عالمانہ دانشورانہ خطاب فرمایا۔ حاکم وقت کے سامنے حقائق بیان کئے اور کسی کی بھی پرواہ نہ کی۔ صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق اور تمام دانشور اور مشائخ کرام بھی موجود تھے۔ ان کو بھی نصیحت کی کہ اگر آپ دین کے لئے کچھ کام کرنا چاہتے ہو۔ تو صرف یہی ہے کہ خلافت اور دستور اسلام کے لئے کام کرو۔

حکیم ملت بحیثیت مؤرخ

تاریخ ہمارے مسلمانوں میں ایک اہم حیثیت رکھتی ہے۔ ہمارے اسلاف میں بھی تاریخ دانی عروج پر تھی اگر تابعین کی طرف دیکھیں۔ یا تبع تابعین صحابہ کرام کی طرف نظر کریں تو ہمیں تاریخ کے اہمیت معلوم ہوگی۔ تاریخ کے ماہرین کو تاریخ دان کہتے ہیں یا مورخین آپ نے دیکھا ہوگا۔ کہ احادیث نبویہ جن حضرات سے نقل کی گئی ہیں۔ اور جنہوں نے روایت کی ہیں علماء و مشائخ ان تمام راویوں کے متعلق معلومات حاصل کر کے ان کی تاریخ مرتب کی ہے۔ مثلاً علامہ ابن حجر عسقلانی نے تہذیب التہذیب لکھی ہے۔ یہ اسماء الرجال بڑے پائے کی کتاب ہے محدثین نے اس کتاب سے بہت کچھ اخذ کیا ہے۔ اس طرح تقریب التہذیب یا میزان الاعتدال یا الجرح والتعديل کتابیں ہیں اس طرح صاحب مشکوٰۃ نے اسماء الرجال کی بھی کتاب لکھی ہے اور آپ کی لکھی ہوئی کتاب مشکوٰۃ المصابیح کے آخر میں وہ کتاب منسلک ہے اس طرح تاریخ میں حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ تالیف کی ہے جو کہ تاریخ کی کتابوں میں بہت اہمیت والی کتاب ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تاریخ کبیر اور تاریخ مکہ اور تاریخ مدینہ تاریخ شام تاریخ فرشتہ اور سفر نامہ ابن بطوطہ تاریخ ابن ہشام وغیرہ مشہور ہیں۔ سیرت کی کتابیں بھی تاریخ میں شامل ہیں۔ پیر محمد کرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ضیاء البنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سات جلدوں میں لکھی ہے اس طرح پروفیسر محمد طاہر القادری نے تاریخ سیرت الرسول ۱۰ جلدوں میں لکھی ہے۔ جو کہ مسلمانوں کے

لئے ایک انمول تحفہ سے کم نہیں۔ بزرگان دین پر لکھی ہوئی کتابیں بھی تاریخ میں مشہور ہیں مثلاً تذکرۃ الاولیاء بابا فرید الدین عطاء رحمۃ اللہ علیہ یا فحیات الانس یا روحانی رابطہ تذکرہ علماء و مشائخ سرحد وغیرہ کتابیں بھی تاریخ میں شامل ہیں۔ مفتی غلام سرور لاہوری کی کتاب خزینۃ الاصفیاء بھی تاریخ میں شامل ہے۔ ہمارے پیرو مرشد چونکہ جامع العلوم تھے۔ اس لئے آپ بھی اس صنف میں کسی سے پیچھے نہیں۔ آپ نے اپنی مشہور تالیف جامع الخیرات شریف کے آخر میں بزرگان دین کی تاریخ میں باب مرتب کیا ہے۔ جو اس کتاب میں آپ کے آباء و اجداد کے بیان میں وہ حوالے درج ہو چکے ہیں۔ اس طرح اگر آپ صحیفہ تحقیقات مطالعہ کریں گے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ حضرت محدث ہزاروی نے اس سلسلہ میں بہت کچھ لکھا ہے۔ نجدیوں خارجیوں ناصبیوں کی تاریخ عوام اور خواص کے سامنے پیش کی ہے۔ سفر نامہ محمودی بھی آپ پر لکھی ہوئی تاریخی کتاب ہے۔ پڑھنے کے قابل ہے۔ اب ان تاریخی کتابوں سے قارئین کے لئے بطور نمونہ چند اقتباسات پیش کئے جائیں گے۔ امید واثق ہے کہ قارئین کے لئے بھی دلچسپی کا باعث ہوں گے۔ صحیفہ تحقیقات میں ابن تیمیہ جو فرقہ خوارج کے گروہ کا سرغنہ تسلیم کیا جاتا ہے کے متعلق حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے جو تحریر کیا ہے۔ وہ درج کیا جاتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ مسئلہ شفاعت حقہ سے منکر ہونے والے مسلم منکرین سے پہلا شخص ابن تیمیہ ہے جو ۶۶۱ھ/۱۲۶۲ء میں پیدا ہو کر ۷۲۸ھ/۱۳۲۷ء میں بہت سے مسلمانوں کے عقائد میں خلل و فتور ڈال کر خوفناک اور عبرتناک انجام سے فوت ہوا پہلے صحیح عقیدہ علماء سے کچھ علم پڑھا ان کے جوتوں کا صدقہ بعض مضامین یا رسائل اچھے اس سے ظہور میں آئے

مگر فطرت غالب آئے بغیر نہیں رہتی آخر اس نے خوارج کے درسوں اور مجلسوں میں رہنا سہنا اختیار کیا ان کا رنگ اتنا غالب آیا کہ انبیاء اولیاء کی دشمنی و اہانت پر کمر بندھی ان کے ماننے والوں کو مشرک و کافر بتانا شروع کیا حتیٰ کہ تمام نیک بندوں اور دین اسلام کی مخالفت اس کے رگ و پے میں سرایت کر گئی حتیٰ کہ چاروں مذاہب حق اہل سنت جماعت کی تردید ناحق کرنا اس نے اپنا دین و ایمان ٹھان لیا کتاب التوحید لکھی مسئلہ شفاعت سے منکر ہو کر کتاب الوسیلہ لکھی کفار اور بتوں کے حق میں جو آیات آئی ہیں وہ مؤمنین پر اور انبیاء کرام پر چسپاں کرتا۔ غرض اس کی تکفیر کا دائرہ اتنا وسیع ہوا کہ تمام صالحین مؤمنین حتیٰ کہ ملائکہ تک کو کافر مشرک کہہ دیا۔ (معاذ اللہ) آخر مصر کے قاضی القضاہ شیخ برہان الدین اور حضرت امام تقی الدین سبکی وغیرہ علماء و مشائخ اسلام نے اس کی ایسی تردید کی کہ لا جواب محض رہا مگر بد عقیدگی سے باز نہ آیا قاضی القضاہ و تقی الدین وغیرہ علماء اسلام نے اسے شاہی حکم سے دربار کے مجمع عام میں لا کر پوچھا تب اس کے باطل عقیدے سب پر ظاہر ہو گئے اسی وجہ سے کئی بار قید و بند میں رہا مگر وہ اپنے غیر اسلامی عقیدوں سے باز نہ آیا بلکہ صاف کہہ دیا جو شخص حضور نبی پاک ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کو جاوے کافر ہے۔ (معاذ اللہ) قاضی القضاہ نے پارہ ۵ النساء آیت ۶۴ پڑھ کر پھر حدیث پڑھی کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے من زار قبری و جبت له شفاعتی جو مومن زیارت کرے میری قبر کی واجب ہوئی اس کے واسطے میری شفاعت مگر اس نے کہا بے شک یہ سب کچھ ہے مگر میرا عقیدہ ہے کہ وہ مشرک اور کافر ہے۔ (معاذ اللہ) تب قاضی القضاہ نے وہ حدیث پڑھی کہ جس میں ہے ستر ہزار فرشتے صبح اور ستر ہزار فرشتے شام تازہ بتازہ مزار اقدس پر آتے رہتے ہیں۔ ابن

تیمیہ نے سنتے ہی کہا وہ بھی سب کافر ہیں۔ (معاذ اللہ) غرض ایسے ایسے غیر مسلمانہ ناپاک کفری عقیدوں سے باز نہ آنے پر قاضی القضاہ نے اس کے قتل کا حکم علماء اسلام کے اتفاق کے ساتھ صادر فرمایا۔ نہایت ذلت اور عبرت ناک موت سے مارا گیا بغیر جنازہ اور بغیر کفن دفن نعش اس کی پڑی رہی یہ پہلا شخص ہے جس نے خوارج بلکہ ان سے بھی بدترین قسم کے غیر مسلمانہ عقائد و خیالات کو مسلمانوں میں تقریراً تحریراً پھیلایا اور نہایت دور اندیشی سے اس مہم کو سرانجام دیا غیر مسلموں کا وہ مسلم نما گروہ جو اوائل اسلام سے ساتویں صدی کے نصف آخر تک اس منصوبہ پر کہ جس طرح بن پڑے امت مسلمہ کی وحدت و اتحاد کو قائم نہ رہنے دیا جائے عمل پیرا رہا اس مسلم نما دشمن اسلام گروہ کا مجتہد مجدد و امام و مقنن ابن تیمیہ ہے امت مسلمہ کی وحدت اور اخوت و اتحاد کا سب سے بڑا موجب وہ اعتقادات وہ اسلامیہ تھے جو اولہ اربعہ پر مبنی ہیں ابن تیمیہ نے ان میں انتشار و فساد و فتنہ ڈالنے کے لئے آیات و احادیث میں اس قسم کا تصرف و دخل دیا کہ آئندہ چل کر سینکڑوں فرقے امت میں بن جائیں۔ اور علمی اختلافات کے پردہ میں ملت بیضابآسانی تتر بتر کی جاسکے۔ (معاذ اللہ) چنانچہ آج سوائے اہل سنت و جماعت صوفیاء کرام کے باقی جتنے بھی فرقے ہیں مسلم نمائی کے پردہ میں اسلام کے دشمن ہیں وہ سب اسی کے مرہون منت و تلمیذ و پیرو مقلد ہیں اور یہ سب اسی کی ڈالی ہوئی داغ بیل ہے مسلم نما فرقوں کے اس مجدد اور دشمنان اسلام کے اس مجتہد ابن تیمیہ نے اصل الاصول یہ مقرر کیا ہے کہ ظاہر قیامت پر ایمان اور توحید و اسلام کے دعوے و اعلان کا نقاب و حجاب ہرگز اوپر سے نہ اتارنا ورنہ اصلیت کھل کر فوراً راز نفاق سب پر آشکارہ ہو جائے گا اس نمائشی دعوے کے پردہ میں توحید کے نام سے انبیاء و

اولیاء سے مسلمانوں کو ایسا متنفر کر دو کہ ان کی تعظیم اور ماننے کو بدعت سے شروع کر کے خالص شرک و کفر بتا کر چھوڑو۔ اسلام و توحید کے اس نمائشی دعوے سے یہ فائدہ ہوگا کہ سادہ لوح بے تحقیق مان جائیں گے جو کچھ ان کو اس دعویٰ و نمائش کے ساتھ بتایا بقاعدہ کلمۃ حق اُرید بہ الباطل پھر اگر کوئی علماء اسلام سے ہماری تردید و مقابلہ پر کمر باندھے گا تو اسے یوں تفرقہ باز و بدعت و شرک کا حامی کہہ کر بدنام کیا جاسکے گا اور اس نقاب توحید و اسلام میں ہمارا مقابلہ دشوار تر ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ابن تیمیہ کے پیرواسی کی طرح جس ملک میں ہوں اس ملک کے باشندوں کے نقاب و رویہ کے اندر چھپ کر اپنے عقائد کے جراثیم سے ان کے ایمان و مذہب کی صحت کو علیل بناتے بناتے آخر ختم کر کے دم لیتے ہیں حرین شریفین میں ان کے پیرو نجدیوں نے جو کچھ گمراہیاں زلازل و فتن برپا کئے ہیں وہ فلسطین، جاوا، انڈونیشیا، سکھ شاہی میں پنجاب، سرحد اور ہندو شاہی میں بہار اور جونا گڑھ حیدرآباد اور کشمیر وغیرہ میں مسلمانوں پر جو مظالم کئے گئے ہیں ان سے کسی طرح کم نہیں چنانچہ ان کے حالات اور تفصیل اجمال کی صورت میں متعدد اور معتبر کتب میں لکھے ہیں امام ابن حجر اور امام تقی الدین سبکی اور دیگر علماء حرین شریفین نے متعدد کتب و رسائل میں اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں مثلاً الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ اور ہدیہ مکیہ شریفہ اور شفاء السقام اور فتاویٰ ابن حجر مکی اور سیف چشتیائی اور عمران القلوب اور انوار الہیہ اور وسیلہ جلیلہ زاد اللیب فی ذکر الحبیب اور روح التفاسیر اور فتاویٰ درد المختار شامی اور قرن الشیطان تاریخ وہابیہ کتاب المارقین من الدین، شمول الوہابیہ فی سلک النجدیہ، جبل متین وغیرہ (صحیفہ تحقیقات صفحہ ۱۴۰) حکیم ملت پیرسید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے وہابی مسلک

کے بانی ابن تیمیہ کی تاریخ اور عقائد مسلمانوں کے سامنے تاریخی لحاظ سے پیش کئے اور یہ بتایا کہ اسلام میں رخنہ اندازی ابن تیمیہ نے ڈالی اور عوام کے ذہنوں میں شکوک اور شبہات کے جراثیم ڈال دیئے۔ آپ نے اس کتاب میں وہابیوں کی تاریخ مرتب کی اور فرمایا کہ اس فرقہ کا سب سے پہلا بانی ابن تیمیہ ہے اور یہ شخص ۱۲۶۲ء، ۶۶ھ میں پیدا ہوا اور ۱۳۲۷ء، ۷۲۸ھ میں فوت ہوا۔ اس وقت کے علماء حق نے اس کے ساتھ مناظرے کئے اور اس کو مبہوط کیا اس نے توبہ کی لیکن پھر اپنے بد عقیدے کا پرچار شروع کیا یہاں تک کہ مصر کے قاضی القضاہ نے اس کے قتل کرنے کا فتویٰ صادر کیا۔ امام سبکی نے شفاء السقام نامی کتاب ابن تیمیہ کے رد میں لکھی۔ مورخ اسلام حکیم ملت پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی اس فرقہ کے متعلق تاریخی شواہد لکھ کر فرماتے ہیں ابن تیمیہ کے بعد قاضی شوکانی اس کا قائم مقام نکلا پھر ابن تیمیہ کا شاگرد ابن قیم اپنے استاد کا جانشین بنا اسی اصول و قاعدہ کے مطابق اپنے اصلی مذہب کی نشر و اشاعت کے لئے کئی ایک بظاہر اچھی لگنے والی باتیں بھی کر کے اپنے عقائد کو فروغ دیتے رہے تا آنکہ متعدد اسلامی ممالک میں انواع و اقسام سے ایسے عقائد خارجہ کو تقریر تحریر میں داخل کر لیا گیا اور بڑے حیلے اور بندوبست کئے گئے مگر تمام مقاموں سے نجد کی زمین نے اس مذہب و عقیدہ کی ہر چیز کو اس طرح اپنایا کہ گویا وہ اسی جسم کی روح تھی یا اس بدن کی جان چنانچہ ۱۶۹۱ء میں بمقام عین نجد میں ابن عبدالوہاب پیدا ہوا وہی ابن تیمیہ والی نمائش تقلید میں حنبلی کہلاتے والد نے اس مذہب خاص کی بڑے اہتمام سے تعلیم دلوائی استاد اتفاق سے ایسے ہاتھ لگے کہ ابن تیمیہ کی زبان آنکھیں دل و دماغ پائے ہوئے تھے جنہوں نے اس مذہب کے بانی اول ابن تیمیہ کے فکر و نظر و اعتقاد عمل کا بانی

ثانی یا مجدد دوم اسے بنایا۔ آئمہ اسلام کی تحقیقات کو بدعت شرک کفر وغیرہ سے موسوم کر کے جو اپنے خیال میں آتا وہی دین بن جاتا اس روش و خیال والوں کی قسمت کے دن پھرے تھے کہ غول کے غول اطراف و جوانب سے پہنچ کر ایک اس مذہب کا تبلیغی گروہ بن گیا رئیس شہر نے اس کو ایک نیا فتنہ جان کر زجر و تنبیہ کی ابن عبدالوہاب نجدی کو شہر چھوڑنا پڑا صریحہ میں اپنے ہم عقیدہ محمد بن سعد کے پاس پناہ لی آخر اس نے اپنی لڑکی سے اس کی شادی کر دی اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عبدالعزیز رکھا اس نے بھی اس مذہب کو باپ سے بھی عمدہ مانا ابن عبدالوہاب کی تعلیم و تربیت ہی ابن تیمیہ کے خود ساختہ اصولوں اور تجویز کے عین مطابق ہوئی تھی لہذا وہ کتاب و سنت کا دلدادہ ہونے کا اظہار کر کے عوام مومنین اہل اسلام کو بات بات میں مشرک کافر کہتا حتیٰ کہ آئمہ مجتہدین اہل سنت پر بھی ایسے ہی فتوے اور الزام دھرے نیز ابن سعد کے رشتہ سے اسے کافی قوت حاصل ہو گئی اس کے لڑکے نے تو اپنے مذہب و ہابی نجدی کا نام عوام اہل اسلام کے درغلانے اور اپنے عقائد خارجیہ کو فروغ دینے کے لئے محمدی مذہب رکھاتا کہ لوگ جانیں کہ حضور نبی علیہ السلام کی نسبت ہے اور حالانکہ یہ نسبت محمد ابن عبدالوہاب نجدی کی جانب تھی۔ ۶۵ء عبدالعزیز نے اپنے تسلط کو جزیرہ نمائے عرب شریف میں کافی بڑھایا محبوبان خدا کی حسن عقیدت ہی کو شرک و کفر ٹھہرا کر اہل ایمان پر عرصہ حیات تنگ کیا جاتا انبیاء اولیاء کی تعظیم و نسبت کے سوا گویا شرک و کفر کسی اور چیز کا نام ہی نہ تھا بد عقیدگی کو جدید لذیذ اور ہر باطل کو اہل باطل سے ایک فطری نسبت و علاقہ ہوتا ہے کہ معمول سے ہی اس نئے مذہب کا شیوع ایسی فطرت والوں میں ظاہر ہے کہ کیسا کچھ تیزی اور سرعت سے ہوتا ہے طرفہ برائیں جب کہ اسے

ہو دینے میں حکومت و سلطنت بھی چوٹی ایڑی کا زور لگا رہی ہو بس کیا تھا کہ یہ تخیل ہی تو حید اور مذہب و اسلام و دین زعم کر لیا گیا باقی اہل اسلام و ایمان واجب القتل قرار پائے جان و مال آبرو بچانا ان کے لئے ممکن نہ رہا مقامات مقدسہ اور بزرگان دین کے مزارات و مقابر وغیرہ شعائر اللہ کو اوٹان اور اصنام سے بدترین بتا کر ان کو نیست و نابود کرنا تو ان کے دین و مذہب کی اصل بنیاد مانی گئی تھی بالآخر ۱۸۰ء میں عبدالعزیز مارا گیا۔ (صحیفہ تحقیقات صفحہ ۱۵۶) اس فرقہ و ہابیہ کی ترویج اور توسیع میں جن لوگوں نے اہم کردار ادا کیا ہے مورخ اسلام حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اس تاریخی کتاب میں ان کے متعلق مزید وضاحت کر کے لکھتے ہیں ”عبدالعزیز کا جانشین اس کا بڑا لڑکا سعد ہوا یہ سب سے زیادہ اس وہابی خارجی مذہب کا دلدادہ اور حمایتی نکلا جس مذہب کا نام دور اندیشی سے محمدی مذہب سے ظاہر کیا جاتا اس کی بداعتقادی اور حکومت کے زور سے عرب کے بہت سے لوگ ان کے ساتھ مل گئے فوج اور قوت بنا کر ترکوں سے لڑائیاں لڑیں اسلام کے نام سے کافی فروغ میسر آیا پاؤں جمتے ہی کر بلا معلیٰ پر لشکر کشی کی اس فرقہ کا اصول متفقہ و مسلمہ قاعدہ اور بنیادی عقیدہ ہے کہ انبیاء اولیاء کی عزت ادب محبت والی ساری باتیں بدعت شرک، کفر و ضلالت ہے حتیٰ کہ اگرچہ وہ امر کتاب و سنت اجماع و قیاس سے ثابت ہو (معاذ اللہ) اور یہ عقیدہ و اصول ان کے ہر ایک فرد میں گویا اس کی فطرت اور پیدائشی طبیعت ہے۔“

(صحیفہ تحقیقات صفحہ ۱۵۶) یہی مورخ اسلام مزید تحریر فرماتے ہیں ”الغرض سعد نے ان تمام مقامات مقدسہ کی تخریب و انہدام اور برباد کر ڈالنے کا مصمم ارادہ کر لیا جن میں انبیاء اولیاء کے متعلق کوئی اکرام عزت کی بات ہو اور ان ساری نسبت والی باتوں اور

جگہوں کو بھی تخت و تاراج کرنا اور ان یادگار آثاروں کو نیست و نابود کر ڈالنا اپنے مذہب اور مملکت کا نصب العین اور مقصد واحد قرار دیا ترکوں کے ساتھ لڑائیاں لڑیں پھر کربلا معلیٰ پر قبضہ کر کے وہاں کے مزارات وغیرہ مقامات مقدسہ کی وہ بے حرمتی کہ جو کسی مسلمان سے متوقع نہیں ہو سکتی سب سامان جلایا گیا عمارات منہدم کر دی گئی وہاں کے رہنے والوں کے مال و جان آبرو کچھ بھی محفوظ نہ تھے۔ ۱۸۰۳ء میں سعد مکہ معظمہ آیا یہاں بھی اپنے مذہب و عقائد کے موافق اہل اسلام پر بات بات پر شرک کفر تھوپ کر ان سے کافرانہ سلوک کئے گئے یہ ۱۲۱۸ھ کے واقع سے ہے پھر ۱۸۰۳ء میں مدینہ طیبہ پر لشکر کشی کی تمام مقامات مقدسہ کے علاوہ وہ خود حرم اقدس کو معاذ اللہ نیست و نابود کرنا اپنے دین و مذہب کا فرض اولین قرار دیا اہل اسلام کو جان مال آبرو کی تباہی میں وہابی فوج کو اذن عام تھا وہ کچھ ہوا جو کہنے سننے کا نہیں سا لہا سال کی امنگوں کے نکالنے پر پورا کرنے کا وقت پایا تھا لہذا دل کے زہرا گلنے کا وقت تھا اپنے مذہبی جوش کے ظاہر کرنے کا موقع ملا پھر کیا تھا کوئی مقبرہ گرائے بغیر نہ چھوڑا آثار و یادگاروں پر ان کی تخت و تاراج سکھا شاہی کی آئینہ دار تھی تو انبیاء اولیاء سے نسبت و تعلق رکھنے والے مومنین پر تاتاری چنگیزی اور ہلاکو اور ہندوؤں کے مظالم کا مظاہرہ کر رہے تھے اس اپنے خود ساختہ ابن تیمیہ کے پرواختہ مذہب کا نام نجدیہ نے محمدی مذہب رکھا جس کی نسبت ابن عبد الوہاب نجدی سے ہے نہ کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے۔ (صحیفہ تحقیقات صفحہ ۱۶۰) مورخ اسلام اس فرقہ کی تاریخ کے متعلق مزید لکھتے ہیں ”الغرض مسلمانوں کے صدہا سالوں کے اجماعی اور متفقہ قطعی الثبوت عقائد میں تفرقہ ڈال کر ملت اسلامیہ کے معاشرہ کو دینی و سیاسی تباہی کا موجب بن رہے ہیں اسلئے سلطان ترکی

نے ان کی سرکوبی کی مہم کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ علی پاشا ترکی فوج لے کر وہابیہ نجدیہ کی سرکوبی کو نکلا دو تین خون ریز جنگوں کے بعد مکہ شریف اور مدینہ طیبہ کو وہابیہ نجدیہ کے بے پناہ مظالم سے چھڑا لیا اور حرین طیبین کی پھر سب خدمات اپنے ذمہ لے لیں۔

سعد مر گیا ۱۸۱۴ء اس کا بیٹا عبداللہ نجدی بقیہ حکومت کا والی بنا اور متفرق فوج کو پھر جمع کر کے ابراہیم پاشا ترکی افسر سے مزاحمت کی عین میدان جنگ میں گرفتار کر لیا گیا اور قسطنطنیہ میں بھیجا گیا وہاں اس سے اس کے عقائد وہابیہ کے اقرار پر ۱۸۱۸ء میں ۱۹ دسمبر کو مسجد صوفیہ میں اس کی گردن اڑادی گئی۔ عبداللہ وہابی نجدی کے بعد اس کا بیٹا ادھر ادھر مارا پھرا آخر ریاض میں پکڑا یہ دریافت پر وہی ابن تیمیہ کے اتباع وہابیہ نجدیہ کے پشتینی غیر اسلامی عقائد کا اقرار کیا اور باغی اسلام قرار دے کر قتل کیا گیا۔ پھر عبداللہ کا پوتا فضل ۱۸۳۰ء میں وہابی نجدی حکومت کا متولی بنا اور ریاض کو اپنے باپ کی قتل گاہ کو اپنی نجدی وہابی حکومت کا دارالخلافہ بنایا جہاں تک ہاتھ پہنچ پایا اسلامی یادگاروں کو بنی مقامات مقدسہ کو منہدم کراتا رہا انگریزوں سے خوب ساز باز کیا۔

۱۸۸۶ء میں قتل وہابی نجدی مر گیا اور اس کا جانشین عبداللہ نامی اس کا بیٹا ہوا اب تمام عالم اہل اسلام کو اتحاد چاہئے۔ (صحیفہ تحقیقات صفحہ ۱۶۸) آگے یہی مورخ اسلام ہندوستان میں وہابی مذہب کے متعلق تحریر کرتے ہیں ”ملا اسماعیل نے اپنے آپ کو سید احمد بریلوی کا مرید ظاہر کیا اور دوسروں کو بھی اسی نام و نسبت سے اپنے فرقہ میں ملا کر اپنے عقائد سے آلودہ کیا اس نے اپنے امیر کی یا بظاہر پیر کی اتباع و پیروی و تعمیل میں متعدد کتابیں اور رسالے لکھے اس وہابی تحریک کا نام جس طرح نجد میں محمدی مذہب رکھا گیا تھا ہند میں جہاد رکھا گیا شامل ہونے والوں کو مجاہدین کہا جاتا کیونکہ یہاں کے

ماحول کے پیش نظر یہی نام مقدس خیال کیا جاسکتا تھا شمال ہند میں اس وہابی تحریک کو تحریک جہاد کے نام سے اٹھایا گیا عام لوگوں پر یہ ظاہر کیا گیا کہ پنجاب اور سرحد میں سکھوں نے مسلمانوں پر جو مظالم روار کھے ہوئے ہیں جن سے کہ ملک کا طول و عرض آشنا ہے ان مظالم سے مسلمانوں کو نجات دلانا ہمارا مقصود ہے اور ہماری تحریک تحریک جہاد ہے اور کہیں یہ ظاہر کیا گیا کہ سکھوں اور انگریزوں سے ملک کو آزاد کرانا ہمارا مقصد اصلی ہے اس نام سے مسلمانوں نے دل کھول کر مالی جانی امداد دینا شروع کی کیوں کہ سکھوں کے مظالم ایسی درندگی بربریت کے مظاہرے تھے جو کہ ایک انتہائے ستم شعار اور ظلم کش درندہ حکومت میں ہو سکتے ہیں ملا اسماعیل دہلوی کا ابتداء سے آخر تک ہمیشہ یہی فتویٰ علی الاعلان رہا کہ انگریز حکومت سے ہمیں کچھ اختلاف نہیں نہ ان کے کسی امر سے ہم کو اختلاف ہے بلکہ مذہبی طور پر بھی ان کے خلاف جہاد ہم پر واجب نہیں“ (دیکھو حیات طیبہ از مرزا حیرت دہلوی) آگے تحریر فرماتے ہیں ”حکومت و امارت کی خوابوں کی تعبیر سوچ کر دو مہریں تیار کرائی گئیں سید احمد کی مہر پر کندہ تھا اسمہ احمد ملا اسماعیل دہلوی کی مہر پر کندہ تھا واذ کرنی الکتاب اسماعیل یہ بھی اسی اصول پر نبوت کے دعویٰ کی بنیاد تھی اور ایک آیت کا ٹکڑا لے کر قطع و برید کی مگر تقدیر کا لکھا پیش آیا۔ حدود پشاور وغیرہ میں وہابی مجاہدین نے اہل اسلام کے ساتھ وہ کچھ کیا جس کے بعد اہل اسلام نے سب سے اول انہی کا خاتمہ کر ڈالا۔“ (صحیفہ تحقیقات صفحہ ۱۲۲) یہی مورخ اسلام ملا اسماعیل کے عقائد کے متعلق لکھتے ہیں ”بعد نماز بمقام بالا کوٹ ۱۸۳۱ء کو ملا اسماعیل وہابی دہلوی نے اسلام کے نام پر جان و مال نثار کرنے والے سچے مخلص مسلمانوں کے ایثار و جذبہ کی یہ قدر کی کہ ان کے سامنے وعظ تو حید کے نام سے

تقریر کی ابن تیمیہ کی کتاب التوحید اور اس کے شاگرد ابن قیم کے اور شوکانی و عبدالوہاب نجدی کے بیٹے کی خلاصہ کتاب التوحید وغیرہ کے اہل اسلام کو ناحق مشرک کافر بنانے والے وہابیت خارجیت کے مضامین کو خوب رنگ دے کر بیان کیا اور دنیائے اسلام کے پہلے پچھلے سب اسلام ایمان والوں کو انبیاء اولیاء کی عقیدت و تعظیم و ادب کی وجہ سے صاف مشرک و کافر کہا اور ان کے اسلام ایمان کو بدترین شرک و کفر قرار دیا خوارج وہابیہ کی ساری کتابوں کے خلاصے اپنی تصنیفات کے رنگ میں ظاہر کئے مثلاً تقویت الایمان منصب امامت یک روزی صراط مستقیم وغیرہ جب تمام عالم کے مسلمانوں کو علماء و مشائخ و بزرگان دین کو علی الاعلان مغلظ گالیاں دینے کے علاوہ صاف و صریح مشرک و کافر ٹھہرانا ملا اسماعیل دہلوی وہابی کا سب مسلمانوں نے سنا اور سمجھا تو اپنے قاضی القضاہ سے پوچھا جو بہت بڑا عالم فاضل شخص تھا اور پہلے بھی کئی بار عوام کو اس نے بتایا تھا کہ جہاد کفار و مشرکین کے خلاف بہترین عبادت اور حسنہ ہے مگر ہند کے بڑے بڑے محققین علماء و مشائخ نے اس فرقہ کو وہابیت خارجیت سے ملقب کیا ہے اور ان کے عقائد کو ابن تیمیہ و ابن عبدالوہاب نجدی کے خارجی وہابی عقیدوں کا نیچوڑ اور خلاصہ بتایا ہے قاضی القضاہ نے ملا اسماعیل وہابی دہلوی کی بات بات پر مسلمانوں کو کافر مشرک بنانے پر پوچھا آپ کس کام کو آئے ہیں بولا کفار کو مسلمان بنانے قاضی القضاہ نے پوچھا تو ہم اہل اسلام کو کافر مشرک بنانے کا مشغلہ برسر ممبر اور اپنی کتب و رسائل میں کیا معنی رکھتا ہے؟ ملا اسماعیل نے کہا خاموش رہو وہ کفار جن کو ہم نے مسلمان بنانا ہے نہ یہودی ہیں نہ نصرانی نہ ہندو ہیں نہ سکھ بلکہ وہ تم انبیاء کے معجزات و اولیاء کی کرامات ماننے والے مشرک کافر ہو اس پر قاضی القضاہ نے معتبر

تفاسیر قرآن کریم اور کتب احادیث شریف و عقائد و فقہ سے معجزات انبیاء کرامات اولیاء کے حق اور ثابت ہونے کو بیان کرنے کے واسطے کتابوں کی گھڑی اٹھا کر اس کے سامنے لا کر رکھ دی کہ ان سے ثبوت دیتا ہوں ملا اسماعیل دہلوی نے غصہ سے اس گھڑی کو اٹھا کر پیشاب اور دیگر ناپاک پانی کے نالے میں پھینک دیا کہ یہ سب کفر و شرک کی پوتھیاں ہیں (معاذ اللہ) ان میں ضلالت بھری ہے۔ ہدایت مجھ سے پاؤ گے کتاب و سنت و عقائد و فقہ کی دینی مذہبی کتب مقدسہ کی کفری الفاظ سے اور یوں تو ہیں دیکھ کر قاضی القضاہ نے اہل اسلام کو حکم دیا کہ یہ واجب القتل ہے مارد و اس پر ان اہل اسلام نے ملا اسماعیل دہلوی کو قتل کر ڈالا اور سید احمد بھی اسی گھمسان میں نابود کر دیا گیا کہ نعرش تک نہ پائی گئی باقی بھی وہابی عقیدہ والے ہمراہی مارے گئے جو بھاگ کر بچے انہوں نے آ کر مشہور کر دیا کہ دونوں سکھوں سے لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ تعجب کی بات ہے کہ وہی وہابیہ جو انبیاء اولیاء کی مقابر مقدسہ کا بنانا ان کی زیارت کو جانا شرک اکبر اور سب سے بڑا کفر کہتے ہیں انہوں نے ہی ملا اسماعیل وہابی دہلوی کی بالا کوٹ ہزارہ میں قبر بنائی اور اس کے دیکھنے کو دور دور سے قصد اور شد رحال کر کے جاتے ہیں اور اس کو اسماعیل شہید کا لقب دیا گیا ہے

ان كنت لا تدري فلك مصيبة
وان كنت تدري فالمصيبة اعظم
وہ جسے وہابیہ نے دیا ہے لقب شہید اور ذبح کا
وہ شہید لیلیٰ نجد تھا وہ قتل تیغ خیار ہے

(صحیفہ تحقیقات صفحہ ۱۷۹)

آ کے یہی مورخ اسلام حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ موجودہ دور کے وہابیوں کی ایک مشہور شاخ جماعت اسلامی کے متعلق تحریر فرماتے ہیں ”ابن تیمیہ کی تحریک اور اس کے اتباع وہابیہ کی تحریک کو فروغ دینے کے لئے آج کل ایک مستقل پارٹی نکلی ہے جس نے جماعت اسلامی کا نام اپنے واسطے تجویز کیا ہے تمام وہی عقائد جو جو ابن تیمیہ وغیرہ خوارج وہابیہ کے تھے یہ لوگ بھی رکھتے ہیں البتہ اپنے بڑوں کی درگت اور براہِ شریعت دیکھ کر چونے اور ہوشیار ہو گئے ہیں موقع کا انتظار کرتے ہیں بیچوں بیچ اہل اسلام کے عوام اور سادہ لوح لوگوں کو اپنا ہم عقیدہ بنانے میں سر دھڑکی بازی لڑاتے ہیں جن وہابیہ خارجیہ کا کسی قدر تفصیل سے اوپر ذکر آچکا ہے وہ اس بظاہر جماعت اسلامی کے دراصل مجتہد و آمر و حاکم مطلق ہیں مگر برائے مصلحت وقت و حال کم از کم مجدد تو ضرور ہیں جیسا کہ ان کی کتب سے ظاہر ہے ماہوار رسالہ ترجمان القرآن تجدید احواء دین وغیرہ رسائل اس پر شاہد ہیں۔ (صحیفہ تحقیقات صفحہ ۱۸۰) مورخ اسلام حکیم ملت محدث ہزاروی نے مذہب وہابیہ کی تاریخ جس انداز سے پیش کی ہے وہ ایک دیانت دار مورخ کا حصہ ہے آپ نے کسی اہل باطل کا لحاظ نہ رکھا اور حقائق کو واضح کر کے عوام کے سامنے پیش کیا یہ تو صرف ایک کتاب صحیفہ تحقیقات سے اقتباسات تاریخی لحاظ سے پیش کئے گئے اس کے علاوہ آپ نے جامع الخیرات شریف میں تذکرہ سلسلہ سادات حسینی لکھ کر مؤزحیت کا حق ادا کیا ہے۔ اس کتاب

جامع الخیرات میں تذکرہ سادات حسینی میں سب سے پہلے حضرت امام حسین علیہ

السلام کا تذکرہ نقل کیا ہے آپ اس تذکرہ کے ابتداء میں یوں تحریر کرتے ہیں

”حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام آپ ۵ شعبان ۴۰ھ کو مدینہ منورہ میں متولد ہوئے۔ (ینابیع مطبوع مصر صفحہ ۲۷۰) امام ابی الطفیل حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام سے مرفوعاً یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ فرمایا الزموا مودتنا اهل البيت فانه من لقي الله وهو يود نادخل الجنة بشفاعتنا۔ اے بندگان خدا ہمارے اہل بیت کی دوستی و اتباع اختیار کرو اور لازم جانو کیوں کہ جو اللہ کے حضور پیش ہوا اور ہم سے آداب و محبت کا تعلق رکھتا ہو وہ ہماری شفاعت سے جنت میں داخل ہوگا۔“

(جامع الخیرات) حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے متعلق یہی مورخ اسلام حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں ”مسلمان نما دشمنان اسلام و ایمان بدترین اہل کفر و نفاق یزید کی فوج کے ساتھ سے بروز عاشورہ ۱۰ محرم الحرام ۶۰ھ کو میدان کربلا میں طف میں پائی اللهم صل علی حبیبک محمد و آلہ عترتہ وسلم“ (جامع الخیرات شریف) حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولاد کے متعلق لکھتے ہیں ”حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام کی زینہ اولاد کی تعداد ۶ مذکور ہے حضرت سید علی اکبر، سید علی اصغر، سید عبداللہ، سید محمد، سید جعفر اول و دوم و سوم ہر سہ شہدائے کربلا معلیٰ ہیں چہارم و پنجم پر دو والدین کریمین کے حین حیات انتقال فرما گئے تھے ششم فرزند پاک حضرت سیدنا امام زین العابدین علی ہیں واقعہ کربلا میں آپ کی عمر شریف ۲۳ سال لکھی ہے ولادت ۳۸ھ ہے وفات ۹۵ھ یعنی سادات اولاد رسول انہی

سے چلی ہے آپ کی اولاد چھ فرزندوں سے عالم میں باقی ہے جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں حضرت سید امام محمد باقر، سید عبداللہ باہر، سید زید شہید، سید عمر الا شرف، سید حسین اصغر، سید علی اصغر، حضرت سید عبداللہ الباہر بن سید امام زین العابدین کی نسل حضرت سید محمد الارقط سے چلی ان کے ایک ہی بیٹا سید اسماعیل تھا اور سید اسماعیل کے دو بیٹے سید حسین اور سید محمد تھے جن کی نسل سے سادات حسینی رے، قم، جرجان وغیرہ میں پائی جاتی ہے۔ (جامع الخیرات شریف) یہاں تذکرہ اس لئے زیادہ نہیں لکھا گیا کہ کتاب کے ابتداء میں حضرت حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے شجرہ نسب کے متعلق اظہار خیال کیا گیا تھا اس لئے یہاں دوبارہ تذکرہ کرنا کتاب کی زیب و زینت پر حرف آنے کے مترادف تھا اس لئے اس کو ترک کیا گیا صرف یہاں یہ اظہار کرنا تھا کہ حضرت مورخ اسلام پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ ایک اعلیٰ پائے کے مورخین اسلام سے تھے بطور نمونہ مختصر آ زیر قلم کیا گیا۔ تذکرہ شجرہ سلسلہ نسب تحریر کیا گیا تھا حضرت صاحب کے برادر محترم عبد قاضی شاہ رحمۃ اللہ کے متعلق اظہار خیال کم سطور سے کیا گیا تھا اب ہمارے پیر و مرشد مورخ اسلام حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اپنے برادر محترم عبد قاضی شاہ صاحب کے متعلق جو بیان زیر قلم لائے ہیں وہ یہاں لکھا جاتا ہے آپ جامع الخیرات شریف میں لکھتے ہیں ”حضرت قبلہ مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا سے چار فرزند ہوئے اول فرزند اعلیٰ حضرت سید ابو نعیم عبد قاضی شاہ صاحب مشہدی کاظمی زینی قادری نقش بندی چشتی سنی حنفی محدث ہزاروی

مختصر احوال: مولد قریہ سوہان علاقہ تناول ہزارہ مدفن خانقاہ محبوب آباد

متصل ریلوے اسٹیشن حویلیاں ضلع ہزارہ ہے آپ کی ولادت سے قبل خواجہ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ و حضرت امام حسین و مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ الکریم و حضور اکرم ﷺ کی جانب سے اور دیگر اولیاء کرام کی جانب سے قبلہ والدین کریمین کو بشارت دی گئی اور انعامات و بشارات گونا گوں ہوئیں آپ کی ولادت سے قبل حضور اعلیٰ حضرت باجی صاحب رضی اللہ عنہ کو متعدد نام مبارک الہام ہوئے یہ نام مبارک عبد قاضی آخری الہامی نام ہے آپ قبلہ والدین کریمین رضی اللہ عنہما کے مثل فرمانبردار اور جانثار محبوب فرزند ہوئے ہر شب کو پائے اقدس دباتے تا وفات نانہ نہ فرمایا والدین کے حضور نظر تک کبھی نہ اٹھائی شرم حیا سخاوت و ایثار وجود رات بھر جاگنا اور اپنی نقلی طاعت و عبادت کو بکمال اہتمام خلق سے چھپانا نمود و ریا سے بچ کر اعلیٰ درجہ کے تقویٰ و طہارت پر رہنا آپ پر ختم تھا خویش اور بے گانے آپ کی اعلیٰ سیرت کے اور بزرگی کے معترف تھے حضرت قبلہ والدین رضی اللہ عنہما آپ سے بہت ہی راضی تھے اور رو کر یوں دعا فرمایا کرتے الہی محمد رسول اللہ ﷺ پر نبوت و رسالت کا دائرہ تمام ہو چکا آپ کے بعد اور نبی تو کوئی نہ بنایا جائے گا بعد نبوت و رسالت و پیغمبری کے جو درجہ تیرے حضور سب سے اعلیٰ ہو ولایت کا وہ اس ہمارے اور اپنے فرمانبردار کو عطا فرما۔ آپ جمیع سلاسل تصوف و فقر میں عموماً اور ہر سہ طریقہ قادر یہ چشتیہ نقشبندیہ میں خصوصاً خلیفہ مجاز ہوئے خواجہ میروی خواجہ چھوری خواجہ علی

پوری سے آپ نے خلافت واہ جازت عامہ پائی ہندوستان پاکستان کے طول و عرض میں ہزار ہا لوگ آپ سے بیعت ہوئے علوم و فنون ضروریہ دینیہ میں آپ تبحر عالم و پیشوائے خلق ہوئے مگر خواجہ چھوڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت کا یہ خاص اثر تھا کہ اپنے تفوق علمی و کمال فنی کے اظہار کو سخت ناروا خیال فرماتے عہد شباب میں علوم و فنون کی تدریس نہایت اعلیٰ پیمانہ پر ایک مدت تک فرمائی مگر بعد کو نجیال شہرت علمی و کثرت دیگر مشاغل متروک ہو گیا البتہ کتاب و سنت کا درس مرغوب خاطر تھا شغل درس کے زمانہ میں اپنے فاضل طلباء کو اپنی جانب انتساب سے منع فرما کر نسبت فراغ کسی دینی درس گاہ سے کر لینے کی ہدایت فرمائی جاتی سادات کرام کی عملی اصلاح و نسبی فلاح پر ایک جامع کتاب ایک مشوش زمانہ میں لکھی بنام جبل متین جس پر اکابر علماء اہل سنت و بزرگان اسلام سے تقاریظ لی گئیں ہنوز محتاج تبیض ہے کچھ حصہ اس کا باہم مل کر کوہاٹ مرتب کر کے لکھنا شروع کیا ہی تھا کہ آپ واپس خانقاہ شریف گئے پھر دورہ فرمایا کشمیر گجرات پنجاب کا اور بیمار واپس آئے اول مرض کا ذکر مجھ سے نہ فرمایا کہ مشوش ہو جائے پھر لکھا کہ جان برادر فقیر نے جس عہد میں کچھ قلم اٹھایا تھا کتابوں کا ذخیرہ ہی زیادہ کچھ نہ تھا بڑی جانفشانی سے ادھر ادھر سے عاریتاً لکھا اب تم نے تو قعسے باہر کتب مصر حرمین شریفین وغیرہ بلاد اسلامیہ سے منگائیں اور منگارہے ہو حتیٰ کہ اب تمہارا کتب خانہ اہم ترین کتب نادرہ کے لحاظ سے اہمیت رکھتا ہے اب تک تم سے اظہار نہ کیا تھا کہ تم فکر مند ہو جاؤ گے مگر اب بتاتا ہوں کہ فقیر کو ایک مرض لاحق ہوا تھا اور اہل بیت اطہار کے خداداد خاصہ علوم کے پیش نظر غالباً یہی مرض فقیر کو اپنے اسلاف کرام سے ملانے کا موجب ہو گا واللہ ورسول عالم جان برادر فکر مند نہ ہونا مومن قضا سے برضا

ورغبت پیش آتا ہے۔ لہذا زمان سلامت و معیت ظاہر یہ ابدی تو ہے نہیں جبل متین کی بابت میرا تو یہی ارادہ تھا کہ تمہاری تصانیف مبارکہ نے سب ضروریات کو پورا کیا ہے لہذا اسے چھاپنا کچھ ضروری نہیں مگر تمہارا اصرار ہے کہ ضرور چھپے لہذا اگر زندگی وفا کرتی تو حسب تجویز معیت میں اسے مرتب کر کے تبیض کرتے اور طبع کراتے جب تو ملت و قوم کی مقبول خدمت ہو سکتی سو موقع پانے پر تصانیف طبع کراؤ خصوصاً تمہاری انیس تصانیف سے احیاء مقام تفسیر روح دیکھنے میں آجاتی تو مگر۔

مَالَا يَكُونُ فَلَا يَكُونُ مَجِيلَةً

ابداً وما هو كائن سيكون

پھر تو طبع ظہیر فقیر پر جو گزری سو گزری ہزارہ کوہاٹ، شاہ پور، سرگودھا، میانوالی، راولپنڈی، لاہور میوہسپتال تک گونا گوں معالجات پر طوق بشری بھر جان توڑ کوشش کی قریباً ڈیڑھ سو سال کا زمانہ قیامت خیز بسر کیا اور اس اثناء میں اطراف و جوانب سے تشنگان فیض و نسبتاً آ کر سیراب ہوتے رہے مال و جان کا ایثار کرنے کا پورا موقع پایا واللہ الحمد کہ سب کچھ کیا مگر ہونا وہی تھا جو مولائے کائنات کے کلام بلاغت نظام میں آپ نے ادا فرمایا ۹ محرم ۱۳۷۲ھ کی شب کو ڈیڑھ سالہ علاج کرا کے تھکے ماندے مسافر ان اہلبیت کی حیات مستعار کے چند روزہ مسافر خانہ خانقاہ محبوب آباد کو مراجعت طے پائی شب کو فقیر نے عرض کیا دربارہ وصیت تو ارشاد فرمایا اوصیکم اللہ ورسولہ اللہ ورسولہ اللہ کا فرمان میری وصیت ہے ہری پور سٹیشن پر خواجہ چھوڑی رحمۃ اللہ کی یاد دلا کر فقیر نے کچھ کھانے کو عرض کیا دودھ کے حق مناسب جانا لایا گیا اس سے نہایت قلیل قدر لیا یہ

آخری طعام تھا پھر آپ کی اور اپنی طرف سے خواجہ چھوڑوی رحمۃ اللہ علیہ کو سلام و فاتحہ عرض کیا خاص آیات کا نظارہ ہوا حویلیاں اسٹیشن پر پہنچے تو میں نے خانقاہ شریف سامنے آنے کا عرض کیا آپ کی اور اپنی جانب سے سلام و فاتحہ عرض کیا آپ سارا راستہ ذکر پاس انفاس شریف فرماتے رہے کمرہ میں فقیر آپ کے پاس رہا یہ آخری شب ساری شب خدمت میں گزری اسٹیشن پر لوگ جمع ہو گئے اٹھا کر لائے سب سلام کرتے آپ نہایت اطمینان سے نگاہوں سے دیکھ لیتے مگر ذکر پاس انفاس کے سوا اسٹیشن سے اتر کر کلام نہ فرمایا جب خانقاہ شریف کے پاس پہنچے تو اعلیٰ حضرت حضور قبلہ باجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مزار اقدس کے بالکل متصل اتار کر رکھا تو فقیر نے عرض کیا حضرت ساری عمر جن کے پاؤں چومتے اور آنکھوں سے لگایا کرتے تھے ان والدین کریمین کے مرقد شریف پر آگئے ہیں نہایت شوق و محبت کی نظروں سے آخری دیدار فرمایا پھر فقیر نے حضور کی اور اپنی جانب سے سلام و فاتحہ عرض کیا منہ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے برحمتک یا ارحم الراحمین پر ذکر پاس انفاس شریف نمایاں طور کرتے ہوئے بعمر تقریباً ستر۰ سالہ روز دو شنبہ صبح ساڑھے سات بجے ۹ محرم ۱۳۷۲ھ واصل بحق ہوئے (انا لله وانا الیہ راجعون) (جامع الخیرات شریف) مورخ اسلام حکیم ملت پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی کی دو تصانیف صحیفہ تحقیقات اور جامع الخیرات شریف سے چند نمونے پیش کئے گئے جو تاریخی لحاظ سے آپ نے مرتب کئے تھے اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ حضرت حکیم ملت جس طرح فقیہ اور مفتی تھے اور جس طرح محدث تھے اسی طرح آپ مورخ اسلام بھی تھے۔

حکیم ملت بحیثیت طبیب

علماء لکھتے ہیں کہ العلم علما علم الشرائع والابدان علم کی دو اقسام ہیں ایک علم شریعت ہے اور دوسرا علم ابدان ہے علم شریعت کے متعلق حکیم ملت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی کہ حضرت حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت محدث اور فقیہ و مفتی و مورخ کے متعلق اظہار خیال کیا گیا لیکن چونکہ آپ جامع العلوم تھے اس لئے علم کی ایک مشہور شاخ طبابت بھی ہے پہلے زمانے میں درس نظامی میں علم طب بھی پڑھا جاتا تھا چونکہ اب علم کی کئی شاخیں درس نظامی سے کٹ چکی ہیں مثلاً علم التصوف میں فصوص الحکم، فتوحات مکیہ اور لواحجامی پڑھے جاتے تھے اب درس نظامی سے یہ شاخ کٹ گئی ہے اس لئے علماء میں اب تقویٰ اور صفائے باطن کا عنصر مفقود ہو گیا ہے اس کے علاوہ نظم میں پنج گنج تحفۃ النصائح گلستان بوستان، مثنوی شریف اور دیوان حافظ بھی درس نظامی میں شامل تھیں اب وہ کٹ چکی ہیں اس طرح درس نظامی سے طبابت کی شاخ بھی کٹ گئی ہے پہلے زمانے میں جب ایک عالم دین درس نظامی سے فارغ ہوتا تو وہ صوفی بھی ہوتا اور حکیم بھی ہوتا علاقہ میں وہ لوگوں کی بیماریوں کا علاج بھی کرتا لیکن اب اگر کوئی مولوی درس نظامی سے فارغ ہو جائے تو نہ وہ صوفی ہوتا ہے اور نہ حکیم یا طبیب کیونکہ یہ مشہور شاخ اب بالکل کٹ چکی ہے لہذا نہ وہ اپنا علاج کر سکتا ہے نہ دوسروں کا۔ درس نظامی میں داخل نصاب کتب طبابت قانون بوعلی سینا، میزان الطب، طب اکبر، کثیرا عظیم، محیط اعظم، ذخیرہ خوارزم شاہی وغیرہ کتب پڑھی

جاتی تھیں۔ آج کل تو طب میں بہت ترقی ہوئی ہے علماء اطباء نے بہت سی نادر کتب لکھی ہیں اور یہ کتابیں ہر زبان میں ہیں، عربی کتابوں میں المعتمد فی الادویہ جس کا مصنف الملک المنظر یوسف بن عمر بن علی بن رسول الغسانی اترکمانی ہے۔ طب النبوی، مفردات مخزن خزائن الادویہ المعروف بہ طبی انسائیکلو پیڈیا اذالۃ المحن عن اکسیر البدن، اکثر لمولانا عبدالعزیز پرہاروی، بیاض اکبر، بیاض کبیر، تسہیل الطب، تشریح الاسباب، تفریق الامراض، چشمہ صحت، خواص الادویہ، رسالہ حفظان صحت، رموز الطب رہنمائے صحت، تعریف الامراض الزمر دالا خضر، حاذق، الفوائد الشریفیہ، قرابادین، مجربات جیلانی، علم الادویہ سدیدی، مفتاح العلاج، یاقوت احمر، ندیم الاطباء، مونس الاطباء، نخبۃ البحرین وغیرہ جس طرح ہمارے پیر و مرشد حکیم ملت و فقیہ ملت اسلامیہ اور مفتی اسلام اور مورخ تھے اس طرح وہ علم طب میں بھی مہارت تامہ رکھتے تھے آپ جس طرح روحانی حکیم تھے اسی طرح آپ جسمانی حکیم بھی تھے آپ نے طبابت میں مختلف امراض کے اپنے مریدین اور معتقدین کے لئے کئی یونانی نسخے بھی لکھے ہیں اب چند نسخہ جات آپ کی تالیف انیف جامع الخیرات شریف سے نقل کرتا ہوں امید ہے کہ قارئین کرام ان نسخہ جات سے مستفید ہوں گے جامع الخیرات شریف میں علم طب میں ایک الگ باب تحریر کیا ہے اس کا نام کتاب معمولات رکھا ہے اس کی ابتداء میں وہ تحریر کرتے ہیں ضروریات و حاجات انسانی میں نہایت کارآمد عملیات اور ہنروں کے بیان میں ہے

کچھ سیکھ لے ہنر کہ جہاں میں عزیز ہو
ہوتا ہے بے ہنر وہی جو بے تمیز ہو

(۱) **ذات الجنب** (نمونیا) پھٹکڑی سفید توے پر پھل کر کے اسی جگہ توے پر ایک نوجوان مرغ کا خون اس میں ملا کر خشک کر لیں اور سرمہ کر کے شیشی میں رکھ لیں۔

فوائد: جب کوئی اور علاج کارگر نہ ہو تو اس مرض سے مریض کو بقدر ۳ رتی گرم دودھ یا چائے میں یا زردی بیضہ و شیر آمیختہ سے دن میں چند بار کھلائیں اکسیر ہے ۶ ماہ سے کم عمر بچہ کو نہ دیں۔

(۲) **ذات الجنب دیگر**۔ ذات الصدر ذات اریہ کے لئے نوشادر ایک تولہ شورہ قلمی ایک تولہ شیر مدار چار تولہ میں ملا کر رکھیں جب خشک ہو جائے پس کر پھر تر کریں اور نرم آنچ پر پکائیں اور باریک پس کر نگاہ رکھیں شیشی میں بند رہے۔ (قائم النار ہے)

فوائد عامہ: قونج کے لئے ۲ رتی ہمراہ شکر تری کے کھلائیں ہر قسم تپ کے لئے ۲ رتی کھلائیں اوپر دو گھونٹ گرم پانی پلائیں مذکورہ بالا امراض کے لئے ۳ رتی شکر تری سے۔

حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی نے ذات الجنب جیسی موذی اور مہلک بیماری سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے دو آسمان نئے

لکھے ہیں ذات الجنب نمونیا ہے جو بہت خطرناک بیماری ہے۔

(۳) آنکھوں سے پانی بہنا: ایون ۴/۱ حصہ پھٹکڑی سفید ۴

حصہ ملا کر توے پر پھل کر کے سرمہ بنا کر رکھے۔

فوائد: آنکھوں سے پانی جانے کے لئے اس کی ایک ایک سلائی صبح شام یا وقت ضرورت دن میں دو بار یا دن رات میں ۳ بار لگائیں چند دن کے اندر بعون اللہ تعالیٰ شفا ہوگی مجرب ہے۔

(۴) ناٹ کے درد کی دوا: فلفل دراز، فلفل سیاہ چھکنی ہر ایک تولہ

تولہ نوشادر ۶ ماشہ باریک پیس کر شہد میں گولیاں نحو دی بنا کر صبح کھایا کریں۔

(۵) درد ناف کی دوا: جن کو عام ناف کے درد کی شکایت رہتی ہو

سند، مولیٰ کے بیج اجوائن، چھکنی ہر ایک تین ماشہ شہد خورد میں سب کو الگ پیس کر چٹنی بنا لو صبح شام ایک انگلی بھر چاٹنا ہے۔

(۶) دانتوں کا درد: دانتوں کا درد اور ہلنا اور گندہ ہونا دور ہو۔

دندا سے کے چھلکے کا سفوف، پھٹکڑی، نمک لاہوری ہر ایک مساوی الوزن لے کر سفوف کر لیں۔ صبح و شام دانتوں پر ملا کریں مجرب ہے۔

(۷) **ماخورہ کے لئے:** مردار سنگ، پھٹکڑی، مرچ سیاہ ہر ایک تولہ

تولہ ماجو ایک دانہ نیلا طوتیا ۶ ماشہ سب کو سرمہ بنا لیں تیار ہے۔ رات کو سوتے وقت ایک انگلی دانتوں پر ملیں اور منہ چھوڑ دیں کہ پانی نیچے گرے چند روز کریں۔ مجرب ہے۔

(۸) **بچوں کی دق:** بچوں کی دق یا سوکڑا بچے سوکھ جاتے ہیں گائے

کی اگلی ٹانگوں کی نلیاں ۴ عدد گوشت سے صاف کر کے ان کو ٹکڑے کر لو مٹی کے برتن میں ۲۵ سیراپلوں میں آگ دے کر شگفتہ سفید کر لو سرد ہونے پر نکال دو اور سرمہ بناؤ۔

فوائد: سوکھے ہوئے بچوں کو اس سے نصف رتی دودھ سے روزانہ

کھلاؤ۔ شیر خوار ہے۔ تو ماں کے دودھ سے کھلاؤ صبح یا شام روزانہ کھلاؤ ایک ایک وقت دو تین ہفتہ تک بچہ بالکل تندرست ہوگا۔ باذن اللہ تعالیٰ مجرب ہے۔

(۹) **اکسیر اعظم:** برائے ہر درد ہو یا ہو مکھن ۲/۱ پاؤ امرت دھارا ۶

ماشہ کف دریا یعنی سمندر جھاگ ۲ تولہ کافور خالص ۶ ماشہ اول کافور کو سحق یعنی کھریں بلوغ کر لیں پھر امرت دھارا ملا کر برتن کو دھوپ پر یا حرارت کے

نزدیک رکھیں پھر الگ مسحوق مثل سرمہ کف دریا مکھن میں ملا لیں اور لوہے
یادھات کے سوا کسی اور شے سے سب کو ملا لو اور بند رکھو۔

فوائد: درد سر اور درد گردہ، قونج، درد مفاصل ہر قسم درد کے مقام پر
مالش کر کے جذب کراؤ مجرب الحجب ہے۔

گل قند بنانا: گل قند بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پھولوں کے مربہ کو (۱۰)

گل قند کہتے ہیں جن پھولوں کا گل قند بنانا ہو ان سے ڈنڈی اور پتے وغیرہ
صاف الگ کر کے ان کے وزن سے دو چند چینی یا شہد ملا کر ان کو آپس میں
خوب ملیں کہ پھول کی پتی کا کوئی حصہ مالیدہ ہوئے بغیر نہ رہ جائے پھر
مرتبان میں بھر رکھیں جس قدر پرانا ہوگا مفید ہوگا اور زیادہ موثر ہوگا۔

اکسیر امراض: ست پودینہ ۴ ماشہ ست اجوائن ایک تولہ کافور (۱۱)

ماشہ روغن پیپر منٹ ۶ ماشہ روغن سونف اور روغن الائچی ۳ ماشہ سب کو صاف
بوتل میں ملا دو ذرا حرارت دو تیل ہو جائے گا ایک پاؤ چینی یا مصری کا
سفوف گیری یا ہریچی ۶ ماشہ کا سفوف ملا کر خوب مخلوط کر لو بند منہ والی بوتل
میں یا مرتبان میں رکھو تیار ہے۔

فوائد: اس کا لقب گھر کا طبیب ہے یا خانگی کا ڈاکٹر بھی کہتے ہیں ہیضہ

طاعون، درد شکم، بد ہضمی، قے، متلی وغیرہ پر پانی سے ایک ماشہ بھر کھلا دو گرمی کے بخاروں میں تین ماشہ بکری کے دودھ کی کچی لسی سے کھلاؤ پچیش کے لئے عرق سونف گلاب یا سادہ پانی سے یاد ہی سے کھلا دو؛ بد ہضمی پر بعد طعام ایک ماشہ کھالو بادی امراض کو بالخصوص نافع ہے درد کے مقام پر لیپ کر دو اور اندر کھلا دو۔

(۱۲) بال سیاہ کرنے کا خوردنی نسخہ: ہلیلہ، ہلیلہ، آملہ ہر

ایک تولہ تولہ پیپل گلو ہر ایک چھ ماشہ یہ ایک خوراک ہے ان سب کو سفوف بنا کر ۲/۱ پاؤ پانی میں رات کو بھگور کھیں صبح اس کا نتر اہوا پانی پی لیا کریں گیارہ دن تک روزانہ ایسا ہی کریں غذا ہلکی زود ہضم اور سادہ کھلائیں منشی اور ترش و گرم اشیاء سے پرہیز کریں دودھ گھی عمدہ اگر ہضم کر سکیں تو خوب کھائیں اور ناریل کا تیل خالص سر میں لگائیں بال سیاہ ہو جائیں گے بعض دفعہ دو سہ بار عمل کرنا پڑتا ہے مگر کثرت جماع سخت مضر ہے۔ (جامع الخیرات)

(۱۳) دوا سے بو اسیر کے مسے کرانا اور خون بند کرنا:

اسے اکسیر بو اسیر کہتے ہیں بے ضرر ہے کافور رسکپور سیماب، مردار سنگ الاچھی خورد الاچھی کلاں ہر ایک چھ ماشہ سب کو کھل کر کے مسکہ ۸ تولہ کو ۲۵ بار پانی سے دھو کر ادویہ اس میں ملا کر مرہم بنا لو اور مقعد کے اندر باہر دن رات لگانا چاہئے صرف چند یوم میں مسے لٹک کر باہر آ جاتے ہیں اور مردہ

ہو کر آ خر گر جاتے ہیں۔ (جامع الخیرات شریف)

(۱۴) **خونی بوا سیر کا علاج:** رسو تے ماشہ منقی مع تخم ۱۴ ماشہ کتیرا

دو درم سب کو باریک پیس کر جنگلی بیر کے برابر گولیاں بنا لو صبح و شام ایک ایک گولی کھلانا مفید ہے۔

(۱۵) **عورتوں کا سیلان رحم:** سفید و زرد رطوبت کے لئے

آسان اور عمدہ نسخہ چھوٹے انار ترش کے پھل کے چھلکے باریک پیس کر سفوف کر رکھو اس کا حلوہ پکا کر ہفتہ تک کھلاؤ ہفتہ کی ضرورت نہیں پڑتی اکثر دو چار دن میں صحت ہوتی ہے۔

حضرت قبلہ والدی و مرشدی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے آپ کے مجربات کاملہ سے برائے دق و غیرہ امراض بلغمی پوست نیخ مدار دس تولہ پوست درخت آخروٹ دس تولہ پوست نیخ کو کنار دشتی دس تولہ بنات دیسی ۳ پاؤ ہر سہ پوستوں کو الگ الگ کوٹ کر ایک رات پانی میں بھگور کھیں صبح خوب مل کر دو چند پانی میں نرم آگ پر پکاؤ منہ بند رہے جب سیر پانی رہ جائے اتار کر جامہ بیز کرو خوب اچھی طرح پھر کھانڈ دیسی ملاؤ اور قوام پکا کر اتار لو بوتل میں محفوظ رکھو کسیر ہے۔ صبح تولہ بھر اس سے کھانا ہے بلا بدرقہ کم از کم ایک ماہ تو ضرور استعمال کریں بلکہ تین ماہ تک پرہیز تمام روغنیات و مرغن اشیاء سے اور بلغم پیدا کرنے والی اشیاء سے یا جو جو اس مرض اور

مریض کو عام طور پر مضر ہے اسے کسے۔

(۱۶) دماغ و نظر کو قوت دینے والا نسخہ: سونف ۱/۲

آدھا سیر کوٹ کر باریک کریں کہ پوست دور ہو کر مغز رہ جائے مغز با دام
مقشر آدھ سیر کوٹ کر باریک کر رکھیں اس سے بقدر ۶ ماشہ گرم دودھ بقدر پاؤ
زائد سے صبح و شام کھانا ہے چالیس دن میں قبض اور بلغم کو دفع کر دے دماغ
اور نظر کو بہت قوت دے مجرب ہے۔ (جامع الخیرات شریف)

حضرت محدث ہزاروی نے طبی نسخہ جات پر ایک مفصل تصنیف بزبان فارسی
تحریر فرمائی ہے جس کا اردو ترجمہ قارئین کے استفادہ کے لئے شائع کیا

جا رہا ہے۔

حکیم ملت بحیثیت روحانی معالج

دنیا میں جتنے لوگوں میں بیماریاں پیدا ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی شفا کے لئے نباتات اور جمادات اور حیوانات میں ادویہ بھی پیدا کی ہیں ایسی کوئی بیماری نہیں جس کا علاج ممکن نہ ہو تو ہر بیماری کے لئے علاج ضرور ہے اطباء نباضی کا کام کر کے ان کے لئے علاج بتاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے ہاتھوں سے شفا دیتے ہیں اس طرح ہر بیماری کا روحانی علاج بھی ہے جس کے ذریعہ وہ بیماری سے چھٹکارا حاصل کر سکتا ہے روحانی معالج اللہ تعالیٰ کے کلام سے یا اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ سے وہ تمام تکالیف دور کر سکتے ہیں۔ حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ فقر میں ایک ایسا مقام یا منزل بھی ہے کہ سالک جب اس مقام تک پہنچتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو علم اکسیر اور علم تکسیر سکھاتے ہیں علم اکسیر تو ظاہری علاج ہے جو دوائیوں کے ذریعہ سے حکیم اور طبیب لوگ بھی کرتے ہیں اور علم تکسیر وہ علم ہے جس کی وجہ سے معالج روحانی طریقہ سے علاج کرتے ہیں اور وہ روحانی علاج کیا ہے اس کو ہم اپنی اصطلاح میں دم تعویز اور ورد کہتے ہیں اور علم نقوش بھی اس علم کی ایک شاخ ہے۔ دم سے ہو یا درود یا تعویز سے ان علوم میں سے ایک علم جعفر بھی ہے جو حضرت سلطان الاولیاء حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے یہ علم بہت کم لوگوں کے پاس ہوتا ہے۔ علم تعویزات ایک مشکل ترین علم ہے اس کے بھی قواعد ہیں مائل اگر کسی کے لئے کوئی نقش بنانا چاہتا ہے تو وہ یا مثلث نقش بنائے گا یا مربع یا مخمس یا

مسدس ہر نقش کے لئے بھی الگ الگ طریقے ہیں مثلث نقش اگر کوئی بنانا چاہتا ہے تو چار طبیعتیں ہیں آتشی، بادی، آبی اور خاکی۔ اب اگر کوئی شخص آجائے اور وہ کسی مقصد میں اپنے لئے نقش بنانا چاہے تو اگر اس کی طبیعت آتشی ہے تو آتشی چال سے وہ نقش شروع کرے گا اور اگر بادی ہے تو بادی چال سے وہ نقش پُر کرے گا اور اگر آبی ہے تو آبی چال سے شروع کرنا ہوگا اور اگر خاکی طبیعت کا مالک ہے تو اس کے لئے خاکی چال سے نقش کو پُر کیا جاتا ہے۔ اس طرح قاعدہ مربع نقش کا بھی ہے آتشی چال مثلث کا طریقہ یہ ہے کہ نقش کرنے والے کا نام بمع اس کی والدہ کے حروف ابجد میں تبدیل کرو اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا کوئی اسم ملا دو مثلاً اگر کوئی جائز محبت کے لئے نقش کرنا چاہتا ہے اس کے نام کے اعداد کا حساب لگاؤ پھر اس کی والدہ کے نام کے اعداد کا حساب اس کے ساتھ جمع کر دو اور اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ میں سے مثلاً وود ہے اس کے سات جمع کر دو اور تمام کا حاصل جمع سے بارہ ہندسہ کو تفریق کرو باقی کو تین پر تقسیم کرو جو خارج قسمت ہوگا اس سے نقش پُر کیا جاتا ہے اگر دو باقی ہو جائے تو خانہ چہارم میں ایک کا اضافہ کرو اور اگر ایک باقی رہ جائے تو خانہ ہفتم میں اضافہ کرنا ضروری ہوگا مثلاً علی بن حمیدہ کے لئے محبت کا نقش پُر کرنا ہے تو اس طریقہ سے پُر کیا جائے گا علی کے اعداد حروف ابجد میں مجموعہ ۱۱۰ ہے اور حمیدہ کے اعداد حروف کا مجموعہ ۵۷ ہے دونوں کو جمع کیا $۱۱۰ + ۵۷ = ۱۶۷$ اب اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ میں وود کے اعداد کا مجموعہ ۲۰ جمع کیا جائے گا $۱۶۷ + ۲۰ = ۱۸۷$ اب اس سے ۱۲ قانون کے نفی کیا جائے گا ۱۷۵ ہوگا اب اس کو ۳ پر تقسیم کیا تو خارج قسمت ۵۸ آیا اور ایک باقی چچا تو آپ ساتویں خانہ میں ایک اضافہ کریں وہ نقش اس طرح ہوگا

۶۶	۵۸	۶۳
۶۰	۶۲	۶۵
۶۱	۶۷	۵۹

اس علم کو علم الآثار بھی کہا جاتا ہے۔ ان عملیات کے متعلق ہمارے اکابرین صوفیاء میں سے اکثر نے بہت سی تالیفات لکھی ہیں مثلاً حضرت امام یونی رحمۃ اللہ علیہ نے چار جلدوں میں شمس المعارف کبریٰ لکھی ہے امام جلال الدین سیوطی نے کتاب الرحمة فی الطب والحکمة لکھی ہے اور شاہ محمد غوث گوالیاری نے جوہر خمسہ نامی کتاب لکھی ہے۔

اس طرح کنز الحسین، شمع

شبستان رضا اقبال احمد نوری نے لکھی ہے۔ نقش سلیمان چار حصوں میں بھی اس عملیات کے متعلق ہے اور ایک کتاب نافع الخلاق بھی ہے جو عوام میں بہت مقبول ہے۔ مجربات دیرینی بھی اس سلسلہ میں ایک مفید کتاب ہے علامہ مغربی تلمسانی نے شمس الانوار لکھی ہے۔ اس میں بھی عملیات درج ہیں۔ امام غزالی رحمۃ الہ علیہ نے الاوافق نامی کتاب بھی اس فن میں تالیف کی ہے اور بوعلی سینا کی ایک کتاب بھی اس سلسلہ میں ہے۔ غرض یہ کہ مختلف علماء و صوفیاء نے عملیات کا ایک ذخیرہ ہمارے لئے جامع الخیرات شریف میں درج کیا ہے اور اگر معتقدین و مریدین کو کوئی مشکل کام درپیش ہو جائے تو اس کے لئے آپ نے مختلف عملیات اور نقوش اس مستند کتاب میں درج کئے ہیں اور اس کتاب میں آپ نے پورا باب بنام کتاب مجربات محمودیہ درج کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں ”کتاب الدعوات مشکلات میں نہایت کارآمد دعاؤں کے بیان

میں اولین گزارش ہر اس برادر دینی اور ایمانی کے لئے فقیر سے اجازت ہے برعایت احکام شرع شریف عمل کرے جس نے دین و اسلام میں از خود اعتقادی عملی آمیزش نہ کی ہو اور وہ اللہ رسول کے ادب و عشق کے طریق پر گامزن ہو فقیر کو بھی دعائے مغفرت سے یاد کرے۔

(۱) سلامتی ایمان کی مقدس دعاء: امام ابو عیسیٰ ترمذی صاحب سنن جو صحاح

ستہ اہل سنت و جماعت میں ہے نے حق سبحانہ و تعالیٰ کو خواب میں دیکھا تو

سوال کیا مجھے ہدایت فرمائی جائے تاکہ میرا ایمان سلامت رہے اور ایمان ہی

پر خاتمہ ہو۔ ابو عیسیٰ لکھتے ہیں مجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا فجر کی سنتوں کے بعد اور

فرضوں سے پہلے یہ دعا پڑھا کرو۔ الہی بحرمة الحسن و اخیہ و جدہ

و نبیہ و امہ و ابیہ۔ اے میرے اللہ باعث حرمت و بزرگی امام حسن اور

امام حسین کے اور ان کے جد پاک محمد رسول اللہ اور ان کی اولاد و سادات کے

اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ اور والد ماجد علی کے۔ نجنی من الغم

الذی انا فیہ۔ نجات دے مجھ کو ہر اس غم و اندوہ سے جس میں مبتلا ہوں یا

حسیٰ یا قیوم یا ذالجلال و الاکرام۔ اے حی و قیوم خدا اے کمال بڑائی

عزت والے اللہ اسلک ان تجھی قلبی نور معرفتک میں تجھ سے سوال کرتا ہوں

کہ زندہ فرما دے میرے دل کو اپنی معرفت کے نور سے۔ یا اللہ یا اللہ یا

اللہ یا ارحم الراحمین O اے اللہ اے سب سے بہتر رحم کرنے والے

امام ترمذی یہ ہمیشہ بلا ناغہ پڑھا کرتے تھے فجر کی سنت اور فرض کے درمیان

اور اپنے تمام شاگردوں دوستوں کو اس کی تعلیم و ہدایت و تاکید کیا کرتے اور اس پر انہیں خوب رغبت اور شوق دلاتے کہ ہمیشہ اسے پڑھا کرو۔ (خلاصۃ الکلام و مجمع الاحباب و عمران القلوب والارواح صفحہ ۱۳)

(۲) ہر مشکل حاجت شرعی کے لئے نماز اور دعا: سب سے پہلے حقوق

اللہ اور حقوق العباد میں خوب غور کرے کہ میرے ذمہ کچھ واجب تو نہیں اگر ہو تو بشرط وسعت و توفیق اسے ادا کرے اور بلا وجہ تاخیر کی بابت سچے دل سے توبہ و استغفار کرے پھر تین یا پانچ یا سات روز تک بعد عشاء دو نفل یوں کہ ہر رکعت میں بعد فاتحہ تین بار قل شریف پڑھے بعد سلام کمال عاجزی اور ادب سے اپنے آپ کو حضور سر ایا نور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پاک میں تصور کر کے اول و آخر تین باریہ درود شریف کمال ادب سے پڑھے۔

اللهم صل على سيدنا وحبينا محمد النبي الامي واله وعترته الطاهرين صلوة تنجينا بها من جميع الاهوال والافات و تقضى لنا بها جميع الحاجات و تطهرنا بها عندك اعلى الدرجات و تبلغنا بها عندك اعلى الدرجات و تبلغنا بها اقصى الغايات من جميع الخيرات في الحياة و بعد الممات انك على كل شئ قدير و بالا جابة جديد ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم۔ پھر تین باریہ پڑھے سبحان الله و بحمده سبحان الله العظيم و بحمده استغفر الله۔ پھر ایک باریہ دعا پڑھے اللهم يا حي

یا قیوم یا ذالجلال والاکرام یا حنان یا منان والغنیمۃ من کل
 برو العصمة من کل ذنب والسلامۃ من کل اثم لاتدع لی ذنباً
 الاغفرته ولاهما الافرجته ولا حاجة هی لک رضا الاقضيتها
 اللهم انی اسئلك واتوجه الیک بنیک محمد نبی الرحمة
 الصلواة والسلام علیک ایها النبی رحمة الله وبرکاته یا
 رسول الله یا نبی الله یا حبیب الله انی اتوجه بک الی ربی فی
 حاجتی هذه لیقضى لی اللهم فشفعه فی فهو و سیتى الیک
 فی الحوائج والامور کلها یا حی یا قیوم بحق لا اله الا انت
 سبحان انی کنت من الظالمین فاستجنا و نجیناه من الغم و
 کذالك ننجى المومنین O ہر دینی دنیاوی جائز شرعی حاجت کے لئے
 اس طرح دعا کرو مجرب ہے۔ (جامع الخیرات شریف)

(۳) امام حاکم بروایت ابن مسعودؓ راوی کہ حضور ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بارہ
 رکعت نماز دن یا رات کو پڑھو ہر دو رکعت بعد تشهد پڑھو آخری تشهد کے بعد کہو
 ثناء اور درود اور سجدہ کرو اور سات باریہ نیت دعا فاتحہ پڑھو پھر سات بار آیت
 الکرسی پھروس بار کہو لا اله الا الله وحده لا شریک له له الملك
 وله الحمد وهو على کل شیء قدير۔ پھر یوں کہو اللهم انی
 اسئلك بمعاقد العزمن عرشک و منتهی الرحمن من
 کتابک و اسمک الاعظم و جدک الاعلیٰ و کلماتک
 التامة پھر اپنی حاجت کا سوال خوب رو کر کرو اور کہینوں (یعنی ناعاقبت

اندیش بدکلام) کو یہ مت سکھاؤ کہیں وہ خلاف شروع دعائیں اس سے نہ کر کے قبول کرائیں (رواہ حاکم) مجرب ہے۔

(۴) نماز حل مشکلات و اسم اعظم پر مشتمل آیات فقیر کو اس کی اپنے بزرگوں سے اجازت ہے اور صحیح العقیدہ برادر اسلام کو بشرط اجازت حکم شرع و خوف خدا اجازت ہے چار رکعت نماز ایک سلام سے یوں پڑھے کہ اول رکعت میں بعد فاتحہ سو بار آیت کریمہ لا الہ الا انت سے مؤمنین تک دوسری میں بعد فاتحہ لا الانبیاء منسنی الضر وانت ارحم الراحمین O سو بار پڑھے تیسری رکعت میں بعد فاتحہ پ ۲۲ مومن آیت ۴۴ سے او فوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد O سو بار پڑھے چوتھی رکعت میں بعد فاتحہ کے پ ۳ العمران آیت ۷۳ میں حسبنا اللہ و نعم الوکیل سو بار پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی جائز شرعی حاجت طلب کرے یقیناً قبول ہوگی مجرب و معمول ہے۔ (جامع الخیرات)

(۵) کشائش رزق کا مجرب عمل: ہر روز علاوہ پنج گانہ نماز و وظائف سلسلہ کے بوقت چاشت (ضحیٰ) دو رکعت نماز پڑھے پہلی رکعت میں بعد فاتحہ دس بار آیت الکرسی عظیم تک دوسری رکعت میں بعد فاتحہ گیارہ بار اخلاص شریف بعد سلام سجدہ میں سر رکھ کر سات بار اسم یا و ہاب پڑھے بہت مجرب ہے و معمول مشائخ ہے دونوں جہان کی برکتوں کا موجب ہے اور بعد عصر ختم معصومیہ بھی عجیب الاثر ہے۔

(۶) بے اولاد کے لئے پڑھنے کے ایک عمدہ دعا: بے اولاد میاں بیوی

فجر کی سنتوں اور فرضوں کے تشہد کے آخر پارہ ۷۱ سورۃ انبیاء کی آیت ۸۹

سے رب لاتزرنی فردا وانت خیر الوارثین O پڑھ کر سلام پھیرا

کریں یہ اجازت مدینہ طیبہ سے ہے محترم پیر بھائی حضرت بخش صاحب کے

واسطہ سے فقیر کو پہنچی مجرب ہے نیز پارہ ۱۹ فرقان کی آیت ۷۲ سے ربنا سے

اماماً تک پڑھنا اسی قسم کا فائدہ رکھتا ہے مال اور اولاد کی کثرت و برکت کی

دعاء پارہ ۱۹ شعراء آیت ۱۳۲ تا ۱۳۴ کا بکثرت اور بلا تعداد پڑھنا عجیب الاثر

ہے۔ اول و آخر درود شریف و استغفار ایک یا تین بار پڑھنا چاہئے۔ یہ عمل

بارہا آزما گیا ہے جو مجرب ہے اور سریع الاثر ہے۔ (جامع الخیرات)

(۷) نماز عصر و مغرب کے درمیان دو گانہ نماز ادا کر کے ایک سو ایک بار تسخیر خلائق

کے لئے بشرط پاک نیت و مقصد کسی کامل یا اپنے شیخ سے اجازت لے کر

پڑھے انیست سبحان اللہ خلائق یا مردمان بحبت و اطاعت خوبان من کن الحمد

للذبان جملہ خلائق یا مردمان بحبت و اطاعت گویائے من کن واللہ اکبر گوش و

ہوش جملہ خلائق یا مردمان بحبت و اطاعت شینوائے من کن ولا حول ولا

قوة الا اللہ العلی العظیم۔ جملہ خلائق یا مردمان بحبت و اطاعت من

مسخر کن کہ کوئی کسی کے لئے پڑھنا چاہتا ہو تو اس کا مع اس کی والدہ کے نام

کے کہنا ہوگا فلاں بن فلاں راباتی عبارت وہی مذکورہ بالا ہوتا کہ کامیابی روز از

معمول رہے۔ مجرب و معمول بعض معتمدین ہے مگر خلاف شرع مقصد کے

لئے اجازت نہیں اگر کرے تو نقصان اٹھائے گا۔ اس لئے اس عمل کے کرنے میں احتیاط کی ضرورت ہے۔ (جامع الخیرات)

(۸) تخریب یا ہلاکت ظالم مستحق کے لئے

اسم یا قابض روزانہ ۹۴ بار پڑھنا مؤثر ہے خلاف شرع نہ کرے۔

(۹) عورت یا گائے یا بھینس وغیرہ کے دودھ

کی زیادتی کے لئے۔ پ ۱۳ ارد کی آیت ۹۸ لکھ کر عورت

کے گلے میں باندھے جانور کو آٹے پر دم کر کے یا پانی پر دم کر کے کسی چیز پر کھلا دے۔ (جامع الخیرات)

(۱۰) نرینہ اولاد کے لئے زن و مرد نماز پنج گانہ پابندی

سے پڑھنا شروع کر دیں اور شوہر ہر قربت سے قبل داہنے ہاتھ کو بیوی کی ناف پر رکھ کر با وضو سورۃ قدر کو سات بار پڑھ کر دم کر کے قربت میں مشغول ہو بفضلہ تعالیٰ فرزند نرینہ روزی ہوگا۔ (جامع الخیرات)

(۱۱) بانجھ عورت (عقیمہ) کے لئے سوموار کو بیوی خاوند روزہ

رکھیں افطار کے لئے سورۃ منزل سات بار پڑھ کر دودھ پر دم کریں اسی سے

افطار کریں ہضم ہو گیا تو انشاء اللہ بچہ ہوگا اگر قے ہو گئی تو سات بار تک ایسا ہی کریں اکثر دوسری تیسری بار ہی کامیابی ہوئی ہے۔

(۱۲) حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کی زیارت و ملاقات کے لئے ہر نماز کے بعد چالیس بار یہ تسبیح پڑھا کرے سبحان رب الارض و رب السماء یا حی لیکن غیر شرعی مقصد کے لئے حضرت خضر علیہ السلام کو تکلیف دینا سخت خطرناک ہے۔ (جامع الخیرات شریف)

(۱۳) گمی ہوئی شے یا گمشدہ شخص کے لئے : گم

ہونے کی خبر پر فوراً وضو کر کے پاک کپڑے پہن کر دو رکعت نماز پڑھ کر قبلہ رو بیٹھے پ ۲۱ لقمان کی ۱۷ آیت ۱۲ بار پڑھے پھر یا حفیظ ۱۲ بار اور پھر درود شریف ۷ بار پڑھ کر اپنے داہنے کھلے ہوئے ہاتھ کو اپنے برہنہ سر پر سات دفعہ سر سے لگا کر گھمائے اور تصور بالیقین کرے کہ شے گمشدہ یا شخص پر اللہ تعالیٰ کی زمین باوجود فراخی کے تنگ کر دی ہے حتیٰ کہ اسے سوائے میرے پاس آنے کے کوئی چارہ نہ رہا انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد مل جائے گا ایک بار ہی کافی ہے ورنہ تین دن نہایت سات روز تک کرے۔ (جامع الخیرات شریف)

(۱۴) امام غزالی وغیرہ علماء لکھتے ہیں کہ جو شخص بادشاہ یا ظالم حاکم افسر سے خائف ہو تو اس سے ملاقات یا پیشی کے وقت کہتا ہوا جائے یا قدیم الاحسان باحسانک القدیم امن میں رہے۔

(۱۵) ظالموں، مفسدوں اور ناحق بداندیشوں

کی جماعت کو متفرق کرنے کے لئے لکھتے

ہیں کہ چند جو کے دانے لے کر چار بار یہ کلمات پڑھ کر دم کرے اور ان کے مکان یا محل اجتماع میں ڈال دے پھر اللہ تعالیٰ کے کام کو دیکھے کیا کرتا ہے ہا
طاش نا طاش هطاشينه والقينابينهم العداوة البغضاء الى يوم
القيامة۔ (جامع الخیرات شریف)

(۱۶) دو مفسدوں ظالموں میں تفریق مقصود ہو تو

ایک انڈے پر لکھے اور پھر پھونک کر ان کو کھلا دو و فرقنا ہم کل ممزق
وحیل بینہم قطعاً بغضا فلان بن فلانة و فلان بن فلانة۔ (جامع
الخیرات شریف)

(۱۷) صلوٰۃ منجیہ کاملہ عارفین اصحاب دعوات مستجابہ لکھتے ہیں جو اس

صلوٰۃ منجیہ کاملہ کو لوہے کی پاک صاف تختی پر مع نقش کے لکھے اور آفتاب کے
سامنے دھوپ پر لٹکائے اور ۹۹ بار اس صلوات منجیہ کاملہ کو صدق دل سے
پڑھے اور حضور کو اللہ تعالیٰ نے کل عالمین پر شاہد (حاضر و ناظر) بنا کر بھیجا یوں
تصور کرے کہ میں ان کا غلام ان کے حضور پڑھ رہا ہوں بعونہ تعالیٰ اپنی

مشکلات و مہمات میں عجیب امداد الہی غیبی پائے اور برکت محسوس کرے گا اور اگر کاغذ پر لکھ کر صلوٰۃ مع نقش پاس رکھے تو امور و مہمات و مشکلات میں آسانی و سہولت ملاحظہ کرے اور دفع بلا و غلبہ بر اعداء و قبول فی الوریٰ و شفاء امراض و غیر ہا میں سریع الاثر پائے یا روزانہ ۷ یا ۱۱ یا ۱۳ یا ۱۰۱ اسی طرح طاق عددزائد کر کے پڑھے تو ہر حاجت جائز و خیر کے لئے تریاق و اکسیر ہے صلوٰۃ منجیہ کاملہ مذکورہ بالا یہ ہے کہ اللہم صل صلوٰۃ کاملہ و سلاماً تاماً علی سیدنا محمد ن الذی تنجینا بہ من جمیع الہوال و الافات و تقضی لنا بہ جمیع الحاجات و تطہرنا بہ من جمیع السیات و ترفعنا بہ اعلیٰ الدرجات و تبلغنا بہ اقصى الغایات من جمیع الخیرات فی الحیوٰۃ و بعد الممات و الہ بعدد کل معلوم لک

نقش یہ ہے:

۱۵۵۲	۱۵۵۵	۱۵۵۸	۱۵۲۵
۱۵۵۷	۱۵۲۶	۱۵۵۱	۱۵۵۶
۱۵۲۷	۱۵۶۰	۱۵۵۳	۱۵۵۰
۱۵۵۳	۱۵۲۹	۱۵۲۸	۱۵۵۹

(۱۸) سحر جادو کو ڈے یا گڈے وغیرہ ناپاک عمل کے دفع

کرنے کا طریقہ ہے کہ گل ٹیسو جو زرد رنگ پھول پنساری سے مل سکتا ہے بقدر آدھا پاؤلا کر شیر گرم پانی میں ڈال کر اس کا رنگ لے لیں مریض کو پاس بٹھا کر اس پر فاتحہ آیت الکرسی سورۃ جن کی پہلی پانچ آیات پڑھ کر دم کر لیں اور سورۃ الطارق اول داہنی آنکھ پھر بائیں پھر داہنے کان پر بائیں پھر داہنے سوراخ بینی پھر بائیں پھر منہ پر پھر تمام بدن پر ایک ایک بار پڑھ کر پھونکیں آخر چار قل پڑھ کر دم کر لیں اور گل ٹیسوں کے ابلے ہوئے ملون رنگدار پانی سے جو کہ شیر گرم ہو مریض کو ایسی جگہ نہلائیں جہاں نہ ہو اتیز چلتی ہو نہ ٹھنڈک فوری ہو بلکہ اگر دھوپ ہو یا ہوا سے بچاؤ کی جگہ ہو یہ عمل چند بار کرنا مجرب و مفید ہے۔

(۱۹) دفع سحر کے واسطے کورے مٹی کے گھڑے میں شنبہ کو دریا یا نہریا

چشمے کا پانی بھر کر سامنے رکھے اور با وضو اول حصار کر کے پھر چار قل پڑھے اور کاغذ پر لکھے پھر پ ۱۹ عرف کی آیت ۱۲۲/۱۸ فوق الحق و بطل ما کانوا یعملون لے کر ہارون تک پ ۱۹ انفال آیت ۸ پھر پ ۱۱ یونس - آیت ۸۱ تا ۸۲ پھر پ ۱۲ ہود آیت ۱۶ پھر پ ۱۶ طہ آیت ۶۹ سے انما صنعوا سے آخر تک پڑھے بھی اور کاغذ پر لکھے پانی پر دم کر کے پھر اس مریض اور گھڑے کو دریا یا نہر کے کنارے لے جا کر اول مریض کو گل ٹیسوں

کے نیم گرم پانی سے نہلا کر وہ پانی نہریا دریا میں ملا دو پھر وہ لکھا ہوا گھڑے کے پانی میں ڈال دیں جب وہ گھل جائے تو اول اس سے اس مریض مسحور کو کچھ پلائیں اور ہاتھ منہ پر ڈالیں پھر پاک کپڑے پہنائیں بڑے ٹب میں بٹھا کر کپڑوں پر سے اس پانی کے ساتھ اسے خوب ترتر کر دیں کہ تمام بدن اور کپڑے تر ہو جائیں یہ ٹب یا بڑے کنال میں کیا جائے تاکہ وہ پانی زمین پر نہ گرنے پائے بعدہ وہ کپڑے اگر صاحب توفیق ہے تو کسی غریب کو فی سبیل اللہ خیرات کر دے ورنہ دوسرے کپڑے پہن کر ان کو سکھا کر پھر پہنے یہ عمل ہفتے ہفتے کو چند بار کریں یقیناً مفید ہے اور مجرب بھی ہے ٹب سے وہ پانی آخر زمین میں ایسی جگہ دفن کر دو کہ کسی کا پاؤں عموماً اوپر نہ آوے اور مریض کو حصار صبح و شام کیا جائے خواہ خود کرے یا دوسرے سے حصار کراوے۔ (جامع الخیرات شریف)

(۲۰) بچوں کے رونے ڈرنے وغیرہ کے لئے

یہ نقش لکھ کر گلے میں باندھ دیں مجرب ہے۔



(جامع الخیرات شریف)

حکیم و فقیہ و مفتی و مورخ اسلام حضرت سید پیر محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی رحمۃ اللہ

علیہ نے عالم اسلام کے لئے اپنے مجربات نسخے اور عملیات و نقوش لکھ کر عوام اور خواص پر احسان عظیم کیا ہے۔ یہ مشتمل نمونہ پیش خدمت کئے گئے تاکہ قارئین کو یہ بھی پتہ چلے کہ ہمارے پیرومرشد صرف عالم نہ تھے بلکہ وہ جامع العلوم تھے یہاں چند مجربات پر اکتفا کیا گیا۔

حکیم ملت بحیثیت مناظر

ہمارے ہندو پاکستان میں قادیانی، منکر حدیث یعنی پرویزی، وہابی، رافضی، چکڑالوی، آغا خانی وغیرہ فرقے یہ کوشش کرتے ہیں کہ لوگوں کو اپنے جال میں پھنساتے ہیں اور اپنے خود ساختہ عقائد لوگوں کے ذہنوں میں داخل کراتے ہیں تاکہ وہ ان کے جال میں پھنس جائیں۔ اگر تم ان فرقوں کے متعلق تفصیل معلوم کرنا چاہتے ہو تو علامہ نجم الغنی رامپوری کی کتاب مذاہب الاسلام کا مطالعہ کرو اور یا ائمہ تلبیس کا مطالعہ کر سکتے ہو یا عربی کتاب الملل والنحل بھی مطالعہ کر سکتے ہو۔ عرب میں محمد ابن عبدالوہاب نجدی پیدا ہوا اور وہ ابن تیمیہ کے عقائد کا پرچار کرنے والا تھا تمام عرب ممالک کو انہوں نے وہابی بنایا اور وہاں وہابی حکومت کا آغاز کیا ابھی یہ فرقہ عروج پر

ہمارے ہندوستان میں بھی اس گروہ کی بہت سی شاخیں ہیں مثلاً تبلیغی جماعت جو رائے ونڈی کہلاتے ہیں پرویزی جماعت اسلامی اہل حدیث یعنی غیر مقلدین لشکر جھنگوی سپاہ صحابہ اشاعت التوحید والسنّت احرار یا خاکسار یہ تمام کے تمام وہابی فرقے سے تعلق رکھتے ہیں سیاست میں جمعیت العلماء اسلام اور جمعیت اہل حدیث جماعت اسلامی نمایاں کردار ادا کرتے ہیں ان تمام کے عقائد ایک جیسے ہیں منکر حدیث یا پرویزی دونوں کا ایک نام ہے وہ تو احادیث نبویہ کے ماننے کے لئے بھی تیار نہیں اہل حق علماء نے وقتاً فوقتاً ان فرقوں کے علماء سے مناظرے بھی کئے ہیں اور بات مجادلوں تک بھی گئی ہے دیوبندی اور بریلوی حضرات کے درمیان بھی مناظرے ہو چکے ہیں جن کی تفصیل مناظرہ بریلی یا مناظرہ جنگ یا مقیاس مناظرہ میں دیکھ سکتے ہو ہمارے صوبہ سرحد میں حضرت علامہ مولانا شائستہ گل متہ مردان نے بھی وہابیوں کے ساتھ کئی مناظرے کئے ہیں اس طرح صاحب عبدالمنان شہباز گڑھی مردان اور چارباغ مولوی صاحب اور گھڑی کپورہ صاحب حق نے باطل فرقوں کے علماء کے ساتھ مناظرے کئے ہیں اور ان تمام مناظروں سے عوام اور خواص واقف ہیں۔ حضرت علامہ مولانا احمد اللہ صاحب ڈاگئی نے السیف الممیر علی اتباع ملا فنجیر نامی کتاب میں وہ تمام مناظرے جمع کئے ہیں جو اہل سنت و جماعت کے علماء اور ملا طاہر فنجری کے درمیان ہوئے تھے یہاں تک کہ اس نے حرم شریف میں اس کو نہیں چھوڑا اس تمہید کے بعد آپ پر یہ واضح ہونا چاہئے کہ ہمارے پیر و مرشد مفسر قرآن اور فقیہ و مفتی و حکیم ملت محدث ہزاروی نے اہل باطل سے بھی مناظرے کئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اہل باطل ہار گئے اور اہل حق جیت گئے جس طرح قرآن

مقدس میں ہے قل جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقاً ط فرما
 دیجئے اے میرے محبوب کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل جانے والا ہے
 ہمارے پیر و مرشد کے دست اقدس پر لا تعداد باطل فرقوں کے عوام اور خواص علماء اور
 دانشور تائب ہو چکے ہیں۔ حضرت قاری خوشی محمد الازہری کا توبہ نامہ مقیاس لاہور اور
 ماہنامہ سالک راولپنڈی میں چھپ چکا تھا اور اپنے دیوبندیت سے تائب ہو کر سنی حنفی
 مسلک کو آپ کے دست اقدس پر قبول کیا تھا اس کی تفصیل حفظ الاحناف میں بھی
 درج ہے۔ آپ اس میں بھی مطالعہ کر سکتے ہیں ہمارے ہندو پاکستان میں قادیانیت کا
 جال پھیلا ہوا تھا اور لوگ جوق در جوق قادیانی مذہب میں شامل ہو رہے تھے قادیانی
 دجال ربوہ مرزا طاہر احمد کے عقل و حواس کو اتنا بے حواس کیا کہ وہ میدان مناظرہ چھوڑ
 کر بھاگ نکلا اس مناظرے کی روئیداد کچھ اس طرح ہے کہ ۱۹ اپریل ۱۹۸۴ء بمطابق
 رجب ۱۴۰۴ھ جمعرات کو عوام الناس دنیا دنی میں مصروف اور علماء کہلانے والے
 حضرات خواب غفلت میں پڑے ہوئے تھے اس وقت دجال ربوہ عوام الناس کے
 دین و ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے راولپنڈی پہنچا ادھر ۱۹ اپریل ۱۹۸۴ء شام تقریباً
 ساڑھے پانچ بجے ایک مرد مجاہد نے بذریعہ فون حکیم ملت مفسر قرآن داعی اتحاد و
 خلافت حضرت پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی کو اطلاع دی کہ قادیانیوں کا موجودہ
 سربراہ مرزا طاہر احمد منصوبہ ارتداد کے تحت ^{فلیشمین} ہوٹل راولپنڈی صدر میں موجود
 ہے اس کا آج رات آٹھ بجے مذکورہ ہوٹل میں خطاب ہوگا لہذا آپ بروقت پہنچ
 کر دور جدید کے مسلمانوں کو ارتداد سے بچا کر مسلمانوں کے دین و ایمان کی حفاظت

فرمادیں۔ اس قادیانی تبلیغی اجتماع میں پورے حفاظتی انتظام اور کڑی نگرانی میں فوج و سول کے اعلیٰ افسروں کو مع لو احقین کافی تعداد میں سوال و جواب کی اجازت دے کر گمراہ بنانے کے لئے مدعو کیا ہے اس وقت آپ ہی ایسی ہستی ہیں جو اس دجال لعین کے دجل و فریب کو خاک میں ملا سکتے ہیں یہ کسی عالم یا جاہل صوفی کے بس کا روگ نہیں جب آپ کو یہ اطلاع ملی اس وقت حضرت حکیم ملت مفسر قرآن محدث ہزاروی کے گھر میں یہ حال تھا کہ صاحبزادہ سید عبدالواجد شاہ محبوب مدظلہ العالی شدید بیماری کی حالت میں ہے اور اس کو ایبٹ آباد لے جانے کی تیاری ہو رہی ہے اور ساتھ ہی جمعۃ المبارک کے روز آپ کی ہمشیرہ کے چہلم کے سلسلہ میں احباب و متعلقین کی آمد کا سلسلہ بھی شروع تھا بعض احباب میں سے کچھ ایسے لوگ بھی تھے کہ جنہوں نے آپ کو یہ مشورہ بھی دیا کہ آپ راولپنڈی نہ جائیں کیونکہ ایسی حالت میں آپ کے لئے تشریف لے جانا مناسب نہیں تو ان کے جواب میں حضرت حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی نے فرمایا کہ پیارے صاحبو! ہم اہل بیت کے لوگوں پر ایسے امتحانات آتے رہتے ہیں میرے جد امجد حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام نے تو باطل کے رد میں دستور حق کی حفاظت کے لئے سارا کنبہ تک شہید کر ڈالا فقیر اپنے اہل و عیال اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہوئے آپ احباب سے معذرت کے ساتھ راولپنڈی جائے گا آپ یہاں دعا و نوافل میں مشغول رہیں اور یہ بھی یاد رکھو کہ آج قادیانیت کا قطعی حل ہے اور یہ وہی حل ہے جو خلافت راشدہ معلم و مقصود کائنات ﷺ کے محبوب رفیق غار خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق نے مدعی نبوت مسلمہ کذاب و منکرین زکوٰۃ کے لئے تجویز کیا تھا اس بیان حق کے بعد امیر تحریک خلافت مفکر اسلام

حکیم ملت محدث ہزاروی نے اپنے ایک عقیدت مند حاجی غلام علی قادری محمودی ٹاؤن شب لاہور کے ہمراہ بذریعہ کار چھ بجے شام راولپنڈی روانہ ہوئے رات ٹھیک سوا آٹھ بجے فلیشمن ہٹل کے سامنے جا پہنچے کڑی نگرانی و پہرہ تھا آپ اندر داخل ہونے لگے تو پہرہ دار نے روکنا چاہا اور پوچھا کہ آپ کون لوگ ہیں اس پر آپ کے عقیدت مند نے کہا کہ یہ محدث ہزاروی ہیں اور میں غلام علی ہوں پہلے دیر ہو چکی ہے اور تم مزید ہمیں دیر کروا رہے ہو یہ کہہ کر دونوں حضرات ہٹل کے اندر گئے تو ہال میں متعین نگران نے بغیر پوچھے و بغیر شناخت کئے اگلی صف سے دو فوجی افسران کو اٹھا کر انہیں وہاں بٹھایا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور غوث پاک کی کرامت سے ان پہرے داروں کو اتنی سمجھ نہ آئی کہ جب یہ حضرات مدعو ہیں تو ہم ان سے شناختی و دعوتی کارڈ ہی طلب کر کے شناخت کر لیں جب یہ حضرات اگلی صف پر بیٹھے تو اس وقت سربراہ قادیانیت مرزا طاہر احمد بیان کر رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمت اللعالمین ہیں لہذا ہمیں آپس میں بھائی بھائی بن کر رہنا چاہئے ایک دوسرے کو کافر نہ کہیں اس کے فوراً بعد مرزا طاہر نے آیت الیوم اکملت لکم دینکم (مائدہ) پڑھی اور ترجمہ کیا آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔

ضرب قلندرانہ: مرزا طاہر احمد نے مذکورہ آیت بہکانے کو پڑھی اور ترجمہ کیا آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا تو مرد قلندر مشعل قادری نے فوراً بر محل ایک چٹ پر عارفانہ سوال لکھ کر مرزا طاہر احمد کی طرف بھیج دی اور سب کے سامنے اسے کہا کہ پہلے فقیر کے سوال کا جواب دو۔ عارفانہ سوال لئے ہوئے کاغذ کا یہ پرزہ محض ایک چٹ نہ تھی بلکہ یہ ایک ایسی ضرب قلندرانہ تھی جس نے دجال ربوہ کے قلب

و ذہن کو ماؤف کر کے رکھ دیا چنانچہ دجال ربوہ نے چٹ پڑھ کر مٹھی میں دبا کر جواب نہ دینے کی ٹھانی اور بیان جاری رکھنا چاہا تو مشعل قادریت قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ پہلے سوال کا معقول جواب دو۔ اس پر مرزا طاہر نے بدحواسی کے عالم میں کہا کہ سب کے سامنے پڑھ کر سناؤں چنانچہ مرتا کیا نہ کرتا اس نے پڑھ کر سنایا۔ لکھا تھا کہ تم نے جو آیت پڑھی ہے اس پر تمہارا ایمان و یقین بھی ہے یا نہیں اگر تمہارا جواب نفی میں ہے تو تم مرتد ہوئے اور اگر جواب اثبات میں ہے تو پھر بتاؤ کہ دین اسلام میں تکمیل نبوت کے متعلق حتمی فیصلہ ہے اور جو اس حتمی فیصلہ کو نہ مانے وہ مسلمان کس طرح ہوا قرآن اور سنت میں فیصلہ ضرور ہے جیسا خاتم النبیین اور لانی بعدی سے ظاہر ہے دستور حق کا یہ فیصلہ مسلمانی کے ناحق دعویداروں کو کیوں قبول نہیں اور اس پر فیصلہ نہ کر کے آپ کیسے مسلمان ہو سکتے ہیں۔

غیر سنجیدہ جواب: جب اس نے یہ سوال پڑھا تو ناچار اجتماع میں کہا کہ فیصلہ و جواب تو ضرور ہے لیکن میں نے ان کو یعنی دعوت دینے والے منتظمین کو ایسے اختلافی مسائل پیش کرنے کی اجازت نہ دی تھی اس مرد مجاہد مشعل راہ قادریت حضرت مفسر قرآن محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ توحید و نبوت کے اس دینی سوال کو کوئی مسلمان اختلافی نہیں کہہ سکتا دین کامل اسلام میں اس کا حتمی فیصلہ موجود و محفوظ ہے اور پوری ملت اسلامیہ کا معلم کائنات ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر مکمل اتفاق ہے۔ فاتح قادیانیت امیر تحریک خلافت مفسر قرآن حضرت محدث ہزاروی کے اس عارفانہ سوال و جواب میں دجال ربوہ نے بالآخر یہ غیر سنجیدہ جواب دیا کہ مسئلہ ختم نبوت کا فیصلہ تو

قرآن و سنت میں ہے مگر میں ربوہ جا کر اس کا سنجیدہ جواب دوں گا یہ کہہ کر مرزا طاہر احمد نے اجتماع برخواست کر کے سامعین کو خورد و نوش میں مشغول ہونے کی تلقین کی اور خود بھی روٹی کھانے چل دیئے۔

زمین اور آسمان: اجتماع کے برخاست ہونے کے بعد حضرت محدث ہزاروی قدس سرہ العزیز ہوٹل سے نکلے تو مرزا صاحب کے مخصوص لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کا مقام کہاں ہے ہمارا مطلب یہ ہے کہ آپ کا پتہ کیا ہے آپ نے فرمایا کہ فقیر کا پتہ آسمانوں میں ہے لہذا زمین و آسمان جہاں چاہو تلاش کرو فقیر کو تردید باطل کے لئے ہر جگہ موجود پاؤ گے مومن مسلمان ہر جگہ سنجیدہ ہوتا ہے اور سنجیدہ گفتگو کرتا ہے پوری ملت اسلامیہ کو مرزا طاہر کے سنجیدہ جواب کا انتظار رہے گا اگرچہ فقیر کو ان سے کسی سنجیدہ جواب کی کوئی توقع نہیں کیونکہ ان کے دادا نے بھی زندگی بھر کوئی سنجیدہ گفتگو نہ کی اور نہ کوئی معقول دعویٰ کیا۔

پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ العزیز اور دیگر علماء حق سے شکست کھانے کے بعد ان کی ہجو میں جو قصیدہ دجال قادیانی نے لاجواب ہو کر لکھا اس کے ان اشعار کا ترجمہ درس عبرت کے لئے آپ کی پیش خدمت ہے۔ ”پس میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت تو ملعونوں کے سبب سے معلون ہوگئی پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی اس فرومایہ نے کمینہ لوگوں کی طرح گالی کے ساتھ بات کی ہے اور ہر ایک آدمی خصومت کے وقت آزما یا جاتا ہے۔ (اعجاز احمدی ۷۵-۷۶) پھر علمائے کرام کی خدمت میں یوں گل فشانی کی۔ اے بدذات فرقہ مولویان! تم کب تک حق کو

چھپاؤ گے کب وہ دن آئے گا کہ تم یہودانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ اے ظالمو مولو یو! تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کا لانعام کو بھی پلایا۔ (انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۲۱)

قیاس سمندر گلستان او بہار درا قیاس کن زخرفات اور مراق درا
اس کے بعد امیر تحریک خلافت مفکر اسلام حضرت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث
ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے تشریف لے گئے ہوٹل کے باہر آپ کے معتقدین منتظر
کھڑے تھے اور آپ کو اپنے گھر لے گئے رات دو بجے تک محفل علم و عرفان جاری رہی
پھر اس کے بعد آپ فجر تک خانقاہ محبوب آباد شریف پہنچ گئے۔ یہ تاریخی واقعہ ہوا اس کا
مختصر بیان نوائے وقت ۲۲ اپریل ۱۹۸۲ء جنگ لاہور ۲۳ اپریل ۱۹۸۲ء اس عنوان
سے شائع ہوا۔

میں اس سوال کا جواب سنجیدگی سے دوں گا

راولپنڈی ۲۱ اپریل نمائندہ خصوصی قادیانیوں کے سربراہ مرزا طاہر احمد
گزشتہ روز ایک مقامی ہوٹل میں قادیانیوں سے خطاب کیا اگرچہ اس میں کڑی نگرانی
کی گئی کہ دعوت نامے کے بغیر کوئی شخص داخل نہ ہوتا ہم تحریک خلافت کے امیر محدث
ہزاروی وہاں پہنچ گئے اور جب مرزا طاہر نے یہ پڑھا لیوم اکملت لکم دینکم تو
محدث ہزاروی نے ایک چٹ بھیجی جس پر لکھا تھا جب اسلام کامل دین ہے تو اس میں
ہر تنازعہ کا فیصلہ ہونا ظاہر ہے اگر نبوت کی تکمیل کا فیصلہ نہیں ہے تو اسلام کیسے کامل ہوا۔

اگر ہے تو وہ اسلام کے دعویداروں کو کیوں قبول نہیں مرزا طاہر نے یہ سوال مجمع میں پڑھ کر تو سنایا مگر یہ کہہ کر جلسہ برخاستہ کر دیا کہ میں اس سوال کا جواب سنجیدگی سے دوں گا۔ مزید تفصیل جاننے کے لئے آپ کی کتاب ضرب قلندرانہ کا مطالعہ فرمادیں۔ یہ مناظرہ آپ نے پڑھ لیا ایک قادیانی تو نہیں کہ آپ نے اس کو مبہوط کر دیا بلکہ سینکڑوں کی تعداد میں آئے ہیں اور وہ تمام کے تمام لا جواب ہوئے ہیں ان میں سے ہمارے پیر بھائی اور حضرت حکیم ملت کے خلیفہ مجاز مولانا محمود احمد قادری نوشہرہ صوبہ سرحد والے بھی تھے آپ کے تمام خاندان والے قادیانی تھے اور آپ کا دل اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے حق کی طرف پھیر دیا اور پیر طریقت کے فیضان سے وہ مسلمان ہوئے اور پھر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت سے بھی مشرف ہوئے اور آپ نے بہت زیادہ مشکلات اس راستے میں اٹھائیں آخر آپ خلافت مجاز سے بھی سرفراز ہوئے۔ فقیر کا محمود احمد قادری صاحب کے ساتھ گہرا تعلق تھا اور سال میں کئی بار آپ سے ملتا۔ ہم دونوں ملاقات سے مسرور ہو جاتے۔ اب وہ اس دار فانی میں موجود نہیں جب آپ کا وصال ہوا ہے تو فقیر نماز جنازہ کے لئے بھی گیا تھا آپ کی قبر نوشہرہ روڈ کے پل کے قریب مشرق کی طرف قبرستان میں ہے ایک ہفتہ بعد اس کی بیوی بھی دارمفارت میں دنیا سے چل بسی فقیر جب اس طرف سے بس یا فلائنگ کوچ میں گزرتا ہے تو ان دونوں کو دعائے مغفرت اور خیر سے یاد کرتا ہے۔

روزنامہ نوائے وقت ۲۲ اپریل ۱۹۸۴ء راولپنڈی اور لاہور نے جب یہ مختصر نشریہ نشر کیا تو علامہ قربان نظامی شاعر پاکستان نے اس واقعہ کو منظوم شکل دی انہوں نے اس واقعہ کو یوں بیان فرمایا:

خضر راہ خدا ہیں محدث ہزاروی
 غوث الوریٰ کے آپ خلیفہ ہیں دہر میں
 فرزند مصطفیٰ ہیں محدث ہزاروی
 عرب و عجم میں آج وہ حق کے نقیب
 کرتے ہیں وہ بات سنت قرآن سے
 طاعت خدا رسول کی ہے اُن کی پیروی
 بے شک ہیں شہر علم لدنی کے در علی
 افسوس آج حق کے عنادل خموش ہیں
 زاغ و زغن ہیں ہر سرا اگرچہ خلد تک
 طاہر کا منہ بند کیا ان کے ہجوم میں
 ٹھہرانہ جس کے سامنے دجال قادیان
 مرتد کا بند کر دیا منہ سب کے سامنے
 سچ کہہ رہا ہوں جھوٹ کی عادت نہیں مجھے
 جانا اور آنا بھی تو کرامت سے کم نہیں
 ناشر نوائے وقت ہے گرچہ برائے وقت
 قربان قادیانی کئے جس نے لاجواب
 محترم قربان نظامی صاحب ایک فاضل شخصیت کے مالک ہیں اور آپ ایک قومی شاعر
 بھی ہیں اور حکیم ملت مناظر اسلام مفسر قرآن حضرت پیر سید محمود شاہ صاحب کے خلیفہ
 اور مازون بھی ہیں۔

انگریز فلسفی برنارڈ شا کے ساتھ علمی مناظرہ

برنارڈ شا ایک انگریز فلسفی دانشور تھے۔ بہت سے لوگ آپ کے نام سے واقف ہیں اور وہ علمی مباحثوں میں حصہ لینا بہت پسند کرتے تھے ایک دفعہ برنارڈ شا نے ضابطہ کائنات قرآن پاک کے حروف مقطعات کے متعلق مسلمان علماء و مشائخ و دانشوروں سے کچھ سوالات کئے جب انہوں نے جواب دیئے تو آپ نے ان جوابات کو تسلی بخش نہ سمجھا اور بہت مایوس ہوئے پھر انہوں نے اپنی طرف سے ایک فتویٰ بنام علماء لکھا اور اس میں یہ خدشہ بھی ظاہر کیا کہ جب ان کے پاس کوئی شافی جواب نہیں تو پھر خدا نخواستہ حضور انور ﷺ بھی نہ جانتے ہوں گے ورنہ وہ ان مسلمانوں کو بتا دیتے۔ مفکر اسلام حضرت علامہ پیر سید محمود شاہ صاحب گو یہ انداز گستاخانہ پسند نہ آیا اور آپ کو یہ لہجہ توہین آمیز محسوس ہوا آپ نے برنارڈ شا سے رابطہ قائم کر کے کہا کہ فقیر سے رابطہ کرو۔ اس کے براہ راست دریافت کرنے پر آپ نے الم حروف مقطعات کی تشریح اس طرح فرمائی (الف) اللہ خالق و مالک کائنات (ل) اسلام لاریب ضابطہ کائنات یعنی بے شبہ دستور کائنات (میم) معلم و مقصود کائنات ﷺ۔ آپ نے فرمایا یہ پورے دستور حق کا اجمالی سبق ہے دستور کی تفصیل کو تین حرفوں میں خالق کائنات نے سمیٹ دیا اور انہی تین ضروری مضامین کا قبر میں امتحان و سوال ہوگا جیسا سورۃ العنکبوت کی ابتدائی آیات سے ظاہر ہے بالآخر برنارڈ شا نے حضرت حکیم ملت مفسر قرآن پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی کے تبحر علمی اور قوت استدلال کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے حق کو تسلیم کئے بغیر اس کو کوئی چارہ کار نظر

نہیں آتا تھا اور لکھ دیا کہ برصغیر میں ایک ایسا عالم و عارف حق موجود ہے جو کلام خداوندی کو اس کے صحیح معنوں اور موقع محل کے مطابق جانتا ہے۔ قارئین کرام دنیائے فلسفہ کے ماہر برنارڈ شاہ جو صرف ایک فلسفی ہی نہ تھے بلکہ اپنے زمانہ کے یگانہ روزگار علمی شخصیت بھی تھے ان کے فلسفیانہ اقوال سے تمام دنیا خبردار ہے اور پھر اس نے تمام دنیا کے علماء اسلام کو ایک قسم چیلنج بھی کیا اور جنہوں نے جو جوابات دیئے ان کو اس نے تسلی بخش قرار نہ دیا لیکن جب یہ بات حکیم ملت حضرت پیر سید محمود شاہ محدث ہزارویؒ کے کانوں تک پہنچی اور آپ نے اسی وقت اُن سوالات کے جوابات دیئے تو اس کو اقرار حق بھی کرنا پڑا اور اس نے آپ کے تبحر علمی کو تسلیم بھی کیا۔

بغداد شریف میں ایک محدث کے ساتھ علمی مناظرہ

حضرت حکیم ملت مفسر قرآن اور فقیہ ملت اسلامیہ پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزارویؒ جب حجاز کی طرف بغرض حج تشریف لے گئے تو آپ اپنے ساتھیوں سمیت بغداد شریف پہنچے وہاں بغداد شریف میں ایک محدث آپ کی ملاقات کے لئے آئے اور حضرت حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزارویؒ سے عربی و فارسی میں بات چیت ہوئی۔ وہاں حضرت مفسر قرآن حکیم ملت کا فارسی کلام بھی پڑھا گیا اور عربی زبان میں جو رجز آپ نے لکھے تھے وہ بھی پڑھے گئے جو اسرائیل کے ساتھ جنگ کے موقع پر اردن بھجوائے گئے تھے۔ تمام حاضرین نے جب یہ رجز اور کلام سنا تو

وہ بے حد محفوظ ہوئے۔ اس اثناء میں اس محدث صاحب نے کہا کہ پاکستان میں اسلام برائے نام ہے حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی نے اس کے جواب میں برجستہ فرمایا کہ محدث صاحب آپ یہاں کے محدث ہیں کتاب و سنت میں داڑھی تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے اور خصوصاً ہمارے پیارے حبیب معلم و مقصود کائنات صلی اللہ وآلہ وسلم کی سنت عظیم ہے پھر حضور انور معلم و مقصود کائنات ﷺ کے علاوہ آپ کے اہل بیت اطہار اور آپ کے پیارے صحابہ کرام اور تمام آئمہ مجتہدین کی داڑھیاں تھیں اور یہ ان کی سنت ہے آپ کس بناء پر اس عظیم سنت سے محروم ہیں تو وہ محدث صاحب اس طرح نادم اور شرمندہ ہوئے کہ شرم سے پسینہ پسینہ ہوئے پھر آپ نے ان کی نکٹائی پر عالمانہ انداز پر گفتگو فرمائی کہ یہ نکٹائی خدا ار رسول قرآن مقدس و سنت رسول ﷺ کا غیر محسوس انکار ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھانے کی یادگار ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبهہ یهود انہیں قتل نہ کر سکے نہ سولی دے سکے لیکن انہیں شبہ میں ڈال دیا گیا فرمایا بل دفعہ اللہ الیہ بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف آسمان میں اٹھا لیا جو زندہ موجود ہیں قبل قیامت اتریں گے لہذا معلوم ہوا کہ نکٹائی خدا اور رسول کے خلاف ایک کھلی بغاوت ہے اور آپ محدث ہو کر اسے کیوں باندھتے ہیں اور جو آپ نے فرمایا کہ پاکستان میں اسلام برائے نام ہے تو یہ کس طرح آپ کو اس کا پتہ چلا اس پر وہ بے حد شرمندہ اور شرمسار ہوئے اور معافی چاہی اور دیر تک وہ اپنے بیٹے کے ساتھ اس محفل میں بیٹھے رہے اور خاموش رہے جس طرح منہ زخم کا نشان بن کر رہ گیا

ہو۔ حکیم ملت مفسر قرآن پیرسید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے خداداد قابلیت سے نوازا تھا اور حدیث نبوی ﷺ کے مطابق کلموا علی قدر عقولہم یعنی ان کی عقل کے مطابق بات کرو۔ (تا کہ سامع اس کی بات کو سمجھ سکے) اور اس کی سمجھ سے بالاتر نہ ہو عالم دین کے سامنے علمی بات اور دانشور کے سامنے دانشورانہ کلام کو جو ان کی عقلوں کے مطابق ہو یہ ملکہ بہت کم لوگوں میں ہوتا ہے فقیر ایک دفعہ دربار محبوب آباد شریف میں حاضر تھا ایک شیعہ عالم لاہور سے آئے تھے وہ عشاء تک کچھ ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے آخر اس نے مناظرانہ انداز شروع کیا اور پیر صاحب سے کہنے لگا کہ قرآن مجید میں شیعہ کا لفظ آیا ہے حکیم ملت پیرسید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی نے فرمایا کہ شیعہ کا معنی گروہ ہے نہ کہ مذہب کیونکہ قرآن مقدس میں ہے ان الدین عند اللہ الاسلام اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہے اس میں یہ نہیں فرمایا کہ شیعہ دین پسندیدہ ہے بلکہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام پسندیدہ دین ہے پھر حضرت صاحب نے فقیر کو فرمایا کہ بچہ جاؤ اور وہاں وہ سامنے والی کتاب جامع الکرامات امام یوسف نبھائی کی لاؤ میں نے وہ کتاب اٹھا کر سامنے رکھ دی آپ نے اس شیعہ عالم دین سے کہا کہ یہاں سے پڑھو چونکہ عربی زبان میں اسکو مہارت نہ تھی اس لئے عبارت صحیح انداز میں پڑھ نہ سکے پھر فقیر کو آپ نے حکم دیا کہ تم یہاں سے پڑھو فقیر نے وہ عبارت پڑھ لیں پھر آپ نے فرمایا اس کا ترجمہ کرو فقیر نے ترجمہ بھی کیا جب وہ شیعہ عالم اپنی ضد پر قائم رہا تب آپ نے فرمایا کہ دیکھو تم تو صحیح عبارت بھی نہیں پڑھ سکتے اور میرے اس بچے نے عبارت بھی پڑھی

اور ترجمہ بھی کیا یہ تمہارے لئے شرم کی بات نہ تھی۔ صبح اس نے مجھ سے کہا کہ حضرت صاحب کو عرض کرو کہ مجھے بیعت سے نوازیں جب فقیر نے درخواست کی تو حضرت صاحب نے اس کو بیعت نہیں کیا اور فرمایا جاؤ اپنے گھر اور سوچو اور اپنے گمراہ عقائد سے توبہ کرو پھر دوبارہ آؤ اگر تم میں بیعت کی اہلیت موجود ہوئی تو تب تمہیں بیعت سے نوازیں گے۔ وہ اسی حالت میں نامراد واپس لاہور گیا۔ حکیم ملت مفسر قرآن حضرت محدث ہزاروی نے تمام زندگی درس و تدریس اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں گزاری۔ آپ کے مجمع میں ہزاروں لوگ موجود ہوتے ان میں علماء صوفیاء اور دانشور اور گریجویٹ ہر طبقہ کے لوگ موجود ہوتے کسی کی کیا مجال تھی کہ آپ کسی مسئلہ پر گفتگو فرماتے اور وہ تشنہ لب رہ جاتے ہر مکتبہ فکر کے لوگ اس مسئلہ کے متعلق سمجھ جاتے۔ آپ کی مجلس علم و عرفان میں شاعر اور ادیب لوگ بھی تشریف لاتے اور آپ کے علم کے سمندر سے وہ اپنے اپنے برتنوں کو بھر لیتے۔ ایک دفعہ فقیر دربار شریف میں موجود تھا کہ شاعر سرحد امیر حمزہ خان شنواری بھی تشریف فرما ہوئے اور اس وقت ہمارے پیارے پیر بھائی محمد طفیل قادری کو ہاٹ والے ان کے ساتھ تھے امیر حمزہ خان شنواری صاحب جن کو صوبہ سرحد میں پشتو کا علامہ اقبال تصور کیا جاتا ہے اور پشاور یونیورسٹی میں آپ کا بڑا مقام ہے افغانستان میں بھی آپ شاعر ملت سے پہچانے جاتے تھے بہت سی کتب کے مؤلف بھی ہیں مثلاً وجود و شہود تجلیات محمدیہ کلیات امیر حمزہ خان شنواری اور اسلامی فلسفہ زندگی انا اور علم اور اب سرکاری طور پر صوبہ سرحد کی حکومت نے آپ کی قبر پر گنبد بنانے کی منظوری دی ہے حضرت امیر حمزہ خان شنواری

نے حضرت حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب سے ام کلثوم جس کی نسبت حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی طرف منسوب ہے کہ وہ حضرت امیر المومنین کی بیٹی تھی اور پھر کتابوں میں بھی آیا ہے کہ آپ نے اس کی شادی امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کے ساتھ کی کیا یہ صحیح نہیں آپ نے بڑے عالمانہ اور فاضلانہ انداز سے اس واقعہ کی تردید فرمائی اور کتابوں سے یہ واضح فرمایا کہ شیعہ لوگوں نے کافی اور اصول کافی میں اس فرضی واقعہ کو نقل کیا اور ہمارے سنی علماء نے بھی بغیر تحقیق بے دھڑک اس واقعہ کو نقل کیا کہ حضرت امیر المومنین عمر فاروقؓ نے اہل بیت کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑنا چاہتے تھے اس لئے اس لڑکی سے نکاح کیا۔ یہ واقعہ شیعہ حضرات نے اصحاب ثلاثہ پر تبراء کے لئے من گھڑت بنایا اور اپنی کتابوں میں درج کیا۔ امیر حمزہ خان شنواری کو اس بات پر مطمئن کیا فقیر بھی اس وقت موجود تھا اگر کسی کو اس واقعہ کی تفصیل درکار ہو تو حضرت حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزارویؒ کی کتاب مقامع السدیہ کو پڑھنا چاہئے اس میں تاریخی اور سنی شیعہ کتب سے اس بات کی تردید بڑی عالمانہ انداز سے درج ہے۔ اللہ کے اس فقیر محدث ہزارویؒ نے امیر حمزہ شنواری کی عزت افزائی فرمائی اور ایک جا نماز بھی اس کو عنایت فرمائی۔ اس وقت ریل حویلیاں سے پشاور چلتی تھی ہم تینوں یعنی محمد طفیل قادری اور امیر حمزہ خان شنواری اور فقیر اسی ریل کار میں سوار تھے اور پھر پشاور صدر سٹیشن پر اترے۔ فقیر کے علم میں یہ بھی ہے کہ بہت سے لوگوں نے اپنے اپنے مسلوں سے تائب ہو کر مسلک حق اسلام میں شامل ہو کر آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور بہت سے بد عقیدہ لوگوں سے تو بہ نامے بھی لکھوائے تھے

اور اس وقت جو سنی رسالے چھپتے ان میں کبھی کبھار وہ چھاپ دیتے مثلاً حضرت قاری خوشی محمد الازہری کا توبہ نامہ مقیاس لاہور اور ماہنامہ سالک راولپنڈی میں شائع ہوا تھا اور پیر فیض الحسن صاحب آزاد کشمیر کا توبہ نامہ بھی مقیاس لاہور اور حفظ الاحناف میں شائع ہوا ہے اور وہ اپنے تمام تئیس ہزار مریدوں سمیت محدث ہزاروی کے دست اقدس پر تائب ہوئے اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کی کہاں تک ذکر کروں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کام کے لئے چنا تھا اور وہ کام آپ سے کرایا کہ اس سے قبل بھی اور بعد بھی اپنے ہم زمانہ علماء نہ کر سکے۔ تقریر اور تحریر درس و تدریس، مناظرہ اور مباحثہ خطابت اور سیاست میں آپ یدِ طولیٰ رکھتے تھے ساری عمر کبھی عملاً سیاست کی دلدل میں اپنے دامن کو آلودہ نہ کیا۔ البتہ تمام سیاسیوں کو اپنے زیر قدم رکھ کر بحالی خلافت کی دعوت دیتے رہے۔ آپ نے خلافت کی آواز اٹھائی اور خلافت کی بحالی میں آپ نے بمع اپنے مریدین اور معتقدین کے سربکف کوشش کی اور خانقاہ سے اس آواز کو نکال کر حکام بالا تک پہنچایا انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد پاکستان میں خلافت اور دستور اسلام نافذ ہوگا بلکہ پاکستان کے علاوہ بھی تمام دنیائے اسلام میں خلافت قائم ہوگی اور قانون دستور اسلام ہوگا وہ دن دور نہیں کہ ہم اپنی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کریں گے۔

حکیم ملت بحیثیت نعت گو

نعت شریف حضور انور معلم و مقصود کائنات ﷺ کی تعریف اور توصیف کو کہا جاتا ہے۔ ہر شاعر نعت گو نہیں ہوتا بلکہ بعض ایسے شعراء ہوتے ہیں جو تلامیذ رحمان ہوتے ہیں جس طرح حدیث شریف میں ہے کہ الشعراء تلامیذ الرحمان شعراء اللہ تعالیٰ کے شاگرد ہیں ایسے شعراء بہت کم ہیں ان شعراء کو عارفین کہا جاتا ہے مثلاً عارف کامل حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی شریف جو چھ جلدوں پر مشتمل ہے تمام کی تمام علم و عرفان اور لدنی علم سے بھر پور ہے۔ علامہ اقبال اپنے آپ کو پیر رومی کا مرید سمجھتے ہیں اپنا پیر و مرشد مولانا جلال الدین رومی کو ٹھہراتے ہیں اس طرح حافظ شیرازی بھی عارفانہ کلام کے مالک تھے ہمارے ہندوستان میں مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی بھی اس مقام میں بہت بلند مرتبہ نعت گو شاعر تھے۔ حدائق بخشش آپ کے نعتیہ کلام کا مجموعہ ہے۔ مولانا نظامی بھی کسی سے کم نہ تھے اور شیخ سعدی بابا نے تو گلستان اور بوستان میں حضور انور ﷺ کے متعلق جو نعت گوئی فرمائی ہے وہ بھی کسی سے کم نہیں۔ اس نعت گوئی پر بہت سے لوگوں نے تشریحات و مقالہ جات لکھے ہیں اور بعض نے تو اس موضوع پر پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھ کر ڈاکٹری کی ڈگری وصول کی ہیں۔ میرے پیارے دوست محترم ڈاکٹر قاری محمد اسلام گوہر جو پشاور یونیورسٹی میں پشتوا کیڈمی میں پروفیسر ہیں نے صوبہ سرحد میں نعت گوئی کے موضوع پر مقالہ لکھا اور پھر آپ نے اس موضوع پر ڈاکٹری کی ڈگری حاصل کی اس طرح شعراء

میں حضرت عبدالرحمان بابا کا کلام بھی عارفانہ کلام ہے انداز و اسلوب سادہ ہے لیکن مطلب انتہائی عارفانہ ہے۔ شاعر کے لئے حمد لکھنا آسان ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی توحید کے کچھ حدود نہیں یہ ایسا بحر ہے جس کا کنارہ نہیں اور اللہ تعالیٰ کی صفات کی نہ ابتداء ہے نہ انتہاء تو شاعر جب تعریف کرنے لگتا ہے اس کے لئے تعریف کرنا آسان ہوتا ہے لیکن نعت گوئی میں یہ بات نہیں آپ کی نعت کے کہنے کے لئے حدود مقرر ہیں ایسا نہ ہو کہ آپ عبدیت و رسالت کے حدود کو اس کر کے الوہیت میں چلے جائیں اور یا اتنا گھٹادیں کہ عام آدمی کے برابر کر دیں یعنی ایسا لحاظ رکھیں کہ الوہیت کی تنقیص بھی نہ ہو اور رسالت کی تنقیص بھی نہ ہو اپنی زبان کو اور دل و دماغ کو قابو میں رکھنا ہوگا ایسے نعت گو شعراء بہت کم ہیں کہ انہوں نے تمام زندگی حب مصطفیٰ اور نعت گوئی میں بسر کی ہو۔ مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور انور ﷺ کی نعت میں یہ فرمایا ہے کہ جب آپ حج پر تشریف لے گئے اور مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تشریف لائے اور حضور انور ﷺ کے روضہ اقدس پر حاضری دینے لگے تو آپ نے مکمل نعت شریف سنائی۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو کعبہ تو دیکھ چکے اب کعبے کا کعبہ دیکھو اور نعت شریف کے آخر میں جو شعر آپ نے بیان فرمایا وہ بھی سننے کے قابل ہے۔

غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا

میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو

اسد اللہ خان غالب المعروف مرزا غالب نے تو حد کمال کیا ہے آپ نے نعت گوئی کے متعلق فرمایا۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزدان گزاشتیم

آں ذات پاک مرتبہ دان محمد است

یعنی اے اسد اللہ خان غالب حضور انور ﷺ کی تعریف و نعت گوئی کو ہم اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں کہ وہ ذات پاک محمد مصطفیٰ ﷺ کا مرتبہ جانتا ہے ہم کون ہیں کہ ان کو جانیں اور ان کے مرتبہ کو پہچانیں اور حضرت علامہ اقبال نے بھی حضور انور ﷺ کی نعت گوئی جو فرمائی ہے وہ سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔

بمصطفیٰ برسان کہ دین ہمہ اوست اگر باو نہ رسیدی تمام بوہمی است
اسی طرح امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے حضور انور ﷺ کی نعت میں اپنا ایک شعر فرمایا ہے۔

در مصحف روئے او نظر کن خسر و غزل و کتاب تاکے
یہی امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ حضور انور معلم و مقصود کائنات ﷺ کی نعت گوئی فرماتے ہیں۔

نمی دانم چه منزل بود شب جائے کہ من بودم

بہر سو رقص بسکل بود شب جائے کہ من بودم

رقیباں گوش بر آواز او در ناز و من ترسان

سخن گفتن چه مشکل بود شب جائے کہ من بودم

خدا خود میر مجلس بود اندر لا مکان خسرو

محمد شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب نعت گوئی فرمائی ہے

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ

یعنی حضور انور ﷺ اپنے کمال سے اس بلند مقام تک پہنچے ہوئے ہیں اور آپ کے

جمال سے اندھیرا ختم ہوا ہے آپ کے تمام اخلاق اچھے ہیں آپ پر درود ہو اور آپ

کے آل پر درود ہو۔ مولانا عبدالرحمان جامی بھی نعت گوئی میں سب سے آگے تھے اور

ایک عاشق رسول نے تو یہاں تک فرمایا۔

ہزار بار بشوئیم دهن بہ مشک و گلاب

ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

اگر میں اپنے منہ کو ہزار بار مشک اور گلاب سے دھو ڈالوں مگر اب بھی تمہارا نام لوں تو یہ

کمال درجہ کی بے ادبی ہے۔ ہمارے پیر و مرشد حضرت محدث ہزارویؒ نے بھی اپنے

منظوم کلام میں قرآن و حدیث کو سامنے رکھ کر نعت گوئی فرمائی ہے اصل میں آپ کی

نعت گوئی قرآن و حدیث کا لب لباب ہے۔ آپ نے عربی و فارسی اردو پنجابی میں

نعت گوئی فرمائی ہے آپ کا منظوم کلام یاد حبیب، مناجات محمود، راہ صفا، رفیق محمود، زاد

محمود، زاد اللیب، محفل محبوب، ذکر حبیب، مثلث حالی، خواتین ملت کا زیور اور قصیدہ باغ

و بہار وغیرہ کی صورت میں شائع ہو چکا ہے۔ اب نعت گوئی کے چند نمونے آپ

قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی جسارت کروں گا امید ہے کہ آپ بھی اس سے

محظوظ ہوں گے۔ رفیق محمود میں آپ نے حضور انور ﷺ کی شان میں جو نعت گوئی

فرمائی ہے اس کا ایک نمونہ پیش خدمت ہے

خزانہ غیب کو جلوہ دکھانے کا خیال آیا

محمد مصطفیٰ کو شیشہ بنانے کا خیال آیا

بنا کر نور کو شکل بشر میں پہلے پہل ان کو

مکان ولا مکان سب کچھ بنانے کا خیال آیا

ہے نور مصطفیٰ مخلوق اول فیض باری سے

تو پھر سب نور کے صدقے بنانے کا خیال آیا

کرایا سیر قدرت نے انہیں غیب و شہادت کا

نذیر عالمین جن کو بنانے کا خیال آیا

لگا کر خیمہ افلاک زینت ناک تاروں سے

زمین کا فرش زیر پا بچھانے کا خیال آیا

جہالت اور باطل کی گھٹاؤں میں زمانہ تھا

انہیں پیغام حق سب کو سنانے کا خیال آیا

انہیں شاہد بنا کر رحمۃ للعالمین بھیجا

انہیں شربت ہدایت پھر پلانے کا خیال آیا

زمانہ کب بھلا سکتا ہے اس احسان فرما کو

جسے بگڑی زمانے کی بنانے کا خیال آیا

ٹلی آفت بلا نام خدا حاجت روا اس کی

جسے مشکل کے وقت اس آستانے کا خیال آیا

امام الانبیاء محراب طاعت میں شب اسریٰ

یہ کس کی اقتداء میں سر جھکانے کا خیال آیا

دنئی سے آگے لے جا کر جو پیارے کی رضا پوچھی

تو ان کو اپنی اُمت بخشوانے کا خیال آیا

مقام مصطفیٰ اللہ اکبر کتنا عالی ہے

جہاں دشمن کو بھی رستہ دکھانے کا خیال آیا

زہے لطف و کرم محمود ہے ثقلین کی کشتی

جہاں پر قافلہ کے ڈوب جانے کا خیال آیا

تشریح اشعار: حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کنت کنزاً

مخفياً فاجبت ان اعرف فخلقت الخلق. میں پوشیدہ خزانہ تھا میں نے چاہا

کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے محمد ﷺ کو پیدا کیا اور حضور انور ﷺ آئینہ حق ہیں تو

سب سے پہلے حضور انور ﷺ کا نور مبارک پیدا فرمایا۔ جب کچھ نہ تھا تو اللہ تعالیٰ کی

ذات تھی اس وقت وہ کنز مخفی میں تھا اور جب چاہا کہ کائنات کو بناؤں تو کائنات کے

لئے تخم بنایا بلا تشبیہ حضور انور ﷺ کو اپنے نور سے پیدا فرمایا اور پھر آپ کے نور مبارک

سے تمام کائنات کو پیدا کیا۔ اس پہلی حالت کو صوفیاء کرام احدیت سے تعبیر کرتے ہیں

اور اس کو لا تعین سے پہچانا جاتا ہے غیب الغیوب، ذات سازج اور جب ارادہ

فرمایا کہ کائنات کو پیدا کروں تو حضور انور ﷺ کے نور مبارک کو پیدا فرمایا صوفیائے

کرام اس کو تعین اول سے تعبیر کرتے ہیں یا مقام وادنیٰ یا حقیقت محمدی کہتے ہیں اور جب حضور انور ﷺ کے نور سے تمام کائنات کو پیدا فرمایا اس کو صوفیائے کرام تعین ثانی یا معدن الکثرات یا اسماء والصفات سے تعبیر کرتے ہیں ہمارے مرشد پاک نے ان تمام واقعات اور دلائل کو سمیٹ کر صرف ایک شعر میں بیان کر دیا ہے

خزانہ غیب کو جلوہ دکھانے کا خیال آیا محمد مصطفیٰ شیشہ بنانے کا خیال آیا
اس شعر کے بعد حکیم ملت محدث ہزاروی نے دوسرے شعر میں حضور انور معلم و مقصود کائنات ﷺ کی نورانیت کے متعلق اظہار خیال فرمایا کہ اصل میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے آپ کا نور پیدا فرمایا اور پھر یہی نور ان کے آباؤ اجداد میں منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ آپ کا ظہور لباس بشری میں ہوا اور آپ کے نور سے پھر مکان اور لامکان بنانے کا خیال آیا۔

بنا کر نور کو شکل بشر میں پہلے پہل ان کو

مکان و لامکان سب کچھ بنانے کا خیال آیا

آگے اس عارف کامل نے اس حدیث شریف کی طرف اشارہ فرمایا کہ اول ما خلق اللہ نوری اور اس کو اصطلاح تصوف میں تعین اول یا حقیقت محمدیہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور آپ کے نور سے تمام کائنات کو بنایا گیا۔

ہے نور مصطفیٰ مخلوق اول فیض باری سے

تو پھر سب نور کے صدقے بنانے کا خیال آیا

اس بیان کے بعد عارف کامل نے مزید اس بات کی وضاحت فرمائی کہ معراج شریف میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی کائنات کی سیر کرائی اور غیب و شہادت کے راز آپ پر

کھل گئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام عالمین کے لئے نذیر بنایا اور بشیر و نذیر دونوں حضور ﷺ کی صفات ہیں۔

کرایا سیر قدرت نے انہیں غیب و شہادت کا
نذیر عالمین جن کو بناجے کا خیال آیا

اس کے بعد زمین و آسمان کا یہ سماں جو بنایا گیا ہے یہ حضور انور معلم و مقصود کائنات ﷺ کے آسمان کو سورج اور چاند سے سجایا گیا اور تاروں سے زینت دے دی اور زمین کو حیوانات کے لئے بچھایا گیا اسی تخیل کو آپ نے اپنے الفاظ میں یوں بیان فرمایا ہے

لگا کر خیمہ افلاک زینت ناک تاروں سے

زمین کا فرش زیر پا بچھانے کا خیال آیا

تمام دنیا میں جہالت کا دور دورہ تھا اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی معرفت سے حضور انور ﷺ کے ذریعے سے توحید کا پیغام سنایا کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ کو پہچانا تھا اور آپ کو فرمایا قل هو اللہ احد

جہالت اور باطل کی گھٹاؤں میں زمانہ تھا

انہیں پیغام حق سب کو سنانے کا خیال آیا

جب کائنات کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہدایت کے لئے مختص فرمایا تو آپ کو صفت شاہد اور رحمتہ للعالمین دونوں صفات سے متصف فرما کر اس حقیقت کو یوں بیان کیا گیا

انہیں شاہد بنا کر رحمتہ للعالمین بھیجا

انہیں شربت ہدایت پھر پلانے کا خیال آیا

مندرجہ بالا شعر میں انا ارسلناک شاہدا و مبشرا و نذیرا کی طرف اشارہ ہے اور پھر اس آیت کریمہ کی طرف کہ اللہ تعالیٰ نے حضور انور ﷺ کے لئے فرمایا و ما ارسلناک الا رحمة للعالمین O اے میرے محبوب ہم نے تمہیں رحمتہ للعالمین بنا کر بھیجا۔ آگے عارف کامل نے پھر اللہ تعالیٰ کی اس آیت کریمہ کی طرف توجہ دلائی لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیہم رسولا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر یہ احسان کیا ہے کہ ان میں سے ایک رسول بھیجا اور اس کی وجہ سے تمام کائنات کی ویرانی آبادی میں تبدیل ہوگئی۔

زمانہ کب بھلا سکتا ہے اس احسان فرما کو
جسے بگڑی زمانے کی بنانے کا خیال آیا

اور مسلمانوں پر جب بھی مشکل وقت آیا تو آپ ہی کی وجہ سے مشکل وقت ٹل گیا اس اگلے شعر میں ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاء وک فستغفرو اللہ و الاستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا الرحیما O اور اگر یہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں اور پھر آپ کے پاس آجائیں اور آپ کے دربار اقدس میں اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں اور حضور انور ﷺ بھی ان کے لئے سفارش فرماویں تو وہ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے اس حقیقت کو عارف کامل نے ان الفاظ سے یوں بیان فرمایا۔

ٹلی آفت بلا نام خدا حاجت روا اس کی
جسے مشکل کے وقت اس آستانے کا خیال آیا

پھر اس مرد حق آگاہ عارف کامل نے آپ کے در اقدس پر حاضری کی سعادت کو اپنے

تصور میں لا کر ان الفاظ سے اس نے اپنے قلب کو تسلی دینی شروع کی۔ فرماتے ہیں۔

تصور میں میری روح اڑ چلی پھر شہر طیبہ کو

در اقداس پہ جب بگڑی بنانے کا خیال آیا

حضور انور ﷺ جب معراج شریف کے لئے تشریف لے گئے تو مسجد اقصیٰ میں تمام

انبیاء علیہم السلام نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی اور ان تمام انبیاء علیہم السلام نے

آپ کی اقتداء میں بحضور الہی اپنے سروں کو جھکایا۔

امام الانبیاء محراب طاعت ہیں شب اسریٰ

یہ کس کی اقتداء میں سر جھکانے کا خیال آیا

اور جب آپ اللہ تعالیٰ کے اتنے قریب ہوئے جیسے دو کمان جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ

نجم میں بیان فرمایا تم دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ۔ پھر اس کو اتنا

قریب کر دیا جیسے دو کمان یا اس سے بھی زیادہ قریب اور اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ

کی رضا چاہی تو اس وقت آپ نے امت کی بخشش کروانے کے لئے اللہ سے عرض کی

تو اللہ نے آپ کی امت کو بخشنے کا وعدہ فرمایا عارف کامل نے ان الفاظ سے اس راز کو

بیان کیا۔

دنیٰ سے آگے لے جا کر جو پیارے کی رضا پوچھی

تو ان کو اپنی امت بخشوانے کا خیال آیا

عارف کامل نے اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کرتے ہوئے مقام مصطفیٰ کی طرف توجہ

دلانی ہے کہ آپ اس قدر خلق عظیم کے مالک ہیں کہ جان کے دشمنوں کو بھی راہ حق سے

روشناس کرایا۔ فرماتے ہیں۔

مقام مصطفیٰ اللہ اکبر کتنا عالی ہے

جہاں دشمن کو بھی رستہ دکھانے کا خیال آیا

سب سے آخر میں آپ نے حضور انور معلم و مقصود کائنات ﷺ کے لطف و کرم کو تصور میں لا کر اس بات کی وضاحت کی کہ دار الفناء سے دار البقاء کی طرف جاتے ہوئے متلاشیان حق آپ ہی کی نگاہ عنایت و توجہ سے قرآن و سنت اور دامنِ ثقلین تھام کر بچ جاتے ہیں۔

زہے لطف و کرم محمود ہے ثقلین کی کشتی

جہاں پر قافلہ کے ڈوب جانے کا خیال آیا

حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار قرآن و حدیث کے عین مطابق ہوتے ہیں آپ نے زاد محمود دریا و محبوب کے مقدمہ میں فرمایا ہے کہ ناظرین کرام سے نہ داد کا طالب ہوں اور نہ مستحق واردات قلبی کو جس قدر قلم بند کیا جا سکا کر دیا اور اگر کوئی صاحب عروض و شعر کے میزان پر یا بازار سخن میں فقیر کے کلام کو پرکھنا چاہے تو تکلیف ہی نہ فرمائیں پہلے ہی کامل تصور نقص کا کامل اعتراف ہے حضرت عارف شیرازی رحمۃ اللہ کے فرمودہ کے مطابق حال خود پیش کرتا ہوں

سعدی افتادہ است و آزادہ کس نیاید بجنگ افتادہ
حضرت علامہ محقق سید نعیم الدین صاحب قدس سرہ مراد آبادی کو کچھ حصہ بغرض اصلاح سنایا تھا انہوں نے پچشم گریاں و سینہ بریان سنا اور فرمایا کہ بعد از قبول لکھا تو اب اصلاح کی کیسے جرات وللہیت پر مدار ہے دوسرے شعراء جو علوم دیدیہ سے اجنبی ہیں وہ اصلاح فرمائیں تو مضامین و مصالح مندرجہ کا ہضم و انہدام جو مقصود خاص ہے

وہ لازم آتا ہے چنانچہ حضرت نے دیکھ کر اصلاح اسی نقص کے باعث نہ فرمائی اب اہل محبت کے اصرار نے محتاج اصلاح ہی کی طبع پر مجبور کر دیا قلب نے اس لئے مان لیا کہ نفس کے کچلنے اور رسوا کرنے کی زرین صورت ہے۔ اہل سخن و ارباب فن عروض سے معروض آں کہ کثرت مشاغل یا نقص تساہل سے کہیے تو لوازمات و رسوم فن پر ادنیٰ توجہ کر سکنے سے بے گانہ ہوں اور کمال بے کمالی کا بجا طور پر معترف و مقرر۔ ایک صاحب کے جواب میں ایک دن عرض کیا تھا

عیب چین اہل دل نہیں ہوتے اہل دل عیب چین نہیں ہوتے
ان کی الفت سے ہیں رفو سب چاک چاک ہیں جو رفو نہیں ہوتے
(زاد محمود صفحہ ۲۱)

اس کے بعد حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ امام ابو اسحاق اسفرائینی کے متعلق لکھتے ہیں حضرت امام ابو اسحاق اسفرائینی قدس سرہ اہل علم و معارف میں بلند رتبہ رکھتے ہیں جب ان کو اپنے زمانہ کے بد مذہب لوگوں کی اطلاع ہوئی تو ان کی بد عقیدگیوں کی اصلاح پر متوجہ ہوئے اور پہاڑوں میں جو اکابر علماء کرام دنیا و مافیہا کو ترک کر کے ذکر و عبادت میں مصروف تھے ان کے پاس پہنچے اور فرمایا
اکلة الحشیش انتم ہا هنا و امة محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فی
الفتن۔ اے گھاس کھانے والو! تم یہاں ہو اور حضور علیہ السلام کی امت بد مذہبوں کے فتنوں میں مبتلا ہے انہوں نے جواب دیا کہ اے امام آپ ہی اس کام کے لئے موزوں ہیں ہم سے ہو نہیں سکتا وہاں سے واپس آ کر احقاق حق اور ابطال باطل میں تحقیقات کے دریا بہا دیئے۔ حافظ الحدیث امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ایک

عالم صاحب نے وفات پائی کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا فرمایا میری مغفرت ہوئی اور مجھے جنت عطا فرمائی گئی مگر علم یا کسی اور سبب سے نہیں بلکہ اس نسبت کے سبب جو ریوڑ میں کتے کو اپنے مالک کے ساتھ ہوتی ہے کہ مالک کے ریوڑ کی حفاظت و نگہبانی میں بھیڑ بکریوں کو گاہ بگاہ چلا کر بھیڑے وغیرہ دونوں سے خبردار کرتا رہتا ہے یونہی میں نے امت محمدیہ کو بد مذہبوں سے ان کے بد عقیدوں کی تردید کر کے حفاظت و خدمت کی اسی کے سبب میری نجات اور مغفرت فرمائی گئی۔ سوا اہل اسلام یاد رکھیں کہ اہل معرفت و تحقیق کے نزدیک تمام صالح اور مقبول اعمال کا باپ اور اصل الا وصول حضور محمد رسول اللہ ﷺ کا ادب و عشق ہے پس جس کے ظاہر و باطن پر حضور کا ادب و عشق چھایا ہو ممکن نہیں کہ اللہ کا محبوب نہ ہو جائے۔

یونہی تمام برائیوں اور کفریات کی ماں حضور سر ایا نور محمد رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی اہانت اور ایذا ہے سو جس کے ظاہر و باطن میں پائی جائے ممکن نہیں کہ وہ اللہ کا مردود نہ ہو جائے معاذ اللہ تعالیٰ بطفیل اپنے حبیب لبیب ﷺ کے مجھ کو اور تمام اہل اسلام کو اپنا اور اپنے حبیب پاک کا سچا اور ابدی عشق و ادب عطا فرماوے۔ آمین (زاد محمود دور یاد محبوب حصہ اول مقدمہ کتاب صفحہ ۲۳)

اس کتاب کے باب اول میں در مدحت و تعظیم حضور سید عالم مع متعلقین بمجد و مکارم ﷺ کے تحت آغاز کتاب بسم اللہ الرحمن الرحیم سے کر کے فرماتے ہیں۔
تعظیم ہے فرض ان کی مہمان محمد ﷺ

اونچا کیا اللہ نے خود شان محمد ﷺ

ہیں باعث ایجاد و بقا سید عالم
 دارین ہیں تشریح مقام محمد ﷺ
 یاں خلقت و بعثت سے وہاں بعث و نثر سے
 معبود کو مقصود ہے اعلان محمد ﷺ
 ہے خلق کی رونق ہی اسی ذات کی خاطر
 یہ شمس و قمر بھی ہیں سرا جان محمد ﷺ
 معلوم ہو کیا ان کے مقامات کا پایا
 جب صاحب مخدع ہوئے پیران محمد ﷺ
 خدام بھی جنات میں جب تخت نشین ہیں
 کیا جانے کوئی نشان خطیبان محمد ﷺ
 اُس عرش ہدایت کے اصحاب ہیں تارے
 ہاں کشتی منجی تو ہیں خویشان محمد ﷺ
 تو توقیر آل پاک اور اصحاب کی عزت
 لازم ہے کہ ہیں یہ گل و ریحان محمد ﷺ
 عالم کی حکومت انہیں اللہ نے بخشی
 اشرف ملائک ہیں وزیران محمد ﷺ
 افضل تہہ و بالا ہیں اسی نور کے غازی
 جن انس ملک باد ہیں جیشان محمد ﷺ
 وہ نور کے ہیں نور ہی گو شکل بشر میں

پورے متمثل ہوئے روحان محمد ﷺ

جب شان طفیلی کا ہی لفظوں میں نہ آیا

کب لفظ کا مقدور ہے میزان محمد ﷺ

ما احسن خلقاً و بہ اجمل خلقاً ما اصدق اذبالغ حسان محمد ﷺ

محمود نہ کیوں بڑھتے چلیں ان کے ثناء خواں ہر آن بڑھاتا ہے خدا شان محمد ﷺ

تشریح اشعار مذکورہ بالا: زاد محمود در یاد محبوب کی ابتداء میں حضور

انور ﷺ کی تعظیم و توقیر کے متعلق فرمایا گیا کہ آپ کی تعظیم ان کے مہمان پر فرض عین ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں حکیم فرمایا ہے و تعزروه و توقروه اس عظیم نبی کی تعظیم و توقیر کرو یہ حکم تمام مومنین کے لئے ہے تو پھر جو مہمان محمد ﷺ ہوں ان پر تو زیادہ فرض عین ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی شان کو اونچا کیا ہے۔

تعلیم ہے فرض ان کی مہمان محمد ﷺ

اونچا کیا اللہ نے خود شان محمد ﷺ

اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے و رفعنا لک ذکرک ہم نے آپ کا ذکر آپ کے لئے اونچا کیا ہے۔ پھر آگے آپ کے اصل و نسب کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ نقص سے پاک ہیں اور حضور انور ﷺ کے اصل و نسب کے لئے ہر فضل و شرافت نصیب ہیں۔ حضرت حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے تمام اجداد تمام کے تمام عیوب و نقائص سے پاک ہیں آپ کا شجرہ نسب مبارک پاک ہے اس لئے آپ کے والدین ماجدین سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام تک تمام

اجداد و امہات مومنین موحدین تھے۔ اس سلسلہ میں حضرت شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے الحاوی للفتاویٰ میں بعنوان مسالک الحنفاء فی والد المصطفیٰ میں اس پر تفصیلی بحث کی ہے کہ آپ کے والدین کریمین سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام تک تمام شجرہ نسب پاک ہے اور وہ مومن موحد تھے اس سلسلہ میں آپ نے مزید پانچ رسالے لکھے ہیں اللہ تعالیٰ شیخ جلال الدین سیوطیؒ کو اس کا اجر عظیم عنایت فرماویں۔ یہ بات تفسیر روح البیان اور روح المعانی، صاوی، حجتہ اللہ علی العالمین امام یوسف نبھانی کی ہے اور تقریباً اکثر محدثین و فقہاء کرام رحمہم اللہ نے اس کی تابعداری کی ہے حضرت صاحب نے فرمایا ہے۔

ہے نقص سے پاک اصل و نسب ان کا لیکن
ہر فضل و شرافت ہے نصیبان محمد ﷺ

اس کے بعد حکیم ملت نے حضور انور ﷺ کے متعلق فرمایا ہے کہ آپ کائنات کی بقاء و ایجاد کا اصل سبب ہیں اور یہ دونوں جہاں اس بات کی تشریح ہیں حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لولا محمد ما خلقتک اے آدم اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو آپ کو بھی پیدا نہ کرتا۔ تمام دنیا سے قبل اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کو پیدا فرمایا اور آپ کے نور سے تمام عالم کو جلوہ بنایا۔ اس کے متعلق مولانا احمد رضا خان بریلوی نے فرمایا ہے

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہے تو جہاں ہے جان نہیں تو جہاں نہیں

حکیم ملت عاشق رسوا نے اپنی نعت گوئی میں اس شعر کو یوں بیان فرمایا ہے

ہیں باعث ایجاد و بقا سید عالم
دارین ہیں تشریح مقام محمد ﷺ

آگے دوسرے شعر میں فرماتے ہیں کہ آپ کی خلقت اور بعثت سے خالق کائنات کو یہ
مقصود ہے کہ آپ اعلان فرمادیں میری الوہیت کا اور اپنی رسالت کا۔ فرمایا۔

یاں خلقت و بعثت سے وہاں بعثت و نشر سے
معبود کو مقصود ہے اعلان محمد ﷺ

اللہ تعالیٰ نے یہ کائنات جو بنائی یہ آپ کے لئے ہے خواہ وہ سورج ہے یا چند چونکہ
آپ مقصود کائنات ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے ہی یہ رونق سجائی ہے اور یہ
بزم آپ کے لئے قائم کی۔

ہے خلق کی رونق ہی اس ذات کی خاطر
یہ شمس و قمر بھی ہیں سرا جان محمد

آپ کے مقام کو کون جان سکتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے صاحب مخدع یعنی غوث
پاک کو آپ کی اولاد میں پیدا کیا ہے۔

معلوم ہو کیا ان کے مقامات کا پایا
جب صاحب مخدع ہوئے پسران محمد ﷺ

اور حضور انور ﷺ کے خدام بھی جنتوں میں تخت نشین ہیں تو پھر کون جان سکتا ہے کہ
حضور انور ﷺ کے خطیبوں کی شان کس قدر بلند ہے۔

خدام بھی جنات میں جب تخت نشین ہیں
کیا جانے کوئی شان خطیبان محمد ﷺ

حضور انور معلم و مقصود کائنات ﷺ کے اصحاب تاروں کی طرح ہیں اور اہل بیت اطہار کشتی نوح کی طرح ہیں تو جو کوئی اس کشتی میں آ گیا نجات پا گیا۔

اُس عرش ہدایات کے اصحاب ہیں تارے
ہاں کشتی منجی تو ہیں خویشانِ محمد ﷺ

جب صحابہ کرام ستاروں کی مانند ہیں اور کشتی نوح کی مانند اہل بیت اطہار ہیں تو ان آل و اصحاب مصطفیٰ کی بھی عزت اور توقیر لازم ہے کیونکہ وہ مانند پھول و خوشبو ہیں۔

توقیر آل پاک اور اصحاب کی عزت
لازم ہے کہ ہیں یہ گل و ریحانِ محمد ﷺ

تمام عالم کی حکومت اللہ پاک نے حضور انور ﷺ کو بخشی اس لئے کہ آپ اللہ کے نائب خلیفہ اعظم ہیں اور حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے چار وزیر ہیں دو آسمان ہیں اور دو زمین میں تو جو آسمان میں ملائک وزیر ہیں وہ تمام ملائک سے اشرف ہیں۔

عالم کی حکومت انہیں اللہ نے بخشی
اشرف ملائک ہیں وزیرانِ محمد ﷺ

حضور ﷺ کے غازی خواہ وہ آسمانوں میں ہیں یا زمین میں وہ باقی تمام مخلوقات سے افضل ہیں خواہ وہ جن یا انسان یا ملائک ہوں وہ تمام حضور انور ﷺ کے لشکروں میں شامل ہیں۔

افضل تہہ و بالا ہیں اسی نور کے غازی
جن و انس ملک باد ہیں جیشانِ محمد ﷺ

حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے نور

پیدا ہوتے ہیں اگرچہ وہ بشر کی شکل میں ہیں اور آپ کے نواسے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما دونوں آپ کے خوشبودار پھول ہیں۔

وہ نور کے ہیں نور ہی گو شکل بشر میں
پورے متمثل ہوئے روحان محمد ﷺ

حضور انور ﷺ کی وجہ سے ان کی شان لفظوں میں کما حقہ بیان نہیں ہو سکتی تو کس طرح ترازو میں ان الفاظ کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

جب شان طفیلی کا بھی لفظوں میں نہ آیا
کب لفظ کا مقدور ہے میزان محمد ﷺ

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کلام میں حضور انور ﷺ کے لئے فرمایا کہ

ما احسنک ما اجملک ما اکملک

کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء

تو حکیم ملت نے بھی فرمایا کہ کس طرح آپ کی پیدائش ہے اور کیا اچھے آپ کے اخلاق ہیں۔ اور آپ سے زیادہ کوئی سچا نہ تھا جب کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے حضرت مصطفیٰ ﷺ کے لئے مبالغہ فرمایا

ما احسن خلقا و بہ اجمل خلقا

ما اصدق اذ بالغ حسان محمد ﷺ

اور اے سید محمود شاہ آپ تم حضور انور ﷺ کی ثناء خوانی میں کیوں آگے بڑھے ہو جب کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ خود اپنے محبوب ﷺ کی شان بڑھاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے وللاخرة خیر لک من الاولیٰ اور ورفعلنا لک

ذکر ک دونوں اوصاف آپ کے حق میں وارد ہیں۔

محمود نہ کیوں بڑھتے چلیں ان کے ثنا خواں

ہر آن بڑھاتا ہے خدا شان محمد ﷺ

یہ چند اشعار زاد محمود در یاد محبوب سے نقل کئے گئے اب وہ مقالہ بستم جو ۲۲/۹/۲۱ کو آپ

نے بمقام کوہاٹ تحریر فرمایا تھا وہ عاشقان رسول کے لئے درج کیا جاتا ہے۔

لب پر ہو ذکر دل میں خیال حبیب ہو

ہم بھی ہوں قافلہ میں مدینہ قریب ہو

جس دل میں ہو نہ الفت محبوب کبریاء

ویرانہ ہے ملے اسے جو بد نصیب ہو

پڑ جائے جس پر ان کی نگاہ کرم کہیں

خاطمی ہو گر ہزار وہ فوراً مصیب ہو

رخصت کی گھاٹیوں سے مدینہ کی جاسنیں

لو آگیا ہے روضہ صدائے نقیب ہو

مشکوٰۃ روضہ پاک پہ مصباح نور پر

پروانے ہوں نثار سماں کچھ عجیب ہو

یہ بارگاہ حق میں ہے محمود کی دعاء

داتا کے در پر مانگتا کچھ یہ غریب ہو

ان اشعار میں حضور انور ﷺ کے ساتھ عقیدت کا اظہار فرمایا ہے کہ ہمارے لبوں پر

آپ کا ذکر ہو اور خیال میں حبیب پاک ہو اور ہم بھی اُس قافلہ میں شامل ہوں جو

مدینہ طیبہ کے قریب ہو۔ (مقالات محمود صفحہ ۳۴)

جس دل میں محبت رسول نہیں تو وہ بدنصیب ہے اس کا دل محبت کے بغیر ویران ہے اور اگر آپ کی نگاہ کرم جس پر پڑ جائے وہ ہزار گناہ گار ہو لیکن اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرمائے گا۔ حکیم ملت فرماتے ہیں کہ مدینہ کی جانب سے بوقت روانگی رخصت کی گھاٹیوں سے یہ صدا سنائی دے کہ لوروضہ رسول آ گیا ہے۔ حضور انور ﷺ کے روضہ انور کے مشکوٰۃ میں نور کا مصباح ہو اور پردانے اس نور پر نثار ہو رہے ہوں اور یہ عجیب سماں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حکیم ملت کی یہ دعا ہے کہ وہ وقت جلد آئے کہ جب دینے والے کے در پر یہ غریب بھی کچھ مانگ رہا ہو۔ زاد محمود در یاد محبوب کے مقالہ سی و پنجم جو ۱۳۶۳ھ کو ہاٹ سگنل میں تحریر کیا گیا قارئین کی خدمت میں پیش خدمت ہے۔

سب سے قریب راہ محبت کی راہ ہے
دل خوش نصیب ہے وہ جسے ان کی چاہ ہے
ان کی ولا میں مٹکے ہم اہل بقا بنے
مقصود ہم کو ایسی الہی فنا ہے
اللہ کی عطاء ہے تو قسمت ہے ان کے ہاتھ
بھیک ان سے جس کو مل گئی عالم کا شاہ ہے

آخر میں حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے

گو تیرے پاس ٹھیک سے محمود عمل نہیں
صد شکر دل خدائے حبیب الہ ہے

حکیم ملت فقیہ و مفتی اسلام حضرت پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور انور معلم و مقصود کائنات ﷺ کے متعلق فرماتے ہیں۔

نور اصل و فرع کل نوری گھرانہ نور کا

نور نے پھر نور سے گھر گھر بسایا نور کا

عبد الصمد صارم الازہری و فاضل دیوبند نے شرح قصیدہ باغ و بہار کے اس شعر کے تحت لکھا ہے۔ ناظم کا مقصود یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اہل بیت کی اصل ہیں اور وہ سراپا نور ہیں لہذا ان کی فرع یعنی اولاد بھی نوری ہیں پھر یہ انوار رسالت جس گھر میں بھی گئے انہوں نے وہاں نور پھیلا دیا اور وہاں ان کے دم قدم سے ہر مسلمان کا گھر بس گیا۔ پھر اس قصیدہ باغ و بہار میں حکیم ملت محدث ہزاروی فرماتے ہیں۔

کیوں نہ پھر ان کو پکاریں امداد کو

حاجتوں کا در خدا نے خود بتایا نور کا

اس شعر کے تحت علامہ عبد الصمد صارم الازہری لکھتے ہیں ”ناظم کا مقصود یہ ہے کہ اگر ایسا ہی ہے تو پھر انسان انہیں حاجت روائی کے لئے کیوں نہ پکاریں۔ اللہ تعالیٰ نے خود ان کے دروازے کو حاجت روائی کا در بتایا ہے کوئی انسانوں نے تھوڑا ہی بتایا ہے۔“ آگے مزید فرماتے ہیں۔

اہل عالم کا وسیلہ رحمۃ للعالمین

انا صاحب الوسیلہ خود بتایا نور کا

ناظم کا مقصود یہ ہے کہ آپ نے فرمایا ہے میں صاحب وسیلہ و شفاعت ہوں اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وابتغوا الیہ الوسیلہ۔ اس کی طرف وسیلہ پکڑو تو ہم انہیں اپنا

وسیلہ کیوں نہ بنائیں کیونکہ وہ رحمت عالم ہیں اور وسیلہ اہل عالم ہیں۔
ہم پہ لازم کی خدا نے خود وسیلہ کی تلاش

وابتغوا الیہ الوسیلة حکم آیا نور کا

ناظم کا مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بصیغہ امر و ابتغوا الیہ الوسیلة فرمایا ہے اور امر
و جوب کے لئے ہوتا ہے تو ہم پر لازم ہے کہ ہم اللہ تک رسائی کے لئے وسیلہ کی تلاش
کریں اور وہ معلم و مقصود کائنات ہی ہیں۔ (شرح قصیدہ باغ و بہار صفحہ ۶۰) آگے
فرماتے ہیں۔

علمک مالک تکن تعلم ہوا کوثر عطا

کوئی معطی کے سوا جانے نہ پایا نور کا

ناظم کا مقصود یہ ہے کہ قرآن مقدس میں آتا ہے کہ ہم نے تمہیں وہ علوم سکھائے جو
آپ نہ جانتے تھے سیکھانے والے اور دینے والے کے سوا پھر کون جان سکتا ہے کہ کیا
سکھایا اور کیا دیا۔ اس نور کے مرتبہ کو کون پہچان سکتا ہے اور اس کے علم کا کون اندازہ لگا
سکتا ہے۔ (قصیدہ باغ و بہار صفحہ ۹۶)

حکیم ملت فقیہ و مفتی اسلام پیر سید محمود شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے

اللہ	اللہ	شان	محمد	لام	مشدد	میم	مشدد
مظہر	سے	حق	دیکھ	دکھا	والو	جاگو	سونے
جانو	کہو	تو	عبدہ	مانو	دیکھو	ہو	بہو
من	یطع	الرسول	سے	پالو	جاگو	سونے	والو
مرکز	محیط	وہ	پیغمبری	کے	طقت	حق	کے
ان	سے	رشد	ہدایت	پالو	جاگو	سونے	والو

حکیم ملت پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ پاک کی فضا کے متعلق یوں اظہار فرمایا ہے۔

نبی کے حرم کی فضا دیدنی ہے در مصطفیٰ کی ضیاء دیدنی ہے
 وہاں کے ہر اک ذرے میں جان و دل ہے جہاں دلرباء ہو وہ جا دیدنی ہے
 شفا لا دواء کی غبارِ مدینہ مقدر سے یہ کیما دیدنی ہے
 خدا کا پتہ ہے در مصطفیٰ مقام ان کا بہر خدا دیدنی ہے
 جس پہ غیب و شہادت برابر کھلے وہ محمود مشکل کشا دیدنی ہے
 (رفیق محمود)

یہ چند نمونے نعت گوئی میں حکیم ملت پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے پیش خدمت ہوئے۔ فقیر نے پہلے تحریر کیا تھا کہ حمد کہنا آسان ہے لیکن نعت کہنا آسان نہیں اور شعراء میں نعت گو شعراء بہت کم ہیں ہمارے پیر و مرشد کی تمام زندگی حب نبی اور عشق رسول میں گزری تھی اس لئے آپ گفتار اور عمل میں حضور انور معلم و مقصود کائنات ﷺ کا نمونہ تھے لہذا آپ کا منظوم کلام بھی قرآن و حدیث کا لب لباب ہے۔ فارسی زبان میں آپ نے راہ صفانامی کتاب منظوم لکھی ہے اس میں آپ نے حضور انور ﷺ کے اسم گرامی کو اسم اعظم بتایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

بدان اسم اعظم محمد محمد بخوان اسم اعظم محمد محمد
 عیان اسم اعظم محمد محمد نہان اسم اعظم محمد محمد

یہ الگ موضوع ہے کہ اسم اعظم کیا ہے اور لوگ اسم اعظم کو کیوں تلاش کرتے ہیں اس لئے یہاں اتنا بتانا مناسب سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور تمام صفات اسم اعظم

ہیں ان میں اصغر اور اوسط کوئی نہیں۔ ہم نماز میں اللہ اکبر کہتے ہیں اور رکوع میں سبحان ربی العظیم پڑھتے ہیں اور سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے اسماء گرامی میں تمام اکبر اعلیٰ اور اعظم ہیں۔ بات اس طرح ہے کہ مخلوق میں کون سا ایسا اسم اعظم ہے جس کے وسیلہ سے اللہ سے مانگو اور وہ رد نہ فرمائے وہ صرف محمد ﷺ کا اسم مبارک ہے۔ نعت گوئی میں ہر شاعر کا اپنا ایک انداز ہوتا ہے اور ان کے اشعار شوکت الفاظ معنویت، کیف و اثر اور شجر علمی کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہیں۔ مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ نعت بہت مشہور ہے

ہے کلام الہی میں شمس و ضحیٰ ترے چہرے نور فزا کی قسم
 قسم شب تار میں یہ راز تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم
 تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا تیرے خلق کو حق نے جمیل کہا
 کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالق حسن و ادا کی قسم
 وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
 کہ کلام مجید نے کھائی شہا تیرے شہر و کلام و بقاء کی قسم

یہ ان کا انداز خیال تھا جو پرواز کرتا کرتا ان الفاظ پر ختم ہوا فقیر حکیم ملت محدث ہزاروی
 کا کلام جو اس باب کے ابتداء میں نقل کر چکا ہوں یہاں کی مناسبت سے دوبارہ نقل کیا
 جاتا ہے۔

ما احسن خلقاً و بہ اجمل خلقاً

ما اصدق اذ بالغ حسان محمد ﷺ

حضرت علامہ اقبال کی نعت گوئی بھی بے مثال ہے ان کے مست اور اشعاروں میں
سے چند یہ بھی ہیں

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے

غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر

وہی قرآن وہی فرقان وہی یس وہی طہ

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نعت گوئی میں جو مقام حاصل کیا تھا وہ قابل
تقلید ہے آپ کا ایک شعر یہ ہے

واحسن منك لم ترقط عینی

واجمل منك لم تلد النساء

حضور سے بڑھ کر حسین و جمیل چہرہ میری آنکھوں نے نہیں دیکھا حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے بہتر انسان دنیا کی کسی عورت نے کبھی نہیں جنا۔ نظام گنجوی فرماتے ہیں۔

سرد سرہنگ میدان و فارا

سپہ سالار خیل انبیاء را

اور کسی نے کیا خوب فرمایا ہے جو دل پر نقش ہونے کے قابل ہے۔

گرچہ بصورت آمدی بعد از ہمہ پیغمبران

اما بہ معنی بود سرخیل جملہ انبیاء

یہ حضرت بختیار کا کی رحمتہ اللہ کی آواز تھی اب حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمتہ
اللہ علیہ کا کلام بھی سن لیجئے۔

ما طالب خدام بر دین مصطفائم
بردر گہش گدام سلطان ما محمد

جلال الدین رومی جو عارف کامل تھے وہ نعت گوئی میں سب سے آگے تھے ایک شعر
ملاحظہ ہو

سید و سرور محمد نور جان
بہتر و مہتر شفیع مذنبان

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی نعت گوئی کا ذکر کیا گیا ہے ایک اور شعر ملاحظہ کیجئے۔

یک جان چہ کند سعدی مسکین کہ دو صد جان
سازیم فدائے سگ دربان محمد

اور حضرت بوعلی قلندر نے بھی نعت گوئی میں اہم کردار ادا کیا ہے ان کا ایک شعر ملاحظہ کیجئے۔
لک کف خاک از در پُر نور او ہست مارا بہتر از تاج و نگین
حضرت سلطان الاولیاء نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے تو کمال کیا ہے ان کا ایک شعر
درج کیا جاتا ہے

صبا سوئے مدینہ روکن ازین دعا گو سلام بر خوان
بگرد شاہ مدینہ گردد بصد تضرع پیام بر خوان

جان محمد قدسی نے بھی نعت گوئی میں یوں حصہ لیا ہے آپ کے یہ چند اشعار تو تمام دنیا
میں مشہور ہیں

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان بادفدائت چہ عجب خوش لقمی

ماہمہ تشنہ لبانیم و توی آب حیات
 لطف فرما کہ ز حد می گزرد تشنہ لبی
 نسبت خود بہ سکت کردم و بس منفعکم
 ز اں کہ نسبت بہ سگ کوئے تو شد بے ادبی
 سردار عبدالرب نشتر نے کیا خوب فرمایا ہے وہ بھی لکھنے کے قابل ہے۔
 شب و روز مصروف صل علی ہوں
 میں وہ چاکر خاتم انبیاء ہوں

حکیم ملت مورخ اسلام پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی نے انمول عرفانی تحفے
 منظوم شکل میں ہم کو عطا کئے وہ تحفے عربی، فارسی، اردو، پنجابی وغیرہ زبانوں میں ہمارے
 لئے لازوال ورثہ ہیں تمام منظوم کلام میں منکرین حق کو تنبیہ اور مسلمانوں کے لئے
 نصیحت اور خواص کے لئے معرفت اور عاشقوں کے لئے حقیقت محمدیہ کے گلدستے
 پیش کئے ہیں جس طرح حکیم ملت ہر علم و فن میں یدِ طولیٰ رکھتے ہیں تو اسی طرح نعت
 گوئی میں بھی آپ نے عرفان حق پر مبنی ایسے اشعار تحریر فرماتے ہیں کہ ہماری روحوں
 جب وہ سنتی ہیں تو ہم روحانی سرور میں مست ہو جاتے ہیں اور یہی تو مومن کی روح کی
 غذا ہے کسی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

عشق محبوب جس کو حاصل نہیں

لاکھ عالم ہو مگر کبھی وہ مومن نہیں

حکیم ملت رحمۃ اللہ علیہ نے مقام ابراہیم پر مطاف کے سامنے جس روحانی کیفیت کا

اظہار فرمایا وہ بھی سننے کے قابل تو الگ بات ہے دل میں نقش کرنا ضروری ہے۔

عشق رسول پاک نے فرزانہ کر دیا
 بے فکر با خبر مجھے دیوانہ کر دیا
 اے وجہ کاف و نون ترے خلق عظیم نے
 یوسف کو تیرے مصر کا پروانہ کر دیا
 بچھنے کو چشم و قلب ہیں تیار زیرپا!
 پامال جن کے حسن نے بت خانہ کر دیا!
 قرونوں سے مخفی حسن ازل جلوہ نما ہے
 حکمت نے اپنے راز کو افسانہ کر دیا
 سمجھا تھا جس کو دور وہ نکلا قریب تر
 غفلت نے ہم کنار سے بے گانہ کر دیا
 محمود سبق سیکھ کسی باخدا سے تو
 تشنہ کو اک نگاہ نے پیمانہ کر دیا

اس باب میں سر دست بس اتنا کافی ہے اور حق تلاش قارئین کے لئے یہ ایک بیش بہا
 خزانہ معرفت ہوگا۔

حکیم ملت بحیثیت مؤلف

دنیا میں علماء و فضلاء بہت گزرے ہیں اور موجود بھی ہیں اور آئندہ بھی آئیں گے مگر ان میں سے ہر عالم و فاضل میں الگ الگ ملکہ ہوتا ہے اور اس ملکہ میں وہ دوسروں سے منفرد ہوتا ہے مثلاً اگر کسی عالم و فاضل میں تدریس کا ملکہ ہوتا ہے تو وہ دوسرے مدرسین سے منفرد ہوتا ہے طلباء اس مدرس سے خاص فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور اس کی تدریس ان کے لئے فائدہ مند ہوتی ہے مثلاً ایک مدرس شیخ الحدیث ہے اور دوسرے مدرسین بھی شیخ الحدیث کے عہدہ پر کام کرتے ہوں گے لیکن جس مدرس میں ملکہ زیادہ ہوتا ہے وہ دوسرے مدرسین کی نسبت زیادہ مشہور ہوتا ہے اور طلباء دور دور سے اس سے دورہ حدیث پڑھنے کے لئے آتے ہیں اور اس سے سند حدیث کو اپنے لئے ایک اعزاز تصور کرتے ہیں اس طرح بعض مدرسین میں بعض علوم میں سے کسی ایک علم کے پڑھانے کا ملکہ ہوتا ہے طلباء اس سے وہ علم سیکھتے ہیں ہمارے ضلع سوات میں دو ایسے علماء تھے کہ طلباء ان سے علم نحو میں کافیہ پڑھتے تھے ان میں ایک صاحب تحریر سنبت ہے جو کافیہ کی شرح ہے اور سنبت مٹہ سوات کے قریب قصبہ ہے یہ عالم دین سید و بابا علیہ الرحمۃ کا مرید تھا جس کا ذکر اس نے تحریر سنبت کی ابتداء میں کیا ہے اور دوسری علمی شخصیت لاخار کی مولانا عبدالمنان صاحب تھے جو لاخار بابا کے نام سے مشہور ہے طلباء اس سے کافیہ پڑھتے تھے اس نے بھی کافیہ کی شرح لکھی ہے جس کا نام خادمۃ الکافیۃ ہے چکیسر کے مولوی صاحبان منطق پڑھانے میں مشہور تھے اور طلباء ان

سے منطق کے پڑھنے کے لئے سوات چکلیسر جاتے تھے بخشالی کاٹلنگ مردان میں دورہ میراث مشہور ہے اور طلباء علم میراث کے پڑھنے کے لئے وہاں جاتے تھے۔ صوبہ پنجاب میں منطق کے لئے مولانا عطاء محمد بندیا لوی زیادہ مشہور ہیں اور دورہ تفسیر کے لئے طلباء وزیر آباد میں مولانا عبدالغفور ہزاروی کے پاس جاتے یہ خداداد ملکہ ہوتا ہے اس طرح حدیث کے لئے حضرت علامہ مولانا سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ مشہور تھے بڑے بڑے علماء ان کے شاگرد ہیں اس طرح حکیم ملت فقیہ و مفتی اسلام پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ ہر فن میں کامل دست گاہ رکھتے تھے دوسرے علوم کا ذکر کیا گیا اب تصنیف و تالیف کا ذکر باقی ہے اب حکیم ملت کا ذکر بحیثیت مؤلف کیا جاتا ہے تصنیف و تالیف میں یہ فرق ہے کہ تصنیف مصنف کے اپنے خیالات ہوتے ہیں جو قلم کے ذریعے لوگوں کو پہنچائے جاتے ہیں مثلاً مورخین بھی بعض مصنفین میں شمار ہوتے ہیں اور بعض مولفین میں اس طرح ناول افسانے اور ڈرامے کہانیاں قصے یا کسی فن میں ماہر استاد جب کوئی کتاب لکھتا ہے تو اس کے لکھنے والے کو مصنف کہا جاتا ہے اور اگر دوسری کتابوں سے اخذ کر کے کوئی کتاب لکھے تو وہ لکھنے والا مؤلف ہوتا ہے دین میں تصنیف منع ہے اور تالیف جائز ہے کیونکہ وہ دین میں اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھ سکتا بلکہ قرآن و سنت سے اخذ کر کے لکھ سکتا ہے اور اس کے چار بنیادی اصول ہیں قرآن و سنت و اجماع امت اور قیاس تو ان چاروں میں سے دو اصل ہیں اور باقی دو اس کے فرع ہیں۔ اس لئے فقیر نے مصنف کی جگہ مؤلف کا عنوان رکھا ہے اب اگر کوئی مؤلف کتاب لکھنا چاہتا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اس مضمون پر اس کی کامل دسترس ہو اور قرآن و سنت و اجماع امت اور قیاس پر

اس کو کامل عبور حاصل ہو تب وہ اس کے متعلق کتاب لکھ سکتا ہے ورنہ وہ اس کے متعلق کچھ لکھنے کا حقدار نہیں۔ ہمارے مرشد برحق حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی نے تین سو سے زائد کتب تالیف کی ہیں اور وہ کتب مختلف موضوعات پر مشتمل ہیں ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں تفاسیر میں روح التفاسیر اور ترجمہ میں دستور حق ہیں اور اس طرح مختلف فیہ مسائل میں بھی آپ کی بے شمار کتب ہیں آپ نے ایک کتاب سلام کی لکھی ہے اور دوسری کتاب اس کی شرح ہے جس کا نام نظام المقصود شرح سلام محمود ہے، نسب میں آپ نے احیاء الادب لکھی ہے اس طرح الجہاد، الدولة القادرية، اسوہ حسنہ، انوار قادریہ، اربعین نبویہ، کلمۃ الاتحاد والجهاد، مقامع السنیہ، تحقیق خیر، ملفوظ محمود، جامع الخیرات، سیف المسلمون، شرافت سادات، حفظ الاحناف، راہ صفا، رفیق محمود، زاد المحمود، دریا، محبوب، یاد حبیب، مثلث حالی، محفل محبوب، عرفان محمود، صحیفہ تحقیقات، حفظ دین و ایمان، خلاصہ ترجمہ کیدانی فتویٰ ذکر بالجہر، الافازہ، جواز الصراط، حیلۃ الاسقاط، قصیدہ باغ و بہار، جنتی زیور وغیرہ۔ اب چند کتب پر فقیر تبصرہ کرے گا تاکہ قارئین کرام ان کتب کی افادیت سے فائدہ اٹھا سکیں۔

جامع الخیرات

جامع الخیرات ایک ایسی کتاب ہے جس میں بہت سی خوبیاں نمایاں ہیں اس کتاب میں عقائد حقہ اسلامیہ کی وضاحت ہے اور باطل فرقوں کا مکمل رد ہے اور سادات کا جائز مقام بیان فرمایا ہے اور اس میں یہ بھی بتایا ہے کہ غیر سید کے ساتھ سید

زادی کا نکاح باطل مردود ہے آخر میں بعض نسخے جو مخرجات میں سے تھے وہ لکھے ہیں اور ادویہ کے بعد تعویذات بھی ہیں جو مریدین کی رہنمائی کے لئے ایک انمول تحفہ سے کم نہیں کتاب کی ابتداء میں سلاسل اربعہ طریقت درج ہیں اور ان سلاسل طریقت کے درج کرنے کے بعد اس پر حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے محققانہ بحث فرمائی۔ سب سے پہلے تو یہ جاننا ضروری ہے کہ شجرہ ہائے طریقت بزرگان دین میں کیوں مشہور ہیں اور قرون اولیٰ سے لے کر ابھی تک یہ مشائخ میں کیوں رائج ہیں اس کا عام فہم اور آسان جواب یہ ہے کہ علماء کرام میں بھی تدریس کے لئے سند کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ اپنی سندات میں اپنے اساتذہ کرام کے اسمائے گرامی درج کرتے ہیں کہ میں نے فلاں سے یہ احادیث پڑھی ہیں اور اس نے اپنے استاد سے اور پھر یہ سلسلہ صحابہ کرام تک پہنچتا ہے اور پھر اس کا اختتام حضور انور و مقصود کائنات ﷺ تک پہنچتا ہے اور اسی طرح ہر حدیث کی سند ہوتی ہے اور حدیث میں بھی ہے کہ

الاسناد من الدین ولو لا الاسناد لقال من شاء ماشاء رواہ مسلم۔ ترجمہ:

اسناد دین سے ہیں اگر اسناد نہ ہوتیں تو جو کچھ کوئی کہتا کہہ سکتا تھا۔ اس لئے حدیث کی ابتداء میں کچھ راویوں کے نام ہوتے ہیں مروی کہتا ہے کہ یہ حدیث میں نے فلاں سے سنی اور اس نے فلاں سے سنی ہے۔ یہاں تک کہ سند حضور انور ﷺ تک پہنچاتا ہے۔ اب اگر راویوں میں بعض راوی ضعیف ہوں تو پھر اس پر جرح محدثین کرتے ہیں اور ضعف کی وجہ بھی کم تقویٰ اور پرہیزگاری میں کمی کا سبب ہوتا ہے کوئی حدیث بغیر سند کے نہیں ہو سکتی جس طرح ظاہری علوم کے لئے اسناد کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح باطنی علوم کے لئے بھی سلسلہ کا ہونا بہت ضروری ہے اس لئے جو سلاسل اربعہ

میں اپنے سلاسل کے بزرگوں کے نام لکھتے ہیں وہ تمام کے تمام متقی اور پرہیزگار ہوتے ہیں دین کے عالم ہوتے ہیں حضور انور ﷺ کے عاشق صادق ہوتے ہیں حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان شجرات پر تحقیق فرمائی ہے اب وہ تحقیق انیق عوام اور خواص کے لئے پیش کی جاتی ہے تاکہ قارئین کرام اس سے پورا فائدہ اٹھا کر مستفید ہو سکیں۔ آپ نے ابتداء میں یوں نقل فرمایا ہے۔

شجرہ طیبہ پر سخنہائے گفتنی

(۱) شجرہ کی ضرورت و حکمت: جس طرح اہل علم و فہم کے نزدیک اہم اور ضروری امور میں نسبت و سند لازمی ہے مثلاً روایات دینیہ کی سند عین اسی طرح طریقت و اصلاح باطن (تصوف) میں سلسلہ نسبت و سند بزرگان دین لازمی ہے اور اس کو شجرہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

(۲) پھر جس طرح روایات دینیہ کی اسناد کا باقی رکھنا اور معلوم ہونا ان روایات سے متعلق احکام میں از بس لازمی ہے بلکہ اس پر انحصار و مدار ہے تو اس طرح شجرہ طریقت کا باقی رکھنا و دیگر متعدد امور کے واسطے از بس لازمی ہے۔

(۳) تصوف سے قلب و باطن کی صفائی ہو کر درویش کمال بندگی کی منزلیں طے کرتا ہوا وہاں پہنچتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات مقدسہ کا پرتو اور عکس اس کے آئینے

میں ظہور پاتا ہے جسے صوفیاء کرام کی اصطلاح میں متخلق باخلاق اللہ یا متصف باوصاف اللہ سے تعبیر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک لہ کا فرمان ہے فاذکرو انی اذکرکم تم میرا ذکر کرتے رہو میں تمہارا ذکر کرتا رہوں گا تو جو بزرگان دین باصفا بندگان خدا کہ شجرہ و سلسلہ مبارکہ میں ہیں ان کا ذکر و یاد بھی ضرور اس کا موجب ہے کہ وہ بھی اپنی شان و صفت خداداد سے اپنے متوسل و نسبتی (شجرہ پڑھنے والے کو) یاد فرماویں اور اس پر کرم عنایت و دعا سے توجہ فرما کر اس کی جھولی مرادوں سے بھرادیں چنانچہ ایسا ہی ہوا کرتا ہے تب ہی تو تصوف کے سارے سلسلوں میں شجرہ شریف کا پڑھنا معمول ہوا ہے اور ہر زمانے کے صلحاء و بزرگوں نے اسے مقبول و مندوب قرار دیا ہے۔

(۴) اسی طرح فاتحہ دینا دلانا صدقات خیرات کرنا کرانا مختلف وقتوں اور دنوں اور حالتوں میں اسی قسم کے جلیل القدر منافع اور فوائد کا موجب اور برکتوں کا باعث ہے ہم اپنی توفیق و حال کے مطابق ان کو یاد کریں اور ایصال ثواب کریں وہ اپنی خداداد شان و شوکت و عظمت و جاہت کے مطابق ہمارے حق دعائے خیر فرماویں اور دین و دنیا کی نعمتیں اپنے پیارے مالک و مولا تعالیٰ سے دلادیں اور ایسا ہی ہوتا ہے اسی لئے تمام دنیائے اہل اسلام میں ہر زمانہ میں ذکر و وظیفہ صدقات خیرات گیارہویں میلاد عرس اہل اسلام میں متواتر و قدیمی معمول ہے مسلم نما منکر (خوارج) اس سے ہی کیا ہر خیر و برکت کی بات سے منکر ہیں اور انہیں ہونا بھی چاہئے مگر اہل اسلام ان کے انکار کو خاطر میں نہیں لاتے گزشتہ بلکہ آواز سگ و خوک سے کہیں بدتر جانتے ہیں اور اپنے

اسلامی معمولات کو بجالاتے رہتے ہیں۔

(۵) شجرہ شریف کا اور ختم خواجگان سلسلہ کا پڑھنا بڑی برکتوں اور رحمتوں کا موجب ہے اور روشنی قلب و حل مشکلات میں تریاق اور اکسیر کا حکم رکھتا ہے اس عالم میں اولیاء کرام کی عموماً دو حالتیں اس امر میں اعتبار کی گئی ہیں۔

حالت اول: مقام مریدیت سے متعلق ہے یعنی جب حضور سید العالمین محبوب خدا جو کہ اللہ کی ذات و صفات اسماء افعال احکام کے مظہر اتم و نائب اعظم ہیں صلی اللہ علیہ وسلم سب اہل عالم پر ہر احسان و عطا و کرم انہی کی سرکار سے ہوتا ہے باقی اولیاء و گزشتہ انبیاء سب حضور کے مظہر و عکس ہیں سو جب حضور کی عبودیت کی تجلی ان پر پڑتی ہے تو ان پر تسلیم و رضا کا یہ کیف و عالم ہوتا ہے۔

ہرچہ از دوست می رسد نیکو ست

حالت دوم: مقام مرادیت سے متعلق ہے جب محبوبان خدا میں سے کسی پاک بندہ خدا پر حضور نبی اکرم حبیب مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت و محمدیت مقدسہ کی تجلی پڑتی ہے تو اس پر انوار الوہیت کا فیضان پڑتا ہے اور محبوب ٹھہرتا ہے اور مراد کہلاتا ہے اس حال میں جو چاہے جو کہہ دے ہو کر رہے اس کو کن فیکون شان کے پر تو سے نوازا جاتا ہے ایسے ہی مرد سے کہا گیا بسم اللہ منک بمنزلة کن منہ اور شجرہ پڑھنے میں سب بزرگان سلسلہ مذکورہ ہو کر جو حالت مرادیت و مقام محبوبیت سے مشرف ہوں گے وہ جو چاہیں گے اور عرض کریں گے وہی ہوگا اور قبول ہو کر رہے گا سو اس میں بڑی بشارت ہے حل مشکلات کی پس شجرہ کا پڑھنا لازمی امر ہے جو لوگ ان حکمتوں اور خوبیوں سے ناواقف ہوتے ہیں

وہ شجرہ کا پڑھنا ضروری نہیں جانتے یا سستی کرتے ہیں یا ان سلسلہ کو اس سے آگاہ رہنا چاہئے۔

وتذکار الاحبة خیر زاد ط

(۶) شجرہ بزرگان سلسلہ میں ایک بڑی حکمت اور جلیل القدر راز ہے کہ مخلوق خدا میں سے جس کا نام لیں تو لازماً نام لینے اور ذکر سے اس مسمیٰ کا خیال اور تصور پیدا ہوتا ہے اور وہ یاد ہو جاتا ہے پھر وہ اخلاق علم اور سیرت کے درجہ میں جتنا بلند اور خدا کا پیارا ہوگا اس کے تصور اور خیال سے تصور اور خیال کرنے والے کو اس جیسی سیرت و مرتبہ پر پہنچنے کی توجہ اور ہمت ہوتی ہے اور اس کی یاد کے مقابل وہ مذکور بھی اسے یاد کرے گا تو اس کی روحانیت اور باطن میں اس کے ساتھ ایک رابطہ اور علاقہ پیدا ہو جاتا ہے اسی کو معیت صادقین کہتے ہیں ایمان اور تقویٰ کے بعد بھی اس کی ضرورت اور اہمیت ہے اور بندہ باوجود مومن اور متقی ہو جانے کے بھی اس کا مامور ہے اور یہی مراقبہ کی اصل ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصادقین O ترجمہ: پڑھو تفسیر خزائن العرفان سے چونکہ مشائخ اور بزرگان سلسلہ انوار و برکات روحانی سے بھر پور ہوتے ہیں لہذا ان کا ذکر استحصار مراقبہ تصور خیال ان کی معیت باطنیہ کا موجب ہو کر بندہ کے ظاہر اور باطن پر ان کی نورانیت اور برکات کا ظہور ہوتا ہے اس کو اقتباس نور یا التماس نور کہتے ہیں جیسا کہ پارہ ۲۷ سورۃ حدید کی آیت ۱۳ میں منافقین اہل ایمان سے اقتباس

نور کرنے کو کہنے لگے اور ان کا جواب ارشاد فرمایا یوم یقول المنافقون
 والمنافقات للذین امنوا انظرونا نقتبس من نورکم قیل ارجعوا
 ورائکم فالتمسوا نورا جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مسلمانوں
 سے کہیں گے ہمیں ایک نگاہ دیکھو کہ ہم تمہارے نور سے حصہ لیں کہا جائے گا
 اپنے پیچھے لوٹو وہاں نور ڈھونڈو۔

فائدہ: منافق چونکہ منکر وسیلہ ہیں لہذا دونوں جہاں میں محروم رہتے ہیں نیز اس
 سے صاف معلوم ہوا کہ اہل ایمان و معرفت کی توجہ اور ان کے مراقبہ و تصور سے
 نور کا حصہ ملتا ہے بشرط یہ کہ لینے والا منافق یا کافر نہ ہو بلکہ مومن مسلمان ہو یعنی
 جمیع ضروریات دین کا معتقد ہو اور وسیلہ کا ڈھونڈنا پکڑنا بھی ضروریات دین
 سے ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جو لوگ محبوبان خدا کے تصور و خیال مراقبہ اور
 توسل سے انکار کرتے روکتے ہیں یا اسے شرک اور بدعت کفر وغیرہ کہتے ہیں
 جیسے دہلوی وہابی کی صراط مستقیم میں لکھا ہے معاذ اللہ تو یہ کتاب و سنت سے
 جہالت و انکار ہے اور علم و ایمان سے محرومی کی دلیل ہے۔

(۷) شجرہ کا حفظ یا ساتھ رکھنا حکمت اور برکت سے خالی نہیں اسرار التصوف میں

ہے کہ انتصاح میں ہے کہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے حضور

ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص کا انتقال ہوا لوگوں نے حضور سید عالم

صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کے واسطے درخواست کی اس پر یہ دو شعر لکھ کر میت کے ساتھ

قبر میں رکھوادیئے گئے وہ دو شعر یہ ہیں۔

وَدَّتْ اِلَى الْكُرْمِ بَغَيْرِ زَادٍ مِنْ الْحَسَنَاتِ وَالْقَلْبِ السَّلِيمِ
فَانِ الزَّادُ قَبْحٌ مِنْ قَبْحِ اِذَا كَانَ الْوَفْوُذُ اِلَى الْكَرِيمِ

خلاصہ مطلب: میں بغیر کسی زائد توشہ و سرمایہ کے فقط صحت عقائد و عمل اور قلب

سلیم لے کر کریم کے حضور پہنچا ہوں۔ مزید توشہ و زاد نہ ہو تو قباحت ہی کیا ہے

جبکہ حضرت کریم کے حضور حاضری ہے۔ (جامع الخیرات شریف صفحہ ۲)

مندرجہ بالا جامع تحقیق شجرہ ہائے سلاسل طریقت آپ کے سامنے پیش کی

گئی مزید اس پر کوئی کیا مزید حاشیہ آرائی کر سکتا ہے۔

بیعت

تصوف میں بیعت ایک اہم رکن ہے اور یہ بیعت بغیر مرشد کامل کے نہیں

ہو سکتی سالک کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ کسی پیر کامل کا دامن پکڑ لے اور اس سے

ہر چار سلاسل میں سے کسی ایک میں بیعت کر لے اور یہ بیعت حضور انور ﷺ سے

ثابت ہے اور قرآن مقدس میں بھی اس کا ذکر ہے حضرت شاہ ولی اللہ نے القول

الجمیل اور امام شعرانی نے انوار قدسیہ فی معرفۃ القواعد الصوفیہ میں حضرت امیر

المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ جاء علی الی النبی ﷺ فقال یا

رسول اللہ دلنی علی اقرب طرق الی اللہ واسهلها لعباده فقال

علیک بملازمة الذکر فی الخلوة فقال یا رسول اللہ کیف اذکر یا

رسول صلی اللہ علیہ وسلم فقال غمض عینیک واسمع منی فالنبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لا الہ الا اللہ ثلاث مرات و علی
یسمع ثم قال علی کرم اللہ وجہہ لا الہ الا اللہ فالنبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم یسمع ثلاث مرات ثم لقن علی کرم اللہ وجہہ الی حسن
بصری ہا کذا حتی وصل الینا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضور انور صلی اللہ
صلی اللہ کے
پاس آئے اور فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ
صلی اللہ مجھے ذکر کی تلقین کیجئے اللہ کے ساتھ اس کا رتبہ
زیادہ ہو اور بندوں پر اس کا کرنا آسان آپ نے فرمایا کہ اکیلے بیٹھ کر ذکر کو لازم جانو
آپ نے عرض کیا کہ کس طرح میں ذکر کروں پس حضور انور صلی اللہ
صلی اللہ نے فرمایا کہ آنکھیں
بند کر کے مجھے سنو پس حضور انور صلی اللہ
صلی اللہ نے لا الہ الا اللہ تین بار یہ کلمہ شریف پڑھا اور
حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس کو سنا پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے تین بار کلمہ لا الہ
الا اللہ پڑھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سنا پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے
حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی تلقین کی یہاں تک کہ ہم تک یہ سلسلہ ذکر پہنچا
تمام بزرگان دین نے بیعت کی ہے مثلاً حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت
امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے بیعت کی ہے اور حضرت جابر ابن حیان نے بھی امام
جعفر رضی اللہ عنہ سے بیعت کی ہے اس طرح غوث صمدانی شہباز لامکانی حضرت شیخ
سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیرومرشد سے بیعت کی ہے اور خواجہ
خواجگان سید معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ سے
بیعت کی تھی اسی طرح سید علی بجویری رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت کی ہے اور صوبہ سرحد میں

حضرت سید علی ترمذی حضرت اخون درویزہ بابا اور حضرت اخون پنجو بابا اور حضرت
 میاں محمد عمر چمکنی اور حضرت شیخ یحییٰ انک والے اور خواجہ حضرت عبدالغفور سید و شریف
 سوات والے بابا جی نے بیعت کی تھی بغیر مرشد اور بیعت کے روحانی منازل طے کرنا
 کوئی آسان کام نہیں کہ بس ایک آدمی مسجد میں بیٹھ کر بغیر علم اور مرشد کے وہ ان تمام
 منازل سلوک کو طے کرے گا تو بیعت کرنا مرشد سے یہ سنت طریقہ ہے اور حضور
 انور ﷺ سے ثابت ہے۔ حضرت سیدی و مرشدی حکیم ملت پیر سید محمود شاہ محدث
 ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بیعت کے متعلق جامع الخیرات شریف میں بڑے
 عارفانہ انداز سے اس پر تحقیق کی ہے آپ لکھتے ہیں ”پارہ ۲۶ سورۃ فتح پہلا رکوع
 آیت ۱۰ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم فمن
 نکث فانما ینکث علی نفسہ و من اوفی بما عاہد علیہ اللہ فسیؤتیہ
 اجر اعظیماً O (الفتح) اے پیارے محبوب وہ جو آپ کی بیعت کرتے ہیں وہ تو
 اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے تو جس نے عہد توڑا تو
 اس نے اپنے نفس پر عہد شکنی کا وبال کیا اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اس نے اللہ سے
 کیا تھا تو عنقریب اللہ اسے بڑا ثواب دے گا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح طاعت اور کلام حضور کی اللہ کی ہے اسی طرح
 بیعت حضور کی اللہ کی بیعت ہے اس کا نام معیت ہے حلول نہیں جیسا کہ حلویہ نے زعم
 باطل کر لیا بس اللہ کے محبوب کے ساتھ معاملہ اللہ کے ساتھ ہے اتنا چاہئے

اللہ کی اطاعت و عبادت الہی سے بندہ قرب و معیت کے اس مقام پر فائز ہوتا ہے جس کا بیان حدیث قدسی شریف میں یوں ہے۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ تعالیٰ قال من عادی لی ولیا فقد اذنة بالحرب و ما تقرب الی عبدی بشئی احب الی مما افترضہ علیہ ولا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ فاذا احبہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ و یدہ الذی یبطش بہا و رجلہ الذی یمشی بہا و لنن سألنی لا عطینہ و لنن استعاذنی لا عیدنہ روا البخاری۔ ترجمہ: ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جس نے میرے ولی سے عداوت کی میں نے اس سے جنگ کا اعلان کر دیا ہے اور میرے بندہ نے فرض سے بڑھ کر کسی پیارے امر سے میرا قرب حاصل نہیں کیا اور ہمیشہ میرا بندہ میرا قرب حاصل کرتا ہے نوافل سے حتیٰ کہ میرا پیارا بن جاتا ہے تو جب وہ میرا پیارا بن جاتا ہے تو اسے وہ معیت حاصل ہوتی ہے گویا میں ہی کان ہوں جن سے سنتا ہے اور اس کی آنکھیں جن سے دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ جن سے پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں جن سے چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے طلب کرے تو ضرور اسے دیتا ہوں اگر پناہ پکڑے تو اسے ضرور بچاتا ہوں۔ (بخاری شریف)

پس اہل قرب بندوں کا سننادیکھنا تصرف اور رفتار عام بشر کی سی نہیں رہ جاتی بلکہ معیت الہیہ کے باعث وہ قوتیں اس بندہ مقرب کی طوق بشر سے بالاتر ہوتی ہیں۔

از معیت مردہ را صد جان دہد آنچه درو ہمت نیاید آں دہد

سو یہ معیت معیت والوں کو معیت سے ہی میسر آتی ہے اور اس معیت کی اصل اور بنیاد بیعت سے ہوتی ہے۔

فائدہ دوم: جس طرح اللہ کی بیعت کا مظہر اور شیشہ بیعت رسول ہے اسی طرح

بیعت رسول کا مظہر و آئینہ پیر برحق و مرشد کی بیعت ہے اللہ کا رسول چونکہ اللہ تعالیٰ کی

ذات اور صفتوں کا مظہر آئینہ ہے اس لئے ان کی اطاعت و اتباع عین اللہ کی اطاعت

و اتباع ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے پارہ پنجم سورۃ النساء آیت ۸۰ من یطع

الرسول فقد اطاع اللہ اور جس نے اس آخری رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ

کی اطاعت کی سو بزرگان دین بوجہ کمال و ادب و عشق رسول کے اطاعت و اتباع

رسول میں کمال کا مرتبہ پاتے ہیں تو حضور کے فیض و کرم سے حضور کے ایک گونہ مظہر و

نائب ہو جاتے ہیں لہذا ان کی اطاعت و اتباع بزرگان سلسلہ سے بندہ اللہ کا پیارا بن

جاتا ہے جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے پارہ سوم سورۃ العمران آیت ۳۱۔ قل ان کنتم

تحبون اللہ فاتبعونی یحبکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم

○ اے محبوب آپ فرمادیجئے کہ اے بندو تم اگر اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع

کرو اللہ کے محبوب بن جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دے گا اور وہ ہے بہت

بخشنے والا خاص مہربان۔ پارہ ۶ سورۃ مائدہ دسواں رکوع آیت ۳۵۔ یا ایہا الذین

امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاهدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون

○ اے ایمان والو! اللہ سے تقویٰ کرو اور تلاش کرو اس کی طرف وسیلہ اور اس کی راہ

میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ فائدہ وہ وسیلہ اول نبی علیہ اسلام پھر قرآن اور اہل بیت ہیں اور ان کے ماتحت پیرو مرشد پارہ پنجم سورۃ النساء آیت ۵۹ یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم الایہ۔ اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو اس آخری رسول کا اور ان کا جو اولیٰ امر ہوں تم میں سے ہی۔

فائدہ: اس سے فرقہ چکڑالویہ جو اپنے آپ کو باطل طور پر اہل قرآن کہتے ہیں ان کا مذہب باطل ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس میں اطاعات ثلاثہ اللہ رسول اور اہل ایمان والیٰ امر کی اطاعت کرنے کا حکم ارشاد فرماتا ہے۔

دوم: بس ہر سہ مطاع ہیں اپنی شان اور صفت کے ساتھ اللہ اور رسول کی اطاعت تو ظاہر ہے اطاعت اللہ کی یہ کہ اس کے رسول کو مان لیں اطاعت رسول یہ کہ رسول کے لائے ہوئے دین حق کو پورا پورا قبول کر لیں اور اسے حق اعتقاد کر کے اس کے مطابق عمل کریں اولی الامر سے مراد علم ظاہر والوں کے نزدیک علماء حق و سلاطین اہل اسلام ہیں اور علماء باطن کے نزدیک اس سے مراد اولیاء اللہ ہیں جو امر ظاہر و باطن کے والی ہوتے ہیں پس اس اعتبار سے اولی الامر مرشد کامل ہے اور یہ والی یا امام یا مرشد کہلاتا ہے اس کی اطاعت فرض ہے۔

چوں گرفتی پیر ہیں تسلیم شو
ہم چوں موسیٰ زیر حکم خضراو

سوم: بس اللہ کے مقبول اور مقرب عارف کامل سے بیعت کرنے سے اطاعت حقہ میسر آتی ہے اور اطاعت حقہ سے اللہ و رسول کی معیت سے نوازا جاتا ہے کہ اصل ہو کر مقام بقاء تک رسائی پاتا ہے۔ (جامع الخیرات شریف)

حکیم ملت پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی نے بیعت کے مطلب اور مقصود کے متعلق جو وضاحت فرمائی ہے وہ بھی قابل مطالعہ ہے وہ لکھتے ہیں کہ ایک مرد صالح باشرائط کو اصلاح و بندوبست کے واسطے مقرر کر لیں سو اگر وہ ظاہری دنیاوی بندوبست و انتظام کی خاطر ہی ہو تو اسے امیر اور امام سے تعبیر کرتے ہیں اور اگر باطن کی اصلاح و درستی کے واسطے ہو تو اسے شیخ و مرشد کہتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ جب تک ظاہری دنیاوی بندوبست نہ ہو تمدن و معاش پر امن اور خوش حال بنانا ممکن نہیں ہوتا لہذا اس کا اہتمام بذمہ امیر یا امام مانا گیا ہے لیکن علم و عقل اور تجربات و واقعات کی متفقہ شہادت ہے کہ جب تک باطن کی اصلاح و درستی ایک ضروری اور لازمی حد تک نہ ہو جائے مقصد آفرینش اور حکمت خلق کی طرف کوئی کامیاب قدم نہیں اٹھایا جاسکتا اور جب تک اصلاح باطن بقدر کفایت نہ ہو لے کامل اصلاح ظاہر کی توقع بھی نہیں کی جاسکتی یہی وجہ ہے کہ سیاست باطن کے بغیر سیاست ظاہر ہمیشہ ناکام رہی ہے۔

علم رابر تن زنی مارے بود

علم را بر دل زنی یارے بود

اک علم سے آتی ہے انسان میں شیطانی

اک علم سے ہوتی ہے یہ خاک بھی نورانی

چنانچہ اللہ کے پسندیدہ سچے اور آخری دین اسلام میں درست باطن کو روح اور درست ظاہر کو جسم کا مرتبہ دیا گیا ہے اور ہمیشہ دونوں کی سلامتی اور بہتری کی کوشش کی گئی ہے خلافت کو جسم کا مرتبہ دیا گیا ہے اور ہمیشہ دونوں کی سلامتی اور ترقی کی کوشش کی گئی ہے خلافت راشدہ حقہ اس کی کھلی دلیل ہے جو اسلام اور اہل اسلام کے ظاہری باطنی عروج و بلندی کا موجب ہوا ہے اور اس کے برعکس خلافت غاصبہ باطلہ نے اسلام اور اہل اسلام کے شیرازہ کو منتشر اور تتر بتر کر دیا لہذا علماء تصوف اور سلوک کے پیشواؤں نے ظاہر و باطن کی صلاحیت والوں کے سوا کسی کو امامت و پیشوائی کا مستحق و اہل نہیں مانا اور علماء محققین نے اصلاح ظاہر کے واسطے اصلاح باطن کو بنیاد اور اصل قرار دیا ہے اور جب ہادی عالم حضور پیغمبر آخِرِ زَمَانِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے بیعت ہونے والوں میں اصلاح ظاہر و باطن قطعاً ثابت و متحقق ہے تو دونوں قسم کی اصلاح کے واسطے بیعت ہونا لازمی و ضروری ہے اور جس سے بیعت ہوں اگر وہ شرائط کا جامع ہے تو وہی امام اور مرشد ہے اس کی اطاعت و پیروی فرض ہے۔ (جامع الخیرات شریف)

یہی حکیم ملت آگے مزید لکھتے ہیں ”غرض کتاب و سنت و آثار و عقل و نقل کے اتفاق سے بیعت کا شرعاً ثابت ہونا اور ضروری و نافع ہونا بلا شک و شبہ ثابت ہے بچوں بڑوں مرد و عورتوں سب کے لئے مفید اور ضروری ہے عارف رومی نے فرمایا

علم باطن ہم چو مکہ علم ظاہر ہم چو شیر

کے شود بے شیر مسکہ کے بود بے پیر پیر

اور بے شک ان دلائل کے بعد یقین ہو جاتا ہے کہ امام و پیشوا حق کی بیعت سے محروم مرنا جاہلیت اور غیر اسلامی موت مرنا ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اسلام کی زندگی اور

وفات نصیب فرماویں آمین۔

چوں تو ذات پیر را کردی قبول
ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول
پیر کو جب کر لیا تو نے قبول
ہو گئے مقبول بس اللہ رسول

آخر میں ولایت کا مختصر بیان انہوں نے جس انداز سے تحریر کیا ہے وہ بھی قابل توجہ ہے وہ لکھتے ہیں ”تصوف سے ولایت کے مرتبہ تک پہنچتے ہیں یاد رہے کہ یہ ولایت ایمان اور تقویٰ کا نتیجہ و حاصل ہے سب سے اول درستی و صحت عقائد پھر اصلاح اعمال و اخلاق و تہذیب و تزکیہ نفس کرتا ہوا بندہ جب بندگی کی منزلیں طے کرتا ہے تو وہ اللہ کا پیارا بن جاتا ہے اور اس کا نام ولی رکھا جاتا ہے کتاب و سنت میں اولیاء کی بہت تعریف ہے۔ پ ۱۱ سورۃ یونس آیت ۶۲، ۶۳۔ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون O الذین امنوا و کانوا یتقون لہم البشری فی الحیوۃ الدنیا و فی الاخرۃ ط لا تبدل لکلمات اللہ ذالک ہوا الفوز العظیم۔ ترجمہ: اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ غم وہ جو ایمان لائے اور تقویٰ کرتے ہیں ان کے لئے خوش خبری ہے دنیا کی زندگی اور آخرت میں اللہ کی باتوں کو تبدیل ہونا نہیں یہی بڑی کامیابی ہے۔

(۱) اس میں ولایت والوں کی بزرگی و عظمت کا بیان فرما کر اس کے حاصل کرنے کی ترغیب فرمائی ہے۔

(۲) اولیاء اللہ کی خاص صفات درستی عقائد (ایمان) اور ظاہر و باطن کا اللہ اور رسول کے منشاء و اصول کے مطابق ہونا (تقویٰ) کو بیان کرنے میں ولایت کی اصل بنیاد اور اس کے مدار پر توجہ دلائی گئی ہے کہ ولایت کی اصل و بنا ایمان و تقویٰ ہے۔

(۳) تو جس درجہ کا ایمان و تقویٰ ہوگا اسی درجہ کی ولایت ہوگی اور جس میں ایمان و تقویٰ اصلاً نہ ہو اس کو ولایت بھی حاصل بالکل نہ ہوگی۔

(۴) ادنیٰ درجہ ولایت ہر مومن متقی کو حاصل ہے اسے ولایت عامہ کہتے ہیں اعلیٰ درجہ ایمان و تقویٰ والوں کو ولایت خاصہ ہوتی ہے اور اس ولایت والے شخص کو ولی اللہ کہتے ہیں۔

(۵) ولایت کے لئے اصلاح ظاہر کی طرح بلکہ اس سے زائد اصلاح باطن کی ضرورت ہے بندہ کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن پس بندہ کے ظاہر کی اصلاح اور درستی کے صحیح اور یقینی طریق کا نام شریعت ہے یعنی بندہ کے تمام ظاہری امور کا اللہ و رسول کی منشاء و اصول کے مطابق ہو جانے کی پوری سعی کا مکمل بندوبست۔ اسی طرح بندہ کے باطن کے تمام امور و معاملات کا اللہ و رسول کی منشاء اور اصول کے مطابق کر دینے کے مکمل اہتمام کا اور صحیح اور یقینی طریق کا نام طریق یا تصوف ہے پس درستی عقائد و اعمال و احوال و معاملات ظاہر کی طرح تہذیب و درستی و اصلاح نفس و باطن کے لئے انفس خیالات تصورات و فکر و اندیشہ و نیات و عزائم و ارادات کا تزکیہ و پاکیزگی بھی فرض ہے اس مہم کا بندوبست سلسلہ تصوف ہی میں ہے۔

(جامع الخیرات)

حکیم ملت و مفتی و فقیہ اسلام حضرت پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی نے بیعت و ولایت کے متعلق جو تحقیق بیان فرمائی وہ آپ کے سامنے نقل کی گئی یہ جامع الخیرات شریف سے شجرہ طریقت اور بیعت کے متعلق بیان واضح کیا گیا بس اتنا تعارف اس کتاب کے متعلق کافی تھا۔ اب حضرت صاحب کی دوسری کتاب تحقیق خیر کے متعلق ہے۔ یہ کتاب تقریباً چھیا نو سو صفحات پر مشتمل ہے کتاب کے صفحات تو زیادہ نہیں لیکن مضامین کے لحاظ سے عنوانات زیادہ ہیں اور تمام کتاب معمولات خیرات حسنات کی تحقیق پر ہے پہلی کتاب کا تعارف جو بیان ہوا وہ جامع الخیرات یعنی خیر و نیکیوں کی جامع کتاب اور اب اس کتاب میں خیر کی تحقیق کی گئی ہے تاکہ قاری کے لئے جو خیرات کا جامع ہو تو ضروری ہے کہ وہ خیر کو کتاب و سنت کی روشنی میں پہنچائے۔ تب ہی وہ خیر کو جمع کر سکے گا اب اس کتاب کے متعلق تعارف ملاحظہ کیجئے۔

تحقیق خیر

کتاب کے ٹائٹل پر یہ آیات کریمہ و افعلو الخیر لعلکم تفلحون O فاستبقوا الخیرات کے حصے تحریر ہیں اور دو شعر بھی جو ان آیات کا مطلب واضح کرتے ہیں۔

ہر خیر کیجئے بات کتاب و خبر کی ہے
اور جان لو یہ راہ فلاح و ظفر کی ہے

خيار اہل خیر ہیں اشرار اہل شر
کچھ کیجئے تمیز پہ جا خیر و شر کی ہے

پھر اس ٹائٹل پر مزید یوں چند جملے تحریر ہیں ملی و قومی خیر و خیرات کے امور اور یادگاروں کے شرع میں جائز اور مفید ہونے کا ثبوت اور اس پر ناحق انکار کرنے والوں کا مدلل جواب کتاب کے شروع میں بسم اللہ شریف کے بعد عنوان پہلی گزارش ہے اس کے تحت وہ تحریر فرماتے ہیں برادران ملت مغربی تہذیب و تمدن اور اثر و رسوخ نے آنے والی نسلوں کے حق میں بلا مبالغہ ایک وبائی صورت اختیار کر لی ہے افراد ملک و ملت کی اکثریت اس سیلاب کی زد میں آنے سے بچ نہ سکی غیر مسلم طاقت کی فرمانروائی کے تاثرات افراد کی ذہنیت دل و دماغ کی دنیا پر اپنے بادل اس طرح چھوڑ چکے ہیں کہ ایک خالی الذہن ہمدرد اسلام اس کیفیت کو پا کر مجسمہ حیرت بن کر رہ جاتا ہے۔ عادت و عمل سے لے کر اعتقاد و یقین تک میں فساد کی ہی نوبت پائی جاتی ہے اور اچھے اچھے اس فتنہ میں مبتلا ہیں حتیٰ کہ اب یہ حال ہے کہ ایک سیدھے سادھے مسلمان کو اگر یہ شوق ہو کہ میں فساد و فتنہ سے محفوظ طور پر اپنی ملت اپنے دین کا علم حاصل کروں تو وہ اس مقصد میں ہی اکثر ناکام رہتا ہے پھر شاذ و نادر اگر خوش قسمتی سے اسے فتنہ و فساد سے محفوظ طور پر دینی معلومات حاصل کرنے کا موقعہ بھی مل جائے تو اب وہ ایسے ماحول میں اپنے آپ کو پاتا ہے کہ عادت و عمل بلکہ تخیل و اعتقاد و تصورات تک فساد و فتنہ سے خالی نہیں لہذا یہ اپنے صحیح علم کے مطابق بسر کرنے میں جگہ جگہ دقتیں محسوس کرے گا اور یہ دقتیں رکاوٹیں معاملات کی پوری دنیا میں ہر جگہ موجود پائے گا اور شہری زندگی میں نسبتاً زیادہ مجبور ہو کر رہ جائے گا مثلاً از روئے دین و ایمان کتاب و سنت

اصل اعلیٰ ہیں لیکن اگر ایک آدمی رسول اور قول رسول کریم ﷺ سے عقیدت مندی کے ساتھ پیش آئے اور اس کے مطابق عمل کرے اور اس کی تبلیغ و اشاعت کرے تو اس ذہنیت والوں کے نزدیک باطل پرست مشرک و کافر ٹھہرے گا جن کے دین و ایمان کی بنیاد اہل قرآن یا چکڑ الویت کے چوہوں نے سر بسر ویران و برباد کر رکھی ہے اور اگر نماز روزہ وغیرہ ارکانِ خمسہ دینیہ کا معتقد ہو اور اس کی تبلیغ کرے تو چکڑ الوی عنصر کے علاوہ مغربیت زدہ روشن خیالوں کی دنیا میں ملنا کہلائے اور اگر آئمہ مجتہدین علماء اسلام کی بے لوث اور سچی تحقیق کے مطابق کتاب و سنت کی خلاف ورزی سے بچ کر اعتقاد و عمل رکھے تو غیر مقلد و اہل حدیث (وہابی) کہلانے والی پیدائش کے نزدیک بھی شرک و گمراہی والا ٹھہرے گا۔ یونہی اگر انبیاء اولیاء محبوبانِ خدا سے وہ اعتقاد رکھے جو ان کے خداداد منصب و شان کے لوازمات سے ہے تو ایک اور فقیہ گروہ ان سب گروہوں کا مادر و پدر اس کی مخالفت اور مقابلہ کو موجود و حاضر ہے۔

برادرانِ ملک و ملت سے مخلصانہ التماس ہے کہ یہ ملی و قومی مہلک امراض کے متعدی الضرر جراثیم ہیں جن سے ہر فرزندِ اسلام کے روزمرہ کے کام عادت و معمول سے لے کر اعتقاد و ایمان تک میں تفرقہ ڈال کر اسے اعتقاد و عمل کی پاکیزگی و اتحاد کے ساتھ زندگی بسر کرنے اور اپنی مقدس ملت اور پیاری قوم اور ملک کے لئے کوئی ٹھوس اور صحیح بے لوث خدمت کے قابل بننے سے محروم کیا جاتا ہے۔ آج دنیا میں مسلمان گونا گوں مصائب و تکلیفات کا شکار ہیں دیگر قوموں کی بہ نسبت باوجود زیادہ ہونے کے بھی اس میں انتشار ہے اور وہ اصل اطمینان اور سچی خوشحالی سے بے نصیب ہے آئے دن ملی اور قومی جرائم کی اطلاعات اور واقعات آپ سنتے رہتے ہیں ہمارا

فرض ہے کہ تمام برادران اسلام کے لئے عموماً اور مسلمانان پاکستان کے لئے خصوصاً ان مصائب کا حل اور ان امراض کا علاج تلاش کریں وہ دین اسلام ہے جس میں صحیح اعتقاد و عمل کی تعلیم ہے اگر ہم نے ملی و قومی ہمدردی اور اخلاص کے ساتھ اس کا تدارک نہ کیا تو خدا نخواستہ ایک دن اس مکان کی چھت اور دیواریں گھن کیڑوں اور چوہوں کے ہاتھوں گر کر برباد ہو جانے کا قومی اندیشہ ہے پس سچے مجاہدین اسلام و بزرگان دین کی یاد قائم کریں مگر اس کے خلاف یہ کہا جاتا ہے کہ انبیاء اولیاء سے عقیدت مندی کے سلسلہ میں جو کام مسلمانوں میں عام طور پر پایا جاتا ہے ان سے ان کی مقبولیت اور صحبت کا سلسلہ پھیلتا جا رہا ہے مثلاً میلاد شریف، عرس، گیارہویں، فاتحہ درود و ختم سوم چہلم عید میلاد النبی وغیرہ یہ قوم کی قوت و ترقی میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں اس لئے بڑے بڑے مشہور ترقی پسند لوگ مسلمانوں کے ان معمولات کو شرک و بدعت سے تشبیہ دے کر ان سے منع کرتے ہیں اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے لوگ بھی آئے دن اس قسم کے معمولات اور کاموں سے منع کرنے میں ہر طرح سرگرم دکھائی دیتے ہیں چنانچہ اس سے قبل کروڑوں کی تعداد میں رسالے اور کتابیں اس مضمون پر لکھے اور تقسیم کئے جا چکے ہیں اور اس سال ایک گروہ کی طرف سے کراچی سے ایک رسالہ تحقیق گیارہویں کے نام سے دس ہزار کی تعداد میں چھپ کر ملک میں بٹتا ہوا کوہاٹ پہنچا لہذا ہمیں اس پر ملی اور قومی ہمدردی کے ماتحت تحقیقی بحث کر کے ملت و قوم کے لوگوں کے سامنے ایک روشن فیصلہ رکھنا ہے اور سارے جہان کو پیدا کرنے والے پاک پروردگار سے دعا ہے کہ وہ ہمارے قلم کو سچائی اور ہدایت کی راہ پر مضبوط رکھے۔

آمین۔ (تحقیق خیر صفحہ ۷)

اس گزارش کے بعد اب حکیم ملت نے حقیقت میلاد شریف اور عرس بزرگان دین کے متعلق پہلا عنوان مرتب کیا جو درج ذیل ہے۔

حقیقت میلاد شریف و عرس بزرگان دین

برادران اسلام تمام مذہبوں اور قوموں میں اپنے مذہبی اور قومی سرپرستوں اور راہ نماؤں اور مشہور کارکنوں کی یادگار قائم کرنے کا ایک عام معمول و دستور ہے جس سے ان کی زندگی کے حالات اور قومی کارنامے اور اہم پروگرام یا طریق کار کو پھر سے افراد قوم و ملت کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اور کوئی ہمدرد ملت اور قوم اس کے مفید اور اہم ہونے سے انکار نہیں کرتا۔ جیسا کہ آپ آئے دن اس کا مظاہرہ دیکھا ہی کرتے ہیں تو انبیاء اولیاء کرام جو اللہ تعالیٰ کے وہ برگزیدہ بندے ہیں جن کو خود قدرت نے مخلوق کا ہادی اور راہ نما اور ہدایت و اصلاح کا ذمہ دار بنایا ہے جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ ان کی یادگار کا اس لئے قائم کرنا کہ ان کی مقدس تعلیم اور ہدایت اور زندگی سیرت و حالات اور قبولیت و بزرگی کو افراد ملت و قوم کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ ملت و قوم کے افراد میں صحیح اعتقاد و عمل اور پاکیزہ سیرت و کردار کی روح پیدا ہو اور کارآمد قوتیں راہ راست کی طرف ترقی کرتی ہوئی گامزن ہوں اور غلط اعتقاد اور ناپاک اخلاق و عادات کے مہلک جراثیم معلوم ہو کر ان کا قلع قمع کیا جاسکے۔ بتائیے اس میں قباحت ہی کیا ہے اور اس کی ضرورت و اہمیت سے کیوں کر انکار کیا جاسکتا ہے پس میلاد شریف و عرس وغیرہ میں انبیاء اولیاء بزرگان دین و ملت کسی پاکیزہ سیرت و

کردار اور اسوۂ حسنہ اور ہدایت و نمائندگی کا بیان ہوتا ہے اور دل و دماغ اعتقاد و ذہنیت کو سیدھا راستہ جاتا ہے اور صحیح راست کی طرف دعوت دی جاتی ہے اور کتاب و سنت خود اس قسم کے لاتعداد نمونے اور اصول ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں جیسا کہ خود کتاب و سنت میں انبیاء اولیاء کے ذکر اور حالات و بزرگیوں کو بیان فرمایا گیا ہے۔ (تحقیق خیر صفحہ ۹) یہی مؤلف حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ آگے تحریر کرتے ہیں۔ ایسے خیر و خیرات کے کاموں سے مقصود محبوبان خدا صالحین انبیاء اولیاء کرام کا ذکر و یاد کا ایک سلسلہ قائم اور جاری ہونا ہے سو یہ کوئی خلاف شرع امر ہرگز نہیں کہ اس سے روکا جاوے خود کتاب و سنت اس کے نظائر اور مثالوں سے بھرپور ہیں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور سر ایا نور محمد رسول ﷺ تک تمام انبیاء علیہم السلام کے طرح طرح سے ذکر و یاد کا سنت خدا اور رسول سے کسی کثرت سے ثبوت ملتا ہے ان کی پیدائش کا ذکر ہے جو انبیاء علیہم السلام کے میلاد شریف کی اصل ہے ان کی سیرت و عادات و اخلاق معجزات کمالات و فضائل بزرگیوں اقتدار اور تصوف مقبولیت اور محبوبیت اور حضور الہی میں وجیہ ہونے کا ذکر و بیان ہے جو نعت شریف کی اصل و سند ہے اور ایسی مبارک محفل کا ایک رکن ہے یونہی اولیاء کرام کا مقدس ذکر اور ان کی کرامات و بزرگیوں کو بیان فرما کر ان پر اپنے خالص فضل و کرم ہونے کا ارشاد فرمایا دیکھئے عام مومنین سے خاص اور اخص اور اولیاء مقربین آئمہ دین و ہدایت اہل علم و عرفان پھر اصحاب کرام پھر خلفاء راشدین پھر اہلبیت اطہار پھر انبیاء کرام پھر برگزیدہ رسولوں اور اولوالعزم پیغمبروں کا اور سب سے افضل و اشرف بلند و بالا و اعلیٰ بہترین خلائق حضرت محبوب خدا محمد مصطفیٰ ﷺ کا ذکر شریف اور محبوبیت مقبولیت کا ذکر شریف کتاب و

سنت میں وحی جلی و خفی نے بیان فرمایا ہے اور اس کلام وحی نظام کو جس میں یہ کچھ بیان
 ہوا ذکر حکیم، حکمت، شفا نور ہدایت بیان للناس موعظت، رحمت، نصیحت، احسن القصص
 قصص حق ذکر مبارک ہدی للعالمین ہدی للمتقین برہان مبین ہادی حق، صراط مستقیم، راہ
 خدا، دین قیم، ملت حنیف، دین اسلام، احسن الحدیث وغیرہا سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ اب
 واضح ہو جاتا ہے کہ ان امور سے روکنا اور ان کو بدعت سے لے کر شرک و کفر تک
 بتانے والے لوگ کیا ہیں اور ان کا مدعا کیا ہے ذرا ان صاحبوں سے دو باتیں پوچھی
 جائیں۔ (۱) اللہ کے محبوب انبیاء و رسل کی ولادت زندگی فضیلت، قبولیت محبوبیت و
 تصرف و معجزات و وجاہت کا ذکر و بیان جو کہ ایسی محفلوں میں ہوا کرتا ہے آیا یہ کتاب و
 سنت میں بھی ہے یا نہ یقیناً نہیں کہہ سکتے کہ نہیں بلکہ مجبوراً کہیں گے کہ ضرور ہے تو تم
 اس کو بدعت شرک کفر کہہ کر اور اس سے منع کر کے کیا ہوئے۔ (۲) کیا اولیاء اللہ کا ذکر
 و بیان و فضیلت و کرامات اور قبولیت کا ذکر کتاب و سنت میں ہے یا نہ مثلاً اصحاب
 کھف کا ذکر اور ان کی خاطر طلوع و غروب میں سورج کا ان سے کترا کر گزر جانا مذکور
 ہے یا نہ اور یہ ان کی بارگاہ الہی میں کرامت ہے یا نہ اور ان کا تین سو برس سے زائد تک
 سوکراٹھنا وغیرہ یہ ان پر خدا کا فضل و کرم ہے یا نہ اگر ہے اور ضرور ہے تو تم ایسے بیان
 ذکر کی محفل کو بدعت شرک کفر کہہ کیا ہوئے دین والے یا بے دین ہدایت والے یا
 گمراہ۔ (تحقیق خیر صفحہ ۲۵)

حکیم ملت محدث ہزاروی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں پر جو خوان نعمت
 نازل ہونے کی دعا کو نقل کر کے تفسیر ابن عباس کا حوالہ دیا کہ وہ دن جو خوان نعمت
 نازل ہوا تھا وہ اتوار کا دن تھا اس کے بعد وہ فائدہ نکال کر لکھتے ہیں ”اس سے صاف

معلوم ہوا کہ جس دن میں اللہ تعالیٰ کی کوئی خاص نعمت کسی مخلوق پر ہو وہ ایک قسم کی عید کا دن ہو جاتا ہے اور تخصیص سے اگلوں پچھلوں کے لئے وہ عید کہلاتا ہے تو جب ایک خوان نعمت کے نازل ہونے ملنے کا دن عید مائدہ ہو سکتا ہے تو دعائے خلیل اور نوید مسیحا اور امن و پناہ جہان باعث ایجاد و بقاء عالم حبیب خدا نور مجسم رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین ہادی کل محبوب خدا ﷺ کے تشریف لانے کا دن اور سب سے بہترین نعمت الہی ملنے کا دن عید میلاد کیوں نہیں ہو سکتا بلکہ یہ تو تمام عیدوں سے بہترین عید اور سب خوشیوں سے بڑی خوشی کا دن ہے۔ (تحقیق خیر صفحہ ۴۱) اس کتاب کے آخر میں آخری عرض کے تحت لکھتے ہیں برادران اسلام ٹھنڈے دل سے غور کرو مسلمانوں میں کوئی بھی انبیاء اولیاء بزرگان دین کو نہ معبود جانتا ہے نہ ان کی ذات و صفات کو اللہ تعالیٰ معبود برحق کی طرح اعتقاد کرتا ہے نہ ان کی عبادت کرتا ہے بلکہ ہر کوئی جانتا ہے کہ یہ شرک ہے جب سید الانبیاء علیہ السلام کی نسبت کسی کا یہ اعتقاد نہیں تو دیگر انبیاء اولیاء کے متعلق یہ کب ممکن ہے۔ (تحقیق خیر صفحہ ۹۰)

حفظ دین و ایمان

دین اور ایمان کی حفاظت کے لئے حکیم ملت فقیہ و مفتی اسلام حضرت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک چھوٹی سی کتاب لکھی ہے جو پچانوے صفحات پر مشتمل ہے اس کتاب میں دین کے لٹیروں کی پہچان کرائی گئی ہے

کہ ان لٹیروں سے اپنے دین و ایمان کو بچانا چاہئے آپ نے پنجابی میں ان دشمنان دین کے متعلق کچھ اشعار تحریر فرمائے ہیں اور پھر خود ہی ان اشعار کی تشریح کی ہے۔ کتاب کے ابتداء میں بسم اللہ شریف کے بعد کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ مرقوم ہے اس کے بعد مندرجہ ذیل اشعار اور تشریح درج ہے۔

کہ بسم اللہ تے کلمہ نماز پڑھیے او بول من نبی جنت جہاز چڑھیے
من یطع رسول تے دل لاونا! کدے رب تے رسول دانہ راہ بھلاونا
بچو خارجیاں توں خیری گھر جاؤنا

تشریح

(۱) الف اللہ با محبوب خدا محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات پاک کا اشارہ ہے کلام خدا کی ابتداء باء سے ہوئی کہ مرتبہ میں الف کے بعد اور ماننے میں اول کہ وہی واسطہ وسیلہ ہے دین و ایمان میں۔

(۲) کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بنیاد دین و ایمان ہے جس کے پڑھانے والے سارے جہان کے معلم محمد رسول اللہ ہیں مطلب یہ کہ معبود خدا تمام جہان کا وہ اکیلا خدا ہے جس کے آخری رسول محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اُس کی ذات و صفات اور احکام ماننے کا طریقہ انہوں نے ہی سکھایا ہے۔

(۳) نماز اللہ کے نائب اعظم ہادی عالم محمد رسول اللہ کی ہدایت میں نجات گانہ نماز ہر بالغ طہارت والے مسلمان پر فرض ہے یوں ہی روزہ حج و زکوٰۃ بھی انہی کی ہدایت و تعلیم کے مطابق فرض ہے۔

(۴) پہلے پارہ کے ۱۳ رکوع کی پہلی آیت اور پارہ ۱۰ توبہ کی ۶۶، ۷۴ آیت پارہ ۲۶ حجرات کی دوسری آیت سے ثابت ہے کہ نبی کی بے ادبی کفر ہے جس سے دین و ایمان تباہ ہو جاتا ہے اور پارہ ۹ انفال کی ۲۳ پارہ ۲۶ فتح کی نویں آیت سے تعظیم رسول کا قطعی حکم ہے اور یہ دین کی اصل و بنیاد ہے۔

(۵) پارہ پانچ نساء کی اسی آیت میں ہے جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا پس خدا کی اطاعت کی اصل رسول کی اطاعت ہے اور ان کی اطاعت میں ہی خدا کی اطاعت ہے۔

(۶) یعنی اللہ و رسول کی اطاعت پر ہمیشہ قائم اور مضبوط رہنا کتاب و سنت میں اس کی اشد تاکید ہے ازاں جملہ پ ۵ النساء کی آیت ۶۹ پڑھو بس انبیاء صدیقین، شہداء صالحین کے ساتھ رہنے میں ہدایت و نجات و کامیابی ہے اسے تو لا کہتے ہیں۔

(۷) دین اسلام اور اہل اسلام کے مخالف دو قسم کے ہیں ایک بیرونی جسے غیر مسلم دوسرے اندرونی جو دین اسلام میں بظاہر مسلمانوں میں سے کہہ کر اسلام اور مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرنے کو انبیاء اولیاء کے متعلق اعتقاد و اعمال میں ادب و محبت والے مسلمانوں سے اختلاف رکھتے ہیں چنانچہ پ ا کے دوسرے رکوع اور سورۃ توبہ و منافقوں میں اور بے شمار جگہ قرآن کریم میں ان لوگوں کا ذکر ہے پ ۱۰ توبہ رکوع ۱۲ میں ہے و یحلفون باللہ انہم لَمِنْ کُمْ و ما ہم منکم و لکن ہم قوم یفرقون O

ترجمہ: اور وہ قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تم میں سے ہیں اور وہ تم میں سے نہیں۔

چنانچہ پ ۱۲۷۶ ومن يتولهم منكم فانه منهم یعنی بیرونی و اندرونی دشمنان اسلام سے میل ملاپ آخر تمہیں بھی انہی جیسا کر دے گا لہذا اس سے بچو بہت سی آیات میں دین و ایمان کے ان اندرونی اور بیرونی دشمنوں سے بچنے کی بابت ارشاد ہے مثلاً پ ۲۸ منافقوں میں ہے ہم العدو فاحذرهم وہ دشمن ہیں ان سے بچتے رہو۔ پ ۷ انعام میں ہے واما ينسینک الشیطان فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین O اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھے۔ مسلم شریف کی حدیث میں ایسے لوگوں کو دجال اور کذاب فرمایا گیا ہے اور ان سے دور رہنے ان کو اپنے سے دور رکھنے کا عام ارشاد فرمایا یا کم وایاہم لایضلونکم ولا یفتنونکم ان سے دور رہو اور انہیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں بہکا نہ دیں تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں پس اپنے دین و ایمان کے ظاہری باطنی بیرونی اندرونی دشمنوں سے بچنے کی کتاب و سنت میں زبردست تاکید ہے اور یہ اس امت پر کمال احسان ہے کہ دین و ایمان کے بیرونی یا اندرونی بدخواہوں سے رابطہ میل میل پیا ان سے تعاون ملت و قوم کی تباہی کا موجب ہے اور ان سے اجتناب میں ملت و ملک و قوم کی سلامتی و تقویت ہے۔ (حفظ دین و ایمان صفحہ ۵) کتاب کی ابتداء میں جو اشعار اور تشریح حکیم ملت نے فرمائی کہ مسلمانوں کے دو قسم

دشمن ہیں ایک بیرونی جو بظاہر دشمن کافر ہیں اور ایک قسم اندرونی ہے کہ لوگ ان کو بظاہر مسلمان سمجھتے ہیں اور ان سے میل ملاپ بھی کرتے ہیں حالانکہ وہ ان کے پکے دشمن ہیں قرآن مقدس اور احادیث نبویہ میں اس قسم کے لوگوں سے بچنے کی خاص تاکید فرمائی ہے کہ ایسے لوگوں سے بچتے رہنا کہ وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں مؤلف کتاب نے مزید وضاحت کی کہ یہ لوگ دین و ایمان کے ڈاکو ہیں اور یہ لوگ پکے منافق ہیں۔

ڈاکو دین ایمان دے عام ہوئے وچ نفاق آئے کفروں ناکام ہوئے
وما هو بموئین نہ بھلاؤنا

تشریح: (۱) مال کے لٹیرے بھی خطرناک ہیں مگر ان کا ضرر مال و جان تک ہے

بندہ مومن کا دین و ایمان مال و دولت سے بڑھ کر پیارا سرمایہ ہے اس کے لٹیرے زیادہ خطرناک ہیں اور ان کا خیر و مال و جان سے بڑھ کر آدمی کے دین و ایمان تک سب تباہ کر دینے کا موجب ہے لہذا دین و ایمان کے لٹیروں سے حفاظت اور بھی زیادہ ضروری ہے کہ مال کے ڈاکورات یا غفلت یا بے خبری کے موقع پر نقصان پہنچاتے ہیں مگر یہ تو دن دہاڑے سامنے سمٹ شاہد بن کر بھلائی دوست ہمدرد بن کر سب کچھ صاف کر جاتے ہیں چنانچہ حضور ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان آدمی کا بھیڑیا ہے جسے بکریوں کا بھیڑیا ہوتا ہے پکڑتا ہے اسی بکری کو جو اپنے گل سے علیحدہ رہنے والی ہو دور نکل جانے والی ہو ایسے ہی لوگوں کے دخل سے آج مسلمانوں کی روحانیت کمزور ہو کر ملی سیاسی طاقتیں بھی کمزور ہو گئیں اور غیر مسلموں پر سے رعب اٹھ

گیا۔ (۲) بدر وغیرہ کے معرکوں میں بھی ایمان کے ان دشمنوں نے کفر کے رنگ میں مقابلہ کر کے منہ کی کھائی اور ناکام ہوئے تو پھر کفر کا ایک ففتھ کالم بنایا اور مسلمانوں کے معتمد و معتبر قسم کے لوگوں کا رنگ لے کر عالم صوفی مجاہد بن کر دین و ایمان کی بنیادیں کھوکھلی کرنے میں مصروف ہو گئے اصل دشمن دین کا شیطان ہے پھر انسانوں میں سے جو اس کے مطیع و ہم مشرب ہیں پ ۱۳ فاطر ع ۱۳ میں ہے ان الشیطان لکم عدو فاتخذوه عدواً بے شک تمہارا دشمن شیطان ہے تم بھی اسے دشمن سمجھو پ ۲۸ منافقون میں ہے ہم العدو فاحذرہم وہ دشمن ہیں پس ان سے بچتے رہو۔ (۳) پ البقرہ کے دوسرے رکوع میں ان لوگوں کے حق ارشاد ربانی ہے کہ نہ ان میں ایمان ہے نہ شعور نہ وہ اصلاح کرنے والے ہیں نہ عقل مند ہیں بلکہ فساد ہی بے وقوف ہیں۔

لا کے جال تو حیدوا پھساوندے نے الٹ آیتاں حدیثاں سناوندے نے

آیت کافراں دی مومناں تے تھپ جاؤنا

تشریح:

(۱) دین و ایمان کے ان اندرونی دشمنوں کی ایک عام فہم نشانی یہ ہے کہ تو حید اور شرک بیان کرنے کا موضوع ان کا بنیادی کام ہے اس کی آڑ لیتے ہیں اس لئے کہ تو حید کی ضرورت اور شرک کی برائی سے کوئی انکار نہیں کر سکتا لہذا اس بہانے سے سننے لگیں گے تو اسی کے ضمن میں ان کو قابو کر کے دین و ایمان سے منحرف و محروم کر دیں گے تو اس جال میں پھنس کر آدمی ایسا بے دماغ بن جاتا ہے کہ نہیں خیال کرتا کہ اگر اللہ

تعالیٰ کی توحید ایسے بے ادب بے محبت لوگ بیان کر سکتے تو پیغمبروں کو بھیجنے کی کوئی خاص ضرورت نہ ہوتی قرآن پاک انہی پر اترا ہوتا اور یہی اس کو بیان کر لیتے حالانکہ یہ شان صرف اسی ذات پاک کی ہے جس پر یہ اترا چنانچہ فرمایا اللہ اعلم حیث يجعل رسالہ اور پ ۱۲ ع ۱۴ سورہ نحل کی آیت ۲۲، ۲۳، ۶۴ مریم کی آیت ۹۷ سے ثابت ہے کہ یہ قرآن حضور پر اتارا گیا آپ ہی اسے بیان فرمانے والے ہیں اور آپ کی زبان پاک سے اسے آسان بنایا اور اس سے بشارت دینا ڈر سنانا سب آپ کی خصوصی شان ہے تو پھر توحید و شرک کا بیان بھی انہی کی شان ہینہ کہ ہر دمہ کی۔ اس لئے فرمان ہوا قل هو اللہ احد O اے محبوب آپ اللہ کی توحید کا اعلان فرمادیں اللہ تعالیٰ کے خاص طور سے توحید کے بیان و اعلان کے لئے صرف اپنے نبی کریم کو حکم فرمانے سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ یہ کام ہر کسی کا نہیں پھر توحید کا مقابلہ و ضد شرک ہے وہ بھی پیغمبر ہی بیان فرما سکتے ہیں نہ کہ ہر کوئی یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں نے اس منصب نبوت کے متعلق کام کو کسی فاسد غرض سے خود کیا تو وہ اپنی خیالی اور خود ساختہ توحید سے آپ ہی محروم ٹھہرے اور جو شرک تیار کیا وہ خود ان پر صادق آیا شرک کا جو خیال انہوں نے عام مسلمانوں کو انبیاء اولیاء سے متنفر اور بے زار کرنے کو لگایا اس میں خیر سے آپ ہی آگئے حالانکہ توحید وہ ہے جسے کلمہ طیبہ نے ثابت کیا ہے کہ معبود برحق صرف اللہ تعالیٰ ہے جس کے سچے اور آخری رسول محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اس کی ذات اور صفات میں کوئی شریک نہیں۔ شرک وہ ہے جسے کلمہ طیبہ نے رد اور باطل ٹھہرایا اور وہ اللہ کی ذات و صفات جیسا بعینہ کسی کو ماننا ہے یعنی اس کی عبادت کرنا مستحق عبادت ماننا ہے۔

(۳) اسلام اور مسلمانوں کے اندرونی دشمنوں کی دوسری خاص نشانی اور عادت یہ ہے چونکہ دین و ایمان کی بنیاد کتاب و سنت پر ہے اس لئے وہ کتاب و سنت میں ہیر پھیر کر کے جو مضمون و حکم کفار مشرکین کے حق میں ہو اسے الٹ کر اور بدلا کر مسلمانوں پر چسپاں کر لیتے ہیں اور تبوں کا مضمون و حکم بدل کر انبیاء و اولیاء پر لگانے میں بڑے دلیر اور ماہر ہوتے ہیں یہ ان کی پرانی نشانی ہے جس سے بخوبی پہچانے جاسکتے ہیں چنانچہ صحیح بخاری باب قتل خوارج میں حضرت عبداللہ بن عمر کی شہادت ہے کہ جو آیات کفار کے حق میں نازل ہوئیں یہ لوگ ان کو مومن مسلمانوں پر لگاتے ہیں بخاری میں ہے یراھم شرار خلق اللہ حضرت عبداللہ بن عمر صحابی اُن لوگوں کو بدترین خلق جانتے تھے یہ ان کی خاص علامت ہے آج کل بھی کتاب و سنت میں تحریف کرنے والے ایسا ہی کرتے ہیں۔ (حفظ دین و ایمان صفحہ ۹) مزید حکیم ملت فرماتے ہیں۔

ملا صوفی بن دینوں تلکا ونا اتے اپنے وڈیریا ندے گیت گاؤنا
 رب دے پیارے یاں تو خار کھاونا کدے رب تے رسول دانہ راہ بھلانا
 بچو خار جیاں تو خیری گھر جاونا

تشریح: اس مقالہ کا حاصل یہ ہے کہ دین و ایمان کے دشمن ابلیس لعین نے دیکھا کہ عوام کو دین ایمان پر مضبوط رکھنے والے دو قسم کے لوگ ہیں علمائے دین حق و فقراء عارفین جو مجسمہ ادب عشق حق ہوتے ہیں اس نے انسانوں سے کچھ اپنے خاص کر کے ان دونوں قسم کے لوگوں کے نقال تیار کر کے عوام المسلمین کے دین ایمان کو خراب کرنے کے لئے ملا صوفی کی شکل میں بہکانے کو چھوڑ رکھے ہیں تاکہ لوگ عالم

یا فقیر بزرگ سمجھ کر بھروسہ کریں اور اسی طرح اندر ہی اندر ان کے دین و ایمان کو آیات اور حدیثوں کا غلط اور بناوٹی مطلب پیش کر کے ختم کر کے رکھ دیا جائے انبیاء اولیاء کی تعریف کوئی مسلمان کرے تو اسے بدعتی یا مشرک کافر ٹھہرائیں اور اپنے بڑوں کے قصیدے اور منقبت میں کتابیں اور دفتروں کے دفتر چھاپ کر شائع کریں اور ایسی ایسی ان کی تعریفیں کریں کہ اللہ و رسول سے بھی بڑھادیں۔ معاذ اللہ۔ مگر کوئی مسلمان انبیاء اولیاء میں سے کسی کی تعریف منقبت کرے تو جلنے لگیں اپنی باطل خواہشات و ظن سے جائز و ناجائز اور حلال حرام بنالینے میں نہایت دلیر اور ماہر ہوتے ہیں۔ (حفظ دین و ایمان صفحہ ۶۵)

آگے تحریر فرماتے ہیں ”معلوم ہوا کہ محکمہ کفر کا یہ خفیہ گروہ مسلمانوں میں شریعت و طریقت تبلیغ و جہاد وغیرہ خدمت اسلام کی دستاویزیں سندیں قسمیں اپنے اوپر اعتبار پیدا کرنے کو پیش کر کے اپنا کام کرتا رہتا ہے لیکن ضد و تعصب سے بالاتر رہ کر دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ دین ایمان کا اندرونی دشمن گروہ ہے یقیناً اس گروہ کے ارادے ادب و عشق ایمان و دین کی بیخ کنی کے ہیں اور ضرور یہ مسلمانوں کے اور دین اسلام کے دشمن ہیں ناحق تفرقہ جھگڑا تنازعہ فساد ہرگز نہ چاہئے مگر ان سے اپنے دین ایمان کو بچاؤ اور ملت و ملک کی حفاظت کرو کہ ذہنی و اعتقادی فساد ہی ملت و ملک اور قوم کے اتحاد و تنظیم اور قوت میں فساد کا موجب ہے اور یہ گروہ یہی چاہتا ہے بلکہ یہ کہنا بجا ہے کہ یہی گروہ عالمی امن و خوشحالی کا بنیادی بدخواہ ہے۔“ (حفظ دین و ایمان صفحہ ۶۸) کتاب کے آخر میں تحریر کرتے ہیں کہ لہذا بعض صاحب غرض لوگوں نے ان امور کو بھی شرک ٹھہرانے کی عادت کر لی ہے جو دینیات میں سے ہیں یہ دیکھ کر ایک

سیدھا سادھا مسلمان اسلام ہی سے متردد ہو جاتا ہے کہ بڑا مشکل ہے کہ کوئی حرکت ہوئی نہیں کہ شرک سر آیا کوئی بات منہ سے نکلی نہیں کہ شرک پلے پڑا اور یہ دیکھ کر اس کی حیرت اور بڑھ جاتی ہے کہ آخر شرک کا کوئی جامع مانع اصول تو ہونا چاہئے جس سے شرک توحید کی پہچان ہو سکے اور اگر ابھی تک یہ اصول ہی نہیں جس چیز کو چاہا شرک کہہ دیا یہ بلا آج کل بہت عام ہو رہی ہے۔ پس ہمیشہ یاد رہے کہ شرک اور توحید کی جامع مانع اور مستند تعریف یہ ہے۔

شرک: وہ ہے جسے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نے رد فرمایا یعنی غیر اللہ میں الوہیت کا اعتقاد توحید وہ جسے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نے ثابت فرمایا یعنی یہ اعتقادہ معبود برحق اللہ ہی ہے دوسرا نہیں پس بعینہ ذات و صفات الہیہ کا اعتقاد غیر کے لئے کرنا شرک ہے اور بعینہ ذات و صفات الہیہ کا اعتقاد غیر اللہ کے لئے نہ کرنا بلکہ اللہ گواہ میں لا شریک ماننا توحید (حفظ دین و ایمان ۹۵)

الدولة القادرية في حل ذبائح الاسلاميه

کتاب کے سرورق پر یہ دو آیات کریمہ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وكونوا مع الصادقین اور کلو مما ذکر اسم اللہ علیہ ان کنتم مومنین ۰ مرقوم ہیں اور پھر یہ بھی تحریر ہے سرورق پر کہ دینی دنیاوی مقاصد میں بنام خدا مسلمان کے ذبیحہ کے حلال ہونے اور اس پر اعتراضات کا مدلل جواب کتاب

مستطاب حجت شرعیہ الدولۃ القادریہ فی حل ذبائح الاسلامیہ۔ یہ کتاب بھی چھپانویں صفحات پر مشتمل ہے اس کتاب میں حکیم ملت فقیہ و مفتی اسلام پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کی وضاحت کی ہے کہ اگر ایک مسلمان کسی بزرگ کے ایصالِ ثواب کے لئے کوئی جانور ذبح کرے اور ذبح کرنے والا مسلمان ہو ذبیحہ حرام جانور نہ ہو اس پر بسم اللہ اللہ اکبر کہے اور گردن سے ذبح نہ کرے بلکہ گلے سے ذبح کرے اور چری یا دار پر ذبح کرے وہ جانور خواہ کسی بزرگ کے لئے ذبح کیا ہو یا اپنے رشتہ داروں کے لئے ذبح کیا ہو یا مہمانوں کے لئے یا گوشت فروخت کرنے کے لئے جیسے قصاب لوگ ہیں تو یہ جانور حلال ہے اور ذبیحہ نہ حرام نہ مردار ہوگا اس وقت بلادِ اسلامیہ میں ایسے لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ یہ ذبیحہ حرام یا مردار ہیں اور ذبح کرنے والا مشرک ہے اور یہ فعل حرام ہے۔ ہمارے مرشد برحق سے کسی نے اس مسئلہ کے متعلق شرعی حکم دریافت کیا تو آپ نے کافی شافی جواب مدلل بکتاب و سنت و اجماع امت و قیاس سے لکھ کر کتاب بنام الدولۃ القادریہ فی ذبائح الاسلامیہ کے نام سے مرتب کیا وہ سوال مندرجہ ذیل ہے۔

سوال: کچھ لوگ علم و تصوف کی نسبت کے تحت بعض اہم بنیادی مسائل دیدیہ میں بسلف صالحین کے خلاف ایک نئی چیز پیدا کرنا چاہتے ہیں جس سے ملت و قوم میں ذہنی و اعتقادی تفرقہ پڑ رہا ہے مثلاً عوامِ اسلامی میں معمول ہے کہ انبیاء اولیاء کے ایصالِ ثواب کے سلسلہ میں جو جانور بنام خدا ذبح کر کے کھلائے یا تقسیم کئے جاتے ہیں اور اس کا ثواب انہیں پہنچانے کا اہتمام کیا جاتا ہے اب کچھ لوگ دعویٰ مذہب علم و تصوف

کے باوجود اسے بدعت، کفر، شرک و ارتداد تک بتلاتے ہیں اور ایسا کرنے والے اہل اسلام کو بدعتی، کافر، مشرک اور مرتد ٹھہراتے ہیں بلکہ ان کی عورت کا نکاح دوسرے سے کرنا لازم کہتے ہیں۔ اور اس میں نہ وہ مسلمان کے ذبح کرنے کا کچھ لحاظ رکھتے ہیں نہ وقت ذبح کا نہ بسم اللہ۔ اللہ اکبر کا غیر اللہ کے نامزد ہو جانے سے ہی اس کا حرام ہو جانا بتلاتے ہیں اور ما اھل بہ لغیر اللہ کے معنی بھی ابھی بدل کر تیرہ صدی بعد غیر اللہ کے نامزد کرنا بنا لئے جاتے ہیں جو تمام تفاسیر معتبرہ کے خلاف ہے اور اس تحریف کو چلانے کے لئے مسلمان کے قصد و ارادہ و نیت و عقیدہ کو خود اس اقرار و اظہار کے برخلاف گھڑ کر بتلایا جاتا ہے دریافت طلب ہے کہ مذہبی انتساب و اظہار کے باوجود ایسا کیوں کیا جاتا ہے اور نفس مسئلہ پر بقدر کفایت روشنی ڈال کر آگاہ فرمایا جائے تاکہ اعتقاد عمل کی درستی اور تفرقہ انتشار سے نجات کا موجب ہو۔ اس کا جواب حکیم ملت نے یوں دیا ہے جن کے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

الجواب بعون اللہ الملک الوہاب الملہم للصدق

والصواب۔ واقعی کچھ لوگ حنفی سنی بن کر علم و تصوف سے نسبت ظاہر کر کے دین اسلام کے بعض بنیادی عقائد و مسائل و معمولات میں مسلمانوں میں تفرقہ و انتشار کا باعث بنے ہوئے ہیں جس سے ملت اسلامیہ کے اتحاد و اتفاق اور جمعیت و تنظیم کی روح کو مجروح کر کے ملی طاقت و قومی وحدت کو ختم کیا جاتا ہے یہ اسلام کی بدخواہ طاقتوں کا مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کو ایک گہری سازش کا نتیجہ ہے جس سے ہر فرزند اسلام کو خبردار رہنا لازم ہے ارشاد ربانی ہے۔ پ ۴ آل عمران ۱۰۲، ۱۰۳۔ یا ایہا

الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا و انتم مسلمون O
 واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا و اذکروا نعمت اللہ علیکم اذ
 کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصحبتکم بنعمتہ اخوانا ط و کنتم علی
 شفا حضرۃ من النار فانقذکم منها کذالک ین اللہ لکم آیاتہ لعلکم
 تہتدون O اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز نہ
 مرنا مگر مسلمان اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو سب مل کر آپس میں پھٹ نہ جانا اور اللہ کا
 احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم میں بیر تھا اس نے تمہارے دلوں میں ملاپ کر دیا تو
 اس کے فضل سے تم آپس میں بھائی بھائی ہو گئے اور تم غار دوزخ کے کنارے پر تھے تو
 اس نے تمہیں اس سے بچا دیا اللہ تم سے یونہی اپنی آیاتیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں تم
 ہدایت پاؤ۔

(۱) یعنی اللہ کا تقویٰ حتی المقدور رکھو تقویٰ کا خلاصہ یہ کہ بندہ کا ظاہر و باطن اللہ و
 رسول کی منشاء کے مطابق ہونا۔ حق کو صحیح سمجھ کر پورا اختیار کرنا اور باطل کو صحیح
 پہچان کر بالکل ترک کر دینا۔

(۲) اہل ایمان کا فرض ہے کہ اعتقادی عملی طور پر پورا پورا اسلام اختیار کرے اور
 صحیح اسلام کے مطابق اعتقاد عمل پر اس کا خاتمہ ہو لہذا خاتمہ دین اسلام
 صراط مستقیم پر ہونے کا اعتبار ہے اور یہی مقصود ہے۔

(۳) حبل اللہ اللہ کی رسی صراط مستقیم حضور سراپا نور اور آپ کی کتاب و سنت و آل
 رسول اہل حق و صداقت ادب و عشق حق والوں کا طریق مذہب اسلام

محبوب خدا کا اسوہ حسنہ اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اعتقاد یعنی جمیع ضروریات دین و مقتضیات ایمان پر استقامت ہے۔

(۴) جمیعاً سے اصلاح اعتقاد و عمل میں اتحاد و تنظیم کی اہمیت بتلائی گئی ہے۔

(۵) ولا تفرقوا میں اعتقادی و عملی اصلاح میں انفرادی و اجتماعی اتحاد ملی کو لازم

فرما دیا گیا ہے یعنی دین اسلام تمہیں کتاب و سنت کے مجموعہ کے زیر ہدایت اندرونی و بیرونی اقتدائی عملی طریقہ پر متحد و منظم رہنے کی اشد تاکید کرتا ہے لہذا ہر وہ طاقت، علم و عمل جو تمہاری اس ظاہری و باطنی وحدت ملی کو درہم برہم کرنے کا موجب بنے یا در کھو وہ باطل ہے اور حق و ہدایت کا مقابلہ ہے اور ابلیس لعین کا حربہ و ہتھیار ہے جو تم پر کسی طرح اثر انداز نہ ہو ورنہ دین ایمان ہدایت سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔

(۶) واذکروا نعمت اللہ علیکم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اس سب سے

بڑے احسان سب سے عظیم نعمت کو یاد کرنے پر توجہ دلائی جس سے اہل دین

و ایمان تاریکی کفر و جہالت سے نکل کر نور اسلام سے مشرف ہوئے وہ نعمت

ذات پاک سرور کائنات رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہے۔

جدی دشمن جو تھے بھائی بھائی بنے

حق تعالیٰ کی نعمت پہ لاکھوں سلام

پس نعمت الہی کا ذکر و رابطہ ہمیشہ قائم رہے اور جو امور و معمولات اس ذکر و رابطہ کے

قائم رکھنے کا موجب ہوں سب شرعاً مندوب و محمود و جائز ہیں بلکہ مقصود للمقصود ہیں۔

(۷) بین قلوبکم سے معلوم ہوا کہ اہل ایمان کے خالق و مالک و معبود کے حبیب اولیٰ بالمومنین من انفسہم آقا و مولیٰ ﷺ کے واسطے سے دلوں میں دینی ایمانی الفت و محبت پیدا ہوتی ہے۔

(۸) افراد امت مسلمہ باہم دینی ایمانی بھائی ہیں اور حضور سب کے آقا و مولا والی۔ آپ کی نسبت والی پاک بیبیاں مومنوں کی مائیں ہیں۔

(۹) اللہ نے حضور رحمۃ للعالمین ہادی عالم ﷺ کے صدقہ غار دوزخ سے بچا کر گلزار جنت کا مستحق بنایا اور حضور وسیلۃ للعالمین کا رابطہ و علاقہ ادب و عشق تو دین و ایمان کی جان ہے اگر کوئی جماعت کوئی علم کوئی عمل کوئی رشتہ آپ کے ادب و عشق کے رابطہ کو قطع کرنے کا موجب ہو تو بس جان لیس وہ دین و ایمان کے منافی ہے اور مسلمانوں میں پھوٹ تفرقہ و انتشار اور ان کی بنیادی تباہی و بربادی کا خطرناک منصوبہ ہے کسی دعویٰ علم و عمل اور نسبت و نمائش اسلامی کا اصلاً دھوکہ نہ کھایا جائے۔

(۱۰) محبوبان حق کے واسطے سے جو رشد و ہدایت و نعمت برکت میسر آئے وہ نسبت و علاقہ ناقابل فراموش ہے کہ منجملہ آیات و عنایات الہیہ کے ہے جن کی یادداشت موجب رشد و ہدایت ہے پس کسی غیر فرقہ یا فرد سے سوال جواب مخاصمت اور تنازعہ کی بجائے اپنے دین و ایمان کی نگہداشت و حفاظت پر مستحکم رہنا لازم ہے اور بس۔

یہ تو دین و ایمان کی بنیادوں میں تغیر تبدیل کرنے والے لوگوں کے دعویٰ اور سرگرمیوں کے استفسار کا جواب تھا اب اصل مسئلہ کا جواب اور دینی مسائل و دلائل ملاحظہ فرمائیں

کچھ صاحب غرض دینی تعلیم و معلومات و نسبت محض اس لئے حاصل کرتے ہیں کہ دینی اصولوں میں تغیر و تبدل بخوبی کر سکیں چنانچہ دین اسلام میں ہر تفرقہ و رخنہ ایسے ہی لوگوں کی کارکردگی کا نتیجہ رہا ہے لہذا ان سے ہوشیار رہنا لازم ہے اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت فرمادے۔ آمین۔

حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اس تمہید کے بعد اصل مسئلہ و ما اہل بہ لغیر اللہ کی وضاحت فرما کر لکھتے ہیں چنانچہ ما اہل بہ لغیر اللہ کا یہی مفہوم ہادی عالم علیہ السلام کے عہد مبارک سے متواتر تفسیروں میں حضور ہادی عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ پاک سے اب تک آرہا ہے کہ مراد اس سے جانور ہے جس کی ذبح کے وقت خدا کے نام کی تکبیر کے بجائے کسی اور کا نام لے کر اسے ذبح کیا جائے بلاشبہ وہ حرام ہے یہ زمانہ جاہلیت میں کفار کی ذبح کا عام طریقہ تھا بتوں کے نام سے ذبح کرتے تھے مثلاً کہتے بسم اللات یا بسم العزیٰ وغیرہ محرمات میں اسے لا کر زمانہ جاہلیت کے اس طریق ذبح کو ما اہل بہ لغیر اللہ اور ما اہل لغیر اللہ بہ سے بیان فرما کر اس کا حرام ہونا بتلایا گیا۔

مسئلہ (۲): دین اسلام میں جانوروں کے حلال کرنے کو ذبح کا طریقہ یہ ہوا۔
 (۱) جانوران جانوروں سے ہو جن سے حلال کرنے کے قابل شرع نے بتلایا۔ (۲)
 ذبح کرنے والا مسلمان ہو اور ذبح کرنا اسے جائز ہو۔ (۳) اس طرح ذبح کرے جیسا
 اسلام میں ذبح کرنا سکھایا گیا ہے۔ (۴) عین ذبح کرنے کے وقت ذبح کرنے والا
 بسم اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے ایسے ذبیحہ کو ذکر اسم اللہ علیہ کہتے ہیں یعنی وہ جس پر اللہ کا

نام لے کر حلال کیا گیا ہو حلال پاک ہے۔ جاہلیت و کفر میں ذبح کرنے کا معمول وہ تھا کہ بوقت ذبح غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جاتا وہ حرام ہے چاہے کسی نیت سے ہو۔ بین اسلام میں ذبح کرنے کا معمول یہ ہے کہ بوقت ذبح اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جاتا ہے یہ حلال ہے چاہے اپنے کھانے کے لئے ہو یا مہمان کے کھلانے کے لئے ہو یا عام فقراء و مساکین کے کھلانے کے لئے کسی اسلامی تقریب کے سلسلہ میں جیسے قربانی، عقیقہ و عظ، تبلیغ، عرس، میلاد، ختنہ، شادی، منگنی، جہاد یا اولیاء اللہ محبوبان خدا کے ایصالِ ثواب کے سلسلہ میں ہو یا اور دینی و دنیاوی کسی جائز مقصد کے لئے مثلاً فروخت کرنے کے لئے ہو جیسا قصاب و سوداگر کرتے ہیں۔ جانور حلال ذبح کرنے والا مسلمان ذبح کا مجاز ذبح و زکوٰۃ حسب ہدایت اسلام اور وقت ذبح ذابح اللہ کے نام سے ذبح کرے بلاشبہ حلال طیب ہے۔

مسئلہ (۳): ماہل بہ لغیر اللہ کا معنی و مطلب پچھلے زمانے کے لوگوں نے دین اسلام ایمان اور تمام قدیم معتبر تفسیروں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے جو بدلانے کی جرات کی ہے کہ جو غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا اور پھر طرح طرح کے اپنی طرف سے محض باطل بے اصل نیت تقرب و تعظیم غیر اللہ وغیرہ اضافے کئے کہ وہ ہم سے خوش ہوں گے ہماری کارروائی کر دیں گے جیسا اکثر عام جاہلوں کی عادت ہے اسی نیت سے بکرا مرغ وغیرہ مقرر کر دیتے ہیں وہ حرام ہو جاتا ہے اگرچہ ذبح کے وقت جانور پر اللہ کا نام لیا ہو البتہ اگر اس طرح نامزد کرنے کے بعد اس سے توبہ کر لے پھر وہ حلال ہو جاتا ہے اور کہیں لکھا کہ جیسے سور اور مردار ناپاک و حرام ہے ایسا ہی وہ جانور بھی

ناپاک و حرام ہے اور آخر ایصالِ ثواب کے اسلامی دینی معمول کے سلسلہ میں اللہ کے نام سے جانور ذبح کر کے دینے والے کے متعلق خود ساختہ باطل فتویٰ دے دیا کہ ایسا شخص کافر و مرتد ہو گیا اس کی منکوحہ کا نکاح دوسرے سے کیا جائے۔ معاذ اللہ

اہل اسلام پر اس ناجائز حکم و ناحق تشدد کے عوض سخت گیری و مقابلہ یا ان کی تذلیل وغیرہ سے ہمیں نہ غرض نہ اس کی ضرورت و فرصت بلکہ دعا ہے کہ اے مالک حقیقی! ضد سے بچا کر انہیں بھی اگر دین ایمان کا فہم اور اختیار کرنا نصیب ہو تو کیا اچھا ہو کہ دعویٰ دین و ایمان میں ہمارے بھائی ہیں اور دینی بھائیوں کو عاجزانہ گزارش ہے کہ نبائے نزاع ظاہر ہے اب بحث و تنازعہ میں قیمتی وقت ضائع نہ کریں ہاں نفس مقصد شرع کو سمجھ کر عمل کرنے کی ہمت و کوشش کریں۔ و ما اهل به لغير الله کا یہ مطلب کتاب و سنت اور سلف صالحین اور آج تک کے اہل دین و ایمان کے خلاف اور مسلمانوں کے معمولات دینیہ اسلامیہ میں تخریب و تفرقہ پیدا کرنے کو بنا کر پیش کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو تمام قدیم معتبر و مشہور تفسیر و کتب دینیہ کے خلاف ہے اور عقلاً و نقلاً محض باطل ہے اور معیت صادقین جو دین و ایمان کی سلامتی حفاظت تقویت کا سب سے اعلیٰ موجب ہے اور اہم مقاصد شرع مقدس سے اور علی الاطلاق مشروع و مامور بہ ہے اس سے مسلمانوں کو بدظن کرنے اور محروم بنانے کے لئے بلکہ معیت صادقین کا سدباب کر دینے کی فاسد و ناپاک غرض سے باوجود تمام قدیم و مفہوم مسلمانوں کے دین و ایمان میں تخریب و تفرقہ و اختلاف پیدا کرنے کو ایک گہرے منصوبہ کی بناء پر یہ بنایا گیا ہے اور دین اسلام میں ناحق تفرقہ اندازی کے اس گہرے منصوبہ کا بانی ابن تیمیہ کے اتباع سے ابن عبدالوہاب نجدی ہے پھر ابن تیمیہ حرانی و ابن عبدالوہاب نجدی کے

اتباع یعنی پیروی کرنے والے ان کے عقیدہ والے لوگوں نے اس نجدی مذہب کو ہند میں علمی شہرت و تفوق کے پردہ میں ظاہر کیا اس منصوبہ کے پیش نظر کہ جب یہ وسوسہ اہل اسلام میں اثر کر گیا تو پھر معینت صادقین کی اس بڑی نعمت و دولت سے جو اعتقادی و ذہنی و عملی اتحاد و تقویت کا موجب ہے پوری قوم کو محروم و بدظن بنا کر آپس میں ہی الجھا کر تباہ کیا جاسکتا ہے چنانچہ آج یہاں کے مسلمان شب و روز انہی مسائل میں الجھ کر رہ گئے ہیں علمی سلسلہ میں بعض شہرت یافتہ لوگوں کے سائل تصنیفات اور بیانات یہ تخریب دین کا موجب پاتے ہیں تو وہ اس لئے مبہوت و حیران رہ جاتے ہیں کہ ایک طرف ان کی وہ شہرت اور تقدس اور دوسری طرف انہی کی بعض تصانیف و بیانات میں بنیاد اسلام سے متصادم مفروضہ جس نے ابن تیمیہ کے خود ساختہ دین سوز ایمان گمش توہمات سے صورت لے کر ابن عبد الوہاب نجدی کے ہاں گیارہویں صدی ہجری میں جنم پایا اور یہ مذہب خوارج کے بنیادی کارناموں سے ہے اور ان کے ہر عقیدہ و عمل کا مبداء و معاد معینت صادقین سے بہکانے میں منحصر ہے چنانچہ کچھ ذکر فتاویٰ شامی وغیرہ میں ہے اور الدرر السنیہ 'سیف چشتیائی اور مؤرخ بلطرون کے جغرافیہ عمومیہ جلد سوم اور صحیفہ تحقیقات (حکیم ملت) اور شمول الوہابیہ فی سلک النجدیہ وغیرہا میں ان کے بے پناہ مظالم کا ذکر ہے۔ (الدولۃ القادریہ صفحہ ۳۶) آگے تفسیروں کا حوالہ دے کر فرماتے ہیں بیضاوی وغیرہ تفاسیر میں ما اهل به لغير الله کی تفسیر ہے کہ وہ جانور جس کی ذبح کے وقت بت کا نام لیا جائے سو اس زمانے کے مشرکین کی عادت کی بناء پر ہے ولذا لم یفرق فی التفاسیر القدیمۃ اور اس واسطے تمام قدیم تفسیروں میں مفسرین نے یہ تفریق نہیں کی کہ غیر اللہ کے نام سے ذبح

کئے جانے والے جانور میں اس زمانہ میں زمانہ میں مشرکوں کا کفر خالص تھا تقریباً غیر اللہ کی ذبح میں اس غیر اللہ کا نام لیتے تھے بخلاف مسلمان مشرکوں کے کہ خلط کرتے ہیں کفر و اسلام میں تقرب غیر اللہ کا قصد کرتے ہیں اور ذبح خدا کے نام سے کرتے ہیں پہلا صریح کفر ہے اور دوسرا اسلام کی صورت میں کفر ہے آگے اولیاء اللہ کے ایصالِ ثواب کے لئے جس جانور کو خدا کے نام سے ذبح کیا جائے اس کو بتوں کے نام اور تقرب کے لئے ذبح کئے ہوئے جانور کے برابر ٹھہرایا۔ معاذ اللہ

غرض اس سے صاف ثابت ہوا کہ یہ منصوبہ تخریبِ ملت کے لئے چودھویں صدی کی پیداوار ہے اس کی اصل قدیم بزرگانِ دین کی تفسیروں سے ہرگز ثابت نہیں یہ بعد کی ساخت ہے اب یہ فیصلہ ناظرین پر ہے کہ جو مذہب گیارہویں صدی میں پیدا ہوا بدعت ہے یا نہ اور اس کی رو سے گیارہ سو برس تک کے گزشتہ اور قیامت تک کے آئندہ مسلمان جو ایصالِ ثواب، مہمانی، فاتحہ، عرس، میلاد، گیارہویں، ولیمہ، عقیقہ، شادی، ختنہ غیر اللہ یہ فروخت کے سلسلہ میں ذبح کرنا یا کرانا ان سے صادر ہو رہا ہو چاہے اللہ کا نام لے کر رہی ہو وہ سب مشرک کافر ٹھہرتے ہیں۔ (معاذ اللہ) یہ مسلمانوں کے لئے قابلِ تسلیم علم ہے یا نہ اور تمام اہل اسلام کی یوں ناحق تکفیر ان کو مشرک کافر بنانا درست ہے یا نہ۔ (الدولۃ القادریہ صفحہ ۳۸) مزید تحریر کرتے ہیں تفسیر ابن عباس میں ہے ماہل بہ لغیر اللہ یعنی ما ذبح لغیر اسم اللہ عمداً لاصنام۔ جو بغیر اللہ کے نام کے بتوں کے نام سے ذبح کیا گیا تفسیر کبیر میں ہے وکانو یقولون عند الذبح باسم اللات والعزیٰ فحرم اللہ ذالک۔ اہل جاہلیت بوقت ذبح کہتے لات وعزیٰ کے نام سے بسم اللہ۔ اللہ اکبر نہ کہتے تو اسے اللہ نے حرام فرمایا ہے تفسیر خازن میں ہے

ما ذکر علی ذبحہ غیر اسم اللہ و ذالک ان العرب فی الجاہلیۃ کانوا
 یذکرون اسماء اصنامہم عند الذبح محرم اللہ ذالک بہذہ الایۃ و
 بقولہ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ O وما اهل بہ لغیر اللہ سے
 مراد وہ جانور ہے کہ جس کی ذبح کے وقت میں غیر اللہ کا نام لے کر اسے ذبح کیا گیا یہ
 اس لئے کہ عرب جاہلیت میں ذبیحہ (جانور) پر اپنے بتوں کے نام لیا کرتے تھے ذبح
 کرتے وقت تو اسے اللہ نے تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ سے حرام فرمایا۔ تفسیر مدارک
 میں ہے۔ ای ذبح لاصنام ف ذکر علیہ غیر اسم اللہ ای رفع بہ الصوت
 للصنم و ذالک قول الجاہلیۃ باسم الات والعزیٰ یعنی وہ جانور اس سے
 حرام کیا گیا جو بتوں کے لئے ذبح کیا گیا تو اس کی ذبح میں غیر خدا کا نام لیا گیا یعنی وہ
 بت کے نام سے (بجائے تکبیر کے) ذبح ہوا اور یہ جاہلیت کی بات ہے ذبح میں کہتے
 لات کے نام سے یا عزیٰ کے نام سے جیسا اب مسلمان ذبح کے وقت کہتے ہیں خدا
 کے نام سے بسم اللہ اکبر۔ ابن کثیر میں ہے وہو ما ذبح علی غیر اسمہ
 تعالیٰ وہ جانور جو ذبح کیا گیا غیر اللہ کے نام سے بوقت ذبح اللہ کے نام کے بجائے
 کسی اور کے نام سے اسے ذبح کیا گیا۔ تفسیر ابن جریر میں ہے ۲/۲۸ ما اهل بہ لغیر
 اللہ ما ذبح للالهة والاثان یسمی علیہ بغیر اسمہ (یہ کفار کا ذبیحہ ہے) جو
 معبودان باطلہ اور بتوں کی معبودیت والوہیت کے اظہار میں ذبح کیا گیا اس کی ذبح
 کے وقت اللہ کا نام اس پر نہیں لیا گیا غیر کے نام سے ذبح ہوا۔ تفسیر جلالین میں ہے اسی
 آیت کے تحت بان ذبح علی اسم غیرہ یوں کہ اس کی ذبح پر غیر اللہ کا نام بجائے تکبیر
 لیا گیا ہو۔ تفسیر احمدیہ میں اس کی تفسیر ہے معناه ما ذبح بہ لاسم غیر اللہ مثل

اللوات والعزى واسماء الانبياء. معنی اس کے یہ ہیں کہ وہ جانور ما اہل بہ لغیر اللہ سے حرام کیا گیا جس کی ذبح میں غیر اللہ کا نام لیا گیا مثلاً کوئی یوں کہہ کر ذبح کرے باسم اللوات یا باسم العزى یا پیغمبر کے نام بجائے تکبیر بسم اللہ اللہ اکبر کے لے کر ذبح کرے۔ (الدولة القادرية صفحہ ۴۵)

حکیم ملت محدث ہزارویؒ مزید اس مسئلہ کی وضاحت کر کے لکھتے ہیں علامہ امام احمد اپنے وقت کے علم اصول فقہ و تفسیر وغیرہ میں بے مثال پیشوا علماء و تفسیر احمدی و نور الانوار وغیرہ کے مصنف جو مذہب سنی حنفی میں حجت مانی ہوئی اور تمام دینی مدارس میں پڑھائی جانے والی معتبر و مستند کتاب ہے تفسیر احمدی میں ما اہل بہ لغیر اللہ کی تفسیر کرتے ہوئے تیرہ صدی کے علم و تحقیق کا خلاصہ فیصلہ واضح فرماتے ہیں۔ و من ہا هنا علم ان البقرة المنذورة للاولياء كما هو الرسم في زماننا حلال طيب لانه لم يذكر اسم غير الله عليها وقت الذبح و ان كانوا يندرونها له اور اس جگہ (وما اہل بہ غیر اللہ کی تیرہ سو برس کی اعلیٰ تحقیق تفسیر) سے معلوم ہوا کہ گائے (بکرا مرغا وغیرہ کی) جو اولیاء اللہ کے ایصال ثواب کے سلسلہ میں منت نذر کی جاتی ہے جیسا کہ ہمارے زمانے میں رسم (معمول) ہے حلال طیب (پاک) ہے اس لئے کہ ما اہل بہ لغیر اللہ کی خیر القرون سے آج تک کی کمال تحقیق و صحیح تفسیر سے ثابت اور واضح ہو گیا کہ اولیاء اللہ کے ایصال ثواب کے جانور پر بوقت ذبح غیر اللہ کا نام نہیں لیا گیا منت چاہے غیر اللہ کی کریں۔ (الدولة القادرية صفحہ ۴۶) کتاب کے آخر میں لکھتے ہیں متقدمین متاخرین سلف صالحین نے اسے اعتقاداً عملاً معمول اسلامی بنایا ہر زمانے کے اہل اسلام نے اسے روارکھ کر استعمال میں لایا

اور اب بھی تمام عوالم اسلامی میں یہی شرعاً حلال اور پاک تصور ہو کر استعمال میں لایا جا رہا ہے چودہ سو برس ہونے کو ہیں کہ اس پر دین ایمان والوں کا متواتر اجماع ہے جسے اس میں اختلاف ہے وہ پورے دین ایمان کا مخالف ہے اور اللہ و رسول کا مقابل۔ (الدولۃ القادرۃ صفحہ ۹۶) اس مسئلہ میں حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق انیق نہایت عالمانہ عارفانہ اور کتاب و سنت و اجماع امت کے مطابق ہے۔

جہاد و ملقب تحفہ مجاہدین

ستمبر ۱۹۶۵ء میں ہندوستان نے پاکستان پر حملہ کیا اور پاکستان کے غیور مجاہدین نے ان کا بھرپور مقابلہ کر کے ہندوستان کا حملہ پسپا کر دیا۔ آپ نے یہ کتاب ستمبر ۱۹۶۵ء میں جنگ کے دوران صرف چار دنوں میں تالیف کی۔ کتابت اس وقت کاتب سے کروانا پڑتی تھی اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کمپیوٹر کے ذریعہ کتابت کی جاتی ہے اس وقت دو کاتب تھے جو حضرت صاحب کے قریب تھے ان میں ایک پتھری کا بیمار تھا وہ آٹھ روپے فی کاپی لینا چاہتا تھا اور دوسرے کاتب نے بارہ روپے فی کاپی لینے کا وعدہ کیا حضرت صاحب نے پہلے والے کاتب کے حوالہ کتاب کی اس نے رات کے وقت جب کتابت کا آغاز کیا تو ابتداء کی بسم اللہ میں اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ اگر واقعی یہ کتاب کسی ولی اللہ نے لکھی ہے تو میری بیماری ٹھیک کر کے شفاء کاملہ عطا کر اس نے کاپی بھی ختم نہیں کی تھی کہ اچانک اس کے پیٹ میں درد شدید

شروع ہوا اور اس نے مشکل سے ٹین کا ایک برتن رکھ کر اس میں پیشاب اور پاخانہ کیا
پیشاب کرتے وقت اس کو یہ محسوس ہوا کہ میری پتھری پاخانہ یا پیشاب کے ذریعے نکل
چکی ہے جب رات ختم ہوگئی اور دن نکل آیا تو وہ کاتب ایک ڈاکٹر کے پاس گیا اور
ایکسرے نکالا جب ایکسرے کا معائنہ کیا گیا تو پتھری بالکل غائب تھی اس نے یہ واقعہ
دوسرے کاتب کو بتایا اور دوسرا کاتب وہابی عقیدہ سے تعلق رکھتا تھا اس نے آدھی
کتاب کتابت کے لئے پہلے والے کاتب سے لی اور کتابت رات کے وقت جب
شروع کی تو کتاب کے آغاز بسم اللہ میں بھی اللہ سے دعا کی اس کی بیوی اس کے گھر
سے چلی گئی تھی اس نے یہ دعا کی کہ اگر واقعی اس کتاب میں خیر و برکت ہے تو یا اللہ
میری بیوی میرے گھر واپس آجائے اس نے ابھی کتابت کی کاپی ختم نہیں کی تھی کہ
اچانک رات کے بارہ بجے کسی نے دروازہ پر دستک دی اس نے جب دروازہ کھولا اور
دیکھا تو اس کی بیوی تھی وہ بھی بڑا خوش ہوا اس کتاب کی دو کاتبوں نے کتابت کی پھر
جب یہ کتاب چھپ گئی تو حضرت صاحبؒ نے محاذ پر جا کر مجاہدین میں خود تقسیم کی اس
کتاب کے چند نسخے انڈیا بھارت گئے اور وہاں کے فوجیوں نے جب اس کتاب کا
مطالعہ شروع کیا تو جو پڑھتا وہ مسلمان ہو جاتا انڈیا حکومت کو جب یہ پتہ چلا کہ یہاں
کوئی تحریک چلا رہا ہے کہ ہندو سپاہی روز بروز مسلمان ہو رہے ہیں تو تحقیق پر حکومت
بھارت کو پتہ چلا کہ یہ اس کتاب کی وجہ سے مسلمان ہو رہے ہیں تو انڈیا حکومت نے
حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزارویؒ کی کتاب جہاد کو ضبط کر لیا اور اس
کتاب پر پابندی لگا دی ہمارے پاکستان کے مقامی اخباروں میں سے نوائے وقت
امروز اور پاکستان ٹائم نے یہ خبر شائع کی کہ پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی کی کتاب

بھارت حکومت نے ضبط کرا لی ہے اس کتاب کا ترجمہ عربی زبان میں حضرت علامہ عبدالصمد الصارم الازھری نے کیا اور فقیر راقم الحروف نے پشتو زبان میں اس کا ترجمہ کیا کتاب کی افادیت کا یہ عالم تھا کہ عرب ممالک میں بھی مقبول ہوئی اور پاکستان میں بھی مقبول ہوئی اب اصل کتاب کی طرف پھر واپس چلتے ہیں اس کتاب کا تعارف آپ کے سامنے ہوا۔ اب اس کتاب کے متعلق اتنا عرض ہے کہ یہ کتاب ۱۹۲ صفحات پر مشتمل ہے اس کتاب کے سرورق پر قرآن مقدس کی اس آیت کریمہ سے یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلة وجاهدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون O اور پھر یہ بھی تحریر ہے کہ ہر طبقہ کے افراد ملت و ملک کو اعتقاد و عمل کی خوبی دکھانے والے مومن مسلمان کو سچا مجاہد اسلام بنانے والی پہلی مستند و موثر کتاب جہاد پھر ایک شعر بھی درج ہے۔

مجاہد کا نکلنا کس قدر اللہ کو پیارا ہے

فرشتے بھیج دیتا ہے کہ اپنا چاند تارا ہے

مکتب بہ تحفہ مجاہدین اور جہادی ترانے ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء جارحیت کے فتنہ و ظلم کو دبانے اور باطل مٹانے کے سلسلے میں فرضیت جہاد کے بنیادی دلائل و مسائل اور ہدایات و فضائل کا سرمایہ۔ اس کتاب کے بیانیوں (۹۲) عنوانات ہیں اور کتاب کے آغاز سے پہلے ایک ترانہ درج ہے۔ وہ یہ ہے

غیرت جہان بھر کو دکھانے کا وقت ہے

کشتی بھنور سے پار لگانے کا وقت ہے

اے جانشین خالد و کرار اب تو جاگ

خوابیدہ قوم کو بھی جگانے کا وقت ہے

اے ابن قاسم! آ یہاں ناموس لٹ چکے

آج اپنی بگڑی آپ بنانے کا وقت ہے

ہو جائیں آج ایک جہان بھر کے کلمہ گو

باطل کو حق کے ہاتھ چکھانے کا وقت ہے

انسانیت کا ننگ یہ کفار ہند ہیں!

مٹ جائیں خود یا ان کو مٹانے کا وقت ہے

حمیت نہیں کمینہ شمر کو چھوڑنا!

باطل پہ حق کا سکہ بٹھانے کا وقت ہے

پھٹ جائیں اب تو قوم کے آتش فشاں پہاڑ

کفار ہند پھونک جانے کا وقت ہے

مجاہد جہاں میں نعرہ تکبیر سے نکل

محمود آج ایسے ترانے کا وقت ہے

جب انڈیا گورنمنٹ نے ان سے انٹرویو لیا کہ اس کتاب کے پڑھنے سے تم کیوں

مسلمان ہوئے ہو تو انہوں نے جواب میں کہا کہ اس کتاب میں لکھا ہے کہ جب حق

اور باطل کے درمیان جنگ ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ حق کے لئے فرشتے سبز لباس میں

امداد کے لئے بھیجتے ہیں اور وہ ہم نے لڑائی کے وقت دیکھے ہیں اور مسلمانوں نے وہ

نہیں دیکھے۔ کتاب کا آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم سے کیا اس کے بعد کلمہ

شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نوشتہ ہے۔ پھر نیچے وہ تحریر کرتے ہیں

ہمارے دین و ایمان کی بنیاد اور اصل ہے (یعنی کلمہ شریف) جس کا مختصر مطلب یہ ہے کہ اللہ کے سوا اور کوئی سچا معبود نہیں حضرت سیدنا محمد ﷺ اللہ کے سچے اور آخری پیغمبر ہیں۔ دین اسلام کی ہدایت و تعلیم کے مطابق ہمارا خدا معبود برحق بھی ایک اور دائرہ و سلسلہ نبوت و رسالت کے اول و آخر محمد رسول اللہ بھی ایک اور ہماری بنیادی ہدایت کی کتاب بھی اپنی بے لاگ تشریح سنت رسول کے ساتھ ایک ہے ہمارا قبلہ بھی ایک اور ہمارا ہمیشہ قائم رہنے والا ناقابل ترمیم دین اسلام بھی ایک اور تمام دنیا اسلام کے لالہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان رکھنے والے مسلمان بھی دین و ایمان میں ایک ہیں اور یہی دین و ایمان اور اتحاد ہماری ملی بنیادی قوت اور طاقت ہے۔ تمام جہان کے کمال علم و حکمت والے خالق و مالک نے جہاں کے تغیر و انقلاب سے اس کا حادث فانی ہونا ظاہر فرمایا اور جہان کی چیزوں کی قیمت پہچان ان کے مقابلہ اور ٹکر سے ظاہر ہوتی ہے مخلوق میں بنی آدم (انسان) سب سے اعلیٰ و اشرف ہے اسی مالک کا ارشاد ہے فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَمِنْكُمْ مُؤْمِنٌ اے بنی آدم! اللہ نے تم کو پیدا فرمایا تو تم میں اسی نے کافر اور مومن بنائے۔ اور کافر مومن بھی ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ کافر میں شیطان کی خاص صفت کفر بطور میراث پائی جاتی ہے اور مومن میں کفر کی ضد ایمان ہے شیطان ابلیس کی مرضی اور کوشش تمام تر یہی ہے کہ اپنی طرح انسان کو بھی کافر بے ایمان بنا فرماں عہد شکن ادب و امن کا دشمن بنا کر اپنے ساتھ جہنم دوزخ میں پہنچا دے اور یہ اللہ کو ہرگز پسند نہیں اس نے اپنے بندوں کو آخری اور سچے رسول ﷺ کے ذریعے اسلام و ایمان کی تعلیم اور ہدایت مکمل فرمائی جس میں سب کی ظاہری باطنی سلامتی اور بھلائی ہے حتیٰ کہ یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ امن ایمان سے سلامتی

اسلام سے ہے یہی سبب ہے کہ کفر کے ہاتھوں تمدن مخدوش ہی رہا آئے دن انسانیت کا امن فتنہ فساد کا شکار ہو کر رہ جاتا ہے کفر باطل ہے، اسلام حق ہے ان میں بنیادی اور قدیمی اختلاف اور ضد و مقابلہ رہا ہے اور دونوں کی ہمیشہ یہی منشاء رہتی ہے کہ جہاں میں وہ اپنا سکہ جمالیں لہذا کفر اپنے پھیلاؤ اور ترقی و اقتدار کے لئے جو سعی و ہمت کرے وہ اصولی اور واقعاتی طور پر فتنہ و فساد اور جنگ کہلاتا ہے اور اسلام اپنے پھیلاؤ اور ترقی و اقتدار کے سلسلہ میں جو سعی و اقدام کرے وہ بنیادی اصولی اور واقعاتی طور پر جہاد اصلاح اور تبلیغ کہلاتا ہے یا یوں کہو کہ انسانیت کی تخریب کی بناء پر لڑائی ہے تو جنگ ہے اور تعمیر آدمیت اصلاح کی خاطر باطل کا مقابلہ ہے تو جہاد ہے اسے خوب یاد رکھو۔ جہاد بہت ہی اعلیٰ عبادت اور انسانیت کا عظیم بامقصد کارنامہ ہے کہ اس سے شیطانی قوتیں اور منصوبے کچل کر ایمانی طاقتوں اور منصوبوں کو بروئے کار لانا مقصود ہوتا ہے جہاد خدا و مصطفیٰ کے حکم و ہدایت پر ہوتا ہے اور تمام جہان کی خیر خواہی و عالمی امن کا موجب ہے جہاد کا منصوبہ نہ ہوتا تو جہان فساد اور بد امنی سے تباہ ہو جاتا چنانچہ رب تعالیٰ نے اپنے اس بے نظیر محبوب آخری پیغمبر کو جسے رحمت للعالمین (تمام جہانوں کے لئے رحمت) بنا کر بھیجا اسے جہاد کے لئے مامور فرمایا۔ یا ایہا النبی جاہدوا الکفار والمنافقین واغلظ علیہم ط اے نبی! وبعطاء الہی غیب بیان کرنے والے جہاد کر (حق کے) کھلے اور چھپے دشمنوں سے اور ان پر شدت کر۔ یہ کفار منافقین کے ساتھ جہاد کا عام حکم رحمت للعالمین ﷺ کو فرمایا گیا جو صاحب خلیفہ عظیم ہیں معلوم واکہ اہل کفر و فساد کے خلاف اہل اسلام پر جہاد فرض ہے اور یہ اللہ کو اس قدر

محبوب ہے کہ اس کے خلق عظیم والے محبوب رحمت للعالمین کے خلق عظیم میں داخل ہے۔

زور باطل را بزور حق شکن جاہد الکفار حکم ذوالمہن
 بے تعصب تحقیق سے ثابت ہے کہ دنیا بھر کے تمام دینوں اور مذہبوں میں سچا اور سب سے اعلیٰ مذہب اسلام ہے چنانچہ سچے معبود کا فرمان ہے ان الدین عند اللہ الا سلام بے شک نزد حق سچا دین اسلام ہے۔ اسلام ہی اپنے اندر عالمی امن اور سارے جہان کی بھلائی کا قطعی منصوبہ رکھتا ہے اور کسی قسم کے ظلم، جارحیت اور فساد کو رواہ نہیں رکھتا اور ہر بد امنی کا مؤثر اور بامقصد دفاع پیش کرتا ہے دین اسلام میں باطل کی جارحیت، بد امنی اور فساد کی سرکوبی کے لئے اہل حق کو ہمیشہ طاقتور اور مسلح ہو کر تیار رہنے کا ارشاد ہے۔ انفال ۴/۱۰ او اعدوا لہم ما استطعتم من قوۃ و من رباط الخیل ترہبون بہ عدو اللہ و عدو کم و آخرین من دونہم لا تعلمونہم اللہ یعلمہم و ما تنفقوا من شیئی فی سبیل اللہ یوف الیکم وانتم لا تظلمون O اور ان کے لئے تیار رکھو جو قوت و طاقت تم سے ہو سکے ہر قسم ہتھیار، سامان، جہادی ضروریات و طریقے اور جہاد میں کارآمد گھوڑوں کے رباط مہیا رکھنے سے (یعنی بری، بحری اور فضائی قسم کے بیڑے) تیار رکھو اس سے ان کے دلوں پر دھاک بٹھاؤ جو اللہ کے اور تمہارے دشمن ہیں تمام کفار اور ان کے سوا کچھ اوروں کے دلوں پر جنہیں تم نہیں جانتے (منافق، کفار کا ففتھ کالم) اور اللہ کی راہ (جہاد) میں جو کچھ تم خروج کرو گے (جان و مال، علم و عقل) تمہیں (اس کا اجر، ثواب بدلہ) پورا دیا جائے گا اور تم کسی طرح گھائے میں نہ رہو گے۔

اس میں ہر مومن مجاہد کو بتایا گیا ہے کہ ایمان اور تقویٰ کے ساتھ اولین فرض ہے کہ دین و ایمان کے دشمن کے مقابلے اور روک تھام کے لئے اور ان میں تبلیغ دین ایمان کی خاطر ہر لحاظ سے موثر اور مکمل طاقت مہیا رہے جس سے کھلے چھپے دشمنوں پر ایسا دباؤ پڑے کہ سر نہ اٹھائیں پھر بتلایا کہ دشمن کی تین قسمیں ہیں۔ اول وہ کہ اللہ و رسول کے ادب و عشق کے کھلے مخالف و منکر ہیں یعنی کفار۔ دوسرے وہ کہ دین و ایمان والے مجاہدین اسلام کے امن و سلامتی اور طاقت و قوت کی تباہی کا موجب ہیں یعنی اسلام کے ملی و سیاسی دشمن تیسرے وہ کہ جنہیں عام لوگ نہیں جانتے مگر اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے وہ منافق ہیں جو بظاہر مسلمان کہلا کر دشمن اسلام قوتوں اور طاقتوں کے جاسوس اور حمایت کرنے والے ہیں یہ تینوں قسم کے دشمنوں میں بدترین دشمن ہیں اور سب سے زیادہ نقصان اور ضرر پہنچانے والے یہی (منافق) ہیں اس لئے ان منافقین کا ٹھکانہ جہنم میں کافروں سے بھی بدتر اور گہرا ہے کہ ارشاد ہو ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار ولن تجد لهم نصیر O بے شک منافق دوزخ میں سب نیچے طبقہ میں ہیں اور تو ہر گز ان کا کوئی مددگار نہ پائے گا۔

اس سے صاف معلوم ہوا جو اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے اللہ و رسول کا بے ادب و منکر، مخالف و گستاخ ہو اور دین و ایمان والوں کی مخالفت و بدخواہی کرے اور ان کو نقصان پہنچانے کو کفار کو راز بتلائے کفار کا ساتھ دے وہ ہر گز مسلمان و مومن نہیں بلکہ وہ کھلے کفار سے بھی بدتر اور زیادہ نقصان پہنچانے والا کافر ہے خصوصاً کفر اسلام کی ٹکر اور مقابلہ میں ایسا کرنے والا کسی بھی رعایت، معافی اور حمایت کا حقدار نہیں لہذا مسلمانوں کی جاسوسی کر کے کفار کو مدد دینے والا خدا و رسول اور اسلام اور مسلمانوں کا

ایسا دشمن ہے جو گھر کا بھیدی ہے آگے اللہ تعالیٰ نے جہاد میں خرچ کرنے کی بابت خوش خبری اور ترغیب دی کہ اس کا بھرپورا جرتہمیں ملے گا اور اس طرح خرچ کرنے والوں کا حق نہ مارا جائے گا۔

حکیم ملت محدث ہزاروی جہاد پر ترغیب کے متعلق فرمان خداوندی پیش کر کے لکھتے ہیں انفال ۵/۱۰ یا ایہا النبی حرض المؤمنین علی القتال ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبون مائتین ج وان یکن منکم مائۃ یغلبوا الفامن الذین کفروا بانہم قوم لا یفقہون O ترجمہ: اے بے عطاء الہی غیب بیان محبوب! مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو اگر تم میں سے بیس صبر والے ہوں گے تو دو سو پر غالب ہوں گے اور اگر تمہارے سو ہوں تو کافروں کے ہزار پر غالب آئیں گے اس لئے کہ وہ سمجھ نہیں رکھتے۔ بخاری میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مسلمانوں پر فرض کر دیا گیا اپنے سے دس گنا کفار کا مقابلہ کریں ان کے مقابلہ سے جی نہ چرائیں پھر اس سے اگلی آیت نازل ہوئی کہ اب اللہ تعالیٰ نے تم پر تخفیف فرما دی اور اسے معلوم ہے تم میں ضعف ہے تو اگر تم میں صبر والے ہوئے تو دو سو پر غالب آئیں گے اور اگر تم میں سے ہزار سوئے تو دو ہزار پر غالب آئیں گے اللہ کے حکم سے اور اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے۔ تب یہ اپنے سے دس گنا کا مقابلہ کرنے کی فرضیت منسوخ ہو کر دو گنا کا مقابلہ کرنا فرض رہا۔ سبحان اللہ یہ دین و ایمان کی برکت کہ ایک مسلمان مومن مجاہد کو اللہ تعالیٰ نے دس گنا اور دو گنا کفار پر غالب بنا کر جہاد کا حکم فرمایا ہے۔ آگے یہی حکیم ملت محدث ہزاروی فرماتے ہیں کہ جہاد خصوصاً فرض ہے جب کفار حملہ آور ہوں۔ لکھتے ہیں حج ۱۳/۱۷ اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا

وان اللہ علیٰ نصر ہم لقدیر O جہاد کرنے کا اذن (حکم) دیا گیا ان لوگوں کے لئے جن سے کفار لڑتے ہیں اس لئے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور بے شک اللہ ان کی مدد کرنے پر ضرور پوری قدرت والا ہے اہل اسلام پر کفار مکہ ظلم و تشدد کرتے تھے صحابہ حضور ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے تو ارشاد ہوتا صبر کرو ابھی جہاد کا حکم نہیں ملا ہجرت کے بعد یہ پہلی آیت ہے جس کے ذریعے کفار کے ساتھ جہاد کا حکم دیا گیا۔

پاکستان و ہند کی تقسیم سے قبل انگریز کی عمل داری اور تقسیم کے وقت انگریز اور ہندو قوم نے مسلمانوں پر قسم قسم کے ظلم و ستم روار کھے پھر تو کفار ہند کے مظالم کا سیلاب ہی آ گیا لاکھوں مسلمان آج تک انتہائی سفاکی سے بے گناہ شہید کئے گئے لاکھوں کی آبرو لوٹی گئی ان کے تمام مال و جائیداد مکانات اور زمینوں پر قبضہ کر لیا گیا لاکھوں ملک سے مار کر بدر کر دیئے گئے اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے جو ناگڑھ دکن اور کشمیر پر ناحق تسلط جمار کھا ہے اور وہاں سے مسلم اکثریت کو ختم کرنے کے منصوبہ پر عمل درآمد ہو رہا ہے کشمیر کے متعلق رائے شماری کے وعدے کر کے آج تک رائے شماری نہ ہونے دی اور مسلم آبادی پر بے پناہ ظلم روار کھے ہوئے ہیں قتل و غارت کا بازار گرم ہے بھاری تعداد ظلم و ستم کر کے ہلاک کر دی اور لاتعداد ملک سے دھکیل باہر کئے گئے اور اب دن رات جو مظالم ہو رہے ہیں ان کے سننے اور دیکھنے میں بڑا فرق ہے بازو باندھ کر پیٹ چاک کر کے چھوڑ دیا جاتا ہے آنکھیں نکال کر اور ٹانگیں کاٹ کر زبانیں کاٹ کر کشمیر سے نکال جانے پر مجبور کیا جاتا ہے اور جو ہاتھ لگیں ان کو گاؤں میں گھیر کر مکانات میں بند کر کے مکانوں کو آگ لگائی جا رہی ہے جو بھاگتا نظر آئے اسے گولیوں سے مارا جاتا ہے لہذا تنگ آ کر کشمیر کے پچاس لاکھ مسلمانوں نے ایسے ظالم سفاک حکام سے

آزادی کی تحریک شروع کر دی ہے پس یہ دیکھ کر کسی اسلام ملک کا خاموش رہنا کسی طرح روا نہیں لہذا پاکستان نے ان مظلوموں کی ایسے ننگ انسانیت ظالموں سے نجات دلانے میں مدد کی اور ان کی ہر ممکن حمایت کے لئے کمر بستہ ہو گیا اور اسے مذہباً، اخلاقاً ہر لحاظ سے ایسا ہی کرنا لازم تھا مگر جمہوریت کے باطل ڈھنڈورچی ستم شعار ہندوستان کے کفار نمرودی، فرعونی اور تاتاری اور چنگیز خانی ظلم و ستم کو بھی شرمادیا اور بہار میں بے گناہ پُر امن مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہادیں۔ جو ناگڑھ، بھوپال، حیدر آباد دکن اور کشمیر پر ناحق قبضہ جما کر مسلمانوں کے نام و نشان مٹا رہے ہیں ہندوستان میں رہنے والے پانچ کروڑ مسلمانوں پر جو کچھ ہو رہا ہے اور ہو چکا ہے اس کے بیان سے قلم کی زبان اور انسانیت کا کلیجہ شق ہے نامی گرامی مقتدر مسلمانوں کی یادگار زمانہ اور شہرہ آفاق املاک و جائیدادوں کے نقشے تو کیا ریکارڈ ہی گم کر دیئے گئے جن کے نام کا ڈنکا ملک میں تھا ان کی انسانیت پروری اور بیکس نوازی کے خون سے کروڑوں غیر مسلم پلتے اور زمانہ ان کی مرد میت سے گونجتا تھا آج ان کا کھوج نہیں ملتا۔ گویا

جن کے ہنگاموں سے تھے آباد ویرانے کبھی
شہر اُن کے لٹ گئے آبادیاں بن ہو گئیں

یہ کچھ کر چکنے کے بعد مظلوم و مجبور کشمیر کو حق خود ارادیت دلانے کے حامی پاکستان پر بھی کفار ہند نے بغیر اعلان جنگ کئے یلغار کر دی ملکی حدود میں ڈاکو ظالم قتل اور غارت اور ہر درندگی و بربریت انسانیت سوزی کا سیلاب بن کر گھس آئے اور بری، بحری، فضائی

طاقتوں سے پُر امن شہریوں پر گولہ باری شروع کر دی اور چوبیس گھنٹوں میں مسلمانوں کے محبوب ملک پاکستان پر قبضہ کے زعم سے شراب نوشی و بدمعاشی کا اعلان کر دیا۔ ان حالات میں ہر مسلمان اپنے ایمان اور دل سے فتویٰ کیا ہر فرزند اسلام پر جہاد فرض ہو گیا ہے یا نہیں؟ کفار پر جہاد کرنے کا اس سے زیادہ اہم موقع کون سا ہوگا؟ کفار کے ایسے ایسے ظلم و ستم کرنے پر یقیناً بلاشک و شبہ جہاد کرنا فرض ہے اور اس جہاد میں جان و مال کی قربانی فرض ہے یقیناً آج اسلام اور کفر کا مقابلہ ہے آج قطعاً حق و باطل کی ٹکر ہے آج بلاشبہ مظلوم و ظالم کی رزم ہے آج حقیقتاً اولاد آدم اور اولاد ابلیس کا معرکہ ہے آج پھر حسینیوں اور یزیدوں کی ٹھن گئی ہے آج پھر آدمیت اور ابلیسیت کا اکھاڑہ ہے آج پھر انصاف و ظلم میں کشاکش ہے آج پھر انسان اور انسان نما حیوان میں زور آزمائی ہے آج پھر وفا و جفا کا دن گل ہے آج انصاف پسندی و ستم شکاری کا میدان ہے آج سچائی اور جھوٹ کا میدان کا رزار ہے آج رحم و بے رحمی کے پنچہ کرنے کی ساعت ہے آج شاہد اور چور کی دست و گریبانی کا عالم ہے کتاب و سنت اور انسانی اخلاق و دستور و آئین کی رو سے کفار ہند کے خلاف جہاد فرض ہے بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ شاید ہی اسلامی جہاد خلافت راشدہ کے بعد اس قدر اہمیت و وضاحت کے ساتھ فرض ہوا ہو۔ ارباب بصیرت پر مخفی نہیں کہ کفار ہند پر جہاد کرنا اب اتنا واضح فرض ہے کہ دین و ایمان علم و عقل انصاف کے ساتھ ان حالات میں جہاد کے فرض ہونے میں تردد کی بھی گنجائش نہیں بلاشک و تردد ان ظالم اور سفاک کفار کے خلاف جہاد فرض قطعاً ہے۔

(جہاد صفحہ ۳۵) حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی کتاب کے آخر میں

راز جہاد کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں

مجاہد تجھ سے ہے قدرت کا طوفان

جو حق و باطل کی ٹکر تک ہے پنہاں

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ادب و عشق سے زندہ رہنے والے مسلمان تیری پہچان
میدان جہاد حق و باطل کی ٹکر میں ہو سکتی ہے ادب و عشق حق اور معیت صادقین میں دنیا
جہان کی جس حق کی شمن باطل طاقت سے بھی ٹکر لے تیری امداد کو اللہ و رسول کے وہ
خفیہ بیڑے ریزور (تیار) ہیں جو مشرق و مغرب شمال اور جنوب خشکی و سمندر پہاڑ و
میدان زمین و آسمان ظاہر و باطن تمام جہان پر محیط و غالب ہیں نہ انہیں گولہ بارود کی
حاجت نہ راشن وردی کی نہ وہ فضائی طیاروں اور بحری جہازوں کے منتظر ہیں نہ بکتر بند
گاڑیوں کی انہیں ضرورت نہ فولادی ٹینکوں کی اور نہ سکھلائی کی حاجت نہ ان کی پرواز
محدود نہ ان کو کوئی روکنے والا مگر کمک میدان جہاد ہی میں ملتی ہے۔

می ترانی کہ دہی اشک مرا حسن قبول

اے کہ در ساختہ قطرہ بارانی را

یہ کتاب ۱۹۲ صفحات پر مشتمل ہے اور آخری الفاظ آپ کے سامنے پیش کئے گئے یہی
وجہ ہے کہ اس کتاب کو اتنی قبولیت ہوئی کہ حکومت بھارت نے اس کی بابرکت کتاب کو
ضبط کیا اور تمام اخباروں میں نشر کیا۔ یہ تھی کرامت جہاد نامی کتاب کی۔

نظام مقصود شرح سلام محمود

نظام مقصود سلام محمود کی شرح ہے۔ سلام محمود بھی حکیم ملت محدث ہزارویؒ کا مرتب شدہ ہے چونکہ اس سلام میں بعض ایسے ایسے عرفانی نکات تھے جن کو عام آدمی کی سمجھ سے قاصر تھا اس لئے بعض احباب کے عرض کرنے پر حکیم ملت پیرسید محمود شاہ محدث ہزارویؒ نے اس کی شرح خود مرتب کی تاکہ ہر ایک اس کو سمجھ سکے۔ یہ کتاب ایک ضخیم شرح ہے اس کے صفحات پانچ سو چوالیس ہیں اس کتاب کی فہرست مضامین سولہ صفحات پر مشتمل ہے کتاب کے سرورق پر آیت ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیماً لکھی ہوئی ہے۔ چونکہ یہ کتاب حضور انور معلم و مقصود کائنات ﷺ پر سلام ہے اس لئے وہ آیت جس میں صلوٰۃ و سلام کا ذکر ہے لکھی گئی ہے اس کے بعد پھر بسم اللہ شریف کے بعد تمام سلام محمود کو لکھا گیا ہے تاکہ اگر کوئی نعت خوان اس سلام کو یاد کرنا چاہے تو وہ اس سلام کو آسانی سے یاد کر سکے اس کا پہلا شعر یہ ہے۔

مصطفیٰ کی سیادت پہ لاکھوں سلام

آل و اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام

اور کتاب میں آخری شعر سلام محمود کا یہ ہے

جان ایمان محمود جان جہان

والئی بزم جنت پہ لاکھوں سلام

کتاب کے آغاز میں سلام کے چند اشعار کے بعد تشریح یوں فرماتے ہیں:

(۱) خدائے مصطفیٰ وحدہ لا شریک پروردگار عالم کے کلام (قرآن) کی ابتداء بسم اللہ الرحمان الرحیم سے ہوئی اس لئے حدیث شریف میں ہے ہر جائز دینی و دنیاوی کام جو بسم اللہ سے شروع نہ ہو وہ بے برکت ہوتا ہے۔ ہجا (جوڑ) کے حروف میں پہلے الف آتا ہے اور بسم اللہ میں با اول ہے الف سے اللہ تعالیٰ اور با سے محبوب خدا مراد ہیں مرتبہ وجود میں اللہ وحدہ لا شریک اول ہے اور مرتبہ ایجاد (پیدائش خلق) میں محبوب خدا محمد مصطفیٰ ﷺ لا شریک اور ایک بے نظیر مخلوق جو خلق میں اول نور اور بعثت (پیغمبر بنا کر بظاہر بھیجا جانے) میں سب پیغمبروں سے آخری پیغمبر ہیں جن کے بعد اور کوئی پیغمبر بنایا ہی نہ جائے گا کہ تو حید و رسالت کا مدعا و مقصد مکمل طور پر مخلوق کے سامنے واضح ہو چکا ہے اور کتاب و سنت ہمیشہ کے لئے ہدایت اور راہنمائی کر رہی ہے۔ با محبوب خدا ﷺ کے مرتبہ ذات پر اشارہ ہے گویا جس اسم (نام خدا) سے کلام خدا کا آغاز ابتداء ہے وہ نام خدا محمد مصطفیٰ ﷺ ہے جو مرتبہ ایجاد میں ایک اور اول ہے اسم نام علامت کو کہتے ہیں جو سبکی (نام والی ذات) پر دلالت کرتی ہے اور دلالت میں تین رکن ہیں اول ذات جس پر دلالت کی جائے دوسرا واسطہ جو دلالت کا قطعی وسیلہ ہے اور تیسرا غیر جسے دلالت کی حاجت ہے وہ ذات ذات باری تعالیٰ ہے اور واسطہ وسیلہ ذات مصطفیٰ ﷺ والثناء ہے اور باقی سارا جہان ذات باری تعالیٰ پر راہ نمائی دلالت میں حاجت مند ہے اسی لئے حضور کو نام خدا کہا جاتا ہے اور آپ حکم و حقیقت میں اسم ذات ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کلام الہی نے بھی حضور کو ماسویٰ اللہ (عالم) پر ذات حق پر دلالت و راہ نمائی کا واسطہ

وسیلہ بتایا ہے فتح ۱۲/۲۶۱ هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظہرہ O علی الدین کلہ و کفی باللہ شہیداً محمد رسول اللہ الایہ وہی (ذات حق) ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے اور اللہ کافی ہے گواہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ سنت نبوی حدیث میں لاتعداد بار آیا ہے والذی نفسی بیدہ والذی نفس محمد بیدہ قسم اس کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے۔ یعنی کتاب و سنت و آثار کے انداز بیان سے معلوم ہوا کہ ذات باری تعالیٰ پر دلالت اور رہنمائی میں آخری اور سب سے اعلیٰ اور قطعی اوسط اور وسیلہ و حجت ذات مصطفیٰ ﷺ ہے۔

جس کو عارف کہیں اسم ذات خدا

حق تعالیٰ کی حجت پہ لاکھوں سلام

(۲) علماء اسلام و عارفین کرام نے تصریح کے ساتھ فرمایا کہ مصطفیٰ ہادی عالم ﷺ کے سبب سے زیادہ مشہور ناموں سے ہے۔

(۳) دین اسلام کی کھلی شہادت سے ثابت ہے کہ حضور سید العالمین ہیں سیدنا علیؑ حاضر خدمت ہوئے تو ارشاد ہوا ہذا سید العرب یہ سید العرب ہے حضرت عائشہؓ نے عرض کیا حضور سید العرب تو آپ ہیں فرمایا انا سید العالمین و ہذا سید العرب میں تو سید العالمین ہوں یہ علی سید العرب ہیں۔ (مدارج وغیرہ)

(۴) سورۃ احزاب ۴/۲۲ کی آیت ۵۶ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اور اہل ایمان کو حکم خداوندی ہے کہ حضور پر صلوات و السلام بھیجا کریں حکم کے اطلاق و عموم سے صلوات و سلام کی تمام باادب و محبت

صورتیں اسی حکم شرعی سے ثابت و مشروع اور جائز و ثابت ہوئیں رات دن سفر گھر روشنی اندھیرا اور قیام و قعود تنہا یا جماعت و حلقہ مسجد یا خانقاہ و گھر میں شہر یا جنگل میں بکمال ادب و محبت سب صورتیں اطلاق و عموم امر شرع میں داخل اور شامل ہیں تفسیر احمدی میں بحوالہ اتقان ہے کہ صلوا علیہ و علی آلہ وسلموا تسلیماً نازل ہوا لفظ و علی آلہ کی کتاب تلاوت نہیں مگر اسی کا اعتقاد و عمل باقی اور اجتماعی ہے آیت کی تعمیل جو سنت نے سکھائی وہ عبادت میں جاری ہے جس میں آل کا لفظ ہے۔

(۵) آل سے حضور کے ساتھ دینی ایمانی تعلق دار تمام اپنے اپنے مرتبہ و تعلق کے مطابق مراد ہیں عام عموماً خاص خصوصاً ان سب سے زیادہ اور خاص الخاص طور پر۔

(۶) اصحاب حضور سید العالمین بہترین خلائق صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مقدسہ سے فیضیاب مؤمن گھر بار والے لوگ بھی اپنے اپنے مرتبہ و علاقہ کے مطابق مراد ہیں۔ عام عموماً خاص خصوصاً ان سب سے زائد۔

(۷) عترت یعنی اولاد رسول جس سے آج عرب و حجم بلاد اسلامیہ میں سادات نبی فاطمہ حسنی و حسینی صحیح النسب وجہ امن و ہدایت موجود ہیں جو کتاب و سنت شریعت طریقت حقیقت معرفت ادب و عشق حق پر صاحب استقامت ہوتے ہیں اور کفر و ضلال پر سوء خاتمہ سے حفاظت خداوندی ببرکت نسب حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان کے شامل حال رہتی ہے اور عوالم اسلامی کی اصطلاح میں متواتر اوجماعاً لفظ سیدان پر بطور خاص و شعار و علم بولا جاتا ہے اور صورت تعمیل آیت مباہلہ و عبارت النص و سنت قولی و فعلی نے بنی فاطمہ کو اولاد رسول قرار دیا اور فقہاء اسلام نے بتسلیم اس پر عمل درآ کر رکھا اور اسے

حضور کے خصائص سے شمار کیا اور ہر زمانہ میں علم و عرفان و تقویٰ کے سرچشمہ رہے اور علم و تقویٰ میں مرکز و مدار اور جو بے اصل و بے بنیاد طور پر اس نسب شریف میں آگھے وہی انجام کار بہکے اور گمراہ ہو کر رسوائے عالم ٹھہرے اسی لئے ادب علم و عرفان والے اہل تحقیق کا بیان ہے کہ اس نسب شریف کی صحت میسر ہے تو کفر و ضلال کی نسبت باطل ہے اور اگر کفر و ضلال مستحق ہے تو نسب شریف کی شرافت ہرگز حاصل نہ ہوگی یہ نسب شریف غرور و تکبر کا ذریعہ نہیں بلکہ علم و تقویٰ اور طہارت کا سرچشمہ ہے اور ادب و عشق حق کا خزانہ۔

(۸) انبیاء سے مراد حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے حضور خاتمہ و تتمہ رسالت و نبوت محمد رسول اللہ تک کے سب پیغمبر ہیں علی سید ہم و علیہم الصلوٰۃ والسلام ان سب پر درود و سلام ہر مسلمان کا محبوب مشغلہ و حسنہ ہے۔

(۹) اولیاء سے انبیاء سابقین کی امتوں کے اور سید الانبیاء والمرسلین آخر المبعوثین محمد رسول اللہ ﷺ کی امت کے تمام اولیاء مراد ہیں جو اللہ رسول کے کمال ادب و عشق پر صاحب استقامت ہوتے ہیں اور جو ادب و عشق حق سے محروم و بے گانہ ہو وہ اولیاء اللہ سے نہیں بلکہ شیطان کے دوستوں سے ہے ایسوں پر اولیاء یا ولی کا لفظ بلا امتیاز بولنا شرعاً ناروا ہے کہ عوام کو دھوکہ ہو سکتا ہے کتاب و سنت نے ان بے ادبوں اور بے محبتوں کو اولیاء الشیطان کہا ہے۔

کار شیطان می کند نامش ولی
گرولی ایں است لعنت بر ولی
کام شیطان کے کہلوائے ولی
دشمن حق لعنتی ہے کب ولی!
اہل ادب و عشق حق ہیں اولیاء
بے ادب بے عشق حق ہیں اشقیاء

اولیاء اور اشیاء یکساں نہیں حق و باطل جس طرح یکساں نہیں
 پھیلا باطل پہن کر حق کا لباس دور رہ بال سے مرد حق شناس
 ادب و عشق حق ترا مقصود ہے اس سے جو محروم ہے مردود ہے
 یہ کسوٹی نیک و بد کی پاس رکھ اہل ادب و عشق حق رہ آس رکھ
 (۱۰) اہل بیت رسالت سے بھی تین قسم کے لوگ مراد ہیں حرم نبوی کے تعلق دار
 عام خاص اور اخص اپنے مرتبے و درجہ و علاقہ کے مطابق سب ہی لائق ادب و
 احترام ہیں۔

حکیم ملت محدث ہزاروی نے سلام محمود کے پہلے شعر کی وضاحت عالمانہ اور عارفانہ
 انداز میں پیش کی۔ اب ایک اور شعر کی تشریح قارئین کے لئے پیش کی جاتی ہے۔

نعت میں جس کی ناطق کلام خدا
 اس کی سیرت و صورت پہ لاکھوں سلام

تشریح: اس سے ناظم سلام کو افراد ملت کو ایک علمی عرفانی حکمت پر توجہ دلانا
 مقصود ہے خلاصہ اس کا یہ ہے کہ اگر دل و دماغ عقل و اعتقاد پر کوئی آفت نہ آئی ہو تو
 دین و ایمان والا بندہ کلام خدا قرآن عظیم کے مقدس مطالعہ سے محبوب خدا محمد
 مصطفیٰ ﷺ کی سیرت و خلق کی ایک زندہ جاوید تصویر ملاحظہ کرے گا اور کتاب اللہ کی
 تلاوت و تدبر میں حضور کا سراپا شریف سامنے دیکھے گا جیسا کہ حضرت ام المومنین
 عائشہ فرماتی ہیں کہ کان خلقه القرآن آپ کی سیرت خلق سراپا قرآن کریم ہے اور
 اہل ادب و محبت کی نظر میں تمام قرآن کریم سراپا نعت رسول کریم ﷺ ہے اور آپ کی

ذات کریمہ سراپا حجة الله على العالمين ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم آپ کی سیرت سب سے اعلیٰ درجہ کی عبدیت ہے اور صورت مجسمہ محبوبیت جسے دیکھنا اور برکت و سعادت اندوز ہونا مطلوب و مقصود ہو۔ وہ کتاب و سنت کی تلاوت اور اطاعت پر مداومت کرے اور سارے عالم کے امن و ایمان و خوشحالی کی ضمانت بھی اس میں ہے۔

علم میں نہ خدا نہ خدا سے جدا عشق میں حسن قدرت پہ لاکھوں سلام اس سے ناظم سلام اپنے نفس اور برادران ملت و دین کو شرعی علم و عشق پر متوجہ کر کے ذات مصطفیٰ ﷺ کے متعلق دونوں کا خلاصہ ذہن نشین کرانا چاہتا ہے کہ از روئے علم آپ مظہر ذات و صفات حق ہیں پس آپ نہ خدا نہ خدا سے جدا ہیں صفات الہیہ کی جلوہ نمائی ہے لایعین ولا غیر علم عقائد میں آتا ہے اور دنیا کے عشق کا فیصلہ یہ ہے کہ آپ حسن قدرت کی تشکیل ازلی و تصویر ابدی ہیں۔

ان کے مالک کے ان پر صلوٰۃ سلام آل واصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام

تشریح: گدائے باب مصطفیٰ ناظم نظم سلام کے آخر میں اول کی طرح حضور سرور کائنات سراپا اسم ذات مظہر و صفات حق تعالیٰ ﷺ پر صلوٰۃ و سلام کی سنت ادا کر کے برکات حاصل کرتے ہوئے برادران دین و ایمان کو خلاصہ تعلیم و ہدایت اسلام پر پھیر سے توجہ دلا کر اصلاح اعتقاد و دعوت عمل کی یاد دہانی کراتا ہے ساری خدائی اور کل عالمین کے لئے حضور ہادی رحمت نبی رسول اور پناہ عالمین اور معلم بنا کر مبعوث فرمائے گئے ہیں جیسا کہ اشعۃ اللمعات کتاب العلم فصل سوم میں عبد اللہ بن عمرؓ کی

روایت مرفوع کے یہ الفاظ کریمہ میں فرمایا و انما بعثت معلماً مجھے معلم یعنی سکھانے والا بنا کر ہی مبعوث فرمایا گیا (رواہ دارمی) سو آپ نے دین و ایمان کی ایسی تعلیم و تربیت فرمائی جس کی نظر نہیں حق و باطل میں کوئی التباس و شبہ کی گنجائش بھی نہ رہی بمصداق ۲/۱۳ البقرہ قد تبین الرشد من الغی بے شک خوب جدا ہو گئی نیک راہ گمراہی سے اور بخاری ۱۴/۳ مطبوعہ مصر باب غزوه احد میں عقبہ بن عامر سے مروی کہ شہداء احد کے مشاہدہ پر حضور شاہد عالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آٹھ برس بعد فرمایا گویا زندوں اور مرگزاروں کو الوداع فرما رہے تھے آپ ممبر پر تشریف فرما ہوئے تو فرمایا میں بے شک تمہارے آگے تمہارا پیشرو و منتظم کارساز ہوں و انا علیکم شہید اور تم پر شہید و گواہ نگہبان محافظ خبردار (مطلع) ہوں اور بے شک تمہارے وعدہ کی جا حوض ہے وانی لانظر الیہ من مقامی هذا اور بیشک میں اسے اپنے اس مقام سے بھی دیکھ رہا ہوں وانی لست اخشی علیکم ان تشرکوا ولکنی اخشی علیکم الدنیا ان تنافسوها۔ اور بے شک مجھے تم پر کوئی خوف مشرک بن جانے کا (تو اب) نہیں رہا لیکن مجھے تم پر دنیا کا اندیشہ ہے کہ کہیں اس کی رغبت میں ایک دوسرے سے بڑھنے میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔ اس سے چند عظیم فائدے معلوم ہوئے۔

(۱) حضور اہل ایمان و دین کے دنیا برزخ اور آخرت میں والی و مولیٰ ہیں۔ (۲) دین ایمان والوں کی قبروں پر جانا عموماً اور بزرگان دین کے مزارات و مشاہد و خانقاہوں اور یادگاروں پر جانا ہادی عالم آخر المبعوثین صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ (۳) یہ عقیدہ اہل حق و ہدایت کا ہے کہ اللہ کی عطاء سے حضور کا تصرف و اقتدار علم مشاہدہ دنیا برزخ ظاہر و باطن اول و آخر کو محیط ہے۔ (۴) حضور ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان اور آپ کے اتباع

والوں کو مشرک ہونے کا خطرہ نہیں وہ ایسی عظیم ہدایت و تعلیم و جماعت میں ہیں جہاں شرک کا اندیشہ ہی نہیں والحمد لله علی ذالک (۵) البتہ محبت اور رغبت دنیا میں پڑنے کا خدشہ ہے اس میں اہل دین اور ایمان کو زبردست انتباہ ہے۔

اشعة اللمعات ۴/۱۸۷ کتاب الرقاق عمرو بن عوف سے مروی کہ فرمایا پس بخدا لا الفقرا خشی علیکم مجھے تم پر فقر ناداری کا اندیشہ نہیں لیکن مجھے تم پر اس کا اندیشہ ہے ان تبسط علیکم الدنیا کہ تم پر دنیا کشادہ کر دی جائے جیسا تم سے پہلوں پر کشادہ کی گئی تو تم بھی اس کی رغبت میں مبتلا ہو جاؤ گے جیسے وہ ہوئے و تهلکوا کما اهلکتهم اور تمہیں ہلاکت میں ڈالے جیسا کہ ان کو ڈالا (متفق علیہ) اشعة اللمعات ۴/۱۸۲ کتاب الرقاق مستور بن شداد سے مسلم کی حدیث میں ہے معلم کائنات ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی مثال ایسی ہے جیسا کوئی شخص دریا میں انگلی ڈالے اور پھر دیکھے کہ وہ کیا لے کر واپس آئی ہے۔ اشعة اللمعات ۴/۱۸۹ ابو ہریرہ سے بخاری و مسلم کی متفق علیہ روایت میں ہے کہ والی دو جہاں ﷺ نے فرمایا لیس الغنی عن کثرة العرض ولكن الغنی غنی النفس تو نگری دولت مندی و اسباب و سامان کی بہتات سے نہیں بلکہ اصل تو نگری دل کی تو نگری ہے۔ اشعة اللمعات ۴/۱۸۸ عبد اللہ بن عمرو سے مسلم میں ہے عالم ماکان وما یکون ﷺ نے فرمایا قد افلح من اسلم و قنعه الله بما اتاه اس نے فلاح حاصل کر لی جس نے اسلام قبول کر لیا اور اسے اللہ نے اس پر قناعت رضا مندی بخشی جو اسے دیا۔ اشعة اللمعات ج ۴/۱۸۵ بخاری و مسلم شریف کی متفق علیہ حدیث میں ابو ہریرہ سے مروی مخبر صادق باخیا رغیوب و شہادت ﷺ نے فرمایا حجت النار بالشہوات و

حجبة الجنة بالمکارہ دوزخ شہوات سے ڈھانکی گئی ہے اور جنت ڈھانکی گئی ہے نختیوں تکالیف سے۔ اشعة اللمعات ۴/۱۹۴ امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ میں سہل بن سعد سے مروی معلم کائنات ﷺ نے فرمایا لو كانت الدنيا تعدل عند الله جناح بعوضة ما سقى كافرا شربةً اكر دنيا اللہ کے نزدیک چمھر کے پر کے برابر بھی ہوئی تو اللہ اس سے کافر کو ایک گھونٹ بھی نہ پلاتا۔

اشعة اللمعات ۴/۱۸۷ بخاری و مسلم کی حدیث متفق علیہ میں بروایت ابی ہریرہ مروی ہے حبیب کبریاء ﷺ نے فرمایا اللهم اجعل رزق آل محمد قوتاً اے اللہ محمد کا رزق قوت بنا دے یعنی جان بچانے زندہ رہنے کو بس ہو۔

سبحان اللہ برگزیدہ آل و اصحاب مصطفیٰ ﷺ نے اس سے کس قدر عبرت حاصل کی اور دین و ایمان پر اعلیٰ استقامت کے ساتھ دنیا سے قوت و کفاف پر قناعت میں کس کمال پر رہے کہ سیدنا امیر المؤمنین اسد اللہ غالب علی ابن ابی طالب دیوان عرفان شریف میں فرماتے ہیں اور دنیا نے دیکھا کہ واقعی وہ ایسے ہی تھے جیسا کہ فرمایا۔

دنیا تخادعنی کانی لست اعرفها حضر الملک حرامها و انا جتبت حلالها

مدت الی بیمنیہا فرردتها و شمالها و رایتها محتاجة فترکت جملتها لها

دنیا مجھے فریب دینا چاہتی ہے اس خیال سے کہ جیسا میں اس کے حال کا عارف نہیں حالانکہ مالک الملک (خدا) نے تو اس کے حرام سے منع فرمایا اور میں اس کے حلال سے بھی بے نیاز ہوں دنیا نے میری جانب داہنا ہاتھ بڑھایا تو بھی ایسا ہی ہوا اور اصل بات یہ ہے کہ میں نے اسے مجسمہ احتیاج دیکھا تو ساری دنیا دنیا ہی کے لئے ترک

کردی۔ (نظام مقصود شرح سلام محمود صفحہ ۵۲۸)

آخری شعر سلام محمود کا بمعہ تشریح حاضر خدمت ہے۔

جان ایمان محمود جان جہان والی بزم جنت پہ لاکھوں سلام

تشریح: علم و عرفان ادب و عشق کی دنیا میں ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جان ایمان سے

یاد کیا جاتا ہے اس رسم کے تحت گدائے باب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ناظم سلام نے عرض کیا ہے

مصطفیٰ کو خدا کی شان کہو شکل انسان میں حق کی آن کہو

پوچھو قرآن سے تو ہیں ایمان اُس کا کہنا ہے میری جان کہو

دارمی کی حدیث صحیح میں ہے جاء کم رسول لیحی قلوباً غلفاً و یفتح اعیناً

عمیا و یسمع اذانا صم و یقیم السنة عوجاً تمہارے پاس رسول آئے کہ

غلاف چڑھے دلوں کو زندہ فرمائیں اندھی آنکھیں بینا کر دیں اور بہرے کان کھول

دیں اور ٹیڑھی زبانیں سیدھی کر دیں۔ مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں ہے

حضور اللہ کے وہ راز ہیں جو روحوں میں پھیلا ہوا ہے انہی کی خوشبو سونگھ کر وحیں جیتی

ہیں اسی میں ہے ہو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روح الا کو ان و حیا تھا

حضور تمام جہان کی جان اور زندگی ہیں۔ یا رسول اللہ یا وسیلة العالمین الی

رب العالمین صلوات اللہ وسلامہ علیک و علی اہل بیتک و

عترتک و صحبک اقول کما قال الامام جمال الدین محمد بن نبأ

المصری

صلواتی فی الجنان لها اداء

علیک من الملک بکل وقت

لہ وقت علیہا و ابتداء

اذا ختمت تعاد فکل تال

رضیت باللہ ربا و بالا سلام دینا بمحمد صلی اللہ علیہ وآلہ و علیٰ
اصحابہ نبیا و رسولا O (نظام مقصود صفحہ ۵۳۲)

محفل عشق کی آواز

حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ اشعار ۶۲/۱۲/۱۵ میں تحریر
فرمائے ہیں کتاب نظام مقصود کے ساتھ ملحق ہیں۔

میرا تن عذا میرا من عذا میری جان تم پر نثار ہو
تمہیں کن فکان کے ہو مدعا تمہیں سے تو باغ و بہار ہے
ہے تمہیں سے کام یہاں وہاں ہے تمہارا فکر نہان عیان
یہاں پر خیالوں کا کام کیا میرا دل بھی کوئی مزار ہے
کہیں تجھ کو والی دو جہان ملکوت و ملک تیرے مکان
تو خدا کے ملک ہے اے شہا تو خدائی تم پہ نثار ہے
تیرا ہر گدا تو ہے با خدا تیرا نور جلوہ حق نما
تیرا ہاتھ دست خدا رہا تیرا ذکر حق کی پکار ہے
تو پتہ خدا کا ہے بے گمان تیرے سر کا صدقہ تو ہے جہان
جہان تیری ملک اے سرور! تو دنیٰ کا شہسوار ہے
قرآن پاک ہے نعت میں ہے عیان وہ ذات و صفات میں

تیرا ذکر پھول ہے دین کا تیرا حسن دل کی بہار ہے
 ہو تمہیں تو سید العالمین ہو تمہیں تو رحمت للعالمین
 ہے قضا رضا تیری خسر وا کہیں خلد تو کہیں نار ہے
 یہ فتح ہے ہم کو پتہ چلا بخشا حق نے اصل و فرع ترا
 تیری کشتی تاروں پہ میں فدا تیرا بحر ہے تیری بار ہے
 لیا ہم نے قل یا عباد سے ہیں خدا کے ہم تیری یاد سے
 تیرے ہم غلام ہیں سیدا کہیں حد نہ کوئی شمار ہے
 بخدا کہ جان جہان ہے تو کہ برون و ہم و گمان ہے تو
 تجھے جانے خاص تیرا خدا تو مدار لیل و نہار ہے
 میرا دین تو ہے تیرا ادب تیرا عشق ایمان شاہ عرب
 تیری یاد پر ہے گزر میرا محمود جان نثار ہے
 کتاب کے آخر میں ایک استغاثہ مؤلف کتاب ہذا نے تحریر فرمایا ہے چند اشعار
 ملاحظہ کیجئے۔

انت فی الکائنات معتمدی

جنت شوقا الیک خداییدی

خطة سیدی الی صمدی

ملجاً للغموم والفتدی

(نظام المقصود صفحہ ۵۴۴)

یا شفیع الوری و یا سندی

یا کریم الوری باعتبارک

یا عظیم الوری فبابک لی

یا نبی الوری جنابک لی

عالم اسلام کے لئے بیداری کا پیغام

یہ کتاب حجم میں اگرچہ بہت چھوٹی سی منظوم کتاب ہے لیکن کتاب کیا ہے سمندر کو کوزے میں بند کیا ہے۔ کتاب کے سرورق پر واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا اور انما المؤمنون اخوة مرقوم ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ عالم اسلام کے اتحاد و اتفاق کے لئے اس کتاب کو مرتب کیا گیا ہے۔ یہ کتاب منکرین خدا یعنی دھریوں اور منکرین محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تردید میں لکھی گئی ہے اور اس میں عقائد حقہ کو واضح فرمایا ہے اور منکرین حق کے لئے کافی و شافی مثبت انداز میں رد موجود ہے۔ کتاب کے صفحات ۲۴ ہیں اب چند اشعار مشتمل نمونہ پیش خدمت میں امید واثق ہے کہ قارئین کی رہنمائی کے لئے کافی ہوگی۔ کتاب کا آغاز بسم اللہ شریف سے کیا ہے اور پھر کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے پھر ان الدین عند اللہ الاسلام و من یتبع غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه وهو فی الاخرة من الخاسرین درج ہے۔

جاگو جاگو سونے والو! لوٹ چکی ہے ہوش سنبھالو
حادث موجود کا موجد لازم ممکن ہے واجب سے قائم
بھاگو باطل خواب خیالو جاگو جاگو سونے والو!

تشریح: اس میں حکیم ملت رحمۃ اللہ علیہ نے عالم اسلام کو متنبہ فرمایا ہے کہ اے مسلمانان عالم اسلام آپ تو غفلت کی نیند سوئے ہوئے ہیں ذرا مہربانی کر کے اس

غفلت کی نیند سے تو بیدار ہو جاؤ اور ہر جگہ دنیا میں اسلام کے خلاف عالم کفر نے اسلام کو پائمال کرنے کے لئے لوٹ کھسوٹ شروع کی ہے ذرا ہوش تو کرو تا کہ تمہیں معلوم ہو کہ دھرتی کے ماننے والوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جا رہی ہے ان پر یہ سوال ہے کہ جو موجود ہیں کائنات میں یہ تمام حادثات ہیں یعنی بعد میں یہ پیدا ہوئے ہیں تو ان حادثات کے لئے ایجاد کرنے والا ضروری ہے کیونکہ بغیر موجد کے وجود ممکن نہیں اور یہ وجود واجب سے قائم ہے یہی بات ممکنات سے ہے تو اللہ تعالیٰ کو واجب الوجود کہا جاتا ہے تو اے باطل خواب والے تم اس کائنات سے چلے جاؤ اور اے عالم اسلام کے غیور مسلمانو تم غفلت کی نیند سے بیدار ہو جاؤ۔

موجد بغیر وجود نہ ممکن	ام خلقوا من غیر شئی
واجب موجود کو تو پالو	جاگو جاگو سونے والو
کب کوئی اپنا خالق آیا	ام ہم الخالقون آیا
عقل کے ناخن بڑھے کٹالو	جاگو جاگو سونے والو

تشریح: کائنات میں جو موجود ہیں یہ بغیر موجد کے ممکن نہیں اللہ تعالیٰ قرآن

مجید میں فرماتا ہے کہ ۲۷/۴ طور میں ام خلقوا من غیر شئی یعنی اللہ تعالیٰ کے بغیر یہ کس نے پیدا کئے ہیں اور جب موجودات ہیں تو ان تمام کے موجد کو آپ ضرور پائیں گے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اگر یہ تمام افراد کائنات بغیر خالق کے پیدا ہوئے ہیں تو پھر یہ خود خالق بن جائیں گے اور یہ تو ہو نہیں سکتا کہ وہ از خود پیدا ہو چکے ہوں یہ پیدا کرنے والے ہوں۔ اس وضاحت کو اللہ تعالیٰ نے ۲۷/۴ طور میں بیان کیا ہے کیا وہ آپ ہی

خالق ہیں؟ یہ باطل ہے شے کا اپنے نفس پر قدم عقلاً محال ہے خالق کا مخلوق سے پہلے ہونا ضروری اور معقول ہے وہ اپنے خالق آپ نہیں ہو سکتے متعدد ہوں تو موجب فساد ہونا ظاہر ہے دولت مشترکہ بنا لو بوجہ عجز احتیاج ممکن مگر وہ الوہیت کے منافی ہے

خالق مالک سمع و بصر دے
علم ہدایت کو اپنا لو
ام خلقوا السماوات والارض
جاگو جاگو سونے والو
ممكن واجب کا متقاضی
ہے موجود کا عدم تو ماضی
واجب کو معبود بنا لو
جاگو جاگو سونے والو

تشریح: اللہ تعالیٰ تمہیں بصارت اور بصیرت سے نوازے تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ

تعالیٰ نے قرآن مقدس میں فرمایا ہے ۳/۲۷ طوراًم خلقوا السماوات والارض
کیا انہوں نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا ہے تو جواب نفی میں ہوگا دہریت
الحاویہ والے خالق کائنات کی توحید سے بہکنے کے لئے کوئی راہ نہیں رکھتے متعدد خالق
فرض کئے جائیں تو اگر وہ ارادہ و ایجاد پر قادر مطلق نہ ہوں تو عاجز اور ناقص ہوئے
ایسے خدا اور خالق نہیں ہو سکتے اگر قادر مطلق ہوں دوسرے کے ارادہ و ایجاد کے محتاج و
پابند ہوں تو عاجز و ناقص ہوئے محتاج و پابند نہ ہوں تو ایک کے ارادے سے ایک چیز کا
وجود دوسرے کے ارادہ سے عدم لازم آتا ہے جو محال ہے جس چیز کے فرض کرنے
سے محال لازم آئے اس کا وجود عقلاً محال ہے پس خدا خالق و مالک صرف ایک ہی
ہو سکتا ہے اور وہ خدائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے۔

حادث ممکن ہے محتاج
 ہدایت حکمت تو اپنا لو
 واجب قدیم کی شاہی راج
 جاگو جاگو سونے والو
 موجد ہے ایجاد سے پہلے
 ہے صانع صنعت سے پہلے
 حق تسلیم کرو مت ٹالو
 جاگو جاگو سونے والو

تشریح: کائنات جب حادث ہے اور یہ امکان ہے کہ حادث محتاج ہوتا ہے اور

وہ واجب جو قدیم ہے اس کی شاہی و راج ہے اور اس سے ہدایت بھی ملتی ہے اور حکمت بھی اس سے پالو اے خواب غفلت میں سوئے ہوئے انسانو! اب نیند غفلت سے جاگو اور جو موجد ہوگا تو خواہ مخواہ ایجاد اس کے بعد ہوگی اور صانع صنعت سے پہلے موجود ہوتا ہے اور جو حق ہے اس کو مانو اور اس کو مت ٹالو اے خواب غفلت میں سونے والو اب خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور جو واجب ہوتا ہے وہ دوسروں کا محتاج نہیں ہوتا اور جو حادث ہوتا ہے وہ محتاج ہوتا ہے اور وجود سے پہلے مسبوق بالعدم ہوتا ہے۔ حکیم ملت نے کچھ اشعار لکھنے کے بعد یہ واضح فرمایا ہے کہ اے دھریو تمہیں فلسفہ یاد نہیں ہے۔

فلسفہ تم کو یاد نہیں ہے
 دہریت کی خیر منالو
 بے موجد ایجاد نہیں ہے
 موجد لام مشدد نامی
 جاگو جاگو سونے والو
 مشدد میم ایجاد گرامی
 معیت لام اور میم کی پالو
 جاگو جاگو سونے والو

تشریح: در یہ لوگ اپنے آپ کو فلسفی کہتے ہیں حکیم ملت نے فرمایا کہ تمہیں فلسفہ

کچھ بھی یاد نہیں اس لئے کہ فلسفے کا قانون ہے کہ بغیر موجد کے ایجاد نہیں ہے تو پھر کس طرح دھریے بن گئے اب تمہیں اپنی اس دہریت کی خیر منانا چاہئے کیونکہ خالق و مالک و موجد کائنات اللہ کے معبود سے انکار خود فلسفہ کے بنیادی قانون کے خلاف ہے اور ایجاد محمد ﷺ کی تو محمد ﷺ کا میم بھی مشدود بنایا اب دونوں کی معیت یعنی لام اور میم کو تم پاؤ گے۔

نور سے نور ایجاد پیاری	جس کے لئے ہے خلقت ساری
نور کے تڑکے دیکھ دکھالو	جاگو جاگو سونے والو!
قد جاء کم من اللہ نور	اور کتاب و سنت روشن
دونوں کے حق اوتیت بنا لو	جاگو جاگو سونے والو!

تشریح: بخاری اور مسلم کے استاد امام عبدالرزاق نے بسند خود اپنے مصنف میں

جو طویل حدیث نور مصطفوی کے متعلق روایت کی ہے جسے اکابر محدثین نے بتلقی قبول ذکر کیا ہے اس میں خلق نور نیک من نورہ کے لفظ مبارک ہیں اور اس کا مطلب شعر میں واضح ہے اور ناظم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا کہ تمام خلقت حضور انور معلم و مقصود کائنات ﷺ کے لئے ہے اور یہ کتاب و سنت سے ثابت ہے کہ آپ وجہ ایجاد و بقاء ہیں پھر حضور انور ﷺ کے نور پر قرآنی آیت مبارک پیش کی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قد جاء کم من اللہ نور بے شک آیا تمہیں پاس اللہ کی طرف سے نور اور

کتاب و سنت کی روشنی میں آپ پر نور کا اطلاق فرمایا گیا ہے مشکوٰۃ شریف میں ہے
 اوتیت القرآن و مثله معہ مجھے قرآن اور اس کے مثل دیا گیا۔ آگے حکیم ملت نے
 بستر بند تو حید کے مدعیوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔

قل هو اللہ احد آیا تشنیہ جمع نے یہ رتبہ نہ پایا
 بستر بند تو حید سنبھالو جاگو جاگو سونے والو
 بلغ لتبین آیا سمجھو تو کس نے فرمایا
 بے سمجھے چاہے بہکالو جاگو جاگو سونے والو

تشریح: اللہ تعالیٰ نے حضور انور ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے میرے محبوب

کائنات سے میرا تعارف کرو اور فرما دو کہ اللہ ایک ہے یعنی آپ نے مجھے پہچان لیا ہے
 اب اگر دو نے پہچان لیا ہوتا تو فرماتے تو لا اے دونوں مدعیان تو حید تم دونوں کہہ دو کہ
 اللہ ایک ہے اور اگر تمام نے پہچان لیا ہوتا تو فرماتے تو لو اے تمام مدعیان تو حید تم کہہ
 دو اللہ تعالیٰ ایک ہے بلکہ جس نے پہچان لیا تھا اس سے کہہ دیا گیا کہ آپ فرما دیجئے کہ
 اللہ ایک ہے ۶/۱۴ سورۃ مائدہ میں آیت ۶۷ میں فرمایا گیا ہے کہ اے مبعوث آخریں
 رسول تو پہنچا دے جو کچھ تجھ پر تیرے رب کی جانب سے اتر ا اور پھر ۱۲/۱۴ نمل آیت
 ۴۴ پر ہو ہم نے اے محبوب تم پر یہ یادگار (کتاب و سنت) اتاری کہ تم بیان کرو لوگوں
 کے لئے کیا اترا ہے۔ آخر صفحات میں آپ نے جو اشعار فرمائے ہیں ان میں سے
 چند مشتمل نمونہ پیش خدمت ہیں بغیر تبصرہ کے۔

ملت میں تفریق نہ کرنا
 ولا تفرقوا سے پالو
 دین اسلام پہ جینا مرنا
 تکفیر اگر اسلام میں ہوتی
 اپنے نبی پہ نظر ڈالو
 جاگو جاگو سونے والو
 بھولے کو بھولا کہتے رہنا
 کس مطلب کا ہے یہ کہنا
 جاگو جاگو سونے والو
 اور نہ کچھ تکفیر کا ماہر
 جاگو جاگو سونے والو
 ہے سوتوں کو جگانے والی
 جاگو جاگو سونے والو
 فتنہ تو ختم جہاد سے ہوگا
 بسم اللہ ہاں نام مولا

عالم اسلام کے لئے بیداری کا پیغام مثلث حالی آسان طرز پر حکیم ملت نے تحریر فرمایا
 ہے تاکہ الفاظ بھی سادہ اور معنی کی طرف بھی سوچو تو ہر شعر میں جو سوال ہے اس کا
 جواب بھی دلیل کتاب و سنت سے دیا ہے۔ کتاب کیا ہے سمندر کو کوزے میں بند کیا
 ہے۔ اس میں دھرتی کے متعلق سوال و جواب دونوں سے اشعار مزین ہیں اور پھر
 قرآنی آیات اور احادیث کی طرف جو اشارے فرماتے ہیں وہ بھی نقل فرماتے ہیں
 اگر کوئی صاحب علم و عرفان اس کتاب کی شرح لکھنا چاہے تو ایک ضخیم جلد لکھی جاسکتی
 ہے کیونکہ اس میں فلسفہ منطق اور کتاب و سنت تمام کا مجموعہ پایا جاتا ہے۔

صحیفہ تحقیقات

حکیم ملت پیرسید محمود شاہ محدث ہزاروی کی تالیفات میں سے ایک اہم اور مشہور تالیف ہے۔ اس کتاب کا نام صحیفہ تحقیقات ہے اور خزانہ روایات مسلمہ بھی ہے اس کتاب میں نظم بھی ہے اور نثر بھی تصوف بھی ہے اور احکامات فقیہ بھی اور تاریخ بھی ہے۔ یہ کتاب ۲۲۰ صفحات پر مشتمل ہے کتاب کے سرورق پر مندرجہ ذیل بیان درج ہے پارہ ۲۶ سورۃ فتح آیت ۹۸ کا خلاصہ مطلب اے حبیب ہم نے تمہیں گواہ یعنی حاضر و ناظر بنا کر بھیجا اور خوش خبری اور ڈر سنانے والا۔ اے لوگو یہ (اس لئے) تاکہ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم پر ایمان لاؤ اور اس (آخری نبی برگزیدہ) رسول کریم کی ہر طرح تعظیم و توقیر کو اور (اس وحدہ لا شریک) خداوند عالم کی (جس کا مظہر اتم یہ آخری پیغمبر ہے) تسبیح (عبادت و ذکر) کرتے رہو صبح و شام کی تعمیل میں صحیح ایمان و توحید و عبادت کے ادلہ اربعہ سے لئے ہوئے مقدس مضامین کا سلسلہ مقالات محمود اسلامی اتحاد و وحدت و مساوات پر تحقیقات کی جامع و مستند کتاب زاد محمود دریا و محبوب کی جلد سوم مسکئی بہ صحیفہ تحقیقات خزانہ روایات۔ کتاب کے اندر سرورق میں مندرجہ ذیل جملوں کا اضافہ ہے۔ ملت و ملک کے بقاء ارتقاء استحکام میں عین اس طرح اہمیت و ضرورت ہے جس طرح کہ ایک ماہر و خصوصی معالج کو اپنے خاص متعلقین کو متعدی الضرر امراض کے خطرناک جراثیم سے بچانے میں صحیح اور مفید تدابیر کا اختیار کرنا اہم ضروری ہوتا ہے۔ کتاب کے آغاز میں بسم اللہ شریف درج ہے اور پھر جو اشعار درج ہیں ان میں چند درج کئے جاتے ہیں

با بسم اللہ موصل جا اللہ بسم اللہ میں آتے یہ ہیں
 وہ اللہ یہ جس کے بندے ذات صفات بتاتے یہ ہیں
 لا شریک وہ معبود ان کا جس کے حبیب کہلاتے یہ ہیں
 نور ہیں عبد رسول ہیں اس کے غالب دین کراتے یہ ہیں
 صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم

تشریح:

(۱) اس میں مسنون طریق آغاز کار خیر کے علاوہ حضور مظہر اسماء و صفات کو سراپا اسم ذات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت پر اشعار ہیں کہ اہل علم و عرفان فرماتے ہیں اسم اللہ حضور ہیں اسم علامت کو کہتے ہیں جو ذات پر دلالت کرے اور دلالت میں تین باتیں ضروری ہیں ذات غیر واسطہ میں ذات ذات الہی ہے غیر عام عالم خلق اور واسطہ درمیان ذات الہی اور خلق کے اسم اللہ یعنی حضور ہیں صلی اللہ علیہ وسلم جو وجہ وصل والصالق ہیں۔

(۲) وہ اللہ جس کے الخ اس میں پارہ ۲۶ سورۃ فتح کی آیت ۲۸، ۲۹ پر اشارہ ہے وہی پڑھ کر غور کرو کہ اس کی الوہیت و خدائی پر یہ اور ان کی عظمت و محبوبیت پر وہ کافی گواہ ہے۔

(۳) اہل تحقیق و عرفان کا اس پر اتفاق ہے کہ جب تک رب محمد پر ایمان نہ ہونہ توحید صحیح نہ ایمان مقبول ورنہ تو خوف خدا اور الوہیت و ربوبیت الہی کا شیطان بھی مدعی ہے انی اخاف اللہ رب العالمین O کہتا ہے

ایمان وہ ہے جو ان کی اتباع عشق و ادب میں ہو تو تو حید وہ ہے جو ان کی سند و نسبت سے ہو کہ مرتبہ وجود میں صرف اللہ تعالیٰ اور مرتبہ ایجاد میں صرف حضور ہیں باقی ظل و عکس ہیں۔

(۴) ان آیات احادیث و آثار سے ثابت ہے کہ جس میں آپ کی نورانیت عبدیت و رسالت کا بیان ہے دیکھو مواہب اللدنیہ شفا شریف، خصائص کبریٰ و صحاح وغیرہ اور قرآن کریم پ ۴۲ فائدہ آیت اور پ ۱۵ بنی اسرائیل پہلی آیت اور پ ۱۹ اعراف ۱۵۱ آیت اور پ ۲۶ فتح ۲۸ و امثالہا سے ماخوذ ہے۔

(۵) پ ۲۶ فتح آیت ۲۸، ۲۹ پر مشعر ہے۔

(۶) اس میں حضور کے اصول و فروع کی پاکیزگی و تطہیر پر ایمان ہے جو کہ کتاب و سنت اجماع و قیاس سے ثابت ہے اور اس اخلاف حق کا خلاف ہے۔ پ ۲۶ فتح آیت ۲۲ حزاب آیت ۳۳ کا مضمون یاد دلایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام صغیرہ کبیرہ گناہ کے ارتکاب سے تو خود بلکہ اس کے وہم اور قصد سے بھی معصوم مخلوق ہوتے ہیں پس لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک و ماتاخر سے آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے معاصی و خطایا کی مغفرت مراد ہے اور دیگر خواص خدام امتیوں کی بالتبع۔

(۷) فائدہ ۶ کے دلائل کے بعد عن ابن عمرؓ مرفوعاً قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اول من اشفع له یوم القیامة من امتی اہلبیتی ثم الاقرب فالاقرب الی قریش ثم الانصار ثم من امن بی

واتبعنی من الیمن ثم العرب ثم الاعاجم و من اشفع له اولاً
افضل (دارقطنی، ملخص)

(۸) مظہر حق الخ حدیث بخاری من رانی فقد (ای الحق امثالها آیات و
احادیث سے ماخوذ ہے حکیم ملت فقیہ و مفتی اسلام پیر سید محمود شاہ صاحب
محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل و
مناقب میں یوں تحریر فرماتے ہیں۔ عالم رشد و توحید و ہدایت و ایمان کا وجود
ہی اس باعث ایجاد و بقاء وجہ جو دو عطاء سے ہے علم ادب عرفان والے حضور
کو روح کون و حیات دو جہان کہتے ہیں آپ کے ایک طفیلی سیدنا عیسیٰ علیہ
السلام کا مردے جلانا نص قطعی قرآن کریم سے ثابت ہے وہ فرماتے ہیں
احی الموتی جن کے مفضول و طفیلی کی یہ شان ہے خود اس مقصود کی شان کیا
ہوگی افراد ممکنات و کائنات و عالمین کا وجود و بقاء ہی جس کی خاطر ہے آپ
کا اسم پاک ہے محی حیات بخشے زندہ فرمانے والے بے عطاء الہی مطالع
المسرات شریف میں ہے اسمہ محی الحیات جمیع الکون بہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فہو روحہ و حیاء و سبب جو دہ و
بقائہ (زاد البیب فی ذکر الحیب) غرض عالم کو آپ نے زندگی
بخشی مردے تو آپ کے طفیل انبیاء اولیاء نے بھی زندہ فرمائے جیسا کہ
کتاب و سنت و آثار سے ثابت ہے کہ دیکھو ہجرت الاسرار وغیرہ کہ حضور غوث
الاعظم رضی اللہ عنہ اور آپ کے درویشوں نے بھی مردے زندہ فرمادیئے۔
شرح سیدی عثمانی میں ہے نعمتان موجود عنده نعمة الایجاد و

نعمة الامداد هو صلى الله عليه وآله وسلم الواسطة فيها اذ
 لولا سبقة وجوده ما وجد موجود ولولا وجود نوره في
 ضمائر الكون لتهدمت دعائم الوجود الخ اور كتنے ہی مردوں کو
 زندہ فرمانا بھی ثابت ہے قصیدہ نعمانیہ میں ہمارے حضرت امام ابوحنیفہ عرض
 رسان ہیں روضہ اقدس پر بختاب عرض کرتے ہیں دست بدستہ

و دعوت ربك في ابن جابر بن الذي قدمات احياه و قد ارضاك

یہ کفایت کرتا ہے اعتماد کو شواہد النبوت سے حضرت امام کے اس شعر مبارک کی شرح
 میں لکھا ہے کہ جابرؓ سے مروی ہے کہ میں نے حضور کی ضیافت کی۔ ایک برہ (دنبہ)
 ذبح کیا اور اپنے کام میں مصروف ہوا تنہائی میں میرے بڑے لڑکے نے چھوٹے کو
 برے کی طرح ذبح کر ڈالا نا سمجھی سے پھر سیڑھی پر سے گرا وہ بھی مر گیا میری اہلیہ نے
 بڑی دلیری سے ان کو گدڑی میں چھپا دیا اور کسی کو نہ بتایا کہ ضیافت میں حرج نہ آئے
 کھانا تیار ہوا حضور تشریف لائے کھانا رکھا تو آپ نے اپنے بچوں کو طلب کیا کہ وہ بھی
 ہمراہ کھائیں میں نے اہلیہ سے پوچھا اس نے کچھ عذر کر کے ٹال دیا تناول فرمائیں گھر
 والے بعد میں تبرک سے مشرف ہوں گے میں نے عرض کیا فرمایا نہیں جب تک وہ نہ
 آئیں ہم کھانا شروع نہ کر دیں گے اس پر اہلیہ نے گدڑی اٹھا کر دکھادی میں حیران رہ
 گیا گھر میں شور مچ گیا رحمة للعالمین نائب قدرت خدا مظہر ذات صفات الہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے فرط محبت و شفقت سے دعا فرمائی ان بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرنے والے
 ہر شے کو عدم سے ظہور میں لانے والے مردوں میں روح پھونکنے والے انہیں زندہ فرما
 دے وہ فوراً دونوں زندہ ہو گئے اور مل کر کھانا کھایا۔ (رحمة رحمان شرح قصیدہ النعمان)

منکر قدرت حق سے منکر ہیں واللہ علی کل شئی قدير و بالا جایة جدیر -
 اولیاء کا اجماع ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ راز الہی و سر اللہ ہیں جو تمام روحوں
 میں پھیلا ہوا ہے انہی کی خوشبو سونگھ کر رو حیں حیات پاتی ہیں۔ (الاستمداد صفحہ ۶)
 (صحیفہ تحقیقات صفحہ ۲۹)

محبوبان خدا کی ندایا تو سل استعانت استمداد و تعظیم ادب تو سل کی مشروع کو مباح
 صورتوں کو جن پر خیر القرون کے صلحاء کا عمل تھا یا اس پر انہی قطعاً ثابت نہیں اسے
 بدعت شرک یا ضلالت وغیرہ کہنے والے گویا صاف اور صریح طور پر سلف صالحین کی راہ
 ہدایت کو گمراہی کہہ رہے ہیں غرض ان کے نزدیک ایمانیات ہی کا نام شرک ٹھہرا تو ان
 کا ایمان و مذہب ظاہر ہے کہ شرک و کفر ہی ہے معاذ اللہ واللہ الھادی۔

(۲) ندابا اسم کریم پارہ ۱۸ سورۃ نور کی آیت ۶۳ سے ممنوع ہے بوجہ بے ادبی و
 بے تعظیمی کہ جب تک کمال تعظیم و ادب و اکرام کی صورت نہ ہو صرف اسم کریم سے ندا
 قطعاً ممنوع ہے چنانچہ ابو نعیم ابن عباس سے اس کی تفسیر میں راوی کہ نام پاک اور
 کنیت کریمہ سے لوگ خطاب کرتے تھے نہاھم اللہ عن ذالک اعظا
 مالنبیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقالوا یا نبی اللہ یا رسول اللہ اس سے
 ان کو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا تو وہ یوں کہا کرتے یا نبی اللہ یا رسول اللہ یہ اللہ تعالیٰ نے
 اپنے آخری نبی اکرم حبیب و نائب اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال تعظیم و عزت و
 ادب سکھانے کو اس سے منع فرمایا اس طرح بیہقی امام علقمہ و امام اسود اور ابو نعیم امام
 حسن بصری و امام سعید بن جبیر سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے لا تقولوا یا
 محمد ولكن قولوا یا رسول اللہ یا نبی اللہ حاصل یہ کبھی نام اقدس سے

خطاب نہ کرو کمال تعظیم و ادب و اکرام کی صورت سے خطاب کرو اور امام قتادہ تلمیذ انس بن مالکؓ سے بھی اس طرح مروی ہے لہذا علماء و مشائخ اہل سنت کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ محض اور صرف نام اقدس سے بے تعظیسی و بے ادبی بے امتیازی کی صورت میں ندا کرنا حرام ہے واقعی جن کو اللہ تعالیٰ کہ ان کا مالک و مولیٰ ہے صرف نام لے کر نہ پکارے بلکہ کمال محبت و اکرام کے خطابات سے مخاطب فرمائے تو یہ مومنوں کی تعلیم کے واسطے ہے پھر کیا حق کہ غلام و خدم راہ ادب و اکرام سے تجاوز کریں امام زین الدین عراقی و علامہ فاسی و ابن حجر و سیوطی و قاضی عیاض و زرقانی و خفاجی، بنہانی، شامی و حلبی وغیرہم محققین فرماتے ہیں کہ اگر یہ لفظ کسی دعا منصوصہ ماثورہ میں وارث ہو جو خود حضور ﷺ نے تعلیم فرمائی جسے وہ دعاء وسیلہ جس میں آیا ہے یا حمدانی توجہت بک الی ربی تاہم اس کی جگہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہنا چاہئے حالانکہ الفاظ دعاء میں حتی الوسع تغیر نہیں کیا جاتا اور اس پر صاف دلالت موجود ہے ان الفاظ میں نیک الذی ارسلت و رسولک الذی ارسلت انتھی معرکہ حلب میں ندا باسم کریم بحالت اشد اضطرار و بے قراری ہے نیز اسم اقدس کو کمال و نہایت مدح کے معنوں پر مشتمل جان کر اور نیز یا نصر اللہ ساتھ قرینہ تعظیم و توقیر موجود ہے۔

(۳) اب غوث الكل غياث العالمين ناصر و والی مومنین اولی بالمؤمنين من انفسهم ﷺ کی اعانت و امداد دیکھئے نہ صرف بعباء الہی اپنے خدام اہل اسلام کو بچایا ہی بلکہ ان کے اس انتہائی دشمن و مخالفت متعصب شخص کو جسے اسلام و مسلمین سے اس درجہ بیر ہے کہ صرف صلح کے الزام میں اپنے عزیز ترین قوم کے قتل عام تک سے باک نہ کیا بلکہ سگے بھائی کو قتل کر دیا قومی سینکڑوں لوگ مارے

گئے اس کو اور اس کی پوری سلطنت کو کس لطافت و خوبی سے اپنے غلاموں میں ملایا کہ مال غنیمت کثیر کے علاوہ اسے اپنی تمام شدتوں کا نعم البدل بھی بنایا اور اس اسلام کے دشمن کو جس نے چار پانچ ماہ تک مسلمانوں پر مصیبت کا عالم برپا کر رکھا حضور نے اپنے نیاز مندوں کی فریاد و استغاثہ و استعانت استمداد کو شرف سماعت و قبول بخشا کہ اسی دشمن کے عالم خواب میں آ کر اسے اپنے سرکار کا سائل بنایا اسے کلمہ شہادت تلقین فرما کر دست اقدس چومنے کی دولت عظمیٰ عطا فرما کر مشرف بہ اسلام فرمایا۔

(۴) اس کے اس سوال پر کہ مجھے عربی زبان آ جائے لائعم کا اظہار نہ فرمایا مگر اٹھا تو فصیح عربی بولنے والا بنایا گیا طلب و عطاء میں کچھ فرق و فاصلہ نہیں۔ صحیفہ تحقیقات صفحہ (۱۰۲)

ذکر جہر

ذکر کا معنی ہے ورد کرنا اور جہر کا معنی ہے آشکار یا ظاہر اگر ہم یہ معنی کر کے کہ اللہ کو جہر سے یاد کرنا۔ ذکر جہر مسئلہ مختلف فیہ تو نہیں یہ مسئلہ تو مسلم ہے لیکن منکرین ذکر حق نے اس مسئلہ کو بھی مختلف فیہ میں شامل کیا ہے۔ اس مسئلہ پر محققین نے رسائل و کتب لکھی ہیں ان میں شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے نتیجۃ الفکر فی الجہر بالذکر تالیف کی ہے جو کہ الحاوی للفتاویٰ کی پہلی جلد میں موجود ہے۔ حضرت علامہ مولانا عبدالحی لکھنوی نے بھی سباحۃ الفکر فی الجہر بالذکر تالیف کی ہے اور شیخ نجم الدین المعروف بہ ہڈے صاحب قادری نے بھی

ذکر جہر پر رسالہ تالیف کیا ہے اس طرح شیخ محمد تھانوی جو شیخ رشید احمد گنگوہی کا استاد تھا اس نے بھی ذکر بالجہر پر کتاب تالیف کی ہے جو کہ سو صفحات پر مشتمل ہے جس کا نام دلائل الاذکار فی الجہر و الاسرار ہے۔ علامہ غلام رسول سعیدی صاحب نے ذکر بالجہر نامی کتاب تالیف کی ہے جو کہ دو حصوں پر مشتمل ہے شاہ محمد غوث لاہوری نے بھی ذکر بالجہر عربی زبان میں رسالہ تالیف کیا ہے اس طرح حکیم ملت فقیہ و مفتی اسلام حضرت پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی نے فتویٰ ذکر جہر نامی کتاب تالیف کی ہے جو کہ چونسٹھ صفحات پر مشتمل ہے اس کتاب کے سرورق پر آیت کریمہ وانہ لذکر لک ولقومک وسوف تسئلون اور حدیث شریف اذکروا اللہ ذکرا یقول المنافقون انکم راؤن O درج ہیں اور پھر نیچے مندرجہ ذیل جملے بھی درج ہیں خدا و خاصان خدا کے ذکر جہر کے ثبوت پر دنیائے اسلام کے لئے مثالی کتاب مستطاب مسمی بہ فتویٰ ذکر جہر درج شدہ ہیں۔ اس کتاب میں انتالیس عنوانات ہیں حکیم ملت محدث ہزاروی سے اس مسئلہ کے متعلق سوال کیا گیا آپ نے اس سوال کے جواب میں مرقوم فرمایا۔ کتاب کے آغاز میں خلاصہ سوال سائلین جو درج ہے وہ مندرجہ ذیل ہے۔ دنیائے اسلام کے بلاد و امصار میں علماء و مشائخ و عامۃ المسلمین صالحین کا متفقہ دائمی پسندیدہ معمول ہے کہ مسجد میں بعد نماز فجر و جمعہ وغیرہ ذکر اللہ صلواتہ والسلام درود شریف قرآن خوانی و نعت خوانی کا معمول حسب اجازت و معمول اولیاء کرام جہر سے باجماعت و حلقہ کی صورت میں برعایت ادب و اخلاص کیا جاتا ہے اور پڑھنے سننے والوں پر سکون اطمینان برکت و مسرت کا نزول ہوتا ہے اور غفلت والوں کے حق انتباہ بھولے ہوؤں کو یاد دہانی خدا و رسول کے امر و ہدایت کی بجا آوری اور ہمیشہ ذکر حق

میں رہنے والوں کو موافقت کی عظیم نعمت میسر آتی ہے آج کل بعض مدعیان اسلام محض اپنے یا دوسرے کی نفسانی خواہشات کی خاطر قرآن ذکر خدا اور رسول اور مناقب اولیاء کو موجب ناگواری و ناپسندی کا ٹھہرا کر بعض آیات و روایات کی آڑ لے کر جو محض کسی خاص حکمت و ضرورت کے تحت ذکر خفی کا افادہ کرتی ہیں قرآن خوانی اور خدا اور رسول اولیاء صالحین کے ذکر و بیان سے منع کرتے ہیں اور کسی نہ کسی بہانے اہل اسلام میں ناحق تفرقہ پیدا کرتے ہیں؛ دریافت طلب ہے کہ قرآن و ذکر اللہ صواۃ و سلام اور مناقب انبیاء و اولیاء صالحین میں جہر و اظہار و بیان شرعاً جائز و مفید ہے یا نہ؟ اور اسے ناجائز اور ناگوار کہنا ناپسند رکھنا اللہ و رسول اور بزرگان دین و طریق صالحین کے ساتھ عقیدت و محبت کی علامت ہے یا بد عقیدگی و بغض و عداوت کی نشانی بیخبر و اجروا۔

الجواب: بعون اللہ الملک المعبود الملہم للصدق والصواب بہ البدایة و منہ الہدایة و الیہ المآب۔ کتاب و سنت و آثار سے اور معمول اختیار سے عقل و نقل کے اتفاق و اعتبار سے اللہ کی مسجدوں میں اور بعد نماز و عبادت ذکر اللہ تکبیر تسبیح اور درود شریف صلوٰۃ و السلام اور ذکر سیرت و نعت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم ذکر انبیاء و اولیاء صالحین بلا شک و شبہ علی الاطلاق جائز اور مشروع و مفید ہے اور اس اطلاق و عموم میں قرأت و ذکر و بیان کی باادب و اخلاص تمام صورتیں داخل و شامل ہیں جہر و اخفاء، انفرادی، اجتماعی، اتفاقی، اہتمامی، تابیدی، توقیتی، بالعیین، بلاعیین، وقت و حال و مقام دین و ایمان والوں کے لئے قطعاً یقیناً یہ امور باعث اطمینان و سرور موجب خیر و برکت و امن و امان اور سبب نزول رحمت ہے سے امور خیر و برکت سے

پریشان ہونا اور ان کو ناگوار ناپسند رکھنا ان سے روکنا انہیں موجب پریشانی و ایذا و حشت تصور کرنا اور ان میں جمہور اہل اسلام کی مخالفت کرنا ہرگز خدا رسول اور بزرگان دین و طریق مسلمین کے ساتھ اتفاق عقیدت و محبت کی علامت نہیں بلکہ یہ تو بد عقیدگی اور بغض و عداوت کی نشانی ہے اور بڑی کم نصیبی و محرومی کی دلیل ہے اللہ تعالیٰ ہمارے دینی و ایمانی بہن بھائیوں کو اس میں مبتلا نہ فرمادیں کہ یہ تو دعویٰ دین و ایمان کی ایک قسم کی تردید ہے معاذ اللہ تعالیٰ بطفیل اپنے حبیب پاک اور ان کی آل و اولاد (اصحاب اور بزرگان دین کے ہمیشہ اپنے ذکر و طاعت اپنے حبیب کے ادب و اطاعت محبت قرآن و سنت کی قرأت حفظ اور انبیاء و اولیاء صالحین کے ذکر و اتباع و محبت میں نہایت استقامت اور ترقی پر رکھیں آمین یا رب العالمین۔

۱۲/۵ نساء پروردگار عالم کا ارشاد ہے فاذا قضیت الصلوة فاذا کروا اللہ قیاماً و قعوداً و علیٰ جنوبکم پھر جب تم نماز ادا کر چکو تو اللہ کا ذکر کرو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر۔ اس آیت سے بعد نماز ذکر اللہ اطلاق و عموم کے ساتھ جائز و مشروع ہونا ثابت ہوا اور اصول ہے المطلق لیجری علی اطلاقه مطلق و عام حکم اپنے اطلاق و عموم پر رہتا ہے۔ ذکر جہر بھی اس اطلاق و عموم میں داخل و شامل ہے۔ ذکر کی جمیع اقسام کے ساتھ ذکر جہر بھی مشروع و جائز و ثابت ہے۔ چنانچہ درمنشور شریف ۲/۲۱۲ مطبوعہ مصر میں اسی آیت کی تفسیر باخراج امام ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم ابن عباس سے ہے باللیل و النهار فی البر و البحر و فی السفر و الحضر و الغنی الفقر و السقم و الصحة و السر و العلانیة و علی کل حال رات دن تری خشکی سفر گھر و تو نگری محتاجی بیماری صحت پوشیدہ و ظاہر

اور ہر حال میں ذکر کا ارشاد فرمایا۔ (فتویٰ ذکر جہر صفحہ ۸)

حکیم ملت ذکر بالجہر کی مزید تفصیل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔ فائدہ: علاوہ کتاب و سنت کے امر علی الاطلاق کے سنت نبوی اور سنت صحابہ سے متفقہ طور پر بعد نماز ذکر جہر ثابت ہوا بلکہ عبد اللہ بن زبیر کے ذکر جہر و بیان پر صحابہ کرام کا بلا تکلیف تسلیم فرمانا اسے تسلیم و تقریر پر محدثین کے اصول پر اجماعی حیثیت دیتا ہے اور اگر انصاف سے دیکھا جائے تو ذکر حق کے جہر و اظہار کو ناگوار رکھنا اور اس سے منع کرنا اہل اسلام سے بہت بعید بات ہے کہ اگر ایسا ہو تو معاذ اللہ بنیاد دین ہی منہدم ہو جائے کہ نبوت و رسالت سراپا دعوت دعا اور ذکر و تبلیغ حق ہے جو سراپا اظہار و جہر پر مبنی ہے اگر خدا نخواستہ دعا ذکر کا جہر اظہار ہی مشروع و جائز نہ ہوتا تو نہ اللہ تعالیٰ کی توحید اہل عالم تک پہنچتی نہ رسالت سے کوئی آگاہ ہوتا نبوت و رسالت کے امور و احکام و ہدایات کا تمام ترمذار ہی جہر و اظہار پر ہے فاصدع بمتاؤ مروا عرض عن المشرکین علانیہ کہہ دو جس کا تمہیں امر ہے اور مشرکوں سے منہ پھیر لو۔ یعنی امر حق کی بجا آوری میں دشمنان حق کی پرواہ نہ کرو جنہیں ذکر حق ناگوار اور ذکر ایں و آں بہار ہے وہ اپنا اندیشہ کریں کہ کہیں وہ ایسا کرنے سے اس زمرہ میں شامل نہ ہوں جس میں شمار شائد وہ پسند نہ کریں پروردگار عالم کا فرمان پکارو اللہ کو نرے اسی کے بندے ہو کر چاہے کافروں کو یہ برا لگے طاعت و ذکر حق کا علی الاطلاق امر ہے کسی کو ناگوار ہو تو وہ جانے بہر حال امر حق بجالاتا ہے۔

اے دل اگر بدیدہ تحقیق بنگری مشغول ذکر باش بمنکر نہ بنگری

حضرت ابو سعید مدنیؓ سے مروی ہے کہ معلم خیر و برکت سرور کائنات ﷺ نے فرمایا

اکثر و اذکر اللہ حتی یقولوا مجنون رواہ احمد و ابو یعلیٰ و ابن
حبان فی صحیحہ و الحاکم و قال صحیح الاسناد اس کثرت سے اللہ کا
ذکر کرو کہ لوگ کہیں دیوانے ہیں۔ ترغیب و ترہیب ۲/۳۹۹۔ فائدہ: یہ ذکر جہر کے حق
بہ نسبت خفی کے زیادہ کھلی دلیل ہے۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے مذکر عالمین
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اذ کروا اللہ یقولوا المنافقون انکم مراؤن۔
طبرانی۔ اس طرح اللہ کا ذکر کرو کہ منافق کہیں تم دکھاوا کرنے والے ہو۔ یہ دونوں
حدیثیں اللہ کے ذکر کو علی الاطلاق مگر ذکر جہر کو خصوصاً ثابت کرتی ہیں حتیٰ کہ لوگ کہیں
دیوانے ہیں یہاں تک کہ منافقین کہنے لگیں کہ تم لوگوں کو دکھاوا کرنے والے ہو یہ معنی
ذکر خفی کے حق میں نہیں بلکہ ذکر جہری سے متعلق ہو سکتے ہیں۔ الحاوی للفتاویٰ
۳۹۰/۱ میں امام حافظ الحدیث جلال الدین سیوطیؒ ان پر دو حدیثوں کے بعد فرماتے
ہیں ان میں ذکر جہر پر دلالت کی وجہ یہی ہے کہ ان ذالک انما یقال عند
الجہر دون الاسرار کہ ذکر کرنے والوں کے حق ریائی یا دیوانے کہنا ذکر جہر ہی کی
صورت میں ہوتا ہے نہ کہ پوشیدہ ذکر کے وقت۔ اشعۃ اللمعات ۲/۲۲۵ کتاب اسماء
اللہ میں حضرت بریرہ سے مروی ہے کہ میں عشاء کے وقت حضور ﷺ کے ہمراہ مسجد
میں آیا تو دیکھا فاذا رجل یقرأ و یرفع صوتہ کہ ایک شخص مسجد میں قرآن
شریف پڑھ رہا تھا اور قرأت بلند سے کرتا تھا تو میں نے عرض کیا ہذا مُرأٌ یہ ریائی
ہے (دکھاوے کرنے والا ہے) قال بل مؤمن منیب فرمایا نہ بلکہ مؤمن اللہ تعالیٰ
کے حضور توجہ کرنے والا ہے۔ (فتویٰ ذکر جہر صفحہ ۱۳)

۹/۱۵ انفال انما المؤمنون الذين اذا ذكر الله وجلت قلوبهم و اذا تليت عليهم آياته زادتهم ايمانا على ربهم يتوكلون O ايماندار تو وہی ہے کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل (اللہ سے) ڈر جائیں اور جب ان پر اس کی آیتیں پڑھی جائیں تو ان کا ایمان ترقی پائے اور اپنے رب پر بھروسہ کریں یہ آیت بھی ذکر جہر اور جہری تلاوت کے شرعاً جائز اور مفید ہونے کو بخوبی بیان کرتی ہے اور ذکر اللہ سے خوف خدا اور تلاوت سے زیادتی ایمان اور رب پر توکل مومنوں کی خصوصی شان بتلاتی ہے اس میں ذکر و تلاوت اور خوف و توکل والوں کی فضیلت اور ذکر و تلاوت کی مطلق اور کھلی اجازت و ترغیب ہے۔ مذکورہ بالا ہر دو آیات کے مضمون و اطلاق سے ہر ذکر اللہ خواہ اسم اللہ ہی کا ذکر ہو یا تہلیل تسبیح ہو یا قرأت کتاب و سنت و مناقب انبیاء اولیاء صالحین جو زندہ اور مرگزاروں کے لئے دنیا برزخ اور قیامت سب احوال و مقامات میں نافع ہونا معلوم ہوا کہ اطلاقات شرعیہ اپنے عموم و اطلاق پر ہی ہمیشہ جاری رہتے ہیں تا آنکہ دلیل شرعی نصاً یا دلالتاً قائم نہ ہو جائے۔ (فتویٰ ذکر جہر صفحہ ۳۴) حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ آگے تحریر فرماتے ہیں۔ صحیح بخاری میں بروایت ابو ہریرہ حدیث میں ہے یقول اللہ انا عند ظن عبدی بی و انا معہ اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسہ ذکرته فی نفسی وان ذکرنی فی ملاء ذکرته فی ملاء خیر منہ۔ میں اپنے بندہ کے ساتھ ہوں جیسا اس کا میرے ساتھ گمان ہے اور میں اس کے ساتھ ہوں جب وہ مجھے یاد کرے تو جب اس نے مجھے اپنے جی میں یاد کیا میں اسے اپنے جی میں یاد کرتا ہوں اور اگر اس نے مجھے محفل میں یاد کیا میں اس سے بہتر محفل میں اسے یاد کرتا ہوں۔

فائدہ: اس سے ذکر باطنی اور ظاہری دونوں صورتوں میں جائز ہونا واضح ہوا پس انفرادی اجتماعی، خفی و جہری، قلبی و لسانی جمیع اقسام ذکر کا جواز اور اثبات ہوا۔ امام جلال الدین سیوطیؒ وغیرہ محدثین نے تصریح فرمائی ہے کہ والذکر فی ملاء لایکون الا عن جہر فدل الحدیث علی جوازہ ذکر محفل جہری سے ہوتا ہے تو حدیث میں اس کا جواز ہے۔ اشعة اللمعات۔

۱۸۰/۲ قطب الارشاد میں شاہ عبدالحق محدث دہلوی کا حوالہ دے کر فرماتے ہیں دریں حدیث دلیل است بر جواز ذکر جہر۔ اقول بعض لاعلم ذکر جہر کے موروثی مخالف اس کو بھی جہر سے بدل کر بزعم خود فرماتے ہیں کہ محفل میں خفی و نفسی ذکر ممکن نہیں ہے حالانکہ ایسا تصور کرنے کی بھی گنجائش نہیں کہ حدیث قدسی میں فان ذکرنی فی نفسہ کے بعد وان ذکرنی فی ملاء فرمانا صریح دلیل ہے کہ یہ ذکر نفسی اور ذکر خفی کا غیر ہے جو یقیناً ذکر جہری ہے۔ (فتویٰ ذکر جہر صفحہ ۴۵)

آگے تحریر فرماتے ہیں غرض ان نصوص قطعیہ دلائل شریعہ سے خدا و رسول کے ذکر کی مشروعیت اور ثبوت و افدیت میں مومن کو شک کی گنجائش نہیں اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ ذکر مصطفیٰ اور ذکر خدا میں جسم و جان کی نسبت و قرابت و علاقہ ہے کہ تفریق و فرق کی گنجائش نہیں سب ذکر حق ہے دین و ایمان والے اس سے انواع و اقسام کے فوائد و برکات حاصل کرتے ہیں اور اس سے گونا گوں مسرتیں محسوس کرتے ہیں اور اطمینان و سکون پاتے ہیں ابی درداءؓ سے مروی ہے کہ ہادی عالم رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں سب اعمال سے بہتر اور پاکیزہ تمہارے مالک کے ہاں تمہارے درجے بلند

کرنے والا اور سونا و چاندی راہ خدا میں خرچ کرنے سے بہتر اور اس سے بھی اعلیٰ کہ تم اپنے دشمنوں سے مقابل ہو کر ایک دوسرے کی گردانیں مارو جو بہتر ہے وہ نہ بتاؤں صحابہ نے عرض کیا حضور ہاں ارشاد فرمائیں قال ذکر اللہ فرمایا اللہ کا ذکر ہے۔ (فتویٰ ذکر جہر صفحہ ۵۸)

حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں ایک یہ عنوان دیا ہے کہ دنیاوی امور نفسانی خواہش کے لئے ذکر سے ممانعت اور ناگواری و پریشانی و غفلت والوں کے لئے زبردست تنبیہ و عظیم انتباہ۔ بقرة ۱۳/۲ و من اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ و سعی فی خرابہا اولئک ما کان لہم ان یدخلوہا الا خائفین لہم فی الدنیا خزی و لہم فی الاخرۃ عذاب عظیم O اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو روکے کہ ان میں اللہ کے نام کا ذکر کیا جائے اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے یہی لوگ ہیں جنہیں لائق نہیں کہ مسجدوں میں جانے دیا جائے مگر ڈرتے ہوئے ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں بڑا عذاب ہے۔ اللہ اور اللہ والوں کا ذکر مسجدوں سے بند کرنا سب سے بڑا ظلم ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے پیاروں کا ذکر مسجدوں کی آبادی ہے اس سے ممانعت مخالفت مسجدوں کی ویرانی ہے اللہ کی مسجدوں کے ویران غیر آباد کرنے کی سعی کرنا مسلمان مومن کی شان نہیں بلکہ ایسے لوگ مسجدوں میں آنے کے حقدار نہیں بجز حالت خوف کے وہ دنیا میں رسوائی اور آخرت میں بڑے عذاب کے مستحق ہیں پس ایسے لوگ اسلام والوں کے پیشوا اور مقتداء تو کیا علاقہ رکھنے کے لائق نہیں اللہ تعالیٰ

اس بد حالی اور بد انجامی سے ہمارے برادران دین کو محفوظ رکھیں۔ (فتویٰ ذکر جہر صفحہ ۶۰) مزید اختتامی کلمات یوں تحریر کرتے ہیں ۱۰/۲۵ از حرف وانہ لذکر لک و لقومک و سوف تسئلون O اور بے شک وہ (قرآن) سارا ذکر (شرف و بزرگی) ہے تمہارے لئے اور تمہاری قوم (اہل بیت و اصحاب و امت) کے لئے اور عنقریب تم سے پوچھا جائے گا روز قیامت کہ تم نے اس ذکر (قرآن) کا کیا حق ادا کیا اس کی کیا تعظیم کی اور اس نعمت کا کیا شکر بجلائے ذکر اللہ ذکر مصطفیٰ ذکر انبیاء اولیاء صالحین عباد اللہ ذکر موت ذکر نعمت خدا شرعاً بالکل درست مبارک اور باعث اجر و ثواب ہے اور موجب اطمینان امن و ایمان اور ذکر مصطفیٰ تو طاعت خاصہ و عبادت عظیمہ ہے بلکہ دین ایمان کی جان ہے واللہ تعالیٰ و رسوله اعلم و صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم (فتویٰ ذکر جہر صفحہ ۶۳)

حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی نے ذکر جہر کے متعلق کتاب و سنت و اجماع امت سے استدلال دیئے۔ اب ہم حیران ہیں کہ ذکر سے لوگ کیوں منع کرتے ہیں خفی ذکر کا تو کوئی منکر نہیں اور جہر ذکر بھی کسی اور کا نہیں صرف خدا تعالیٰ کا تو اللہ کا نام ان کے کانوں میں کیوں برا لگتا ہے کیا ان کے کان اس بات کو بھی برداشت نہیں کر سکتے کہ اللہ تعالیٰ کا نام سنیں خود اگر ذکر سے غافل ہیں تو کسی کی یاد دلانے میں وہ کیوں جلتے ہیں خود بھی ذکر حق نہیں کرتے نہ خفی اور نہ جہر دوسروں کو بھی منع کرتے ہیں۔

شرافت سادات

حکیم ملت فقیہ و مفتی اسلام پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزارویؒ کی تالیفات میں سے ایک مشہور تالیف شرافت سادات ہے جو ملقب وقایہ السادات کے نام سے بھی منسوب ہے یہ کتاب سادات کرام کی فضیلت پر لکھی گئی ہے اس کتاب میں سادات کرام کا جائز و مشروع مقام بتایا گیا ہے اور نسبی شرافت پر بحث کی گئی ہے چونکہ آج کل عوام میں یہ مروج ہو چکا ہے کہ غیر سید لوگ سیدزادیوں کے ساتھ نکاح کرتے ہیں اور ان کی نسبی شرافت اور فضیلت کا کوئی خیال نہیں رکھتے محدث ہزاروی چونکہ حکیم ملت ہیں اس لئے افراد ملت کی اس بیماری کا بھی فوراً علاج شروع کیا اگر کسی وقت کوئی بیماری پھیل جائے تو دانا حکیم لوگ اس بیماری کے علاج پر فوراً توجہ مبذول کرتے ہیں ایسا نہیں کہ کسی کو ملیریا کی بیماری ہے اور وہ زکام کا علاج شروع کر دیں یا کسی کو دست کی بیماری ہے اور وہ قبض کی بیماری کا علاج کرائے بلکہ جو بھی بیماری پھیل جائے اسی بیماری کا علاج ضروری ہے چنانچہ حکیم ملت محدث ہزارویؒ نے بھی اس ایمان سوز بیماری کا علاج شروع کیا اور غیر سید کا کسی سیدزادی کے ساتھ نکاح کے ناجائز اور ناروا و باطل ہونے پر آپ نے کتاب و سنت و اجماع امت اور جہاد فقہ اسلامیہ سے دلائل کے انبار جمع کر کے پیش کئے کسی کو کیا جرات کہ آپ کے ان دلائل کے رد میں کچھ رد کرے۔ آپ نے اس میں سیف المسلمول و شرافت سادات اور ہدایۃ المؤمنین اور احیاء الادب اور جامع الخیرات و صحیفہ تحقیقات تنبیہ الانام اور ملفوظ محمود نظام مقصود اور انوار قادریہ میں اس مسئلہ کی خوب وضاحت کی ہے اور

دوسرے مؤلفین کی کتابیں مثلاً الشرف المؤمن بدلال محمد امام یوسف نبھانی کی اور رشتہ الصاوی کے تراجم اردو میں بھی خود شائع کئے ہیں۔ مقام السنیہ فی قمع الامثالہ تالیف بھی ایک تحقیقی شاہکار ہے اب تبصرہ صرف آپ کی تالیف شرافت سادات کے متعلق ہے۔ یہ کتاب ۱۳۶ صفحات پر مشتمل ہے کتاب کے آخر میں تمام عالم اسلام کے مفتی حضرات کے دستخط کروانے میں ان کے نام اور ملک اور شہر کے نام بھی درج ہیں۔ پھر منظوم کلام مناقب اہل بیت اور مناقب صحابہ کرام بھی درج ہیں کتاب کے سرورق پر آیت کریمہ یا ایہا الناس انا خلقناکم من ذکر و انشی و جعلناکم شعوباً و قبائل لتعارفوا ان اکرکم عند اللہ اتقاکم مرقوم ہے پھر عربی شعر بھی درج ہے۔

اکرم بہ نسبت طابت عناصرہ اصلاً و فرعاً و قد سادت بہ البشر
 صرمرحبا صدت کہ چناں پرورد گہر آبا ازو مکرم و انباء عزیز تر
 الحمد للہ فحوائے آیت مذکورہ بالا بجواب استفتاء علماء کرام دارالعلوم نوریہ رضویہ پکھی
 شریف فتویٰ بطلاں نکاح سیدہ بغیر کفو بدلائل کتاب و سنت و تصریحات ہر چہار مسلک
 فقہائے کرام و آثار علماء و مشائخ اسلام (پر مشتمل دنیائے اسلام کے لئے مثالی)
 کتاب مستطاب ہدایت مآب مسکئی بہ شرافت سادات ملقب بہ وقایہ السادات درج
 ہیں۔ فہرست مضامین میں ۵۳ عنوان ہیں ایک استفتاء کے جواب میں یہ کتاب لکھی گئی
 ہے وہ استفتاء یہ ہے ایک سید زادی سید کی منکوہ کو ایک غیر سید نے بہکا کر اغوا کر لیا اور
 کسی مجسٹریٹ کے پاس اس سے رضامندی کے بیان بھی دلوائے اور مجسٹریٹ سے
 اجازت کا بھی کہتا ہے اور نکاح کر لینے کا بھی کہتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ کچھ عالموں

سے اس کے جائز ہونے کا فتویٰ حاصل کر لیا ہے دریافت طلب ہے کہ مذہب اسلام میں سیدہ سے غیر سید کے نکاح کا کیا حکم ہے بینواتوجروا کتاب وسنت فقہ اسلامی کے دلائل سے جواب عنایت فرمادیا جائے۔ سائل مہتمم دارالعلوم جامع محمدیہ نوریہ رضویہ پکھی شریف تحصیل پھالیہ ضلع گجرات۔ احقر العباد محمد بشیر ہزاروی۔

الجواب: بعون الملک الملک للصدق والصواب بہ البدایة

والیہ المآب سادات حسنی حسینی کو سید اور غیر سید کہنا اسلامی اصطلاح میں اسی لئے ہے کہ یہ قعاً ناروا حرام و اشد حرام دین و ایمان کو تباہ و برباد کر دینے والا کام ہے۔ سیدہ حسینیہ سے کسی غیر سید کا نکاح کرنا ہرگز جائز نہیں اگرچہ عالم بزرگ و بادشاہ کتنا ہی بلند مرتبہ و منصب والا ہو کوئی غیر سید سیدہ کا کفو نہیں اور غیر کفو سے نکاح شرعاً بے محل اور باطل اصلاً غیر منعقد ہے اور صورت سوال میں مغویہ تو شوہر والی ہے پانچویں پارہ کی پہلی آیت سے ہر شوہر والی عورت سے نکاح کرنا نص کتاب اللہ سے حرام قطعی ہے جو ایسے حلال جانے کا فر ہے جو ایسے شخص سے تعلق میل ملاپ رکھے اور اسے حلال جانے سے وہ بھی اسی کی طرح کافر ہے۔ علماء و دیگر اہل اسلام سب پر لازم ہے ان میں فوراً جدائی کرادیں ورنہ سب گناہ گار ہوں گے۔ قاضی خان کتاب النکاح صفحہ ۱۶۷ و لا یجوز نکاح منکوحۃ الغیر و معتدۃ الغیر عند الكل علاوہ اس کے وہ سیدہ ہے کوئی غیر سید سیدہ اولاد رسو کا کو نہیں اور غیر کفو سے نکاح روایت مفتی بہا مختار للفتویٰ مذہب حنفی پر باطل ہے کہ حاجت فسخ نہیں سرے سے منعقد ہی نہیں ہوتا وروی الحسن عن الامام بطلانہ بلا کفو (متون) غیر کفو سے عقد باطل

ہے۔ (شرافت سادات صفحہ ۴)

یہی حکیم ملت و فقیہ و مفتی اسلام آگے لکھتے ہیں بنی امیہ کے باغی دور میں تباہی خلافت کے بعد زنادقہ کے یہودی ایجنٹ ستر فرقوں سے ایک فرقہ نے بارہ ہزار حدیثیں وضع کر ڈالی تھیں جن میں تخریب دین و ایمان کا سامان کیا گیا تھا مگر جد سادات معلم کائنات ﷺ نے بعطائے الہی غیب بیانی فرما کر حفاظت دین و ایمان کا بندوبست یوں فرمایا کہ ارشاد ہوا تکثر لکم الاحادیث بعدی فاذا روی لکم عنی حدیث فاعرضوه علی کتاب اللہ فما وافق فاقبلوه وما خالف فردوه تمہیں بہت سی حدیثیں درپیش آئیں گی میرے بعد تو جب بیان کی جائے تم سے میری طرف سے کوئی حدیث نہ تو اسے کتاب پر پیش کرو پس جو موافق اس کے ہو اسے قبول کرو اور جو مخالف ہو اسے رد کر دو۔ اصول شاشی باب دوم بحث سنت صفحہ ۷۶ حاشیہ میں ہے کہ یحییٰ بن معین نے اسے موضوعات زنادقہ سے کہا مگر بخاری نے اسے اپنی کتاب میں لیا اس کی صحت میں یہ کافی ہے پس مرویات زنادقہ و منافقین کے رد کو یہ ضابطہ میں ہے باب مدینۃ العلم سیدنا علیؑ نے فرمایا کہ حدیث کے راوی تین قسم کے تھے ایک مومن مخلص جس نے معلم کائنات ﷺ کی صحبت پائی اور آپ کے کلام کے معنی کی معرفت پائی اور دوسرا وہ اعرابی کسی قبیلہ سے آیا تو بعض کلام سنا اور آپ کے کلام کی حقیقت کو نہ سمجھا واپس اپنے قبیلہ میں گیا تو حضور کے لفظ کے سوا بیان کیا تو معنی بدل گئے اور اسی گمان میں رہا کہ معنی میں کچھ تفاوت نہیں اور تیسرا منافق کہ اس کا نفاق معروف نہ ہوا تو اس نے وہ بیان کیا جو نہ سنا تھا تو اس نے افتراء کیا جھوٹ بانڈھا لوگوں نے اس سے سنا اور اسے مومن مخلص خیال کیا پس اس کی روایت کو بیان کرنے

گئے اور منافق کا بیان لوگوں میں مشہور ہو گیا اس لئے حدیث کا کتاب و سنت مشہورہ پر پرکھنا واجب ہوا۔ (اصول الثاشی) پس جب کتاب و سنت کی نصوص صریحہ سے حاصل شدہ علم اور اہل علم و ادب عارفین محققین کے عقیدہ قطعیہ کے خلاف روایات و مضامین پر مشتمل مشہورہ و غیر مشہورہ کتب و رسائل اور ان کا منافی دین و ایمان بیان سب مردود محض ساقط الاعتبار ہے کہ اہل بیت اطہار و اصحاب کبار روایت دین و ایمان کا اولین واسطہ و سند ہیں جس روایت سے ان پر دخل و قدغن ہوتا ویل لازم بایں طور کہ کتاب و سنت سے انحراف کا موجب نہ ہو۔ (نووی شرح مسلم) شرافت سادات صفحہ

(۸۷)

قصیدہ باغ و بہار

حکیم ملت محدث ہزارویؒ کے منظوم کلام میں سے یہ بھی آپ کا علمی عرفانی منظوم کلام ہے اس کو قصیدہ کا نام دیا گیا ہے یعنی قصیدہ باغ و بہار قصیدہ حضور انور ﷺ کے فضائل اور مناقب اور تعریف کا نام ہے۔ مختلف زبانوں میں حضور انور ﷺ کے قصائد لکھے گئے ہیں مثلاً عربی زبان میں مشہور قصیدہ امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جس کا نام قصیدہ بردہ شریف ہے پھر اس انداز سے قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بتضمین قصیدہ بردہ کی طرح قصیدہ تحریر فرمایا۔ اس طرح بہت سے قصائد ہیں جو عارفین و کاملین میں سے جو شعراء تھے انہوں نے لکھے ہیں امام یوسف نبھانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام قصیدہ ہوں کو جمع کیا ہے اور وہ دو جلدوں میں قلم بند کئے ہیں اور حضرت حسان ثابتؒ نے بھی حضور انور ﷺ کی شان میں قصائد لکھے ہیں اور یہ شعر تو واعظوں

خطیبوں اور علماء کی زبان پر خاص و عام میں مشہور ہیں۔

وما مدحت محمداً بمقالتی ولكن مدحت مقالتی بمحمد
اور میں نے محمد ﷺ کی تعریف نہیں کی بلکہ میرا مقالہ حضور انور ﷺ کی وجہ سے قابل
تعریف ہوا اور حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے بھی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے
کہتے ہیں

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنۃ جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ

اس طرح قصائد میں قصیدہ بانۃ سعاد بھی مشہور ہے جس کے مؤلف کعب بن زبیر
صحابی رسول ﷺ ہیں۔ شاہ ولی اللہ نے قصیدہ اطیب النعم لکھا جس کا اردو ترجمہ پیر
طریقت محمد کرم شاہ الازہری صاحب نے کیا ہے اور عام بازار سے یہ کتاب ملتی ہے۔
امام اعظم ابو حنیفہؒ نے قصیدہ النعمان قصیدہ لکھا ہے اور اس قصیدہ کی شرحیں بھی ہو چکی
ہیں حکیم ملت محدث ہزارویؒ نے بھی اس قصیدہ کے اشعار کا ترجمہ و مختصر شرح لکھی ہے
جو تعلیم الایمان کے نام سے شائع ہوا ہے۔ دیوبند کے مشہور عالم مولوی حبیب الرحمان
صاحب نے بھی قصیدہ لامیہ مرتب کیا ہے مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی اور حضرت
حسن رضا خان بریلوی رحمہما اللہ نے بھی قصائد لکھے ہیں اس طرح حکیم و فقیہ و مفتی
ملت محدث ہزارویؒ نے بھی حضور انور ﷺ کی تعریف و توصیف میں قصیدہ باغ و بہار
اردو زبان میں مرتب کیا ہے یہ کتاب اڑتالیس صفحات پر مشتمل ہے اور یہ قصیدہ شریف
۱۳۵۰ء میں مرتب کیا گیا۔ اس کے چار ابواب ہیں جن کو اب 'ج' دسے ترتیب دیا گیا
ہے اور آخر میں مختصر شرح قصیدہ نوری کے مؤلف سے خود تحریر کی ہے اسی کے پہلے

باب میں حضور انور ﷺ کی پیدائش اور نورانیت سے لے کر بعثت تک بحث کی ہے دوسرے باب میں عالم نباتات اور جمادات میں اعجاز کے متعلق وضاحت فرمائی ہے تیسرے باب میں عالم فلکیات میں اعجاز کا ذکر فرمایا ہے اور چوتھے باب کے آخر میں عالم حشر میں کرم ہائے شفاعت کے اعجاز کو قلم بند فرمایا ہے۔ اب قصیدہ نوری کا پہلا شعر مندرجہ ذیل ہے۔

نام مولا خلق اول نور آیا نور کا نور کہہ کر نور میں پھر ذکر آیا نور کا

تشریح: اس کی تشریح یہ ہے کہ میں اللہ کے نام سے شروع کرا ہوں جس نے

اپنے نور سے حضور انور ﷺ کے نور کو پیدا فرمایا اور اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ نور میں فرمایا ہے یعنی حضور انور ﷺ کے نور کے متعلق جو ارشاد ربانی ہے اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ کا نام سورۃ نور رکھ دیا ہے اللہ نور السماوات والارض الخ اللہ آسمان اور زمین کا نور ہے۔

خلق میں خالق نے کیا دریا بہایا نور کا

جس سے ساری خلق نئے ہے فیض پایا نور کا

ناظم کا مقصود یہ ہے کہ حضور انور معلم و مقصود کائنات ﷺ نے فرمایا ہے کہ سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا فرمایا پھر آپ کے نور سے ساری مخلوق پیدا ہوئی تو نور ساری مخلوق میں بقدر استعداد فائز ہو گیا اس طرح ساری مخلوق نور سے فیض یاب ہوئی۔ اب دوسرے باب یعنی عالم نباتات و جمادات سے دو اشعار درج ہیں۔

نور نے مانگی دعا آل عبا کے واسطے
کہتا آمین ہر در و دیوار آیا نور کا

تشریح: حضور انور ﷺ نے آل عبا کے لئے دعا فرمائی کہ اے اللہ یہ میری
آل ہیں انہیں رجب سے دور رکھ، ہر در و دیوار نے آمین کہا اور آپ کی یہ دعا مقبول
ہوئی جیسا کہ کلام پاک میں ہے کہ اے آل نبی اللہ تمہیں رجب سے پاک رکھنا چاہتا
ہے اور تمہیں کامل پاکیزگی عطا کرنا چاہتا ہے۔

پتھروں سے بھی شہادت چاہی جب اس نور نے
ہاتھ میں بوجہل کے کلمہ سنایا نور کا

ناظم کا مقصود یہ ہے کہ جب ابو جہل نے آپ سے رسالت کی شہادت طلب کی تو اس
کے ہاتھ میں جو کنکریاں تھیں انہوں نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر
آپ کی نبوت کی گواہی دی۔

یہ آپ کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے اس تمام کتب سیرت اور
احادیث نبویہ میں اس کا ذکر کیا گیا ہے اور مولانا روم نے مثنوی شریف میں بھی اس کا
ذکر کیا ہے۔

اب مشت نمونہ باب سوم یعنی ج عالم فلکیات میں اعجاز سے دو اشعار درج کئے جاتے
ہیں۔

ٹھہرنا چلنا ستاروں کا ہے حکم نور پر
لوٹ آیا ڈوب کر سورج بلایا نور کا

اس میں اس معجزہ کی طرف اشارہ ہے کہ جب آپ پنگوڑے میں تھے اور چاند آپ سے باتیں کرتا تھا اور چاند بھی عالم فلکیات کے سات ستاروں میں شامل ہے اور دوسرا معجزہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ عصر کے وقت آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی گود میں سر مبارک رکھا ہوا تھا آپ پر وحی کا نزول شروع ہوا اس اثناء میں عصر کا وقت گزرنے والا تھا کہ جب حضور انور ﷺ سے وحی کے نزول کی حالت تبدیل ہو گئی آپ نے حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ آپ نے نماز عصر ادا کی ہے تو انہوں نے جواب میں عرض کیا کہ حضور جب آپ کا سر مبارک میری گود میں تھا تو اور کون سی عبادت اس سے افضل تھی جو بھی کرتا تب آپ نے سورج کو انگلی سے اشارہ فرما کر حکم دیا کہ اے سورج واپس لوٹو سورج واپس لوٹ آیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نماز عصر ادا کی اس معجزہ کو معجزہ رد الشمس کہا جاتا ہے۔

مشرکوں نے معجزہ مانگا ہوں ٹکڑے چاند کے
کر دکھائے کیونکہ تھا سیدھا سدھایا یا نور کا

تشریح: اس شعر میں اس معجزہ کی طرف اشارہ ہے کہ جب کفار مشرکین نے حضور انور ﷺ پر ایمان لانے کے لئے یہ شرط پیش کی کہ آپ چاند کو دو ٹکڑے کر دیں اور ہم اس معجزہ کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیں تو آپ نے چاند کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا دو ٹکڑے ہو جا۔ ان کافروں نے دیکھا کہ آپ کے اشارہ سے وہ چاند دو ٹکڑے ہوا اس معجزہ کو شق القمر کہا جاتا ہے۔ اب باب چہارم سے یعنی دسے دو اشعار پیش کئے جاتے ہیں اور یہ عالم محشر میں کرم پہ کر مھائے شفاعت کے اعجاز کے متعلق

ہے ان میں سے ایک شعر یہ ہے۔

ہے شفاعت چاہنا اور بخشوالانا قصور
ان کو عالم کا شفیع حق نے بنایا نور کا

تشریح: تمام اہل سنت و جماعت کے اکابرین اور معتمدین علماء و فضلاء و آئمہ

نے فرمایا ہے کہ شفاعۃ الانبیاء حق کہ تمام انبیاء کی شفاعت حق ہے اور حضور انور ﷺ تو تمام کائنات کے لئے شافع ہیں اور پھر آپ نے فرمایا ہے کہ شفاعتی لاهل الکبائر میری شفاعت تو بڑے بڑے گناہ گاروں کے لئے ہے۔ تمام امتی آپ کی شفاعت کے امیدوار ہیں کہ روز آخرت وہ ہمارے شفیع ہوں گے۔

اذن اور ارشاد ثابت ہے قرآن پاک سے
اور خاص و عام کا شافع بنایا نور کا

تشریح: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے من الذی یشفع عنده الا باذنه کون ہے کہ

اللہ کی اجازت کے بغیر سفارش کرے اور دوسری جگہ فرمایا گیا ہے لا یشفع عنده الا باذنه کہ اللہ کے اذن کے بغیر کوئی بھی سفارش نہیں کر سکتا تو آپ کو شفاعت کا اذن دیا گیا ہے تو حکیم ملت نے فرمایا کہ آپ کے لئے یہ اذن دینا قرآن پاک سے ثابت ہے اور آپ خواص اور عوام کے لئے شفیع بنا کر بھیجے گئے ہیں اور قیامت کے دن ہر ایک نفسا نفسی میں مبتلا ہوگا اور پھر انبیاء علیہم السلام آپ کے پاس آئیں گے کہ آپ سفارش کرادو۔ آپ سفارش فرمائیں گے اس کو شفاعت کبریٰ کہا جاتا ہے۔ یہ

قصیدہ باغ و بہار سے چند اشعار بطور نمونہ پیش ہوئے۔ امید ہے کہ قارئین کے لئے یہی کافی ہوں گے۔ علامہ عبدالصمد الازہری صاحب فاضل دیوبند نے بھی اس کی شرح لکھی ہے۔

جواز صدقات بر فقراء سادات

چونکہ یہ مسئلہ بہت اہم ہے اور موجودہ وقت میں اس مسئلہ کی اشد ضرورت ہے۔ اس کتابچہ کے لکھنے کا خیال کیسے پیدا ہوا۔ اصل بات یہ ہے کہ گزشتہ زمانہ میں سادات کا احترام لوگوں کے دلوں میں جاگزیں تھا اور لوگ سادات کی تعظیم و توقیر میں کمی نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ ہمارے ہندو پاک میں لوگوں نے سادات کے لئے جاگیریں تک وقف کر دی ہیں اور پشتونوں نے بھی ان کے لئے سیرئی دیئے ہیں سیرئی کا مطلب ایسی زمین ہے کہ پٹھان بزرگوں اور سادات کی تعظیم کے پیش نظر اپنی زمینوں میں ایک قطعہ یعنی ٹکڑا زمین کا ان کے لئے خاص کرتے اور ان زمینوں کے علاوہ شکرانے نذرانے بھی پیش کرتے ان کو اپنا پیشوا تسلیم کرتے اگر دو قبیلوں کے درمیان کوئی جھگڑا ہو جاتا تو صلح کے لئے بھی ان سادات کو دعوت دیتے اور ان کا فیصلہ سر آنکھوں پر تسلیم کرتے اس طرح پہلے زمانہ (قرون اولیٰ) میں ان کو بیت المال سے خمس ملتا تھا اب چونکہ نظام خلافت نہیں بلکہ بغاوت جمہوریت کا دور ہے اس لئے عوام المسلمین کی نظروں سے سادات کا منصبی مقام خارجی ناصبی جراثیم کی وجہ سے مسلمانوں کے دلوں سے وہ تعظیم و توقیر و اکرام سادات اٹھ گیا ہے اور نہ بیت المال سے ان کو

پانچواں حصہ ملتا ہے آج اگر کوئی سید غربت میں زندگی بسر کر رہا ہے نہ وہ نوکری کے قابل ہے اور نہ وہ مزدوری کر سکتا ہے اور نہ حکومت اس کو خمس دیتی ہے۔ اب اگر کوئی اس کو زکوٰۃ دینا چاہتا ہے تو کیا وہ زکوٰۃ لینے کا مستحق ہے یا نہ اور کیا وہ اس غریب سید کو اگر زکوٰۃ دے تو کیا وہ زکوٰۃ اس کی ادا ہوئی یا نہیں۔ یہ مسئلہ اس وقت پیدا ہوا کہ جب حکومت نے لوگوں سے زکوٰۃ کی کٹوتی کر کے وہ مال لوگوں میں تقسیم کرنا شروع کیا چونکہ حکومت کو لوگ دھوکہ بھی دیتے ہیں تو ان دھوکہ دینے والوں نے یہ کیا کہ وہ زکوٰۃ بعض نادار غریب اور اکثر مالداروں میں تقسیم کرتے اور تمام زکوٰۃ کا مال خرد برد کرتے اس وقت بعض علماء نے فتویٰ دیا کہ غریب سادات پر زکوٰۃ لینا حرام ہے اور اگر کوئی زکوٰۃ ان غریب سادات کو دینا چاہے تو ان کے سر سے وہ بوجھ نہیں اترتا۔ اب حیرانی کی بات یہ ہے کہ مالداروں کے لئے ان کے پاس کوئی فتویٰ نہیں کہ یہ لوگ حقدار نہیں ان کا بس چلتا ہے تو صرف غریب نادار سادات پر۔ محدث ہزاروی چونکہ حکیم ملت اسلامیہ تھے ایسے نازک موقع پر آپ نے یہ فتویٰ تحریر کیا جو کتابچہ کی شکل میں شائع کیا گیا کہ فقراء سادات پر زکوٰۃ جائز ہے اس فتویٰ پر راقم الحروف نے بھی دستخط کیا تھا۔ حضور انور ﷺ کا فرمان ہے توخذ من اغنیائہم فترد علی فقرائہم صدقات فریضہ واجبہ اغنیاء سے لے کر فقراء کو دیئے جاتے ہیں۔ اب فقراء میں سادات بھی شامل ہیں اس میں یہ نہیں فرمایا گیا کہ تم سادات فقراء کو زکوٰۃ نہ دو اب چونکہ نہ ان کے لئے خمس الخمس ہے اس لئے قاعدہ شرعیہ پر ان کے لئے بھی علم ہوگا شامی میں ہے یدور الحکم مع العلة۔ جب وہ زمانہ وقت حال اور سبب و علت نہ رہے تو وہ حکم استثناء بھی نہ رہے گا۔ عہد نبوی میں اور اس کے بعد خیر القرون اور دور خلافت میں

بیت المال کے مال غنیمت سے آل محمد ﷺ کو خمس الخمس دیا جاتا تھا تو اس وقت صدقات سے لینا دینا ممنوع و مکروہ رکھا گیا تھا روایات میں لاکحل لاتنبغی کہا گیا ہے اب جب خمس الخمس نہ رہا تو وہ علت بھی نہ رہی تو حکم بھی نہ رہا اور قاعدہ شرعیہ یہ ہے کہ الضرر یزال ضرر کو دور کرنا مشروع ہے حالانکہ لا ضرر ولا ضرار ارشاد ہے نہ ضرر پانا مشروع اور نہ ضرر پہنچانا مشروع اب خمس الخمس کے وقت حال کا اور بند ہونے کے وقت د حال میں حکم لگانا قیاس مع الفاروق ہے۔ تفسیری احمدی میں ہے فعلم انه عوض الزکوة والزکوة لا يستحقه الا الفقراء کذا هذا پس معلوم ہوا کہ خمس الخمس زکوة کا عوض ہے جب وہ نہ رہا تو پھر زکوة کا حکم اپنی جگہ قائم رہا یعنی فقراء سادات پر بھی ہو سکتا ہے بلکہ ان کے لئے اگر زکوة دیا جائے تو اس شخص کو زیادہ ثواب ملے گا کہ ایک سید فقیر کی احتیاج کو دفع کیا۔ معانی الآثار میں امام ابو جعفر طحاوی مجتہد فی مسائل نے صدقات زکوة و عشر بنی ہاشم آل محمد ﷺ اولاد رسول ﷺ سادات کرام کو دینا اختیار کیا کہ جائز نہ ہونے کا زمانہ اب نہیں رہا۔ طحاوی کے الفاظ یہ ہیں وقد اختلف عن ابی حنیفة فی ذالک فروی عنه انه قال لا باس بالصدقات کلها علی بنی ہاشم و ذهب فی ذالک عندنا الی ان الصدقات انما كانت حرمت علیہم من اجل ما جعل لهم فی الخمس من سهم ذوی القربی فلما انقطع ذالک عنهم و رجع الی غیرہم بموت رسول اللہ ﷺ حل لهم بذالک ما قد کان محرماً علیہم من اجل ما قد کان احل لهم۔ (طحاوی ج ۱ صفحہ ۳۵۲) ترجمہ: اور بے شک امام ابو حنیفہ کے متعلق اس میں اختلاف ذکر ہے تو آپ سے یہ روایت ہے کہ ہر قسم صدقات بنی ہاشم کے لیے منع

نہیں اور اس طرف گیا ہے کہ ہمارے نزدیک یہ ہے کہ صدقات اس لئے بنو ہاشم کے لئے حرام تھیں کہ ان کے لئے خمس دیا جاتا تھا جب وہ خمس ختم ہوا تو وہ بھی دوسرے فقراء میں داخل ہوئے جب کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصال فرمایا تو یہ ان کے لئے حلال ہو گئے جب کہ ان کے لئے پہلے حلال نہ تھے خمس کی وجہ سے تو اس وقت ان کے لئے زکوٰۃ یا صدقات لینا حلال نہ تھا اور امام قہستانی نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔ (شرح اہل سنتی)

ترجمہ خلاصہ کیدانی

خلاصہ کیدانی فقہ حنفی کی ابتدائی کتاب ہے دینی مدارس میں طلباء ابتداء اس کتاب سے کرتے ہیں یہ کتاب نماز کے متعلق ہے اور اس میں وضو اور نماز کے مسائل کا ذکر ہے اس کے تراجم پشتو اور فارسی میں تو عام ملتے ہیں لیکن اردو زبان میں پہلی دفعہ فقیہ ملت محدث ہزاروی نے کیا ہے بعد میں حضرت علامہ مولانا محمد امیر شاہ قادری گیلانی مدظلہ نے بھی اردو میں ترجمہ کر کے کتاب شائع کی ہے۔ اس کتاب کے شروع بھی ہیں بعض مشہور ائمہ مذہب مثلاً تفتازانی سعد الدین نے بھی شرح لکھی ہے اور دوسری شرح سید السند جرجانی کی ہے عربی زبان میں یہ دو مشہور شرحیں ہیں بعض دوسرے حضرات نے بھی عربی میں اس کتاب کی شرحیں لکھی ہیں پشتو زبان میں النور یہ شرح خلاصہ کیدانیہ اور مولانا محمد روز نے روزیہ شرح کیدانیہ لکھی ہے فقیر نے بھی سلیس انداز میں خلاصہ کیدانی کی شرح بنام تشریحات ظاہریہ شرح خلاصہ کیدانیہ لکھی

ہے جو کہ ۷۲ صفحات پر مشتمل ہیں ہمارے پیر و مرشد حکیم ملت و فقیہ امت نے بھی سلیس انداز میں اس کا ترجمہ عوام اور مبتدیوں کی آسانی کے لئے تحریر کیا ہے۔ خلاصہ کیدانی نصاب تعلیم فقہ حنفی کی پہلی کتاب ہے اور یہ علامہ لطف اللہ نسفی الفاضل الکیدانی کی تالیف ہے۔ ناشر نے جب بھی اس کتاب کو شائع کیا ہے تو اس کتاب کے سرورق پر یہ دو اشعار لکھے ہیں۔

گر نہ دانی خلاصہ کیدانی

تو طریق نماز کے دانی

گر نہ خوانی خلاصہ کیدانی

تو مسائل نماز کے دانی

اب اس ترجمہ سے قارئین کے لئے چند سطور لکھے جاتے ہیں ملاحظہ کیجئے۔

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ط پناہ لیتا ہوں میں ساتھ اللہ کے شیطان مردود کے شر سے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط اللہ کے نام سے شروع عام بخشش والا خاص مہربان۔

الحمد لله رب العالمين O والعاقبة للمتقين O والصلوة والسلام
على رسوله محمد و اله اجمعين O تمام کمالاتی خوبیاں اللہ کے لئے
پروردگان تمام جہانوں کا اور انجام خوب تقویٰ والوں کے لئے ہے اور عالی شان درود
اور سلام (نیاز) اس کے رسول سراپا حمد اور تمام ان کے آل پر۔ یہ ابتدائی چند سطور تھیں

اب آخری باب کی عربی عبارت اور ترجمہ اس کتاب سے نقل کیا جاتا ہے۔ الباب الثامن فی المفسدات وہی فی التحقيق علی العموم خمسة التکلم بکلام الناس مطلقاً حقيقة او حکماً والضحک والعمل الكثير بلا اصلاح و ترک فرض من الفرائض بلا عذر ولو طری فواته بدون اختیاره ولعمد الحدث. باب آٹھواں مفسدات کے بیان میں اور تحقیق میں عام طور پر پانچ ہیں کلام کرنا نمازی کا لوگوں کے کلام سے مطلقاً حقیقت ہو یا حکماً ہو اور ہنسنا اور عمل کثیر کرنا بغیر اصلاح کرنا اور ترک کرنا کسی فرض کا فرضوں سے بلا عذر اور اگرچہ اس کا فوت ہونا پیش آیا ہو بغیر نمازی کے اختیار کے اور عمداً وضو توڑنا۔ وضو طہارت اور مسائل کے مکمل مسائل جاننے کے لئے اس کا مطالعہ نہایت مفید ثابت ہوگا۔

شرح قصیدۃ النعمان

مختلف آئمہ اور بزرگان دین نے حضور انور ﷺ کی شان میں قصائد لکھے ہیں ان میں قصیدہ بردہ امام بوسیری کا زیادہ مشہور ہے جو بزرگان دین کے معمولات و وظائف میں بھی شامل ہے حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ نے بھی حضور انور ﷺ کی شان میں قصیدہ لکھا ہے جو قصیدۃ النعمان کے نام سے مشہور ہے اس قصیدہ کی شروح میں ایک شرح مولانا محمد اعظم نوشا ہی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جو کہ انداز سلیس ہے اور عالمانہ عارفانہ بھی ہے فقیر کے پاس اس کا ایک نسخہ موجود ہے ہمارے پیر و مرشد کامل حضرت

حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کا عشق بھی حضور انور ﷺ کے ساتھ بے حد ہے اور پھر اپنے پیشوا امام اعظم ابو حنیفہ کے ساتھ بھی عقیدت راسخانہ ہے اس لئے آپ نے خود اس قصیدۃ النعمان کی شرح بنام تعلیم الایمان شرح قصیدۃ النعمان لکھی ہے زبان سلیس استعمال کی ہے اور یہ ترجمہ اور تشریح اردو زبان میں ہے جو کہ عام فہم ہے اب اس کتاب سے مشتمل نمونہ چند اشعار کا ترجمہ پیش خدمت ہے امید ہے کہ قارئین اس سے ضرور مستفید ہوں گے۔

یا سید السادات جنتک قاصدا ار جو رضاک واحتمی بحماک
اے سید السادات معلم و مقصود کائنات ﷺ میں آپ کی بارگاہ بیکس پناہ میں ارادۃ و قصد حسب فرمان الہی ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک الایہ (۵/۶ النساء) حاضر آیا ہوں کیونکہ چودہ طبق کی چھ نخل حاجات و مدعا ہیں ملنے کی اس میں بشارت و ترغیب ہے جو مجھے آپ کے حضور کھینچ لائی ہے۔

اول: بے انتہاء ظالم کی جائے پناہ یہی بارگاہ ہے اذ ظلموا انفسہم جاؤک۔
دوم: مغفرت طلبی کی حضور کبریاء سے نامزد یہی بارگاہ ہے فاستغفروا اللہ۔
سوم: شفاعت مصطفیٰ پانے کی حضور کبریاء سے نامزد یہی بارگاہ مصطفیٰ ہے واستغفر
لہم الرسول۔

چہارم: چودہ طبق کائنات میں خدا کو پانے کی نامزد یہی بارگاہ ہے لوجدوا اللہ۔
پنجم: بندہ کے لئے حضور کبریاء سے نامزد گناہ بخشش کی جگہ یہی بارگاہ مصطفیٰ ہے تو اباً
ششم: اللہ تعالیٰ کی خاص مہربانی (بہشت) پانے کی حضور کبریاء سے نامزد بارگاہ یہی
در مصطفیٰ ہے۔

یہ چھ حاجات پانے کو حاضری کی ترغیب جاؤ وک میں منصوص ہے۔ لہذا اس حاجت
روائی و مشکل کشائی کو قاصداً حاضر آیا ہوں اور حضور کی رضا اور حمایت و مددگار طلب گار
ہوں۔

والله يا خير الخلائق ان لي

قلبا مشوقا لا يروم سوا كا

بخدا اے بہترین خلائق معلم و مقصود کائنات رسول کریم ﷺ یہ حقیقت ہے کہ میرے
پہلو میں جو دل ہے وہ آپ ہی کے عشق و محبت سے بھر پور ہے وہ آپ کی طلب و تلاش
کے سوا کچھ نہیں چاہتا۔

انت الذی لو لاک ما خلق امرء

کلا ولا خلق الوری لولاک

آپ وہ مقصود کائنات وجہ ایجاد و بقاء کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کہ اگر آپ کی
ذات مقصود کائنات نہ ہوتی تو کوئی شخصیت تخلیق نہ پاتی بلکہ آپ نہ ہوتے تو کائنات
ہی تخلیق میں نہ آتی۔

انت الذی من نورک البدر اکتسی

والشمس مشرقہ بنور بہاک

اے معلم و مقصود کائنات ﷺ آپ وہ ہیں کہ چودھویں رات کے چاند نے آپ ہی
کے نور سے روشنی کا لباس پہنا اور سورج بھی آپ ہی کے حسن کے نور سے روشن ہے۔

انت الذی لما رفعت الی السماء

بک قد سمت و تزینت لیسرا کا

اے مظہر ذات و صفات حق معلم و مقصود کائنات ﷺ آپ ہی وہ ہیں کہ جب شب معراج عروج آسمان لے جائے گئے تو اسے اس بناء پر مزید بلند مرتبہ ملا کہ آپ کی تشریف آوری فرمائی سے اس نے کمال زینت حاصل کی۔ تعلیم الایمان شرح قصیدہ النعمان میں جو ترجمہ اور تشریح کی ہیں اس کا مشتمل نمونہ پیش خدمت ہوا۔

راہ صفاء

یہ کتاب منظوم فارسی زبان میں ہے یہ کتاب ۱۴۴ صفحات پر مشتمل ہے اس کتاب کے تین حصے ہیں پہلا حصہ ۴۶ صفحہ تک ہے اور دوسرا حصہ ۹۰ صفحہ تک ہے اور تیسرا حصہ ۱۴۴ صفحہ تک ہے۔ پہلے حصہ میں حمد اور مناجات ہیں اور ایک صفحہ تنبیہ بہ نفس اور منقبت سیدنا علی اور مناجات و مدحت مصطفیٰ اور تمہید راہ صدق و صفاء ہے۔ دوسرے حصہ میں تحدیث بہ نعمت سخنبائے مدعا محمد رسول اللہ اور بیاد مصطفیٰ قطع منازل و خطاب بہ ہر فرد و یاد حبیب بجواب رقیب سلام و پیام حسن قدرت اور آخر عنوان استغاثہ بسر کار غوثیت ہے۔ تیسرے حصہ میں خطاب بہ قوم نشان راہ مقصود پند سود مند اور خطاب بہ نفس الاستمداد پند محمود تحیۃ الاسلام سرگزشت عمر و متفرقات عنوانات ہیں۔ اس کا پہلا عنوان حمد باری تعالیٰ ہے اس کا پہلا شعر یہ ہے

ہم بنام آن خداوند وجود

آن خدائے مصطفائے ہست بود

یعنی خداوند کریم کے نام سے شروع کرتا ہوں کہ وہ مصطفیٰ ﷺ کا خدا ہے اور تھا اور ہوگا

اس عنوان کا آخری شعر یہ ہے

استانش دان مرام و مدعا

خواں ز قرآن رمز حق جاء وک را

آپ کا آستانہ مبارک مقصد و مدعا پانے کا ٹھکانہ سمجھو اور اس کا ثبوت قرآن مقدس
ولو انهم اذ ظلموا میں ہے۔ اس کتاب میں جو سلام و پیام والا عنوان ہے اس کا
پہلا شعر یہ ہے

صبا بروضہ خیر الوری سلام رسان

بصد نیاز و ادب ہدیہ غلام رسان

اے باد صبا حضور انور ﷺ کے روضہ منور پر سلام پہنچاؤ اور صد نیاز و ادب کے ساتھ اس
غلام کا یہ ہدیہ صلوات و سلام پہنچاؤ۔ ذکر و شکر حق و نسبت کے عنوان کے تحت پہلا شعر یہ

ہے

من بجد لہ مرید شاہ عبدالقادر

نام مولا غوث اعظم سایہ افکن بر سرم

اللہ کے لئے حمد و ثناء ہے کہ میں شیخ محی الدین عبدالقادر کا مرید ہوں اور میرے مولا کا
نام غوث اعظم ہے اور میرے سر پر آپ کا سایہ مبارک ہے۔ آخری شعر اس عنوان کا

یہ ہے

قادری محمود مستم از مریدی لاتخف

فیضاب از بارگاہ شاہ عبدالقادر

اے قادری سلسلہ سے منسلک سید محمود شاہ میں اس قول سے مست ہوں کہ غوث پاک
نے جو فرمایا کہ اے میرے مرید مت ڈرو اللہ پاک میرا رب ہے اور میں اس بارگاہ

غوثیت سے فیضیاب ہوں۔ یہ وہی کتاب ہے جس کے پڑھنے سے علامہ عبدالکریم
الکردی شیخ الحدیث جامعہ قادریہ بغداد شریف نے آپ سے بیعت کر کے سلسلہ عالیہ
قادریہ محمودیہ میں داخل ہوئے اور پھر خلافت سے بھی نوازے گئے۔

ملفوظ محمود

یہ کتاب حکیم ملت و فقیہ و مفتی اسلام کے ملفوظات شریف ہیں یہ کتاب ۲۲۲
صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کے ابتداء میں بسم اللہ شریف مرقوم ہے اور ابتداء
ان الفاظ کے ساتھ ہے۔

(۱) لا الہ الا اللہ محمود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سنجیدہ
اور صحیح غور و فکر کے بعد یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ سارے جہان (کائنات) کا مالک
و خالق ہی معبود برحق ہے اور وہی مصطفیٰ کا خدا ہے۔ (۲) جہان کا تغیر تبدیل اس کے
فانی مخلوق مقدر ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔ (۳) ذہن انسانی جہان کی ناپائیداری اور تغیر
تبدل اور مختلف طبع و ذوق کی ظلمات میں بد امنی اور پریشانی کو محسوس کر کے امن اور
خوشحالی کی فکر و تدبیر چاہتا ہے۔ تمام جہان کا چھان کر بھی اس مقصد میں ناکام رہ کر
آخر کائنات کے خالق و مالک سے اس کا حل دریافت کرنے کو کائنات کی چھان بین
کرتا ہے آخر کار اسے کلام قدرت خالق و مالک کی۔ ملاقات کے ٹھکانے کی نشان دہی
کرتا ہے ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ و استغفر
لہم الرسول لو جدوا اللہ تو ابوا الرحیما ط اور یہ آخری رسول بھی ان کی بخشش

کی سفارش کرے تو ضرور وہ اللہ کو پائیں گے بڑا توبہ قبول کرنے والا اور خاص مہربان اس مقصد کے لیے کائنات ہست و بود میں یہی ایک جا ہے جسے آستانِ مصطفیٰ کہا جاتا ہے۔ (۴) ذہن انسانی کبھی چکراتا ہے کہ اتنی بڑی کائنات شش جہات میں آستانِ مصطفیٰ پر ہر فرد کی رسائی کجا اور باریابی کیسے؟ تو کلامِ قدرت سے ایک انتہائی مسرت آمیز اطمینان بخش رحم و کرم سے بھرپور خوشخبری پہنچتی ہے وما ارسلناک الا رحمة للعالمین ۱۵ اے ہمارے مظہر ذات و صفات سراپا اسم ذات محمد مصطفیٰ ہم نے تمام جہانوں کی کائنات کے لئے تمہیں رحمت ہی بنا کر تو بھیجا ہے۔ یہ مژدہ پا کر ہر فرد کائنات بزبان حال مستانہ وار کہتا ہے۔

بریں مژدہ صد جاں فشا نم رواست
قربان ہو اس کرم پہ میری سو ہزار جان
نقصان ز قابل ست دگر نہ علی الدوام
فیض سعادتش ہمہ کس را برابر است

پس کوئی حجاب اور کوئی عذر نہ رہا آنکھ کھولی تو آستانِ مصطفیٰ کی ضیا پاشیاں اور کرم فرمائیاں تمام کائنات کا احاطہ کئے ہوئے ملاحظہ میں آئیں بے ساختہ زبان حال پکار اٹھی۔

کھلی آنکھ تو کوئی پردہ نہ دیکھا

پریشانی ذہن و دل نے بھی معلوم کر لیا کہ دین و ایمان ہی سے پریشانی بد امنی سے امان حسب فرمانِ شرع اسلم تسلیم امن و سلامتی کے اس حرم میں پہنچ سکتے ہیں جہاں کسی رنج و غم و بد امنی پریشانی کی پہنچ ہی نہیں۔ (ملفوظ محمود صفحہ ۳) بدعت ایک ایسی بیماری

ہے جس کو لگ جائے وہ دیمک کی طرح اول سے آخر تک چیز کو برباد کرتی ہے۔ حکیم ملت ملفوظ محمود میں بدعت کے متعلق تحریر فرماتے ہیں ہر وہ خواہش نفس کہ کتاب و سنت و آثار کرام کی رعایت کے بغیر مرغوب نفس ہو اور اس کے ارتکاب سے سنت منہدم ہو بدعت و گناہ ہے اس کے ارتکاب سے بچنے کی پوری کوشش چاہیے کہ اس میں نہ خیر ہے نہ ہدایت و ثواب بلکہ ضلالت اور موجب عذاب ہے۔ پہلے کی طرح آؤ ہم عرس و گیارہویں اور میلاد شریف کے مسنون و مبارک عظیم اجتماع میں چند بدعات و معاصی اور گناہوں سے ہمیشہ پرہیز کرنے اور کرانے کا وعدہ کریں۔ (ملفوظ محمود صفحہ ۶۵)

اس کتاب کے اختتام پر آپ فرماتے ہیں یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصادقین۔ ایمان والو! اللہ کے تقویٰ پر رہو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہو معلوم ہوا کہ ایمان کے باوجود تقویٰ اور ایمان و تقویٰ کے باوجود معیت صادقین سراپا علم و عرفان حکمت و ہدایت کتاب قرن مجید میں بتلائی گئی ہے۔ (ملفوظ محمود صفحہ ۱۹)

السيف المسلول

حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تالیف اولاد رسول سادات کرام کی ایذا اور اہانت و عداوت کے فیصلہ و حکم کے متعلق لکھی ہے اور اس میں فتویٰ دشمنان اہل بیت اولاد رسول ﷺ کے متعلق فتویٰ ہے۔ یہ ایک استفتاء کا جواب ہے اور استفتاء کنندگان کشمیر پونچھ پنجاب اور صوبہ سرحد و ہند بہاولپور سندھ کے عام اہل اسلام اہل سنت و جماعت ہیں۔ کتاب کے خطبہ میں حمد و صلوات کے بعد تحریر فرماتے ہیں حکم کتاب

وسنت و اقوال و احوال بزرگان دین و مشائخ اہل اسلام اہل بیت اولاد رسول کریم سادات کرام کی ایذا دشمنی توہین گالی بدگویی لعن و طعن یا ان سے لڑائی جھگڑا جنگ و جدل یا ان کی ناحق تکفیر کا حکم لگانا ان پر جنگ کے لئے ہتھیار اٹھانا ان کی ہتک کرنا بے ادبی کرنا ایسا کرنے والوں کی ناحق مدد و حمایت و طرف داری کرنا جس مدعا اسلام سے ثابت ہو وہ اپنے دعویٰ اسلام و ایمان میں جھوٹے دین و ایمان کا سخت دشمن اور مخالف ہے یہ سب حرام حرام سخت حرام دین و ایمان کو بالکل تباہ و برباد کر دینے والے ناروا کام ہیں جو ان حرام و ناروا کاموں کو حلال جانے وہ خدا اور رسول کے حرام کو حلال جاننے والا ہے اور ایسا شخص کافر و مرتد ہے کتاب و سنت کی رو سے وہ شخص خدا اور رسول دین اسلام سے مرتد و منکر پکا کافر ہے۔ السیف المملول صفحہ ۳) اس کی تائید میں قرآن مقدس سے دس آیات کریمہ کو استدلال میں پیش کئے پہلی آیت سے جو استدلال فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ ولا تنکحوا زواجہ من بعدہ ابدا ان ذالکم کان عند اللہ عظیما O ان تبدوا شیا او تحفوه فان اللہ بکل شیء علیما۔ اور تمہیں یہ روا نہیں کہ ایذا دو اللہ کے رسول کو اور نہ یہ کہ تم نکاح کرو ان کی (نسبت والی تمام) بیبیوں سے ان کے ابد تک بے شک یہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا جرم ہے اگر تم کوئی بات ظاہر کرو یا چھپاؤ تو بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ اس کے فوائد میں لکھتے ہیں اس آیت سے تین اہم اور واضح امر معلوم ہوئے۔ (۱) جس امر میں اللہ کے رسول ﷺ کو بواسطہ یا بالواسطہ ایذا ہو مطلقاً حرام ہے چنانچہ نکاح سے ایذا و اہانت ہوتی ہے لہذا یہ ناروا ہے۔ (۲) اہل بیت رسول میں سے جن کو حضور پاک ﷺ سے الحاقی طور پر بھی نسبت

علاقہ ہوان کی ایذا اہانت بھی اللہ کے نزدیک سخت ناروا شدید حرام ہے تو جن کو آپ سے نسبت و قرب خویش و علاقہ ذاتی ابدی طور پر ہوان کی ایذا و اہانت و بے ادبی دشمنی تو اور بھی زیادہ سخت حرام اور اشد ناروا ہے۔ (۳) اس معاملہ میں آدمی کو چاہئے ظاہری قوی فعلی تقریری طور پر کچھ ارتکاب کرے یا باطن اور دل میں اس کے متعلق کوئی اندیشہ و سوچ کرے تو وہ بھی اللہ کے نزدیک بڑی معصیت کی بات ہے جو حلال اور روا نہیں پس اہل بیت رسول کی ایذا و اہانت کی ہر بات خواہ ظاہری ہو یا باطنی ناروا اور نہایت حرام ہے اس کا اندیشہ و خیال بھی ناروا ہے۔ احادیث نبویہ میں سے اپنے استدلال کے لئے بائیس احادیث نبویہ پیش کی ہیں اور باقی آثار صحابہ سے بھی استدلال کیا ہے اور یہ اقوال پچاس تک ہیں اس کتاب کے آخری اوراق میں اعلام اور انتباہ بھی درج کیا ہے پھر فرمان صدیقی پھر فائدہ جلیلہ درج کیا ہے کتاب چوراسی صفحات پر مشتمل ہے۔ اس ایمان افروز کتاب کا پڑھنا ایک مسلم کے ایمان کی تازگی کا سبب بنتا ہے۔

رفیق محمود

رفیق محمود صحیفہ کلام محمود حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کا منظوم اردو کلام ہے یہ کتاب ۱۱۲ صفحات پر مشتمل ہے اس کے سرورق پر **و من یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبین والصدیقین والشهداء والصالحین و حسن اولئک رفیقاً درج ہے۔** ابتداء میں

صاحب کلام علمی عرفانی احوال پر روشنی ڈالی گئی ہے پہلا منظوم عنوان ذکر شان حق ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور اس کی شان میں عقیدت بیان کی گئی ہے اس عنوان کے چند اشعار درج ہیں۔

تو خدا ہے سارے جہان کا
تیرے شان جل جلا لہ
میرے مصطفیٰ کا خدا ہے تو
تیری شان جل جلالہ

تجھے ساری حمد ہے اے خدا
جہان سے عیاں ہے کہ جان سے تو
معبود پاک میرا ہے تو
تیرے جیسا کوئی نہ وحدہ

اس عنوان کا آخری شعر پیش خدمت ہے امید ہے کہ قارئین کے لئے استفادہ کا سبب ہوگا۔

ہے اسی میں اسوہ حسنہ
محمود خلق کی آبرو

وہی شاہ کل وہی پیشوا
تیری شان جل جلا لہ

اس کے بعد حضور انور معلم معلم و مقصود کائنات ل کی شان میں یوں عرض رساں ہیں

یہ کون و مکاں ہیں محمد کے صدقے
نہیں ہے خدا بھی خدا سے جدا بھی
انہیں کا ادب عشق ہے دین ایمان

زمین و آسمان ہیں محمد کے صدقے
زمین و زمان ہیں محمد کے صدقے
یہ امن و امان ہیں محمد کے صدقے

اس کا آخری شعر بھی سننے سے تعلق رکھتا ہے وہ فرماتے ہیں۔

آج مومن ہیں محمود کل جنتی
یہاں ہیں وہاں ہیں محمد کے صدقے

اس کے بعد مدینہ پاک کے ساتھ عقیدت کا اظہار یوں کیا ہے۔

مدینہ کے رستہ ہیں جنت کی راہیں
وہ ہر مقصد خیر کا آستانہ
آپ ہی وجہ ایجاد و بقاء ہیں
خبر لیں یہاں اور وہاں نام مولا
گلی اور کوچے بھی ہیں جلوہ گاہیں
در مصطفیٰ پر خدا بارگاہیں
تہ و بالا سب آپ ہی کی پناہیں
کریم اپنے چاکر کو خود ہی نبھائیں
قدم ان کا محمود تھامے رہو بس
وہی ہوگا آخر جو محبوب چاہیں

حاضری حرمین شریفین شہر حبیب سے روانگی پر دل دماغ کا ترانہ حاضر خدمت ہے۔

پیار کی منزلیں گئیں لطف کے دن بسر ہوئے
بہتی سرور کی گھڑی چین و سکون بدر ہوئے
خون رلاتی ہے مجھے یاد حرم کی ہر گھڑی
کیسے بتاؤں حال دل در سے جو چھوٹ کر ہوئے

فلسفہ نماز پر حکیم ملت نے رفیق محمود میں جو اظہار خیال فرمایا ہے وہ بھی قابل توجہ ہے

۔ اس کے چند اشعار ملاحظہ کیجئے۔

سراپا سوز و ساز ازاں ہو تیری
وضو تیرا طہارت ما سوا سے
جو پایا تو نے یہ معراج مومن
نہیں جن سا کوئی محمود انساں
ورائے قافلہ دل سے سنا کر
قیامت کی اقامت تو کیا کر
تو اپنا شیوہ تسلیم و رضا کر
خدا سے ان کی سیرت کی دعا کر

عشق نبوی ہر مومن کے لیے سرمایہ دین و دنیا ہے حکیم ملت نے اپنے الفاظ سے یوں
اظہار فرمایا ہے۔

مجھے عشق کا پھر پیام آ گیا ہے
وہی ذوق دار و سن ہو چلا ہے
جو ہوں سر سے طے عشق کی منزلیں
نکل جان قربان ہونے کی جا ہے
خدا ان پہ ہو جائے تو ہم کہیں گے
تھم اے دل کہ مشکل مقام آ گیا ہے
لبوں پر مدینہ کا نام آ گیا ہے
کہیں وہ ہمارا غلام آ گیا ہے
سنا ہے کہ دارالسلام آ گیا ہے
محبت میں محمود کام آ گیا ہے

غوث اعظم محبوب سبحانی کے متعلق اپنی عقیدت کے متعلق یوں گوہر فشاں ہیں

عقیدت سے ہم کہتے ہیں غوث اعظم
ولی کیا ہیں وہ سید الاولیاء ہیں
نائب حق کے نائب مددگار ہیں
چور ہوں قطب تو بیٹیرے ڈوبے تریں
عطاء و معارف کے دریا میں موجیں
نسب کی سیادت حسب کی کرامت
بندہ محمود ہے خاک پا آپ کا
ہم پہ ہوتے ہیں لطف و کرم غوث اعظم
رقاب اولیاء پر قدم غوث اعظم
نگاہوں میں ہے زیرو بم غوث اعظم
ادھر بھی نگاہ کرم غوث اعظم
بجہ اللہ عالی ہم غوث اعظم
سعادت کے سامان ہم غوث اعظم
عطاء ہو کہ چومے قدم غوث اعظم

ذکر حبیب

یہ کتاب حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا منظوم کلام ہے کتاب ۱۲۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب پوری کی پوری حضور انور معلم و مقصود کائنات ﷺ کے ساتھ عشق و محبت کا اظہار ہے اس کتاب کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور عنوان ذکر شان حق ہے اس کے ابتداء میں یوں حمد گویا ہیں۔

تجھے ساری حمد ہے اے خدا تو خدا ہے سارے جہان کا
جہاں سے عیاں ہے کہ جان سے تو تیری شان جل جلالہ
معبود پاک میرا ہے تو میرے مصطفیٰ کا خدا ہے تو
تیرے جیسا کوئی نہ وحدہ تیری شان جل جلالہ

اگر کوئی یہ کہے کہ پوری کتاب حضور انور ﷺ کی شان میں لکھی ہے اور ابتداء میں تو اللہ کی حمد بھی ہے تو حکیم ملت رحمۃ اللہ علیہ نے حمد میں بھی نعت مصطفیٰ ہی تحریر فرمائی ہے کہ یا اللہ تو میرا معبود اس وجہ سے ہے کہ تو مصطفیٰ ﷺ کا خدا ہے یعنی آپ کی خدائی مجھے مصطفیٰ ﷺ ہی نے بتائی ہے اس حمد میں آگے فرماتے ہیں۔

کھلی تیری آیتیں جا بجا نہ تیرے کلام میں کچھ شبہ
تیرا شیشہ مصطفیٰ ہو بہو تیری شان جلا جلالہ
تیرے پانے کی وہی ایک جا نہ شبہ نہ شک در مصطفیٰ
رہے منزلت کہ وہ عبودہ تیری شان جل جلالہ
ہے وہی وسیلہ عالمین جسے خلق کہتی ہے شاہ دین

وہی وجہ کن جیسے چاہے تو تیری شان جل جلالہ
 ہے اسی میں اسوہ حسنہ وہی شاہ کل وہی پیشوا
 محمود خلق کی آبرو تیری شان جل جلالہ

(یاد حبیب صفحہ ۱۱)

اس حمد کے بعد سلام بخضور وجہ ایجاد و بقاء کائنات ﷺ ہے اس عنوان کے تحت ابتدائی
 اشعار یوں ہیں۔

یا رسول اللہ تیری یادگاروں کو سلام
 تیرے گلشن کو تیری رہتی بہاروں کو سلام
 تجھ پہ اللہ کے درود اور تجھ پہ اللہ کے سلام
 تیرے اصل و فرع تیرے ماہ پاروں کو سلام
 اے عظیم کن فکان و شاہد غیب و شہود
 کہکشاں پیمان تیری خاموش غاروں کو سلام
 تھام لیں بے تفرقہ پھر رشتہ حق کو خدم
 دست حق کی کفر پر محمود واروں کو سلام

اس کے بعد ذکر محبوب عنوان ہے اس عنوان سے صرف دو بیت عرض خدمت ہے۔

وہ والضحیٰ کے چہرہ پہ واللیل کی بہار
 واللیل کی یہ دل لگی ہے والنہار سے
 تیرا نظیر و کفو تو یا مصطفیٰ کجا
 قیمت ہے باغ بھر کی گل صد بہار سے

اس کے بعد بسط مقصود کے لئے فیض محمود میں یاد محبوب کا عنوان ہے پھر اسم ذات مصطفیٰ ہے

وظیفہ مرا ہے محمد محمد میرا دلربا ہے محمد محمد
مرادین و ایمان ادب عشق ان کا مرا مدعا ہے محمد محمد

پھر ذکر محبوب میں نشان مقصود ہے پھر اس کے بعد لاشریک کا مظہر بے نظیر کا عنوان ہے اس کے بعد معلم کائنات کے انوار کی برسات کی نباتات اور میں آج اپنی سنانے جا رہا ہوں کتاب کے آخر تمہید سلام اور پھر سلام محمود پر کتاب کا اختتام ہے۔ یہ چند کتابوں کا مختصر تعارف پیش کیا گیا۔ اگر فقیر تمام کتابوں پر تبصرہ کرے تو یہ ایک اور ضخیم کتاب بن جائے گی لیکن صرف یہاں مشت نمونہ پیش خدمت کیا گیا۔ امید ہے کہ قارئین کے لئے یہ کافی ہوگا۔ صرف ایک کتاب جس کا تبصرہ باقی ہے۔ وہ ہے مقامع السنیہ لقمع الامثالیہ ہے۔

مقامع السنیہ

اس کتاب کے سرورق پر اُنظر کیف ضربوا لک الامثال فضلوا فلا يستطيعون سبیلًا O (فرقان) درج ہے۔ اس میں لھا کہ شرفا کی لڑکیوں کے عقد نکاح کا شرعی محل اور اس پر اشکال کا مکمل حل یعنی علمی ادبی تحقیقات فتویٰ نکاح سادات۔ یہ کتاب ۱۶۸ صفحات پر مشتمل ہے اس کتاب پر تقاریظ جن علماء نے کی ہیں ان میں سے ایک مولانا محمد اسحاق صاحب مانسہروی صاحب ہیں دوسری تقریظ حافظ

قاری محمد ولایت حسین صاحب (چکالہ راو پلنڈی) کی ہے اس کے بعد مفتی محمد صادق ڈھوک رتہ راو پلنڈی کی ہے پھر اس پر حافظ سید محمود شاہ صاحب گجراتی کی ہے اور کوہاٹ کے نامور عالم پیر سید میر عالم شاہ بنوری کی تقریظ ہے اس کے بعد قاضی محمد فضل کریم کشمیر کے دستخط ہیں اور ایک تقریظ مولوی محمد نظیر حسین شاہ صاحب کی بھی ہے اور آخر میں مولوی محمد اسماعیل سلطان پوری ہزارہ کی تقریظ ہے حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی نے ان لوگوں کے رد میں یہ کتاب لکھی ہے جنہوں نے سادات کرام کی لڑکیوں کے ساتھ غیر سید کے نکاح کے جواز میں فتوے دیئے ہیں آپ نے کتاب و سنت کی روشنی میں ان کے شبہات کے جوابات اسی طرح دیئے ہیں کہ بغیر چپ سادھے رہنے کے علاوہ ان کے پاس کوئی دوسرا رتہ نہیں اور ایک شبہ کہ کلثوم جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بیٹی تھی اور حضرت عمر فاروق کے ساتھ نکاح ہوا تھا آپ نے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ اہل تشیع نے افتر اباندھا ہے اور یہ تیران پر لگایا گیا ہے اور فرضی شادی کا ڈرامہ رچایا گیا ہے اس واقعہ کا آپ نے تاریخی اور روایاتی اور علمی استدلال سے قلع قمع کیا ہے۔

حکیم ملت بحیثیت مبلغ

حکیم و فقیہ و مفتی ملت اسلامیہ پیر سید محمود شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جس طرح ایک عظیم محدث تھے اور عظیم مفسر اور فقیہ و دانشور اور مناظر تھے اسی طرح وہ بے مثل مبلغ حق بھی تھے آپ کی تبلیغ سے لاکھوں لوگوں نے توبہ کی ان میں سے بعض گمراہ عقیدے کے بھی تھے آپ کی وجہ سے وہ راہ راست پر آئے اور ایمان کی دولت سے مالا مال ہو گئے۔ ہمارے پیر بھائی حکیم محمود احمد نوشہرہ والے پہلے مرزائی فرقے سے تعلق رکھتے تھے جب آپ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو ایمان کی دولت سے سرفراز فرمایا اور وہ ایک اچھے اور سچے عاشق رسول بن گئے اور حضرت صاحب سیڑی و مرشدی نے اس کو خلافت سے نوازا۔ اب وہ اس دار فانی سے رحلت کر گئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس سے نوازیں۔ اس طرح ہزاروں کی تعداد میں اہل تشیع نے بھی آپ کی محفل میں آ کر توبہ کی اور آپ کے دست اقدس پر بیعت بھی کی ان میں سے چند بد عقیدہ لوگوں نے جو توبہ کی ہے قارئین کے لئے ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک حضرت مولانا قاضی محمد فضل کریم صاحب علوی ہیں جو کہ ایک عالم فاضل شخصیت تھے اور آپ کی عمر سو سال کے قریب تھی اور راولپنڈی شہر میں رہائش پذیر تھے ان کی توبہ کا سبب مندرجہ ذیل ہے۔

مولانا قاضی محمد فضل کریم علوی صاحب

کی توبہ کا واقعہ

مولانا قاضی محمد فضل کریم نے علامہ تھانوی وغیرہ دیوبندی مسلک کے اکابر سے نادانستہ عقیدت رکھی اور ان کی ادب و عشق حق کے سراسر خلاف عبارات و عقائد و معمولات سے ۲۳ سال تک متنہ نہ ہو سکے حضرت سیدنا و مرشدنا محدث ہزاروی جب اعلیٰ حضرت قطب دوران امام اہل سنت ابو نعیم خواجہ سید عبد قاضی شاہ صاحب حنفی قادری محدث ہزاروی کے ہمراہ رامپور راجوری تشریف فرما ہوئے تو دوران گفتگو بہت سے شکوک و شبہات رفع فرمائیے اور خصوصاً توبہ استغفار کر کے تمہید ایمان اور اطیب البیان کتابیں پڑھنے کو دے کر فرمایا انصاف کے ساتھ خالی الذہن ہو کر پڑھیں مگر اول اللہ تعالیٰ سے بکمال خشوع و خضوع توبہ استغفار کر کے کلمہ طیبہ پڑھ کر یہ دعا کریں اے میرے مالک اگر جن لوگوں سے مجھے ۲۳ سالہ علاقہ ہے تیرے نزدیک درست دین و ایمان والے ہیں تو مجھ پر ان کی سچائی ظاہر فرما اور اگر تیرے نزدیک ان کے عقیدے اور طریقے حق و ہدایت کے خلاف ہیں تو مجھے ضد و تعصب سے بالاتر رہ کر حق کو سمجھ کر اختیار کر لینے کی اور باطل کو سمجھ کر ترک کر دینے کی توفیق دے اور اس میں نفس و شیطان کی دخل اندازی سے مجھے آپ ہی بچا یہ دعا خوب رو کر کریں اور پھر پورے خالی ذہن کے ساتھ ان کتابوں کا پورا مطالعہ کریں اور مسلسل دعا کرتے رہیں

چنانچہ انہوں نے ایک ہفتہ کے اندر ہی کوہاٹ سیدنا و مرشدنا کو اطلاع دی کہ آپ کو مبارک ہو میں نے اسی طرح دعا کر کے دونوں کتابوں کا مطالعہ کیا اور بغیر کسی ضد و تعصب کے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر حق روشن فرمایا ان لوگوں کی تصنیفات اور عبادات کو ہر لحاظ سے خوب سیاق و سباق کے ساتھ ملا کر پڑھا اور خدا و رسول کے کلام کے سامنے پرکھا تو دوپہر کے سورج کی طرح مجھ پر کھل گیا کہ بے شک اللہ و اللہ کے رسول اور بزرگان دین کا ادب اور عشق ان حضرات کے ہاتھ سے نکل گیا اور انہوں نے خدا و مصطفیٰ اور اولیاء اللہ کی شان میں اس قدر دلیرانہ کلام کیا ہے کہ جس میں دین و ایمان کا ذرہ بھر بھی حصہ ہوگا وہ اس شدید بے ادبی گستاخی کو معلوم کر لینے میں ذرہ برابر تردد نہ کرے گا میں ۲۳ سالہ نا سمجھی کی عقیدت و محبت و علاقہ سے رو کر بدل تائب ہو گیا ہوں اور ان لوگوں کے حق میرا وہی عقیدہ و ایمان ہے جو عرب و عجم کے اہل حق و ہدایات علماء کرام نے لکھا ہے اللہ تعالیٰ میری اس غفلت اور نادانی کو معاف فرمائیں میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے دین و ایمان تباہ کر دینے والی غفلت سے بروقت آگاہ فرما کر باطل کو ترک کرنے اور حق کو قبول کرنے کا زرین موقع مہیا فرما دیا تلف کردہ ایام زندگی پر مجھے بے حد ندامت ہے دعا کریں ان دین ایمان سوز عبادات و مضامین کی ناحق حمایت میں بے جا تاویلات و ہیر پھیر کرتا رہا اللہ تعالیٰ اس کا کفارہ ادا کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔ (حفظ الاحناف صفحہ ۱۴۳)

مولانا فیض الحسن کا بمع ۲۲۲ ہزار مریدوں

سمیت تائب ہونا

برادران اسلام! راقم الحروف بمراد اشاعت اس حقیقت کے اظہار میں مسرت محسوس کرتا ہے اگرچہ میں پشتینی طور پر حنفی ہوں مگر اپنے وطن آزاد کشمیر کرناہ سے دین کا علم حاصل کرنے کی نیت سے جب نکلا تو لاہور پہنچا قسمت کا اتفاق جناب احمد علی صاحب دیوبندی لاہوری دروازہ شیرانوالہ لاہور سے سابقہ پڑھا میں ناواقف تھا اور ان لوگوں نے عوام کو اپنے سنی حنفی ہونے کا یقین دلانے میں ایک سوچی سمجھی کارآمد صورت منظم طور پر اختیار کر رکھی ہے لہذا میں انہیں سنی حنفی خیال کر کے شاکر بن گیا مدت تک ساتھ دیتا رہا سند پائی آخر مرید کر کے خلیفہ بنا کر اپنے مخصوص طریقے کی تبلیغ پر مقرر کیا کیونکہ میرے خاندانی بزرگوں کی نسبت و برکت سے ملک میں کافی تعداد میں لوگ مجھ سے عقیدت و محبت رکھتے تھے چنانچہ خاندانی حسن عقیدت کے علاوہ میں ناواقفی سے ان کے زیر اثر اعتقادی دنیا کی تخریب سے بچ نہ سکا ان کے عقائد و رسائل کی تبلیغ میں بڑا حصہ لیا آزاد کشمیر میں میرے عقیدت مندوں کی تعداد آٹھ ہزار سے بھی زائد ہوگی اور پاکستان کے دوسرے حصے میں پندرہ ہزار سے کم نہیں اللہ کا بڑا احسان میری آگاہی اور روبرو ہی کا موجب یہ ہوا کہ کچھ ناواقبت اندیش لوگوں کی اصلیت کا پردہ ان کی بے جا شورشی سے ایسا چاک ہوا کہ اسلام اور اہل اسلام سے ان کی سیاسی و ملی بیگانگی عوام پر کھل گئی جس سے نوٹ و نوٹ کے مفاد کی دنیا

خطرے میں پڑ گئی جس کے پیش نظر حال ہی میں خاص خاص حضرات ہزارہ میں خاص کانفرنس کے ضمن میں تشریف لائے تو جناب احمد علی لاہوری دیوبندی کے فرزند بھی آئے ہزارہ کے مختلف مضافات میں شادی وغیرہ کی بعض تباہ کن رسوم اور غفلت بے نمازی سے بچانے کو میں نے کئی ماہ تک کامیاب کوشش کی مگر وعظ تبلیغ میں حسب معمول وہابیہ سینوں کو درود و سلام و قیام نعرہ رسالت وغیرہ سے روکنے پر زور نہ دیا ان کو یہ معلوم ہوا

تو مجھے موضع موہری ایبٹ آباد خاص طور پر بلا کر شدت سے منع کیا گیا کہ جس تبلیغ کے لئے تم کو مقرر کیا ہے وہ یہ نہیں کہ تم درود و سلام و قیام اور ندائے یا رسول اللہ یا غوث وغیرہ کو جائز رکھو! یہ تو ہمارے سب بزرگوں کے نزدیک شرک و کفر ہے تم بھی اس کو شرک و کفر جان کو چھوڑ دو ورنہ ہماری خلافت سے دست بردار ہو جاؤ میں نے کہا یہ عقیدہ تو تمام اہل اسلام کے معمول اور اعتقاد کے خلاف ہے کیا یہ جناب احمد علی لاہوری صاحب اور دیگر تمہارے بڑوں کا بھی یہی عقیدہ ہے انہوں نے صاف اقرار کیا کہ ہمارا اور ہمارے سب بڑوں کا یہی عقیدہ ہے جیسا کہ ہماری کتابوں سے ظاہر ہے تب میں نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہے جسے میں کفر سمجھتا ہوں جب آپ کے بڑے چھوٹوں کا یہ حال ہے تو پھر شاگردی اور خلافت کا سوال ہی کیا؟ ایسی شاگردی اور خلافت سے خدا کی پناہ اس پر خطیب ایبٹ آبادی دیوبندی وہابی نے حسب عادت بدکلامی شروع کی جس پر کافی لے دے ہوئی حتیٰ کہ انتظامیہ نے مداخلت کر کے شر و فساد کو مٹایا غرض ان لوگوں کے دعویٰ سنیت و حنفیت اور ان کے عقاید کو سمجھنے سے میں قاصر اور حیران ہی رہ گیا

ناطقہ سر بگربیان ہے کہ اسے کیا کہیے

اب مجھے یہ فکر بھی دامنگیر ہوئی کہ یہ حضرات کون ہیں اور ان کی اقتداء میں ہمارا انجام کیا ہوگا اللہ کے فضل سے ان کے اس دعویٰ اور اعتقاد کے اختلاف سے میرے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی کہ ان کا دعویٰ اور عقیدہ ایک نہیں ساتھ ہی مجھے اس کا از حد افسوس بھی ہوا کہ ساہا سال ان لوگوں کی نمائش و دعویٰ پر ان کا ساتھ ناحق دیا اور اب جا کر

پتہ چلا

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

جب قرآن اور حدیث پر ان کے عقائد و اعمال کو پرکھا جائے تو صاف کھل جاتا ہے کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور ہوتے ہیں پھر مجھے اپنی حالت پر رونا آیا کہ افسوس بے تحقیق کن لوگوں کے ساتھ رہ کر دین و ایمان اور عمر ضائع کی اگرچہ خاندانی بزرگوں کی دعا و برکت سے کئی خلاف شرع رسوم کو روکنے میں کئی گاؤں میں میرا تبلیغ کا سلسلہ خوب کامیاب رہا چنانچہ روزنامہ تعمیر میں نشر ہو چکا ہے مگر ایسے خطرناک طریقے کے پھیلانے والے رسالے بھی لاکھوں کی تعداد میں دور دراز تک پھیلاتا رہا نہ معلوم کتنے ہی بندگان خدا کے دین و ایمان کی تباہی کا موجب ہوا ہوگا غرض مجھ پر ایک پریشانی کا عالم ہو گیا آخر ان کے دعویٰ اور مسلک کے اختلاف کو صحیح طور پر معلوم کرنے کی ضرورت میرے دل و دماغ پر چھا گئی کہ غور سے دیکھا جائے تو یہ لوگ اسلام اور مسلمانوں کے سیاسی و ملی خیر خواہ یقیناً نہیں آخر یہ کیا ہیں کسی بے تعصب محقق عالم اور بزرگ سے اس امر کا راز دریافت کرنا چاہئے چنانچہ ایک مدت سے صالح اور معتمد نیک لوگوں سے دور نزدیک یہ پتہ چلا کہ خانقاہ محبوب آباد حویلیاں بنارہ

میں ایک صحیح النسب بزرگ حسینی سید حنفی المذہب محقق عالم کتاب و سنت اور ہر چہار سلاسل طریقت کے مجاز و بے لوث اور بے تعصب مبلغ اسلام ہیں اور سینکڑوں کتابوں کے مصنف بھی ہیں ملک اور بیرون ملک لا تعداد لوگ ان کے عقیدت مند ہیں اور اکثر سننے میں آتا رہا کہ رافضی خارجی مرزائی وہابی وغیرہ بد مذہب ان کی صحبت و ارشاد سے ہدایت یافتہ اور نیک بن گئے دوسری طرف خوارج وغیرہ ناحق ان کے خلاف زہرا گلتے رہتے ہیں جس کی انہوں نے کبھی پرواہ نہ کی دل میں یہی آیا کہ ان کی خدمت میں جا کر ان لوگوں کے دعویٰ اور دین کی اصلیت و حقیقت کا پتہ لگانا چاہئے اگرچہ عام اور خاص اہل اسلام ان لوگوں کو وہابی خارجی وغیرہ ہی کہتے ہیں تاہم کسی محقق سے تحقیق ضروری ہے چنانچہ ۲۶ جولائی ۱۹۶۳ء جمعہ کے روز میں اپنے کافی مریدوں کے ہمراہ خانقاہ محبوب آباد شریف کی جامع مسجد حنفیہ میں ایسے مبارک وقت پہنچا جب کہ علامہ الحاج ابو مسعود سید محمود شاہ محدث ہزاروی سجادہ نشین دربار محبوب آباد شریف دامت برکاتہم العالیہ اپنے قدیمی معمول و مشہور دستور کے مطابق نہایت پر امن اور پیارے انداز میں کتاب و سنت اور اثار کی روشنی میں نہایت خیر خواہانہ طور پر خطاب فرما رہے تھے اصلاح اعتقاد اور دعوت عمل کے ضمن میں ادب و عشق کی ضرورت اتحاد و تنظیم کی اہمیت سامعین کے دل و دماغ میں بٹھا کر بغیر کسی کا نام لئے بعض مدعیان اسلام کی خدا اور رسول و بزرگان دین کی شان میں مشہور و معروف گستاخیوں سے متنبہ فرما کر دین و ایمان کی حفاظت کی زبردست تلقین فرمائی جس سے میرا یہ عقیدہ خود بخود حل ہو گیا اور میں اتنا متاثر ہوا کہ بغیر کسی شرم جھجک کے مجمع عام میں کھڑے ہو کر یہ اعلان کیا کہ آج تک میں جن لوگوں کے ساتھ رہا (یعنی جناب احمد علی صاحب دیوبندی لاہوری)

ناواقعی سے شاگرد مرید رہ کر تضحیح اوقات کرتا رہا خدا کا شکر ہے اور میری سعادت ہے کہ ان لوگوں نے اب تو اپنی حقیقت سے روشناس ہونے کا موقع دیا اور ان کے عقیدت خود ان کی کتابوں سے نکال کر اللہ اور رسول کے کلام پر پرکھے تو وہ اللہ و رسول اور بزرگان دین کے ادب و عشق اور طریقے کے خلاف ثابت ہوئے لہذا میں ان کے عقیدے اور نسبت سے بدل تائب ہوں کہ وہ دین اسلام کے خلاف ہیں اور آج سے میں مع اپنے ۲۳ ہزار مریدوں کے دیوبندی و ہابی مذہب سے تائب ہو کر اعلیٰ حضرت امام اہل سنت ابو مسعود پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی حنفی قادری نقشبندی جماعتی چشتی سہروردی عم فیضہ قطب الارشاد و التصنیف کا ہمیشہ کے لئے مرید ہوتا ہوں جس پر تمام مجمع نے نعرہ تکبیر و نعرہ رسالت بلند کئے اور التماس کی کہ حضور میری بیعت قبول فرمائیں آپ نے ہمیں داخل سلسلہ فرما کر بہر حال مکمل اتباع سنت و طریق حنفیت اور اخلاق و سیرت کی مکمل اصلاح کی تلقین فرمائی جس کا میں اپنے متعدد مقامات کے معتقدوں میں اعلان کر چکا ہوں اور کرتا رہوں گا پھر بعض خانگی ضرورتوں کے تحت مجھے واپس اپنے وطن کرناہ جانا پڑا اس لئے چلا گیا اور اب تک وہیں رہا اب جو حضرت سیدنا و مرشدنا محدث ہزاروی مدظلہ کے فرزند ارجمند کی فاتحہ چہلم کی اطلاع پر حاضر ہوا تو مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۶۳ء بروز جمعۃ المبارک میں نے پھر مجمع عام میں طریق دیوبندیت و ہابیت سے اپنے ۲۳ ہزار معتقدوں سمیت بازگشت اور حضور کی بیعت اور مذہب سنی حنفی پر ہمیشہ استقامت کا اعلان کیا۔ حضور نے مکمل میثاق طریقت و اتباع شرع و پیمان سلسلہ لے کر طریقہ قادریہ محمودیہ میں داخلہ کا شرف بخشا جس پر تمام مجمع میں مسرت کی لہر دوڑ گئی سب نے نعرے لگائے اور مبارک باد دی اس سے قبل بھی

ملک کے اخبارات و رسائل میں اس کی اجمالی اطلاع میری منشاء سے دی گئی اور اب یہ بغرض اشاعت روانہ ہے مہربانی فرما کر یہ مفصل روئیداد من و عن اپنے مؤقر جریدے میں شائع فرما کر حق و باطل کے امتیاز کو واضح فرمادیں عین نوازش ہوگی۔ میں ہوں وہ صاحبزادہ فیض الحسن جو چودہ برس تک ان لوگوں میں رہا اور اب اللہ نے نجات دی والحمد للہ علی ذالک۔

(بشکر یہ نوری کرن بریلی، انوار الصوفیہ و مقیاس لاہور)

ریڈیو ٹیلی ویژن کے قاری خوشی محمد الازہری

کاتائب ہونا

اس سے قبل مولانا فضل کریم علوی اور صاحبزادہ فیض الحسن صاحب کے بیانات قارئین کی خدمت میں پیش کئے گئے اب قاری خوشی محمد الازہری صاحب بھی اس سلسلہ کی تیسری کڑی ہیں قاری صاحب بھی اپنے مسلک دیوبند سے تائب ہو کر حکیم و مفتی ملت و مناظر و مبلغ اسلام کے دست مبارک پر تائب ہوئے اور سلسلہ عالیہ قادریہ محمودیہ میں داخل ہوئے۔ آپ نے مفصل بیان اپنے تائب ہونے کا دیا جو کہ ماہنامہ سالک راولپنڈی اور مقیاس لاہور نے اپنے ماہناموں میں شائع کیا ہے اور یہ بیان حفظ الاحناف میں بھی درج ہے۔ اس بصیرت افروز بیان و اعلان کے چند اقتباسات قارئین کی خدمت میں پیش کئے جا رہے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَا اِلهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

برادران ملت میں اپنے اس اعلان کو بغرض اشاعت بھیجنے میں پُر خلوص مسرت محسوس کرتا ہوں نہ ناموری و شہرت کے لئے بلکہ محض اس لئے کہ شاید کسی اور پریشان متلاشی حق کو بھی سرا سیمگی سے منزل مقصود کی طرف ایک جھلک کا کام دے اور کوئی حق کا پیارا دھڑکتے دل بہتی آنکھوں سے اسے پڑھ کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھا سکے۔

حضرات سارے جہان کے اکیلے خالق و مالک خدائے مصطفیٰ کا شکر ہے نہ میں کسی دماغی کمزوری میں مبتلا ہوں اور نہ کسی خاص مالی افتاد کا شکار ہوں اللہ کے فضل و کرم سے نیک و بد کی پہچان کو دل دماغ بھی ہے کسی بے جا اثر کے تحت اس اعلان کی نوبت نہ آئی۔ دین حق اسلام سے الحمد للہ شیفتگی اور ہر باطل و برائی سے قلبی نفرت ہے ہر سنجیدہ انسان کے نزدیک جس طرح بے جا تفرقہ و انتشار نہایت مذموم ہے اسی طرح تلاش حق میں کسی ایسے گروہ کا ساتھ دینا کہ واقعاتی طور پر بعض خوبیوں کے ساتھ اس کے بنیادی عقائد اور جماعتی کارنامے قطعاً دین ایمان اور جادہ حق و ہدایت سے بنیادی تصادم کے حامل بھی نہ ہوں سارے جہان کے خالق مالک کی توحید و تنزیہ اور انبیاء برحق کے آخری تاجدار اقلیم شفاعت کے شہر پار محمد ﷺ کی شان خاتمیت و مصطفائی پر یقین محکم اعتقاد راسخ جازم غیر مترنزل کی دولت خدا داد رکھنے والا انسان اپنے سامنے یہ منصوبہ ضرور رکھتا ہی ہے کہ میں اپنے خدائے واحد لا شریک اور اسی کے آخری محبوب نبی محمد رسول اللہ ﷺ کے حکم و ہدایت کے مطابق ایسی زندگی بسر کر کے اس عالم فانی سے ملک جاودانی کو رخصت ہونے کا طالب ہوں کہ خالق و مالک کے حضور ناکام ہو کر

مجھے شرمندہ اور رسوانہ ہونا پڑے بلکہ کامیاب ہو کر خوشنودی کا انعام و عزت نصیب ہو
اپنی قطعی ہدایت اور نجات کے اس منصوبے کے تحت اسے کسی فرد یا گروہ یا مفاد و رشتہ
علاقہ و طاقت کے خیال سے بالاتر رہ کر یہ فیصلہ کر لینا قطعاً ناگزیر ہوتا ہے کہ مجھے وہی
راستہ ٹھیک سمجھ کر اختیار کرنا ہے جو میری قطعی ہدایت اور نجات اور کامیابی کا ہے اور کسی
رشتہ یا گروہ و طاقت مفاد کا خیال کئے بغیر اس طریق و روش سے صحیح سوچ سمجھ کر بچنا بھی
ضروری ہے جس پر رہنے سے میرے دین ایمان ہدایت و نجات کے منصوبہ کو ناکام
ہو جانے کا خطرہ لاحق ہو بندہ مومن کی ضروریات میں یہ بنیادی اور اولین ضرورت
ہے جس سے کسی سنجیدہ انسان کو انکار کی مجال و گنجائش نہیں میں چک ۱۶ تحصیل اوکاڑہ
ضلع ساہیوال مغربی پاکستان کا باشندہ ہوں میٹرک تک سکول کی تعلیم بھی رکھتا ہوں اور
کراچی نیوی میں ملازمت کے دوران مدرسہ دارالقرآن قاسمیہ میں تجوید و قرأت کی
تعلیم شیخ سید محمد علی شرف الدین یمنی سے حاصل کی اور درس حدیث و قرآن کریم مفتی
محمد شفیع دیوبندی و آصف صاحب قاسمی سے لیتا رہا علم قرأت کی مشق کے بعد ہی میری
قرأت کا شہرہ ہوا اتفاق کی بات ہے کہ مجھے دیوبندی اور مودودی جماعت ہی سے
سابقہ رہا ہے سچ ہے کہ اکثر آدمی کو کسی شے کی محبت اندھا بہر ا بنا کر چھوڑتی ہے میں نے
انہی اپنے کرم فرماؤں کے دائرہ میں صالح نیک لوگوں کی تلاش کا سلسلہ بھی جاری رکھا
آخر اس ماحول کے زیر اثر میں جناب احمد علی صاحب دیوبندی لاہوری کے سلسلہ میں
ان کے فرزند عبید اللہ انور صاحب سے اس لئے بیعت ہو گیا کہ مجھے اللہ رسول اور
بزرگان دین کی محبت اور اتباع نصیب ہو اور میں انہی حضرات کو سنی حنفی تصور کرتا رہا اور
خیر سے انہوں نے اپنی متفقہ تنظیم کے تحت عوام کو یہ یقین دلانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا

رکھی کہ وہی اہل اسلام اور سنی حنفی ہیں اور دوسرے لوگ تو بدعتی و مشرک گمراہ ہیں سالہا سال تک دیوبندی مودودی ماحول میں رہا بلا وجہ کسی کو برا کہنا اخلاق کوئی جواز نہیں رکھتا مگر یہ میرا ذاتی تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ باوجود دین ایمان کے دعویٰ اور معمولات رکھنے کے ان کے برعکس میں اللہ رسول اور اولیاء اللہ کی محبت و ادب دوسرے ہی لوگوں میں پاتا رہا جن کو بدعتی مشرک وغیرہ کہتے ہیں اگرچہ ان کے پیرو پیگنڈہ سے متاثر ہو کر میں بھی ویسا ہی کہتا رہا جیسا وہ کہتے کہ یہ لوگ بدعت و شرک و کفر میں مبتلا ہیں وغیرہ لیکن ذاتی مشاہدہ سے میں سمجھ گیا کہ جن لوگوں میں نے زندگی کا ایک قیمتی حصہ بسر کیا یعنی دیوبندی مودودی جماعت کے لوگ اگرچہ بظاہر کئی ایک خوبیاں عملی تنظیمی ضرور ان میں نظر آتی ہیں مگر قریب رہ کر بلکہ ان کے اندر رہ کر صاف معلوم ہوا کہ خدا رسول اولیاء اللہ کی تعظیم اور محبت کی حقیقت کا مجھے ان میں اصلاً پتہ نہ لگا یہی سبب ہے کہ میں ان میں جو لوگ دینی قسم کے اعمال بجالاتے بھی ہیں تو ان اعمال کی جان اور روح ان میں نہیں پائی جاتی چنانچہ جب موقع ہاتھ لگے تو ایسے دلیرانہ کام بھی بے دھڑک کر جاتے ہیں جو اللہ رسول کی ادنیٰ محبت و تعظیم والا شخص کرتے ہوئے سہم جائے چونکہ میری قرأت اللہ کے فضل سے ملک کے ہر طبقہ میں مقبول تھی مجھے اس طرح اپنے دیوبندی مودودی کرم فرماؤں کے ہر طبقہ میں بار بار بتکرار پہنچ کر ان کا پورا مطالعہ کرنا نصیب ہوا اور آخر یہ سوال میرے دل و دماغ میں بار بار آنے لگا کہ بظاہر ہر چند کہ میں نے علمی روحانی سب نسبتیں بھی حاصل کر لیں مگر شب و روز اس علمی روحانی ادارے کے چکر میں رہ کر بھی میرے دل و دماغ کو سکون و اطمینان یا یقین محکم حاصل نہیں آخرا اس کا سبب کیا ہے؟ اور پھر جب کبھی ان لوگوں سے بعض کو دیکھتا جنہیں ان

حضرات نے انبیاء اولیاء محبوبان خدا کی عقیدت و ادب کی بناء پر بدعتی مشرک گمراہ بہہ کر متہم کر رکھا ہے کہ ان کو باوجود غریب مفلس ہونے کے اطمینان و سرور قلب کی دولت سے مالا مال پاتا دل و دماغ میں یہ سوال اور بھی محکم ہو جاتا اور کبھی یہ خیال آ کر مجھے پریشان کر دیتا کہ علمیت بزرگی کا سارا محکمہ اپنے ان حضرات علماء دیوبندیت و مودودیت نے سمیٹ رکھا ہے مگر اللہ کے پیارے ولی جن کی عظمت و جاہت صدیوں سے اپنا سکھ دلوں پر بٹھائے ہوئے ہیں اور ان کے مزارات مقدسہ پر حاضر ہو کر ایک غیر مسلم کو بھی ان کی شان خداداد کا اقرار کرنا پڑتا ہے ویسا کوئی با خدا ان میں آخر کیوں نہیں؟ اور ان با خدا لوگوں کی مزارات اور خانقاہوں میں جانے سے انہوں نے اپنے زیر اثر لوگوں کو بدعت مشرک کفر ہو جانے کی ہیبت ناک الفاظ سے تھام رکھا ہے۔

غرض ایک عجیب تذبذب کے عالم میں تھا کہ ایک کاروباری مگر پاکیزہ حال بزرگ محمد مسکین خان صاحب ہزاروی سے اچانک لاہور میں ملاقات ہو گئی کھرل منزل میں ان کا عزیز ڈاکٹر محمد بشیر ڈینٹل سپیشلسٹ قیام پذیر تھا خان صاحب موصوف اپنے عزیز کے پاس آئے تو میں نے ان کے شب و روز کو دیکھ کر نہایت تعجب کیا کہ اس عام کاروبار کرنے والے کورات آٹھ بجے مناجات میں زار و قطار رونا اور ذکر و اطاعت حق میں شب بسر کرنا آخر کہاں سے نصیب ہوا میں نے دیکھا کہ اس بندہ خدا کو اس قدر اطمینان استغفار کی بدولت حاصل ہے کہ اس پر رشک آتا ہے میں نے نہایت ادب سے ان کے قریب ہو کر حالات کا جائزہ لینا شروع کیا تو انہوں نے اپنی سرگزشت ایک درد بھرے لہجے میں سنائی کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ میرے پیرو مرشد امام اہل سنت محدث ہزاروی کی نگاہ عنایت نے میری قسمت اور زندگی کو بدل دیا ورنہ

میں ایسا ویسا شخص تھا پھر انہوں نے ابو مسعود خواجہ سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی
 زیب سجادہ حنفیت و قادریت محبوب آباد حویلیاں ہزارہ کا نورانی کلام سنایا اور مناجات
 شریف جس سے دل میں یہی آیا کہ ان بزرگوں سے ضرور ملنا چاہئے کچھ دن ہی
 گزرے کہ حضرت خواجہ محبوب آبادی اچانک تبلیغی سلسلہ میں لاہور وارد ہوئے جہاں
 لا تعداد آپ کے عقیدت مند ہیں مگر ایک دن محمد مسکین خان صاحب حضور کو اپنی قیام
 گاہ پر لے آئے مختصر سی ملاقات ہوئی اور میں اپنی ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی قرأت کی
 ڈیوٹی پر اور ملازمت کے سلسلہ میں چلا جاتا ہے وقت سرت کسبت میں بیٹھتا خان
 صاحب یا حضور نے کبھی دیوبندیت مودودیت کے متعلق اشارہ بھی نہ سر کرنے کو کچھ
 نہ فرمایا اپنے آپ میرے دل میں یہ امتیاز پیدا ہو گیا کہ اس اطمینان کے لئے میں
 مدتوں سرگرداں تھا اس کی جھلک تو یہاں لگتی ہے چنانچہ دن رات حضرت کے وعظ و تبلیغ
 کا سلسلہ شہر لاہور کے ہر سمت میں ہونے لگا اور جوق در جوق لوگ داخل سلسلہ ہونے
 لگے اور ذکر حق کی وہ چاشنی پائی جو زندگی بھر میں کبھی نصیب نہ ہوئی تھی کئی روز تک میں
 حضور کی معیت میں تبلیغی مجالس میں حاضری دیتا اور آپ کا کلام مبارک پڑھنے لگا
 میرے دل کی حالت میں ایک انقلاب رونما ہو گیا اگرچہ میں پہلے بھی قرأت و تلاوت
 کا عادی تھا اور منظوم کلام بھی پڑھتا تھا مگر اب مجھے یہی محسوس ہونے لگا کہ گویا میں اب
 کسی نئی دنیا میں آ رہا ہوں

انوار کی بارش محفل پر ہر دل میں یاد الہی تھی

اب مجھے محسوس ہونے لگا کہ جس نے محمد مسکین خان صاحب کی دنیا بدلی ہے وہ میری
 بھی قسمت میں اللہ کے حکم و فضل سے انقلاب پیدا کر دے تو کیا تعجب ہے میں نے

بارہادیو بندیت مودودیت کے متعلق سوال چھیڑا حضور نے روئے سخن بدل کر فرمایا۔

تجھ کو پرانی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

غرض میں نے حضور کو اچھی طرح معلوم کیا کہ للہیت کے سوا کوئی مدعا و مقصد ہی نہیں۔

اس اثناء میں ایک عجیب بات دیکھنے میں آئی کہ میں خوب سونے کا عادی ہوں مگر

حضرت کی محفل میں رات کے تین بجے کا وقت ہو جاتا تو کوئی خاص بات ہی نہیں۔

سبحان اللہ وہ پیاری گھڑیاں کسی پیار میں گزرتی جا رہی تھیں کہ ابھی دس بجے کا وقت

محسوس ہوتا تھا کہ حالانکہ تہجد کی نماز کی تیاری ہوتی تھی مجھے اپنے اوپر تعجب آتا مگر ساتھی

بھی یہی کہتے کہ ہمیں بھی پتہ نہ لگا کہ سحر ہو گئی آپ کی محفل کو محفل تبلیغ و ذکر حق کہا جاتا

ہے اور لاریب وہ ایسی ہی محفل ہوتی ہے۔ میں محافظ سنیت و حنفیت محدث ہزاروی کی

محفلوں میں بلا مبالغہ یہی محسوس کرتا رہا کہ گویا میں ایک نئی نور کی دنیا میں آ گیا ہوں جو

مسائل عمر بھر میں حل نہ ہوئے وہ چٹکیاں لیتے حل ہوتے دیر نہ لگتی اور دل و دماغ یقین و

سرور سے بھر جاتے لاہور جیسے شہر میں آپ کی تقریر کے دوران حاضرین پر سناٹا کا عالم

رہتا آخر تک لوگ ہمہ تن گوش سنتے رہتے تقریر ختم ہونے پر لمبے کپڑوں کے ہجوم کو

بیعت و طریقت میں لیا جاتا۔ مورخہ ۶۸/۸/۸ پنج شنبہ کو آپ اہل لاہور کی چھ ماہ کی

مسلسل دعوتوں پر حسنین آباد وارد ہوئے۔ ۶۸/۸/۹ جمعہ آپ نے صدر بازار جامع

مسجد میاں جان محمد مرحوم میں پڑھایا ایک مثالی اجتماع کو خطاب فرمایا جس میں آپ

نے سورۃ فاتحہ کی تفسیر بیان فرمائی اور ڈاکٹر فضل الرحمان کی نام نہاد کتاب اسلام میں جو

خلاف اسلام و ایمان مضمون ہے اس کا بیان فرما کر کتاب کی تلفی اور مصنف کی برطرفی و

عبرت نال سزا کا مطالبہ کیا۔

۶۸/۸/۹ سوڈھیوال ۱۱/۸/۹۸ حسنین آباد ۱۲۔ آراے بازار ۱۳ ایلایف ایف لاہور
چھاؤنی ۱۴ والٹن ۱۵ رات کے دس بجے داتا دربار بعد نماز عشاء تمام بنیادی عقائد و
مسائل دینیہ پر ایسا جامع مانع خطاب فرمایا کہ تین گھنٹے تک مسلسل عرفانی بیان
جاری رہا پھر حلقہ ذکر ہوا اور لا تعداد لوگ داخل سلسلہ ہوئے بندہ بھی اسی محفل میں
برضا و رغبت خود داخل سلسلہ ہوا ۱۶ کا جمعہ گلبرگ کی نئی زیر تعمیر مسجد میں جمعہ پڑھایا عصر
تک تقریر و خطاب کا سلسلہ رہا لا تعداد لوگ داخل سلسلہ ہوئے۔ ۱۷ امرسدھو میں رات
حضرت کا خطاب ہوا مزنگ جامع مسجد قصابان میں ۲۰ محمد پارک گلبرگ کی جامع مسجد
میں آپ کی تقریریں ہوئیں الحمد للہ میں حاضر رہا اور اب تو عقیدت و محبت کی دنیا میں
ہمارا بھی گزر ہوا اس اثناء میں آپ نے ایسے بنیادی دینی ایمانی مسائل پر خطاب فرمایا
کہ قلب و ذہن سے شکوک و شبہات یکسر دور ہوتے چلے گئے لیکن علمائے دیوبندیت و
مودودیت کو برا بھلا کہنے کی کبھی نوبت تک نہ آئی آپ کی بیعت کا مسنون طریقہ ہی
ایسا عجیب ہے کہ ہر باطل سے آدمی اس میثاق میں ہی پاک ہو جاتا ہے پھر آپ خانقاہ
محبوب آباد واپس تشریف لے گئے اور اہلیان لاہورے دلوں میں اپنی بے مثال
مقدس محفل کی یاد ہمیشہ کے لئے چھوڑ گئے۔ پھر مورخہ ۶۸/۸/۲۸ تا یکم ستمبر بندہ
رخصت لے کر خانقاہ حاضر ہوا جہاں آپ کا ایک مثالی کتب خانہ دیکھا اور دارالعلوم
جس میں قریب تیس طلباء دینی تعلیم پارہے ہیں اور چار دن کی حاضری میں نیاز مند نے
خود گزارش کی کہ حضور ہم علمائے دیوبند اور مودودی جماعت اور دیگر اہل اسلام میں جو
فرق ہے وہ معلوم کرنا چاہتے ہیں تاکہ بغیر ضد و تعصب کے ہمیں معلوم ہو جائے کہ یہ
لوگ کون ہیں ہمارے اصرار پر آپ نے ایک ہی درس دیا جس سے اصل دین ایمان

اور ان لوگوں کی حقیقت واضح ہوگئی۔ الخ (حفظ الاحناف صفحہ ۱۵۸) قاری صاحب اپنے مضمون کے اختتام پر لکھتے ہیں بغیر کسی ضد و تعصب کے میں اپنی سابقہ ناواقعی غلط فہمی سے جو ان حضرات کو سنی حنفی تصور کر کے ان کے ساتھ رہا اس سے توبہ کر کے مذہب سنی حنفی کی پیروی کو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت ابو مسعود خواجہ سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں خدا تعالیٰ ان حضرات کو بھی حق کے سمجھنے اور اختیار کرنے کی توفیق دے۔ آمین یا رب العالمین۔

میں ہوں وہ قاری خوشی محمد قاری ریڈیو نیلی ویشن پاکستان جس نے یہ اپنا بیان بغرض اشاعت دیا تمام اہل اسلام میرے لئے دعائے استقامت کریں۔ والسلام۔
(ماہنامہ سالک و مقیاس لاہور و حفظ الاحناف صفحہ ۱۹۱)

حلفیہ اقرارنامہ

بمورخہ ۲۶/۱۲/۷۵ چک مدو کے ضلع ساہیوال اہل دہ اور باہر کے علماء و خواص کے مجمع میں خواجہ محبوب آبادی کے پیش ہو کر مذکورہ فرقہ (وہابیہ) کے مستند عقیدت مند فاضل دیوبند علامہ رشید احمد ولد احمد دین سابق امام چک ہذا اور حافظ وریام موجودہ امام و مبلغ نے تمام طلبہ و عوام کے مجمع میں کلمہ پڑھ کر اقرار کیا اور حلفیہ اقرارنامہ لکھ کر دستخط کر دیئے اور خواجہ محبوب آبادی کے سپرد کیا کہ اگر ان کتابوں میں یہ مضمون ہو تو یہ کفر ہے، ایسے لوگ کتابوں والے اور ان کو ماننے والے سب کافر و مرتد ہیں ان کی امامت تعلق ام ہے یہ باتیں ثابت نہ ہوں تو الزام دینے والوں کا یہی حکم

ہے اگر یہ کفری مضمون ان کی کتابوں سے ثابت ہو تو فتاویٰ حسام الحرمین صوارم
الھند یہ کے فتویٰ کے مطابق یہ سب مرتد ہیں۔ العبد احقر رشید احمد ولد احمد دین۔ حافظ
وریام کمال الدین بقلم خود

مجمع میں اس اقرار نامہ پر دستخط ہوئے انہوں نے مجمع عام میں کتابیں لا کر
پیش کرنے کا وعدہ کیا خلاف وعدہ دیر سے آئے اور کتابیں پیش کرنے میں عذر بہانے
کئے اور کہنے لگے ہم کتابیں ضرور لا کر پیش کریں گے حکم صادر ہوا جب تک کتابیں پیش
کر کے یہ کفری مضمون ثابت کرنے پر توبہ کر کے تجدید اسلام و نکاح نہ کریں امامت سے
تعلق حرام ہونے کا وہی حکم ہے جو فتاویٰ حسام الحرمین اور صوارم الھند یہ میں علماء
عرب و عجم نے قرآن و سنت و فقہ اسلامی سے صادر فرمایا فلا تعقد بعد الذکری
مع القوم الظالمین ان سے ملاپ کا بھی یہی حکم ہے والسلام۔ (قول فیصل صفحہ ۴)
آگے اس میں مزید لکھتے ہیں چک مدو کے ضلع ساہیوال کے دیوبندی صاحبوں کا دستخطی
اقرار نامہ حلفیہ خواجہ محبوب آبادی کے پاس ہے اور اس کی نقل اہل دہ کو بھی دی گئی ہے
قطعاً یقیناً ان لوگوں کی ان کتب میں یہ منافی دین ایمان مضمون موجود ہے چھپ کر
مسلل نشر ہو رہا ہے جیسا زمین آسمان کے وجود سے انکار نہیں ہو سکتا ان کی کتب میں
اس مضمون سے بھی یونہی انکار نہیں ہو سکتا۔ اہل علم و عقل اہل انصاف کا فرض ہے کہ
اصل کتابیں لے کر پچشم خود ملاحظہ کریں اور یہ مضمون ثابت ہونے پر یہ فیصلہ خود اپنے
علم و ایمان سے کریں کہ پھر ان لوگوں کو یا تو ان کفریات سے توبہ کر کے تجدید اسلام و
نکاح کرنا لازم ہے یا دینی ایمانی ہر منصب کو انہیں دین و ایمان کے لئے خالی کر دینا

لازم ہے اگر اس قدر اللہ رسول کی توہین اور مخالفت کر کے بھی آدمی دین ایمان سے خارج نہیں ہو جاتا تو کفر و ایمان میں فرق کیا ہے قلت ۔

میں نہیں کہتا کہ یہ کر یا وہ کر جو چاہے کر
ملک و ملک کی حفاظت کرو لیکن جلد کر

کسی کی دل آزاری یا ناحق تشہیر کو ہم گناہ تصور کرتے ہیں خدا کرے ہمارا کوئی لفظ کسی پر بار نہ ہو بلکہ موجب بصیرت و ہدایت ہو۔ آمین۔

منجانب

جمعیت حنفیہ قادریہ رجسٹرڈ پاکستان

(قول فیصل صفحہ ۴)

حکیم محمود احمد نوشہرہ والے کا

مرزائیت سے تائب ہونا

حکیم محمود احمد نوشہرہ والے دارالعلوم نعیمیہ لاہور کے مستند تھے پہلے وہ نوشہرہ صوبہ سرحد میں دینیات ماسٹر بنے پھر بعد میں انہوں نے طب یونانی کا کورس کر کے حکمت شروع کی اور سکول کی ماسٹری سے دست بردار ہو گئے۔ آپ کے اکثر رشتہ دار مرزائی ہیں حکیم محمود احمد صاحب جب حکیم ملت پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی کی مجلس

میں جا کر بیٹھے اور ذکر حق کیا تو آپ کے دل سے مرزائیت کا میل نکل گیا اور اس دل میں ایمان اور ایقان کا نور چمکنے لگا تو مرزائیت سے تائب ہو گئے حکیم ملت محدث ہزارویؒ کے دست اقدس پر بیعت کی اور آپ کے دل میں حضور انور ﷺ کی محبت و عشق ایسا جاگزیں ہوا کہ ہر وقت جذب میں رہنے لگے بڑے مجاہدے کئے اور اہل باطل کے ساتھ مکمل بائیکاٹ کیا اور اس دنیا فانی سے بحالت ایمان رخصت ہو کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے نوشہرہ پل کے قریب قبرستان میں آرام فرما ہیں۔ حکیم محمود احمد صاحب قادری نے تصوف کی منازل میں ایک مقام پیدا کیا تھا اور ہمارے مرشد نور بالانے آپ کو خلافت سے نوازا تھا سیرت محدث ہزارویؒ میں بھی خلفاء کی لسٹ میں آپ کا ذکر ہے اور شجرہ نسب و خلفاء کے بڑے چارٹ میں آپ کا نام خلفاء میں درج ہے حکیم صاحب راقم الحروف کے نہایت مخلص دوست تھے آپ کو راقم الحروف نے بہت ہی مہمان نواز پایا اور آپ عوام و خواص سے بڑے مشفقانہ انداز میں پیش آتے۔

حکیم ملت بحیثیت معمار قوم

حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزار ویرجۃ اللہ علیہ جس طرح دینی معمار تھے اس طرح وہ قوم کے لئے سیاسی اور سماجی معمار بھی تھے آپ نے افراد قوم کو وہ راستہ دکھایا جو اس قوم کے لئے تعمیر ملت کا سبب بنا۔ آپ نے قیام پاکستان کے سلسلہ میں قائد اعظم کا ساتھ دیا اور امیر ملت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری کے ساتھ شانہ بشانہ کام کیا آپ مسلم لیگ کے تعارف کے لئے پیر صاحب آف مانگی شریف کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو قائد اعظم کے ہمراہ پاکستان بنانے میں متعارف کرایا۔

تحریک خلافت میں اہم کردار: اسلام میں صرف خلافت کا

نظام ہے اور اس کو چلانے والے کو خلیفہ کہا جاتا ہے ملوکیت کا نظام فرعونی اور ہامانی ہے اور خلافت صرف اور صرف انبیاء علیہم السلام کا مشن تھا تمام انبیاء علیہم السلام خلفاء تھے اور پھر حضور انور ﷺ خلیفہ اعظم تھے آپ کے بعد خلفاء راشدین کا دور تھا اور قرب قیامت اس خلافت کو حضرت امام مہدی علیہ السلام قائم کریں گے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ بھی مسلمانوں کے لئے خلافت کا ہے وعد اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات یتخلفنہم فی الارض کما ستخلف الذین من قبلہم۔ تم میں سے جو ایمان لائے اور جنہوں نے دستور حق کے مطابق کام کئے اللہ کا ان سے

وعدہ ہے کہ وہ ان کو زمین پر اس طرح خلافت دے گا جس طرح اس نے اگلوں کو دی۔ آپ نے عالم اسلام کی کامیابی کے ضامن دس نکات فروری ۱۹۷۲ء لاہور میں عالمی سربراہی کانفرنس میں پیش کئے اور یہ تحریک تاحیات جاری رہی۔ اور جب آپ کی ذات و صفات مظہر اتم آپ کے فرزند ارجمند صاحبزادہ سید محی الدین صاحب تحریک خلافت کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

ایوب خان کے دور میں آپ کا کردار: ۱۹۶۵ء کی

جنگ شروع ہوئی تو فیلڈ مارشل جنرل محمد ایوب خان حضرت پیر صاحب تونسہ شریف اور حضرت پیر دیول شریف حضرت گل پیر اور حضرت محدث ہزاروی کو مدعو کیا اور حالات پر غور و فکر کے بعد رہنمائی حاصل کی ایوب خان نے زیادہ وقت حضرت حکیم ملت پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی کو دیا اور جہاد پر تقریری و تحریری کام کرنے کی استدعا بھی کی آپ نے الجھاد نامی کتاب لکھ کر مفت افواج پاکستان میں تقسیم کی آپ جہاد میں بنفس نفیس حاضر ہوئے تھے خصوصاً ۱۹۳۸ء اور ۱۹۶۵ء کو۔

ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں آپ کا کردار: آپ

نے اسلامی سربراہ کانفرنس سے قبل کلمۃ الاتحاد و الجھاد نامی کتاب لکھی اور اس کتاب کو اردو عربی اور انگریزی میں ترجمہ کرا کر شائع کی آپ نے ایبٹ آباد میں مولانا کوثر نیازی سے وعدہ لیا کہ آپ حج کے موقع پر قرعہ اندازی کے نظام کو ختم کرادیں اور اس نے یہ وعدہ نبھایا اور حج کے لئے قرعہ اندازی کا نظام ختم کیا۔

ضیاء الحق کے دور میں آپ کا کردار: جس وقت جنرل

محمد ضیاء الحق نے مشائخ کانفرنس منعقد کی تو آپ نے کرسی صدارت پر بیٹھ کر بچپن منٹ خطاب فرمایا اور اس خطاب میں علماء و مشائخ و دانشوروں کے کانوں میں خلافت و دستور حق کی آواز پہنچائی اور تمام مریدین نے ضیاء الحق کو خلافت نافذ کرنے کے لئے خطوط لکھے جس میں راقم الحروف بھی شامل ہیں آپ نے خلافت کے قیام کے لئے لہ نظم و نثر میں کلام لکھ کر مسلمانوں کو بیدار کیا۔ آپ کی ایک رباعی کافی مشہور ہے۔

تیری ملت آئین تیری بقاء تو اسی سے واسطہ رکھ سدا

جو شجر سے پات ہی کٹ گیا تو بہار اس پہ حرام ہے

کبھی جھانک ملک شہود میں کہ خلیفہ ہے تو وجود میں

ہوئیں صدیاں تجھ کو سجود میں سراٹھا کہ وقت قیام ہے

اصلاحی تنظیم السادات کی بنیاد: آپ نے سادات کو منظم

کرنے کے لئے ایک تنظیم بنام اصلاحی تنظیم السادات کی بنیاد رکھی۔ جو سادات کرام کی بیداری کا سبب بنی اور وہ اپنے مقام کو پہنچانے لگے اور اس سلسلہ میں کانفرنسیں بھی کیں فقیر راقم الحروف جب اس وقت دیدار کے حاضر خدمت ہوتا تو اس تنظیم کی جھلکیاں دیکھتا اور ان اراکین سے بھی متعارف ہوتا جو اس تحریک میں شامل تھے۔

علامہ اقبال اور حکیم ملت: حکیم ملت محدث ہزاروی کو اپنے ہمراہ لے کر مولانا محمد

اسحاق مانسہروی اور مولانا ظفر علی خان جب علامہ محمد اقبالؒ سے ملنے گئے تو حضرت علامہ اقبال نے مولانا رومی رحمۃ اللہ کے درج ذیل شعر کی تشریح طلب کی۔

کور کورانہ مرو در کربلا تانہ افقی چوں حسین اندر بلا
تو حضرت حکیم ملت محدث ہزارویؒ نے علم عروض کے قاعدے کے مطابق اس شعر کی تشریح فرمائی جب علامہ اقبال نے آپ کی تشریح سنی تو وہ بے اختیار اٹھ کر آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دے کر کہنے لگے کہ آپ تو میرے استاد ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ علم عروض کے مطابق آگے کے جملہ کو پچھلے جملے سے ملائیں تب آپ کو اس کا مطلب سمجھ آئے گا۔

جامعہ حنفیہ کا قیام:

جب آپ کو ہاٹ سے حویلیاں واپس تشریف لائے تو سب سے پہلے درس و تدریس کے لئے جامعہ حنفیہ کے قیام کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ نے بیس کنال زمین کو وقف کر کے اس میں جامعہ حنفیہ اور بڑی جامع مسجد کا قیام عمل میں لائے اور اب آپ وہاں حاضر ہوں تو حیران رہ جائیں گے کہ اتنے مختصر عرصے میں فقر و مسکینی کی حالت میں ہوتے ہوئے اس قدر عالی شان اور جدید قسم کی دو منزلہ عمارت میں جامعہ حنفیہ قادر یہ محمودیہ قائم ہے جس میں درس نظامی کے طلباء پڑھ رہے ہیں اور جامع مسجد کی طرف جب ایک نگاہ ڈالو گے تو جدید قسم کی عمارت اور اعلیٰ قسم کی زیب و زینت سے آراستہ مسجد کو دیکھو گے مسجد بھی دو منزلہ ہے یہ جامعہ اور مسجد خانقاہ شریف کے احاطہ میں ہے اور راب ایک پبلک محبوب ہائی سکول زیر

نگرانی محترم صاحبزادہ عبدالقادر شاہ صاحب کی ہے جس میں کمپیوٹر و دیگر جدید علوم کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔

جمعیت حنفیہ قادریہ کا قیام: آپ کی زندگی ملت اسلامیہ کے لئے وقف تھی اور آپ نے وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جو مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے تھے آپ نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اپنے پیرو مرشد کے ساتھ شانہ بشانہ رہے جب پاکستان بنا تو اقتدار ان لوگوں کے ہاتھوں میں آیا جنہوں نے دستور اسلام کے نفاذ کے لئے کچھ نہ کیا بلکہ وہ اس دستور حق کے بنیادی فن سے ہی بالکل نا آشنا تھے لہذا اس چمن کے لئے ایک دیدہ ور کی ضرورت تھی آپ نے اس کو محسوس فرمایا اور ایک تحریک خلافت اسلامیہ کی بحالی کے لئے بنائی اور اس کا نام جمعیت حنفیہ قادریہ رکھا اور ہر سال اس مقصد کے لئے وہ کانفرنس فرماتے اور آپ کے مریدین و معتقدین اس میں شامل ہوتے اور اس سلسلہ میں بہت سے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے بالخصوص لوگوں کے دلوں میں عشق نبی اور حب اہل بیت و عظمت اصحاب مصطفیٰ کی شمع روشن کی جمعیت حنفیہ قادریہ کا منشور بحالی خلافت میں دستور حق (قرآن و سنت) کا مکمل نفاذ ہے۔

متفرقات

(۱) فرض مرد کارزار: ٹائی ایک کپڑے کی گرہ ہے جو یورپ نواز گلے میں پہنتے ہیں اور اس کو ٹائی بولتے ہیں بعض ناواقف لوگ صرف فیشن کے طور پر استعمال کرتے ہیں یہ کپڑا جو تین انچ تک چوڑا اور تقریباً دو یا تین فٹ تک لمبا ہوتا ہے مغربی تہذیب کے دلدادہ لوگ قمیص کے اوپر اس کو باندھ لیتے ہیں۔ اس ٹائی کے متعلق صرف اتنا عرض ہے کہ یہ عیسائیوں کا مذہبی شعار ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھا کر پھانسی دے دی گئی اور وہ اب آسمان میں زندہ نہیں جو کہ قرآنی تعلیمات کے بالکل خلاف ہے لیکن ہمارے مسلمانوں نے اس کو نا سمجھی میں فیشن بنا لیا اور ان سادہ لوحوں کو یہ معلوم نہیں کہ اس کے پردے میں پڑھے لکھے مغربی تعلیم یافتہ عیسائی و یہودی اپنے عقائد مسلمانوں میں پھیلا رہے ہیں حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی نے اس کا ردِ بلیغ فرض مرد کارزار کے عنوان سے عارفانہ محققانہ انداز میں منظوم کلام کی صورت میں پیش کیا ہے۔

اک ٹائی کی گرہ میں کفر ہیں معقود دس
اس شعار کفر کے اب باندھنے سے کیجئے بس
یاد ہے جس قتل کی قرآن میں ماقتلوا
یاد ہے جس سولی کی ہے قرآن میں ماصلبوا
یاد ہے تثلیث کی قرآن میں ہے یہ مت کہو

ہر شعار کفر کو اے اہل ایمان چھوڑ دو
 تثلیث کی ٹائی میں بس توحید سے ہے روکد
 اور قرآن پاک میں ہے قل ہو اللہ احد
 یاد یہ ابن خدا کی اور خدا بے ضد وند
 پاک وہ اولاد سے قرآن میں ہے لم یلد
 تثلیث کی ٹائی میں بیوی بھی خدا کی بے شبہ
 اور وہ اس سے پاک قرآن لم تکن له صاحبہ
 بیوی بیٹا عقد اور کفو ہے اس کا محل
 اور نہ اس کا کفو کوئی حکم قرآن بے خلل
 یاد جس سولی کی ہے اللہ کی توہین ہے
 کفر توہین خدا اور جو کرے بے دین ہے
 یہ صلیبی یاد پیغمبر کی بھی توہین ہے
 معتقد اس کا یقیناً کافر و بے دین ہے
 پس یہودی اور نصرانی تو لا کفر ہے
 اور شعار ان کا بھی منجملہ تو لا کفر ہے
 یہ صلیبی یاد تو اسلام کا ابطال ہے
 کفروں کا مجموعہ ٹائی کفر کا خلخال ہے
 کوئی مت جانے کہ یہ خود ساختہ تکفیر ہے
 بلکہ بنیاد جہاد حق کو یہ تنفیر ہے

ترک ہر قیمت کرو یہ کافروں کا ہے شعار
چھوڑنا محمود اسے ہے فرض مرد کارزار

تشریحات:

- (۱) وما قتلوه - یقیناً انہوں نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا۔ ۶/۲ القرآن
- (۲) وما صلبوه - انہوں نے اسے سولی نہیں دیا۔ ۶/۲ القرآن
- (۳) ولا تقولوا ثلاثة ط انتھوا خیرا لکم ط انما اللہ الہ واحد ۶/۳
القرآن تین خدامت کہو اس سے باز رہو اپنے بھلے کو یقیناً اللہ تو ایک ہی خدا ہے۔
- (۴) سورۃ اخلاص میں ہے قل هو اللہ احد۔ آپ کہہ دیں اے محبوب وہ اللہ ایک ہے اور یہ بھی دلیل ہے انما اللہ الہ واحد۔
- (۵) سبحانہ ان یکون لہ ولد۔ وہ اس سے پاک ہے کہ اس کی اولاد ہو اور سورہ اخلاص میں ہے لم یلد۔ اس کی اولاد نہیں ہے۔
- (۶) انی یکون لہ ولد ولم تکن لہ صاحبة اس کا بچہ کجا حالانکہ اس کی بیوی ہی نہیں۔
- (۷) بیوی بیٹے کا عقیدہ بے بنیاد کفر ہے کہ بیٹا بغیر بیوی کے کیسا اور بیوی بے عقد کیسی اور عقد بلا کفو باطل کو بے محل ہے اللہ تعالیٰ کا کوئی کفو نہیں و لم یکن لہ کفوا احد نہ اس کا کوئی مثل نہ کفو ہے۔

- (۸) صلیبی عقیدہ کفریہ کی یاد دہانی اللہ کی صریح توہین ہے جو بجائے خود کفر ہے۔
- (۹) صلیبی عقیدہ کفریہ کی یاد میں پیغمبر کی بھی کھلی توہین ہے جو قطعی کفر ہے۔
- (۱۰) الغرض یہود و نصاریٰ کا نظریہ ٹائی پورے اسلام ضابطہ کائنات کا کھلا انکار ابطال و کفر ہے۔

(۲) مشائخ کانفرنس: منعقدہ ۱۹۸۵ء کے بعد حضرت حکیم ملت

محدث ہزاروی سے اخبار نویسوں کے پوچھے گئے سوالات کے مختصر عام فہم جوابات۔

سوال نمبر ۱ جمعیت سے آپ کا الحاق کیوں نہیں؟

جواب: جمعیت کا تعلق ملت سے نہیں جب کہ جمعیت اصل ملت سے کٹ کر بانی ملک کے بنیادی مخالفوں کا اعتقاد حال میں پہلو بن گئی ہے اعتقاد میں یوں کہ متحدہ قومیت ان کا دعویٰ ہے اور متحدہ جمعیت ان کا حال ہے وہ کفر و اسلام میں اتحاد مصلحت ملکی کو مصلحت امتیاز ملی پر فوقیت دیتے ہیں اور یہ بھی۔

سوال نمبر ۲: دعوت خلافت و جمعیت میں فرق کیا ہے؟

جواب: جمعیت اپنی رائے و تجویز کو نص شرعی پر فوقیت دینے کی مرتکب ہے جس سے وہ اہل ملت سے کٹ گئی ہے یعنی نظام مصطفیٰ کے مدعی دعویٰ کو خلافت اسلامیہ پر فوقیت دیتی ہے جو باطل ہے مسلمان اسے قبول کرنے پر مامور نہیں بلکہ مستند کتاب و سنت ہی کے قبول پر مامور ہیں۔

وما اتاكم الرسول فخذوه وآلاية۔

سوال نمبر ۳: جمعیت والوں کو ملک و بانی ملک کے بنیادی مخالفوں سے اتحاد میں سواد

اعظم حاصل ہے اس سے طاقت بنتی ہے تو اتحاد کیوں جائز نہیں؟

جواب: یہ اس ملت میں جائز نہیں جس کے نام پر بنیاد ملک ہے یہ ایسا ہے جیسا

ملک کے باغی کو تعمیر ملک سپرد کرنا۔

سوال نمبر ۴: کیا یہ مقاصد سیاسی پارٹیوں پر آپ نے پیش کئے؟

جواب: ہاں مگر ان کا مقصد ہی تعمیر ملک و ملت نہیں بلکہ مفاد و ذلت ہے جو تخریب

ملک کا موجب ہے۔

سوال نمبر ۵: آپ کسی سیاسی پارٹی سے کیوں نہیں ملتے؟

جواب: اس لئے کہ وہ ملک و قوم کے مفاد میں مخلص نہیں۔

سوال نمبر ۶: طریقہ انتخاب خلیفہ کیا ہوگا؟

جواب: جو ضابطہ حق نے بتایا اقرار حق و خالص توبہ پر حلف اخلاص و دیانت

بذریعہ مجلس شوریٰ ہوگا۔ و امر ہم شوریٰ بینہم۔

سوال نمبر ۷: خلافت میں خواتین کے حقوق کی ضمانت ہوگی؟

جواب: ضرور ہوگی۔

سوال نمبر ۸: خلافت اور جمہوری طرز حکومت میں بین فرق کیا ہے؟

جواب: تخلیق شدہ ہر طرز حکومت میں حاکمیت و قانون کا حق مخلوق کو دیا جاتا ہے

جو خالص خالق کا حق ہے خلافت میں یہ حق خالق ہی کے لئے تسلیم کیا جاتا ہے۔

سوال نمبر ۹: خلافت میں خواتین کو بھی خدمات کا موقع ہوگا؟

جواب: اسلام لا ریب ضابطہ کائنات ہے جس میں ہر فرد کو اس کا فطری منصب اور حق دیا جاتا ہے۔

سوال نمبر ۱۰: کیا خواتین کا ووٹ گواہی کی طرح ہے؟

جواب: ووٹ ایک رائے ہے اور گواہی واقعے کی شہادت یکساں نہ عقلاً ہے نہ مذہباً۔

سوال نمبر ۱۱: ملک و بانی ملک کے بنیادی مخالفوں کو اقتدار ملک میں مساوی حقوق ملنا کیوں مناسب نہیں؟

جواب: یہ بنیادی خیر خواہ اور بد خواہ کو مساوی بنانا ہے۔

سوال نمبر ۱۲: جمعیت والے مستحق اعتماد نہیں تو کیوں؟

جواب: اس لئے کہ وہ ملک و ملت کے بنیادی مخالفوں کا جزو بن چکے ہیں۔

سوال نمبر ۱۳: اگر کچھ لوگ خلافت و دستور اسلام کی بجائے جمہوری طرز حکومت کو پسند

کرتے ہوں تو ان کو خلافت و دستور اسلام کا ہی پابند بنایا جانا کیوں

ضروری ہے؟

جواب: اس لئے کہ مخلوق کو مخلوق پر حاکمت و قانون کا حق دینا ظلم ہے کیونکہ خالق

کو یہ حق فطری طور پر صحیح ہے۔

(۳) اشتہار وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علمی جواب:

(۱) مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اللہ نے ان کی حیات کی قسم فرمائی۔ ۱۳/۵ حجر آیت ۷۲ میں ہے۔

(۲) کہ وہ جیہ قوم ہے ۳/۱۲ بقرہ آیت ۵۵ میں ہے۔

(۳) قرآن پاک میں ہے انا ارسلناک شاہداً ۲۶/۹ فتح آیت ۱۹ اس لفظ شاہد میں مصطفیٰ کی چار شانیں ثابت ہیں۔ (۱) حیات (۲) علم (۳) حاضر (۴) ناظر کہ ان کے سوا شاہد کی شہادت نہیں۔ (۵) زندہ افراد خلق سے چنا ہوا۔

(۵) قرآن میں لعمرك ۱۳/۵ حجر آیت ۷۲ میں حیات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ نے قسم فرمائی حیات مصطفیٰ کا منکر خدا اور کلام خدا کا منکر اور ایمان سے محروم ہوا سوچئے اللہ جس کی قسم فرماتا ہے وفات النبی کے اشتہار باز کے کفری عقیدہ میں وہ ثابت نہیں تو معاذ اللہ اس منکر کے نزدیک اللہ کا قسمیہ بیان صحیح نہ رہا اور یہ مومن کا حال اور عقیدہ نہیں۔

(۶) معلم و مقصود کائنات رسول کو خالق و خلق کا خطاب ثابت ہے خالق کائنات کا خطاب قرآن سے بے شمار طرح اور بے شمار بار ثابت ہے خلق کا خطاب بھی کئی طرح اور کئی اعتبار سے ثابت ہے ازان جملہ عین حالت طاعت و عبادت حق میں السلام علیک ایہا النبی کہنا مشروع ہے خالق و خلق

کے اس مخاطب کو جو قابل خطاب زندہ نہ سمجھے اس کے اس کفر و انکار کو اللہ
واحد قہاری سمجھے جو منافی ایمان ہے۔

(۷) آپ باتفاق کتاب و سنت خلیفۃ اللہ الاعظم اور نائب کبریاء جس پر کائنات

دینی ایمانی کا اجماع ہے آپ انس کتاب اللہ سے شاہد عالمین ہیں اور
شہادت کے رکن چار ہیں حیات و العلم والا حاضر والا۔ حاضر و ناظر ایک
رکن نہ ہوتے شہادت نہ رہے انصاف کیجئے کہ کس طرح نام نہاد مبلغ دین اور
پیارے ابنائے جنس و فات النبی کی اشتہار بازی کے کھیل میں مشغول ہیں
اللہ واحد لا شریک حی و قیوم کے خلیفہ و مظہر اتم جس کا ایمان اطاعت میں اللہ
کا ایمان و اطاعت ہے اور خود اللہ نے اس کا شاہد عالمین ہونے کا اعلان
فرمایا جس کے رکن حیات علم والا حاضر و ناظر ہونا ہیں ان سے کفر و انکار کا
اشتہار کس قدر معصوم نابالغ مسلمانی اور یا وہ بیان ہونے کا دعویٰ ہمہ دانی
ہے۔

(۸) یہ سمجھ لینے پر ضد و تعصب سے الگ رہ کر ایمان سے کہے وفات النبی کا

اشتہار باز شاہد عالمین زندہ مصطفیٰ کی سیرت و زیست ہی کا منکر کس
معصومیت و دعویٰ علمیت کی ہوا میں کفر و انکار حق کی گڈی اڑا رہا ہے پیار و
تحقیق کی نظریں جما کر اسے پہنچانے آخر اس انکار حق کی گڈی کا ڈورا جس
کے ہاتھ میں ہے اپنے کن خواہوں کا پیارا ہے کیوں کہ نزول قرآن کے دور
میں نبی کی وفات کی انتظار کی گڈی کا ڈورا کفار کے ہاتھ میں تھا جن کے رد و

جواب میں اللہ نے زمر میں فرمایا یہ وفات النبی ﷺ کے انتظار میں گدیاں اڑانے والے کس خبط میں وفات النبی کے منتظر ہیں انک میت و انہم میتون یہ ان کفار کے رد میں کہا جو وفات النبی کے انتظار میں تھے۔ ۱۳/۱۷ زمر آیت ۳۰ وفات النبی کی گدیاں اڑانے والے ذہنی نابالغ اس کھیل میں لگے رہیں لیکن اتنا سچ میں نہ اس میں ان لے پیشوا و امام لوان ہیں جن کے یہ مقلد و مقتدی ہیں۔

(۹) وفات النبی کی اشتہاری گدیاں چڑھانے والے ذہنی معصوم نابالغ۔ توفیق نصیب ہو تو جانو کہ جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل معتقد ہو مومن ہے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے فلنحیہ حیاة طيبة الایة ۱۹/۱۴ محل آیت ۹۷ جو دستور حق اسلام پر عمل پیرا ہو کر مرد ہو یا عورت وہو مومن فلنحیہ حیاة طيبة تو ہم ضرور اسے بلند مرتبہ پاکیزہ زندگی عطا کریں گے شاہد عالمین زندہ مصطفیٰ کے کلمہ گو مومن مرد و زن کو قرآن نے نہایت تاکید سے پاکیزہ زندگی ملنے کا قطعی اعلان فرمایا جس میں شک و شبہ کسی مومن مسلمان کا کام نہیں نہ شان خود اس شاہد عالمین زندہ مصطفیٰ کی زندگی سے کفر و انکار پر وفات النبی کی اشتہار بازی بنی کی جس حیات طیبہ سے کفر و انکار ہے وہ حیات طیبہ تو اس نبی کے ہر امتی مومن مرد عورت کے لئے قطعاً ثابت ہے کیا ایسا کرنے میں نبی کو اپنے افراد امت سے بھی گھٹانا نہیں ضرور ہے اور ایسا کرنے میں نبی کی صحت

اہانت و تنقیص ہے اور عقائد اسلامیہ میں ہے اہانة الانبياء کفر انبياء کی توہین کفر ہے انصاف کریں وفات النبی کے اشتہار رسالے لکھنے نشر کرنے والے دین و ایمان سے ذہنی ازلی نابالغ کسی کھری مشغلہ میں ہیں اگلے کفار بھی نبی کی موت کے انتظار میں تھے جن کے رد و جواب میں اللہ نے فرمایا انک میت و انہم میوں ان کے بعد کے کفار بھی حیات مصطفیٰ ﷺ کے فہم و اقرار سے نابالغ ہیں اور یہ مدعیان دین و ایمان وفات النبی کے اشتہار رسالے لکھنے نشر کرنے والے اگلے چھلے کفار ہی کے مبلغ علم کا ثبوت پیش کر رہے ہیں کفار وفات النبی کے مردود انتظار میں تھے اور ہمارے ذہنی نابالغ وفات النبی ﷺ کے اقرار میں ہیں کیا اس کا نام ترقی معکوس نہیں اللہ خیر کرے لگتا تو ایسا ہی ہے اللہ کے فرمان لعمرک اور انا ارسلناک شاہدًا کا یقین علم و فہم جیسا ان کو نہیں تھا ان کو بھی نہیں جیسا وہ خلاف ویسا ہی یہ خلاف ہیں خدا کرے وہ اور یہ ایک جیسے نہ ہوں۔

(۱۰) مندرجہ بالا بیان پر خلاصہ عقیدت و ذہن میں یہی ہے کہ جس کی حیات طیبہ کی اللہ نے قسم فرمائی کا کلمہ بھی ذکر بھی زندگی بخش ہے تو اس کی حیات میں کیا کلام۔

(۱۱) اہل علم و عرفان دین و ایمان کا اس پر اجماع ہے کہ حضور معلم و مقصود کائنات ﷺ علم ہدایت امن ایمان و نجات کا واسطہ ہے اور علمی دنیا والوں پر پوشیدہ نہیں کہ لولا الواسطة لذهب المتوسط کما هو ظاہر جو کچھ واسطہ سے ہے اگر واسطہ ہی نہ رہے تو واسطہ ہر شے نہ رہے گی

مثلاً رگ جان واسطہ حیات ہے اگر وہی کٹ جائے تو حیات کا سوال ہی ختم ہے ہمارے ازلی معصوم ذہنی نابالغ انبائے جنس وفات النبیؐ کے اشتہار رسالے نشر کرنے والے کچھ سادہ مزاج مسلمانوں کو بہکانے میں دہرے کھیل کرتے پائے گئے جلسہ سیرت النبیؐ بھی اور اشتہار وفات النبیؐ بھی اقراری نمائی و انکاری کنی ہمیں اپنے ذہنی نابالغ انبائے جنس کے اس دین کش ایمان سوز حادثہ و صدمہ پر بہم بردانہ افسوس کے ساتھ دعا ہے انہیں صبر و جمیل اور نعم البدل عطا ہو۔

(۱۲) خالق کائنات کا فرمان ہے فاصبر علی ما یقولون و سبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس و قبل غروبها و من اناء الیل فسبح و اطراف النہار لعلک ترضی۔ اے معلم و مقصود کائنات رسول تسبیح کریں اپنے رب کی حمد کے ساتھ طلوع الشمس سے قبل اور اس کے غروب سے قبل اور رات کے اوقات میں تو تسبیح کریں اور دن کے کناروں پر تا کہ آپ راضی ہوں۔ یہ نماز پنجگانہ کا حکم ہے اور لعلک ترضی اس کی تعلیل ہے یہ حکم طاعات اس لئے ہے کہ آپ راضی ہوں تو حید و مسلمان کے دعویٰ پر وفات النبیؐ کے خبیث اشتہار کتابچے نکالنے والوں کو دو کاموں سے ایک کر کے رہنا چاہئے یا تو اپنے پیشوا کفار کی طرح ہو کہ یہ کفری مشغلہ اختیار کرنا چاہئے یا پھر دعویٰ دین ایمان ترک کریں ورنہ یہ دو رنگی چال ان کو یہ کفار میں قابل قبول رہنے دے گی کہ دعویٰ دین ایمان مانع ہے اور نہ مسلمانوں میں رہنے کے قابل چھوڑے گی کہ شکل مومنان کرتوت

کافران میں نہ ادھر کے بنے نہ ادھر کے رہے۔ ہمارے پیارے انبائے
جنس آپ یہ کچھ کر کے ملت ملک و قوم کے دشمن بدخواہ نہ بنیں والسلام
علی من اتبع الهدی۔ یہاں چند متفرقات قارئین کی خدمت میں
مختلف موضوعات میں پیش کئے گئے۔ اہل ایمان کے لئے یہ تریاق کی مثل
ہیں اور منکرین حق کے لئے یہ تازیانے ہیں یہ چند عارفانہ عالمانہ اور
دانشورانہ خیالات کتاب و سنت کی روشنی میں تحریر فرمائے گئے ہیں۔

معمولات اور اوراد محمودیہ

اوراد ایک ایسی سیڑھی ہے جس کے ذریعہ ایک سالک منازل روحانی طے
کر سکتا ہے اگر یہ سیڑھی نہ ہو تو وہ کبھی بھی روحانی ترقی نہیں کر سکتا۔ اب حکیم ملت و مفکر
خلافت محدث ہزارویؒ کے اوراد اور معمولات درج کئے جاتے ہیں صبح کی نماز حکیم و
مفتی و فقیہ ملت محدث ہزارویؒ خود پڑھایا کرتے تھے اور نماز میں اکثر سۃ النجم کی
ابتدائی آیات مبارکہ تلاوت فرماتے اور دوسری رکعت میں عموماً سورہ الم نشرح لک
تلاوت فرماتے۔ جب نماز ختم ہوتی تو نماز کے بعد ذکر جہر تمام مقتدیوں سمیت
فرماتے وہ کلمہ لا الہ الا اللہ پھر الا اللہ پھر اللہ ہو پھر اللہ اسم ذات کا ذکر جہر
سے فرماتے۔ اس کے بعد درود شریف الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول
اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک

یا شفیع المذنبین الصلواة والسلام علیک یا رحمة للعالمین پڑھتے اور تمام حاضرین بھی پڑھتے بعد میں شجرہ شریف پڑھتے پھر دعا فرماتے آپ ہمیشہ تین دعائیں مانگتے تھے پھر آپ خانقاہ تشریف لے جاتے اور سورج طلوع ہونے تک اوراد و وظائف میں مشغول رہتے نماز اشراق ادا کرنے کے بعد ناشتہ کرتے پھر لوگ جوق در جوق آتے اور آپ تبلیغ حق و تعلیم ہدایت میں مشغول ہوتے آپ نے کبھی بھی تھکاوٹ کے احساس کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ جس وقت بھی ملاقات کی آپ کے ساتھ ملاقات کے لئے آتے تو کوئی پابندی نہیں تھی اور آپ ہر وقت اس سے ملاقات کرتے تھے یہی معمول اکثر ظہر تک جاری رہتا آپ کبھی درس دیتے کبھی مسائل کی وضاحت فرماتے اور کبھی ذکر جہر فرماتے۔ پھر اسکے بعد آپ ظہر کی نماز کے لئے مسجد شریف تشریف لے جاتے اور خود نماز باجماعت ادا فرماتے پھر نماز کے بعد ذکر جہر کلمہ شریف اور اسم ذات کے فرماتے اور پھر آخر میں دعائیں مانگتے اس کے بعد ظہرانہ یعنی ظہر کی روٹی کا انتظار فرماتے مریدین اور معتقدین اس کو تناول فرماتے پھر اس کے بعد پھر درس شروع ہو جاتا اور عصر تک یہی سلسلہ جاری رہتا۔ نماز عصر ادا کرنے کے بعد ختم غوثیہ قادر یہ پڑھتے اور اس کے بعد پھر درس کا سلسلہ شروع ہوتا تا نماز مغرب پھر مغرب کی نماز پڑھاتے اور نماز کے بعد ذکر بالجہر فرماتے اس کے بعد رات کا کھانا شروع ہوتا پھر نماز عشاء کا وقت ہو جاتا اور نماز عشاء خود پڑھاتے اور پھر درس کا سلسلہ شروع ہوتا تہجد تک جب بھی کوئی ملاقات کے لئے آتے تو وہ ہر وقت ملاقات کر سکتے۔ نماز تہجد خود بھی پڑھتے اور مریدین و معتقدین بھی پڑھتے۔ سال میں تین دن اپنے والد ماجد سید محبوب علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عرس منعقد کرتے عرس کے موقع پر جب لوگ

سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کرتے تو پہلے ان سے توبہ کراتے اور فرماتے کہ کہو کہ ہم نے توبہ لی شرک سے بدعت سے اور ہر اس کام سے جو شریعت مطہرہ میں ناجائز ہے اور پھر شریعت مطہرہ پر عمل کرنے کا وعدہ لیتے اور سلسلہ عالیہ قادریہ پر ثابت قدمی کی دعا فرماتے اور اوراد کے لئے ہر نماز کے بعد کلمہ شریف ۱۲ دفعہ اور درود شریف بھی بارہ دفعہ پڑھنا اور استغفار شریف بھی بارہ دفعہ پڑھنا تلقین فرماتے اس طرح اللہ الصمد بارہ دفعہ پڑھنا اور یا وہاب بھی بارہ دفعہ پڑھنا ہر نماز کے بعد اس طرح اگر ہفتہ میں یا ^{سال} میں نماز تسبیح بھی پڑھنے کی تاکید فرماتے۔ اعتکافات میں صلوٰۃ الرسول شریف کا ورد کرنا بھی اس میں داخل تھا۔ فقیر کو جب راولپنڈی میں بھگاشیخان زیارت میں خلافت عطا فرمائی تو پھر اسی زیارت میں اعتکاف کے لئے بھی بھیجا آپ نے فقیر کو ایک جوڑا کپڑے اپنا استعمال شدہ عنایت فرمایا اور ایک جبہ مبارک۔ فقیر کو اس اعتکاف میں صلوٰۃ الرسول شریف کے پڑھنے کا حکم دیا اور فقیر نے صلوٰۃ الرسول شریف اس اعتکاف میں پڑھا۔ اس طرح فقیر کو دلائل الخیرات شریف اور حزب البحر اور قصیدہ بردہ شریف اور قصیدہ غوثیہ کی اجازت عنایت کی ہے اور حیات ظاہری ہی میں فقیر کو یہ اجازت عنایت کی تھی کہ بیعت کا سلسلہ بڑھاؤ اور نااہل پیران کے بیعت شدہ لوگوں کو بھی بیعت کیا کرو۔ حضرت سیدی مرشدی رحمۃ اللہ علیہ نے سوات علاقہ کے ایک بزرگ کو فقیر کے پاس بھیج دیا اور تاکید کی کہ اس کے لئے اسباق تم دو یہ فقیر ناچیز پر حضرت صاحب کی عنایت کا خاص کرم تھا۔ اب اسباق یعنی ہر روز کلمہ شریف ۲۰۰ بار پڑھنا استغفار شریف ہر روز ۲۰۰ بار پڑھنا۔ اسم ذات یعنی اللہ ۲۰۰ بار پڑھنا۔ درود شریف ۲۰۰ بار روزانہ پڑھنا اس طرح ہو بھی ۲۰۰ بار پڑھنا۔ اب ختم

خواجگان کے متعلق اتنا عرض ہے کہ بعض حضرات کے لئے اس کو لکھا جاتا ہے جب بھی وہ با وضو اخلاص کے ساتھ پڑھیں گے تو ان پر فتوحات کے دروازے کھل جائیں گے ختم خواجگان میں ایسے کلمات ہیں کہ ان کا عامل مومن اگر پڑھ کر مردہ پر پھونکے تو زندہ ہو جائے عام پیر بھائی اس سے غفلت میں ہیں۔ مرشد برحق کے عطا کردہ اوراد سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔

(۱) ختم خواجگان شریف چشتیہ

- | | |
|-----------|----------------------------------------------------|
| گیارہ بار | (۱) درود شریف |
| ۳۶۰ بار | (۲) لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم لا ملجاء |
| | ولا ملجاء منه الا الیہ |
| ۳۶۰ بار | (۳) سورۃ الم نشرح مع بسم اللہ شریف |
| گیارہ بار | (۵) درود شریف |

(۲) ختم خواجگان نقشبندیہ

- | | |
|---------|-----------------------------------------|
| ۷ بار | (۱) سورہ فاتحہ مع بسم اللہ شریف |
| ۱۰۰ بار | (۲) درود شریف |
| ۷۹ بار | (۳) سورہ الم نشرح شریف مع بسم اللہ شریف |
| ۱۰۰ بار | (۵) درود شریف |
| ۷ بار | (۶) سورہ فاتحہ مع بسم اللہ شریف |

- ۱۰۰ بار (۷) اللهم يا احل المشكلات
- ۱۰۰ بار (۸) اللهم يا كافي المهمات
- ۱۰۰ بار (۹) اللهم يا قاضي الحاجات
- ۱۰۰ بار (۱۰) اللهم يا دافع البليات
- ۱۰۰ بار (۱۱) اللهم يا مسبب الاسباب
- ۱۰۰ بار (۱۲) اللهم يا رافع الدرجات
- ۱۰۰ بار (۱۳) اللهم يا مفتاح الابواب
- ۱۰۰ بار (۱۴) اللهم يا منزل البركات
- ۱۰۰ بار (۱۵) اللهم يا ارحم الراحمين

ایصال ثواب کر کے اپنا مقصد اور مدعا اللہ تعالیٰ کے حضور میں بڑے خضوع اور خشوع کے ساتھ پیش کرے۔ اللہ تعالیٰ تمام حاجتوں کو پورا کرنے والا ہے۔

(۳) ختم محبوبیہ شریف

- ۳۰۰ بار (۱) یا اللہ یا رحمن یا رحیم
- ۳۰۰ بار (۲) اللہ الصمد
- ۳۰۰ بار (۳) یا وهاب
- ۳۰۰ بار (۴) یا ودود
- ۳۰۰ بار (۵) یا صمد یا کریم
- ۳۰۰ بار (۶) رب انی مغلوب فانتصر

(۷) لا اله الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین ۳۰۰ بار

(۸) حسبنا اللہ و نعم الوکیل نعم المولیٰ و نعم ۳۰۰ بار

النصیر

(۹) لا حول و لا قوۃ الا باللہ ۳۰۰ بار

(۱۰) برحمتک یا ارحم الراحمین ۳۰۰ بار

(۱۱) اللہم آمین ۳۰۰ بار

ہر اسم سے پہلے تین بار درود شریف ضرور پڑھنا چاہئے اس کے بعد ذکر جہر اور شجرہ
قادر یہ محمودیہ پڑھنا چاہئے جو حل مشکلات اور دنیاوی و آخروی درجات کے لئے تیر
بہدف ہے۔

(۴) ختم چھوڑو یہ قادر یہ

(۱) درود شریف ۱۱۱ بار

(۲) سورہ فاتحہ شریف ۱۱۱ بار

(۳) سورہ الم نشرح شریف ۱۱۱ بار

(۴) سورہ اخلاص شریف ۱۱۱ بار

(۵) کلمہ تمجید شریف ۱۱۱ بار

(۶) حسبنا اللہ و نعم الوکیل و نعم المولیٰ و نعم النصیر ۱۱۱ بار

(۷) سورہ فاتحہ شریف ۱۱۱ بار

(۸) درود شریف ۱۱۱ بار

- (۹) سہل علینا یا الہی بحرمت سید الابرار
۱۱ بار
- (۱۰) الہی بحرمت حضرت خولجہ شیخ سید عبدالقادر جیلانی
۱۱ بار
- (۱۱) برحمتک یا ارحم الراحمین
۱۱ بار
- (۱۲) اللہم آمین
۱۱ بار

یہ معمول نماز فجر کے بعد روزانہ پڑھنا چاہئے۔

شجرہ قادریہ محمودیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ رضیت
باللہ ربا و بالاسلام دینا و بحمد نبیاً و رسولا صلی اللہ علیہ وسلم

یا الہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے
یا رسول اللہ! کرم آل عبا کے واسطے
دین کی ایمان کی خیر اہل دین ایمان کی
یا الہی انبیاء و اولیاء کے واسطے
اور طفیل اہل بیت پاک اولاد رسول
اہل ادب و عشق اصحاب ہدا کے واسطے
نور سے جاری لطائف ہوں طفیل مصطفیٰ
مشکلیں حل کر علی مشکل کشا کے واسطے
حسن بھری اور حبیب اور واسطے داؤد کے

حضرت معروف و سری باخدا کے واسطے
 شاہ جنید و شیخ شبلی عبد واحد بوالفرح
 بو الحسن اور بو سعید پیشوا کے واسطے
 پیر پیران غوث اعظم دستگیر بے کسان
 سید عبدالقادر قدرت نما کے واسطے
 سید عبدالرزاق ابو صالح نصر و احمد کے لئے
 شرف دین یحییٰ و قطب اولیاء کے واسطے
 سید شمس الدین محمد اور علاؤ الدین علی
 اور بدر الدین حسین مقتدا کے واسطے
 شرف الدین یحییٰ اور قاسم سید احمد اور حسین
 عبد باسط عبد قادر اولیاء کے واسطے
 محمود عبداللہ عنایت حافظ احمد کے لئے
 عبدالصبور و گل محمد باخدا کے واسطے
 شیخ محمد رفیق و شیخ عبداللہ ولی
 اور محمد انور و یعقوب شاہ کے واسطے
 عبدالرحمن غوث دوران پیرامی چھوڑوی
 قطب سادات عبد قاضی باخدا کے واسطے
 اپنا اور اپنے نبی کا ہم کو ادب و عشق دے
 قطب عالم سید محمود شاہ کے واسطے

حاضری حرین کی بالخیر اپنے ہو نصیب
 اور ادب و عشق محبوب خدا کے واسطے
 جو پڑھے لکھے اسے یا جو کوئی مومن سنے
 بخش سب کو اپنے احسان و عطاء کے واسطے

شجرہ نقشبندیہ جماعتیہ

حماں نال کمال ادب دے جوں کر شان ربانی
 کل طاعت تحیات اس نون جسمی تے روحانی
 ہرگز کوئی شریک نہ رسدا ہو یا کدی نہ ہونا
 عیبوں نقصوں عدم کمال پاک منزہ سہنا
 حیات تے قدرت علم ارادہ دیکھنے سننے والا
 اتے کلام قدیمی ازلی ذاتی صفتاں والا
 مظہر اپنا آ بنایا نور نبی دے تائیں
 سایہ سا واں ا مول نہ جیندا کفو نظیر کدائیں
 نوری خلقو اول مرشد پیغمبر آخری
 باعث کل ایجاد دا دور کرے دلگیری
 اس تے پورا دور نبوت ہو یا دین مکمل
 خاتم نے ختم نبوت حق یقین مکمل

بعد انہا ندے پھر پیغمبر بننا ہو نہ کوئی
 نال اولہ اربعہ بے شک ختم نبوت ہوئی
 رحمت عالم شافع نافع اچیاں شان والا
 مالک مولیٰ آپ بنایا ہر اعلیٰ توں اعلیٰ
 ادب تے عشق انہا ندا خالص دین ایمان اساڈا
 لکھ لکھ شکر اوہ والی مولیٰ دوئے جہان اساڈا
 ثابت دین اسلام مبارک سنت نال کتابوں
 وحی کتاب سنت جو منے چھنے جان عذابوں
 اوہ آسمان ہدایت والے حق صحابی تارے
 کشتی آل اولاد نبی دے تارے مومن سارے
 سچے نائب حق خلیفے واہ ثقلین گرامی
 نال کتاب مبارک سنت آل اولاد تمامی
 رسہ ایہہ مضبوط خدائی ٹٹے ہرگزنا ہیں
 پکڑن اسنوں دین ہدایت شک تردد نا ہیں
 اوصول فروع محبوب خدادے پاک مبارک سارے
 بد مذہبی بد عملیوں آپے رکھے رب کنارے
 امت مسلمہ عابد ساجد پا کا ندا کل ٹولہ
 درجہ اجر ثواب جنہا ندا بنایا مولیٰ
 صدقے ذات صفات اپنی دے خاطر پاک نبی دے

دین اسلام سلامت مثالا رکھاں پاک عقیدے
 صدقے پاک کتاب تے سنت خاطر آل نبی دے
 خاطر کل اصحاب مشائخ ہو واں نال نبی دے
 ظاہر باطن ذکر معیت پاواں قرب حضوری
 صدقے پاک نبی دے جاگن کل لطیفے نہری
 صدقے اسی مرید بن دے ساتھی ہجرت والا
 جو پروانہ نور نبی ۱۰ دائم خدمت والا
 لقب شفیق تے نام عبداللہ اوہ واہ قسمت والا
 خدمت تے رفاقت ادبوں خلوت جلوت والا
 مسلمان قائم حضرت سید جعفر صادق پاروں
 دین ایمان سلامت رکھیں در فساد آزاروں
 صدقے طیفور ابن عیسیٰ بسطامی نورانی
 شیخ علی توں جو کہلانڈے ابو الحسن خرقانی
 شیخ فضیلوں فارمدی جو ابو علی کہلانڈے
 خواجہ یوسف عبدالخالق عارف ولی کہلانڈے
 دے محمود الخیر فغنویوں سانوں خیر خدایا
 عزیزان علی رمیتوں کر رحمت دا سر سایا
 محمد بابا سماسی نالے میر کلالوں
 صدقے سید بہاؤ الدین دے چھٹے بنجالوں

سید محمد خلیفے یعقوب چرخ پاروں
 پھر احرار عبید اللہ تھیں کرم ہووے سرکاروں
 صدقے شیخ محمد زاہد تے درویش محمد
 شیخ املنگی نام مبارک مقتدا محمد
 بعد فنا دے شان بقا دے خاطر باقی باللہ
 شیخ احمد فاروقی پاروں ہوواں واصل باللہ
 خواجہ معصوم حجۃ اللہ محمد زبیر گرامی
 قطب الدین بخاری پاروں دے مقصود تمامی
 حافظ سید جمال اللہ نے سید محمد عیسیٰ
 خواجہ فیض اللہ تارا ہی نسب فاروقی سچا
 حضرت بابا نور محمد فقیر محمد نالے
 ایہہ فاروقی نسب مبارک حضرت چورے والے
 حضرت خواجہ سید جماعت علی شاہ نوری
 حاجی عالم اتے محدث ولی اللہ دے نوری
 ظاہر سید عبدالقاضی ہووے اللہ راضی
 محمود ظاہر ہر باطن ہووے شالا پاک نمازی

یہ شجرات قادریہ و نقشبندیہ قارئین کے لئے پیش کئے اگر کوئی ان شجروں کو پڑھے تو
 قاری کے لئے اس میں بیش بہا خزانہ روحانی اور دنیاوی ہے کیونکہ حدیث شریف میں
 ہے تنزل الرحمة عند ذکر الصالحین یعنی صالحین کے ذکر سے نزول رحمت

ہوتا ہے تو پھر اتنے صالحین کا ذکر اگر کیا جائے تو رحمت کے نزول کا کیا کہنا۔ اللہ تعالیٰ ان نیک نفوس کے ذریعے مشکلات حل فرماتے ہیں بارش برساتے ہیں اور ان کی وجہ سے عذاب دفعہ کیا جاتا ہے جیسا کہ مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث نقل کی ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ الا بادل بالشام وهم اربعون رجلا کلمات مات رجل ابدل الله مكانه رجلا يسقى بهم الغيث و ينتصر بهم على الاعداء و يصرف العذاب عن الشام. ابدال شام میں چالیس ہوتے ہیں اگر ان میں سے ایک مرد وصال پا جائے تو اسی کی جگہ دوسرا مرد مقرر کر دیا جاتا ہے اور ان کی وجہ سے بارش برستی ہے اور ان کے وسیلہ سے دشمنوں پر فتح حاصل ہوتا ہے اور شام سے عذاب بھی ان کے وسیلہ سے دفع کیا جاتا ہے۔

ختم کبرویہ ہمدانیہ

یہ ختم حضرت میر سید علی ہمدانی رضی اللہ عنہ کا معمول ہے اور حل مشکلات و ترقی درجات اور صفائی ظاہر و باطن میں عجیب الاثر ہے اول آدھی رات کو اٹھے وضو تازہ کر کے دو رکعت نفل ادا کرے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ پندرہ بار سورۃ اخلاص پڑھے بعد سلام ہزار بار بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے پھر ہزار بار یا خفی الالطاف ادر کنی بلطفک الخفی پڑھے پھر ایک ہزار بار یا بدوح پڑھے اور سر کو گریبان میں جھکا دے اور اقبہ کرے کہ عالم غیب سے اسرار مشاہدہ ہوتے ہیں بعد فراغ دو

رکعت نفل پڑھ کر ثواب بروج حضرت سید علی ہمدانی ایصال ثواب کرے۔ فقط۔
(جامع الخیرات شریف صفحہ ۷۹)

طریقہ حلقہ ذکر شریف

مشائخ کرام و پیران عظام کا تجربہ و ہدایت ہے کہ مل کر ذکر اور توجہ سے مراقبہ بجماعت کتاب و سنت و آثار سے قلب کے زندہ کرنے اور لطائف کے جاری کرنے میں اور دل کی نورانیت میں اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ سوائے اپنے شیخ اور مرشد کی ہدایت و تجویز کے مطابق رات کو بحالت ضرورت یا دن کو سب با وضو اور جائے پاک میں بطریق حلقہ بیٹھ کر بعد ختم سلسلہ عالیہ کے توبہ استغفار کر کے یعنی بدستور بازگشت کفر و شرک و گناہوں سے توبہ کر کے سب امیر حلقہ کی ہدایت و تجویز سے آنکھیں بند کر کے ذکر نفی اثبات شریف گیارہ یا اکیس یا اکتیس بار ایک آواز ولہجہ سے کریں۔ صرف اثبات شریف مع تصور گیارہ یا اکیس یا ۳۳ بار ایک آواز ولہجہ سے کریں۔ اللہ مع تصور گیارہ یا اکیس یا تینتیس بار ایک آواز ولہجہ سے کریں اللہ مع تصور سو بار ایک آواز ولہجہ سے اور اپنے شیخ و مرشد کے نورانی تصور کے ساتھ زبان تالو سے لگا کر ہونٹ بند کر کے اور سانس ناک کے راستہ لیتے ہوئے سانس سے ملی ہوئی آواز اللہ کرتی ہوئی سے ۳۳ بار یا زائد اسی اثناء میں حسب موقع ابیات توجہ امیر حلقہ پڑھے۔ دعائے حاجات و ترقی درجات جملہ حاضرین و یاران سلسلہ کے لئے کر کے حلقہ ذکر شریف کی پاک مجلس ختم کریں لغو و فضول سے ایسی مجالس کو خصوصاً بچائیں۔ والسلام۔

قصیدہ غوثیہ شریف

- (۱) سقانی الحب کاسات الوصالی فقلت لخمرتی نحوی تعالیٰ
- (۲) فقلت لسائر الاقطاب لموا بحالی وادخلوا انتم رجالیٰ
- (۳) وهموا و اشربوا انتم جنودی فساقی القوم بلوافی ملالیٰ
- (۴) شربتم فضلتی من بعد سکری ولا نلتم علوی و اتصالیٰ
- (۵) مقامکم العلیٰ جمعا و لكن مقامی فوقکم مازال عالیٰ
- (۶) انا فی حضرت التقرب و حدی یصرفنی و حسبی ذوالجلالیٰ
- (۷) انا البازی اشهب کل شیخ ومن ذافی الرجال اعطی مثالیٰ
- (۸) کسانی خلعة بطراز عزم وتو جنی بتیجان الکمالیٰ
- (۹) و اطلعنی علی سر قدیم و قلدنی و اعطانی سوالیٰ
- (۱۰) وولانی علی الاقطاب جمعا فحکی نافذ فی کل حالیٰ
- (۱۱) فلو القیت سری فی بحار لصار الكل غورا فی الزوال
- (۱۲) ولو القیت سری فی جبال لدکت و اختفت بین الرمالیٰ
- (۱۳) ولو القیت سری فوق میت لقام بقدرۃ المولیٰ تعالیٰ
- (۱۴) وما منها شهورا او دهورا تمر و تنقضی الا اتالیٰ
- (۱۵) و تخبرنی بما یاتی و یجری و تعلمنی فاقصر عن جدالیٰ
- (۱۶) مریدی هم و طب و اشطح و عنی و افعل ما تشاء فالاسم عالیٰ
- (۱۷) مریدی لا تخف الله ربی عطانی رفعة نلت المعالیٰ

- (۱۸) طبولی فی السماء والارض دقت و شاوس السعادة قد بدالی
- (۱۹) بلاد اللہ ملکی تحت حکمی و وقتی قبل قبلی قد صفالی
- (۲۰) نظرت الی بلاد اللہ جمعاً کخررلة علی حکم اتصالی
- (۲۱) و کل ولی له قدم و انی علی قدم النبی بدر الکمالی
- (۲۲) مریدی لا تخف و اش فانی عزوم قاتل عند القتالی
- (۲۳) انا الجیلی محی الدین اسمی و اعلامی علی راس الجبال
- (۲۴) انا الحسنی و المخدع مقامی و اقدامی علی عنق الرجالی
- (۲۵) و عبدالقادر المشهور اسمی و جدی صاحب العین الکمالی

حکیم ملت محدث ہزاروی نے فقیر کو قصیدہ غوثیہ کی اجازت عنایت کی ہے۔

وظیفہ قادر یہ محمود یہ بعد بیعت

(۱) صالح صحیح عقیدہ عالم مسلمان امام کے ساتھ نماز ادا کرے
ایسا امام نہ ملے تو خود اپنی نماز پیر کو سنا کر صحیح کرا لے اور خود
پڑھا کرے۔

(۲) بعد نماز بارہ بار کلمہ شریف۔ بارہ بار درود شریف

(۳) مرشد کی اجازت کے بغیر کسی کتاب کو نہ پڑھے نہ وعظ

سنے نہ مجلس کرے نہ ترجمہ قرآن پاک پڑھے نہ کسی

اجتماع میں جائے۔

- (۴) رات کو سوتے وقت ۲۴ سو بار بلا ناغہ اللہ اللہ پڑھا کرے۔
- (۵) روزانہ بلا ناغہ یہ وظیفہ پڑھا کرے۔
- ۱۰۰ بار یا اللہ یا رحمان یا رحیم
- ۱۰۰ بار اللہ الصمد
- ۱۰۰ بار یا وہاب
- ۱۰۰ بار یا ودود
- (۶) نماز تہجد ۱۲ آیا آٹھ یا چار رکعت ہر رکعت میں فاتحہ قل شریف ۳ بار
- (۷) بے علم بے تقویٰ خلاف شرع بد عقیدہ لوگوں سے میل جول نہ رکھے۔
- (۸) ہر سال اپنے پیر سے درس لینے کو تین روز کے لئے رہائش کا ضروری سامان لے کر چلہ اعتکاف کی نیت سے آیا کرے کم از کم تین آدمی ہمراہ لایا کرے۔
- (۹) فضول کلام حرام کھانے اور جھوٹ سے پرہیز کرے۔
- (۱۰) پیر سے معلوم کر کے نماز تسبیح پڑھا کرے۔
- (۱۱) تبلیغ حق کے پانچ طریقوں پر عمل کرتا رہے۔

شجرہ چشتیہ محبوبیہ

حمداں نال کمال ادب دے جوں کرشان ربانی
 کل طاعت تحیات اسنوں جسمی تے روحانی
 ہرگز کوئی شریک نہ اسدا ہو یا کدی نہ ہونا
 عیبوں نقصوں عدم کمال پاک منزہ سہنا
 حیات تے قدرت علم ارادہ دیکھنے سننے والا
 آتے کلام قدیمی ازلی ذاتی صفتاں والا
 مظہر اپنا آپ بنایا نور نبی دے تائیں
 سانواں سایہ مول نہ جسدا کفو نظیر کدائیں
 نوری خلقو پہلا سہنا پیغمبر آخری
 باعث کل ایجاد بقا دا دور کرے دلگیری
 استنوں پورا دور نبوت کامل دین اپنایا
 خاتم اتے ختم نبوت رب نبی فرمایا
 بعد انہا ندے پھر پیغمبر بننا ہو نہ کوئی
 ثابت اجماع اتے قیاسوں ختم نبوت ہوئی
 رحمت عالم شافع نافع اچیا شانناں والا
 مالک مولا رب بنایا ہر اعلیٰ توں اعلیٰ
 ادب تے عشق انہا ندا خالص دین ایمان اساڈا

شکر الہی والی مولیٰ ذوے جہان اساڈا
 ثابت دین اسلام مبارک سنت نال کتابوں
 سنت وحی کتاب جو منے چھٹے جان عذابوں
 اہ آسمان ہدایت والے اتے صحابی تارے
 کشتی آل اولاد نبی دی تارے مومن سارے
 سچے نائب حق خلیفے واہ ثقلین گرامی
 نال کتاب مبارک سنت آل اولاد نامی
 رستہ ایہ مضبوط خدائی ہرگز ٹٹنا نائیں
 اسنوں پھڑنا دین ہدایت ہرگز بھلنا ناہیں
 سچا دین اسلام نبی دا ہور بناوٹ لوکاں
 دین اسلام اتے رب رکھے شروں ہووے روکاں
 اوصول فروع محبوب خدادے پاک مبارک سارے
 بد مذہبی بد عملی کولوں رکھے رب کنارے
 مسلمہ امت عابد ساجد پاکاں دا کل ٹولہ
 درجہ اجر ثواب جہا ندا ددھ بنایا مولا
 صدقے ذات و صفات اپنی وے خاطر پاک نبی دے
 دین ایمان سلامت شالا رکھا پاک عقیدے
 صدقے پاک کتاب تے سنت خاطر آل نبی دے
 خاطر کل اصحاب مشائخ ہوواں نال نبی دے

ظاہر باطن ذکر معیت پاواں قرب حضوری
 جاگن صدقے نور نبی دے کل لطفے نوری
 مرشد پاک علی دے صدقے خاطر کل اماں
 حسن بصری سید دے یاروں پاک اعمال کلاماں
 عبدالواحد شیخ فصلیوں بلخی ابراہیموں
 نے سدید الدین حنفیہ پاواں کرم کریموں
 شیخ امین الدینوں یا رب تے خواجہ ممشادوں
 ابو اسحاق ابو احمد بو یوسف با ارشادوں
 خواجہ مودود چشتی پاروں حاجی شریف مبارک
 خواجہ عثمان ہارونی توں رحمت رب تبارک
 سید معین الدین اجمیری دے صدقے یا باری
 خواجہ قطب الدین پاواں فیض ترے غفاری
 بابا شیخ فرید الدین گنج شکر دے پاواں
 سید نظام الدین ولی توں سدھے جنت جاواں
 سید محمد ابن احمد سید نصیر الدینوں
 بخششیں سید کمال الدینوں سید سراج الدینوں
 حضرت حکم الحق پھر حضرت محمود راجن پاروں
 جھڈے جھلن فیض کرم دے رحم تیری سرکاروں
 شیخ جمال الدین جمن توں سید حسن محمد

محمد پارسا یحییٰ مدنی توں وہ فیض محمد
 صدقے شیخ کلیم اللہ دے سید نظام الدینوں
 سید فخر الدین محمد تھیں وہ نور یقیوں
 نور محمد محمد سلیمان اللہ بخش دے پاروں
 طفیل سید محبوب علی شاہ خیر ملے درباروں
 سید محمود محمود ہوئے ظاہر باطن نوری
 سنے محبت رادت منداں پاوے قرب حضوری
 وقت نزع دے کملی والا شالا کولے ہووے
 مالک نال غلام کمینہ سدا سکھالا ہووے

نقش مثلث اسم محمود

اگر کوئی مومن نقش محمود مثلث اپنے پاس رکھے تو آفات و بلیات سے محفوظ رہے گا اور
 اس جگہ یا گھر میں خیر و برکت رہے گی اس گھر سے چوری نہ ہوگی اور تمام گھر کی اشیاء
 میں برکت ہی برکت ہوگی اس نقش محمود مثلث کو اگر آتشی اور بادی، آبی، خاکی چال
 سے پُر کیا جائے تو زیادہ سریع الاثر ہوگا فقیر نے چاروں طبائع کے مطابق نقش محمود
 مثلث کو لکھا ہے امید ہے کہ ایک مومن صالح قاری اس نقش کو آسانی سے بھر سکتا ہے
 اور اس نقش کے ثمرہ سے فیض یاب ہوگا۔

نقش محمود مثلث

آبی

۳۳	۳۵	۲۹
۲۸	۳۳	۳۷
۳۶	۳۰	۳۲

خاکی

۲۹	۳۷	۳۲
۳۵	۳۳	۳۰
۳۳	۲۸	۳۶

بادی

۳۲	۳۰	۳۶
۳۷	۳۳	۲۸
۲۹	۳۵	۳۳

آتش

۳۶	۲۸	۳۳
۳۰	۳۳	۳۵
۳۲	۳۷	۲۹

اگر حروف سے اس نقش کو پُر کرنا چاہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک مستطیل بنا لو پہلے مستطیل کے درمیان پانچ لکیریں لگاؤ اور دوسری طرف چار لکیریں لگاؤ اس طریقے سے بھی نقش بنا سکتے ہو اور یہی اثر اس میں بھی ہوگا جو اوپر ذکر ہوا ہے۔

نقش محمود

م	د	و	م	ح	م
ح	م	د	و	م	ح
م	ح	م	د	و	م
و	م	ح	م	د	و
د	و	م	ح	م	د

اسی طرح ایک اور طریقے سے نقش محمود اگر بنایا جائے تو بھی بہتر ہوگا وہ طریقہ یہ ہے۔ اس نقش میں غلطی اور صحیح کی معلومات اس طرح کرنا ہوگا کہ ہر طرف سے اگر آپ اعداد کو جمع کریں تو ۹۸ آئے گا اور اگر کسی طرف سے کم یا زیادہ ہوگا تو پھر نقش میں غلطی ہوگی۔

اس طرح کہ مذکورہ بالا نقش مثلث کو اگر ہر طرف سے جمع کیا جائے تو بھی ہر طرف سے جمع ۹۸ ہوگا اور محمود کے اعداد کا جمع بھی ۹۸ ہے م ح م و د

۹۸ = ۴ + ۶ + ۴۰ + ۴۰ + ۸ + ۴۰ ہے اگر کسی کو نقش پُر کرنے کا طریقہ یاد ہو یا اس علم نقوش کا ماہر ہو تو اس کے لئے یہ اسیر کا حکم دے گا اور مزید اس میں وہ دوسرے فوائد

بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر سالک اور عارف کو اس علم سے بہرہ ور فرمائے۔
آمین ثم آمین۔ (میاں طاہر شاہ)

کرامات حکیم ملت محدث ہزارویؒ

کرامات کرامت کی جمع ہے جو خرق عادت کو کہا جاتا ہے اور خرق عادت خلاف عادت کو کہا جاتا ہے۔ بزرگان دین اور اصفیاء دین متین و علماء حق بین سے ایسی کرامات کا ظہور ہو جاتا ہے جو خلاف عادت ہو۔ حضرات انبیاء علیہم السلام سے جو خرق عادت امور ظاہر ہوتے ہیں۔ ان تمام کو معجزات سے موسوم کیا جاتا ہے جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بہت سے معجزات ظاہر ہوئے ہیں مثلاً آپ نے جادوگروں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم اپنے جادو کو ظاہر کرو جو تم کر سکتے ہو انہوں نے رسیوں سے سانپ بنائے اور آپ نے اپنا عصا زمین پر مارا وہ اڑدھا بنا اور اس اڑدھے نے تمام سانپوں کو نگل لیا اس طرح آپ بغل سے ہاتھ نکالتے اس سے روشنی نکلتی تھی اس معجزہ کو ید بیضاء کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ آپ نے رود نیل کو پھاڑ کر راستہ بنایا جہاں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام بمع اپنے تمام ساتھیوں کے رود نیل کو پار کیا اور جب فرعون کا لشکر اس میں داخل ہوا تو رود نیل کے پانی آپس میں مل گئے اور وہ تمام لشکر بمع فرعون غرق و ہلاک ہو گئے اس معجزے کا ذکر قرآن مقدس میں موجود ہے اس طرح حضرت داؤد علیہ السلام کا یہ معجزہ مشہور ہے کہ لوہا آپ کے ہاتھ میں نرم ہو جاتا اور جو ہتھیار یا

چیز بنانا چاہتے بنا لیتے تھے یعنی لوہا موم کی طرح ہو جاتا۔ اور آپ جب زبور کی تلاوت فرماتے تو ہوا کے پرندے اور مرغ آپ کی آواز کو سن کر بے ہوش ہو جاتے اس طرح حضرت سلمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس معجزے سے نوازا تھا کہ ہوا آپ کے حکم کے ماتحت تھی اور جنات آپ کے حکم بردار تھے آپ کی حکومت انسانوں اور جنوں پر تھی ہوا آپ کا تحت ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے اور آپ وہاں قضا کرتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مردے کو زندہ کرنے کا معجزہ دیا تھا اور مادر زاد اندھوں کو ٹھیک کرتے اور برص بیمار کو اچھا کرتے اس کا ذکر بھی قرآن مقدس میں موجود ہے اور یہ بھی موجود ہے کہ آپ پیٹ میں کھائے ہوئی چیز بھی بتا دیتے اور گھروں میں جو چیزیں موجود ہوتیں وہ بھی آپ بتا دیتے اور مشہور معجزہ یہ بھی تھا کہ مردے کو زندہ کرتے حضور انور معلم مقصود کائنات ﷺ سے بہت سے معجزات ظہور میں آئے ہیں مثلاً معجزہ رد الشمس اور معجزہ شق القمر وغیرہ معجزہ نبی کے ہاتھ سے صادر ہوتا ہے اور کرامت ولی کے ہاتھ سرزد ہوتی ہے دونوں کی تعریف یہ ہے کہ یہ خرق عادت ہے جس کو خلاف عادت بھی کہا جاتا ہے۔ ولی کی کرامت نبی کا معجزہ ہوتا ہے کیونکہ ولی امتی ہوتا ہے جو کہ تابع متبوع کا ہوتا ہے اور بنی متبوع ہوتا ہے جس کی اطاعت کی جاتی ہے۔ خالق کائنات نے متقی لوگوں کو کرامت سے نوازا ہے ضابطہ کائنات میں ہے ان اکرم کم عند اللہ اتقا کم بے شک تم میں سے زیادہ کرامت والے وہ ہیں جو تم میں سے زیادہ (متقی) ڈرنے والے ہیں۔ معلوم ہوا کہ کرامت نبوت کا مظہر ہوتی ہے معجزہ نبی کی نشانی ہے اور کرامت ولی کی ولایت کی نشانی ہے۔ حضرت داتا گنج بخش سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب میں فرماتے

ہیں کہ صادق ولی سے کرامات ضرور ظہور میں آتی ہیں اور اس پر اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے اور یہ بات عقلاً بھی صحیح ہے کیونکہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے اور شریعت کی رو سے بھی کسی اصول کے خلاف نہیں محض لوگوں کے خام اور جھوٹے خیالات کی بناء پر معجزات اور کرامات سے انحراف ہو سکتا ہے کیونکہ کرامت ہی ولی کی صداقت کا نشان ہے اور یہ کسی جھوٹے دعویدار سے ظہور میں نہیں آ سکتی اگر کوئی اپنے کو ولی کہتا ہو تو پھر اس کا ثبوت کرامت ہی سے ہو سکتا ہے۔

کرامت حقیقت میں محی العقول فعل ہے جو کسی نیک انسان سے شرعی تکلیف کے موجود ہونے پر ظہور میں آتا ہے جو شخص حق تعالیٰ کے جتلانے سے سچائی کو جھوٹ سے جدا کرے تو وہ بھی ولی ہوتا ہے اہل سنت و جماعت کا ایک گروہ کہتا ہے کہ کرامت تو یقیناً درست ہے مگر یہ معجزہ کی حد تک نہیں جیسا کہ دعاء کا قبول ہو جانا اور دعا کی وجہ سے مراد کا حاصل کرنا اور ایسے امور جو خلاف عادات امور میں آجائے اگر کوئی اس عقیدہ کے خلاف ہو تو ہم پوچھتے ہیں کہ تمہیں کسی ولی صادق کے ذریعہ خلاف عادت فعل کے ظاہر ہونے میں شرعی تکلیف ہوتے ہوئے کیا نقص نظر آتا ہے اگر وہ یہ کہے کہ یہ کام اللہ تعالیٰ کی قدرت میں نہیں تو یہ صاف گمراہی ہے اور اگر وہ یہ کہے کہ مقدور تو ہے لیکن ایک صادق ولی کے ہاتھ پر خلاف عادت امر کا اظہار نبوت کو باطل کرتا ہے اور انبیاء کی خصوصیت کی نفی ہے تو پھر ہم کہتے ہیں کہ ولی یقیناً کرامت سے مخصوص ہوتا ہے اور نبی معجزہ میں مخصوص ہے والمعجزة لم تکن معجزة بعینہا انہا كانت معجزة لعلہا و من شرطها اقتراف دعوی النبوة بہا فا المعجزة تختص بالانبياء و الکرامات تکون الاولیاء معجزہ حاصل ہونے

کی وجہ سے ہوتا ہے بعینہ معجزہ نہیں ہوتا مگر شرط یہ ہے کہ ساتھ اس کے نبوت کا دعویٰ ہو تو معجزات صرف انبیاء کے لئے خاص ہیں اور کرامات کا تعلق اولیاء اللہ سے ہے جب نبی نبی ہو اور ولی ولی ہو تو پھر اس میں قطعاً شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ اس سے انکار کرنا پڑے حقیقت میں انبیاء علیہم السلام کے مرتبہ کا شرف رتبہ کی بلندی اور عظمت و عصمت کی صفائی کے باعث ہوتا ہے نہ کہ صرف معجزہ کے ظاہر کرنے سے مگر ہر حال میں انبیاء علیہم السلام کے معجزات خلاف عادت ظہور میں آتے ہیں۔ امام یوسف نبھانی رحمۃ اللہ علیہ جامع الکرامات شریف میں لکھتے ہیں کوئی بھی خارق عادت (خلاف عادت) بات کسی انسان سے ظاہر ہو اور اس کا یا تو وہ انسان دعویٰ بھی کرتا ہے کہ میرے دعویٰ کی دلیل یہ خارق عادت بات ہے یا دعویٰ نہیں کرتا اگر پہلی صورت ہو تو پھر یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ وہ کسی بات کا مدعی ہے کیا دعویٰ الوہیت کرتا ہے یا مدعی نبوت و ولایت ہے یا یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ جادوگر اور مرید شیطان ہے تو یہ چار صورتیں بن جاتی ہیں پہلی صورت دعویٰ الوہیت یعنی وہ خدا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو کیا ایسے آدمی سے خارق عادت باتیں صادر ہو سکتی ہیں اہل سنت نے اتفاقاً ایسے آدمی سے خارق عادت باتوں کے ظہور کو جائز قرار دیا ہے اور بطور دلیل فرعون کے دعویٰ الوہیت کو پیش کرتا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ اس سے خارق عادت باتیں صادر ہوتی تھیں اور یہ دلیل بھی دی ہے کہ دجال بھی ایسا ہی دعویٰ کرے گا اور اس سے بھی خارق عادت امور ظاہر ہوں گے تو ہمارے آئمہ فرماتے ہیں کہ دعویٰ الوہیت کرنے والے کی شکل اور اس کا وجود ہی اس کے کاذب ہونے کی دلیل ہے لہذا خرق عادت باتوں سے اشتباہ ہوتا ہی نہیں ہے۔ اگر دوسری صورت دعویٰ نبوت والی ہو تو پھر اس کی دو صورتیں بن جاتی ہیں

کیا مدعا صادق ہے یا کاذب؟ اگر وہ سچا ہے تو خوارق عادت معجزات کا ظہور لازماً اس کے ہاتھ سے ہونا چاہئے یہ ہر وہ شخص مانتا ہے جو انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت کا اقراری ہے اور ساری دنیا اس پر متفق ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے معجزات کا ظہور ہوتا ہے لیکن اگر مدعی نبوت جھوٹا ہے تو اس کے ہاتھ سے ظہور خوارق نہیں ہونا چاہئے اگر بالفرض والتقدیر وہ کچھ شعبدے کر دکھائے تو اس کا معاوضہ و مقابلہ ضروری ہے اور اگر تیسری صورت میں ولایت کا دعویٰ دار ہو تو کرامات کے ماننے والے یہاں اختلاف فرماتے ہیں کچھ کا خیال ہے کہ ولی کو دعویٰ کرامت نہیں کرنا چاہئے اور کچھ دعویٰ کو جائز قرار دیتے ہیں پھر اس میں اختلاف ہے کہ کیا ظہور کرامات اس کے دعویٰ کے مطابق ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر چوتھی قسم ہے تو یہ جادوگری اور شیطانت کے دعویٰ والی صورت ہے تو اہل سنت کہتے ہیں کہ ایسے آدمی سے خارق عادت باتیں ظاہر ہو سکتی ہیں معتزلہ کا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہو سکتا اب رہی وہ صورت کہ جس انسان سے خارق عادت باتیں صادر ہوتی ہیں مگر وہ کسی بات کا دعویٰ نہیں کرتا تو ایسا انسان یا تو اللہ کریم کا نیک اور پسندیدہ بندہ ہوتا ہے یا گناہ گار و خبیث انسان ہوتا ہے اگر پہلی صورت ہے تو اس کی یہ خرق عادت باتیں کرامات اولیاء کہلاتی ہیں یہ صدور پذیر ہوتی ہیں اور آئمہ اہل سنت ان کے جواز کے قائل ہیں معتزلہ میں سے ابوالحسن بصری اور اس کا دوست محمود خوارزمی کرامات اولیاء کے قائل ہیں باقی سب معتزلہ منکر ہیں اگر یہ خوارق مردود الطاعت سے صدور پذیر ہوں تو انہیں کرامت نہیں استدراج کہا جاتا ہے ایک مسلمان کے لئے یہ تمہید کافی ہوگی اگر کوئی منکر اولیاء ہو تو اگر دفتروں کے دفتر ان کے سامنے پیش کئے جائیں تب بھی وہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ حکیم ملت سید محمود شاہ

صاحبِ محدث ہزارویؒ کو بھی اللہ تعالیٰ نے اس سعادتِ عظمیٰ سے نوازا تھا اور کرامات کی دولت سے اللہ تعالیٰ نے سرفراز فرمایا تھا اب چند کراماتِ حکیم ملت پیش خدمت ہیں۔ امید ہے کہ ایک مرید و صادق معتقد کے لئے اتنی کافی ہوگی۔

(۱) لڑکے کی بشارت: فقیر راقم الحروف میاں ظاہر شاہ جب

حضرت حکیم ملت پیر سید محمود شاہ محدث ہزارویؒ سے بیعت ہوا اور پھر کچھ مہینوں کے بعد خلافت سے بھی نوازا گیا تو اس وقت میری شادی کے دو سال ہو گئے تھے اور کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی فقیر نے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور آپ دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اولاد عطا کر دے تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ بچہ آپ ابھی جوان ہوا اگر کچھ دیر ہو جائے اولاد میں تو کوئی بات نہیں پھر ایک سال کے بعد عرض کیا پھر آپ نے وہی جواب دیا پھر ایک سال بعد جب فقیر نے اولاد کے لئے دعا کی عرض کی تو آپ نے فرمایا کہ بچہ اگر کوئی بچہ ہو جائے تو اس کا نام حضور انور معلم و مقصود کائنات ﷺ کے غلام یا نیاز والا رکھنا تب فقیر نے عرض کیا کہ پھر حضور اس بچے کا نام نیاز محمود ہوگا اس لئے حضور انور ﷺ کے اسماءِ عظمیٰ میں سے محمد، احمد، محمود، قاسم ہیں اور آپ کا اسم مبارک بھی محمود ہے تو دونوں کا نیاز ہو جائے گا۔ اس گفتگو کے بعد اللہ تعالیٰ نے بیٹا عنایت فرمایا اس وقت فقیر پارہ چنار کرم ایجنسی میں ۵۶ بلوچ رجمنٹ میں خطیب تھا جس وقت حضور سے رخصت ہوا تھا والدہ کو میں نے یہ بتایا کہ آئندہ اللہ تعالیٰ فقیر کو لڑکا دے گا اس لئے حضرت صاحب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نیاز کا نام منتخب فرمایا ہے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ فقیر کو بیٹا عنایت

کرے گا دس مہینے بعد جب اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا کیا تو والدہ نے نیاز محمود نام رکھا تھا چونکہ پاراچنار میں اس وقت فوج کے لئے نئی چھاؤنی بن رہی تھی اور ہمارے فوجی کرم ایجنسی کے ملیشیا کے بارکوں میں عارضی طور پر مقیم تھے تو کوارٹروں کی قلت کی وجہ سے گھر اپنے قصبہ مدین سوات میں تھا جب لوگ والدہ سے پوچھتے کہ تم نے بچے کا نام نیاز محمود رکھا ہے یہ کس نے تمہیں بتایا ہے تو وہ بتاتی کہ اس کا نام تو اس کے والد نے رکھا ہے اور اس کو اس کے پیر و مرشد نے تجویز کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۷۱ء میں نیاز محمود کی پیدائش فرمادی اس کے بعد دوسرے بیٹے کا نام اعجاز محمود رکھا تیسرے بیٹے کا نام سید محمود ہے اور چوتھے کا نام شاہد محمود ہے۔ اب فی الحال فقیر کے چار بیٹے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اللہ والوں کو ان پوشیدہ رازوں کی اطلاع پہلے دیتا ہے اور یہ کرامات کے اقسام میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عام لوگوں کو اس لدنی علم سے محروم رکھا ہے اور خاص لوگوں کو نوازا ہے قرآن مقدس میں ہے ولا یحیطون بشیئی من علمہ الا بما شاء۔ (البقرۃ) احاطہ نہیں کر سکتا کوئی کسی چیز پر اس کے علم سے مگر وہ احاطہ کر سکتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ چاہئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آپ نے فرمایا و انبئکم بما تا کلون و ماتد خرون فی بیوتکم اور میں تمہیں بتاتا ہوں وہ چیزیں جو تم کھاتے ہو اور جو کچھ تم گھروں میں جمع کرتے ہو وہ بھی بتاتا ہوں تو یہ کوئی غیر شرعی بات نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے بزرگان دین کو اس نعمت عظمیٰ سے نوازا ہے۔ بیٹے کی بشارت پیدائش سے پہلے دینا بھی کرامت ہے۔

(۲) اس قسم کی دوسری کرامت: فیصل آباد کے حاجی

غلام رسول قادری کا بیان ہے کہ ہمارے مرشد پاکؒ ۱۹۷۲ء میں فیصل آباد تشریف لائے اور دو روز قیام فرمایا پھر واپس تشریف لے گئے جس وقت میرے گھر میں کچھ وقفہ کے لئے تشریف لائے اور مختصر قیام کے بعد گھر سے تشریف لے گئے تو تھوڑی دور جا کر اپنی سواری رکوا کر مجھے طلب فرمایا میں مرشد کامل سے جس وقت ملا تو آپ نے ارشاد فرمایا بچہ! آپ کو اللہ تعالیٰ بیٹا دے گا اس بیٹے کا نام ہم رکھیں گے اس واقعہ کے چار ماہ بعد اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا فرمایا میں نے اپنے پیر و مرشد سے رابطہ کیا آپ نے فرمایا کہ بچہ ہم نے اس کا نام محمد عبدالحق رکھا ہے اب اس وقت اللہ تعالیٰ نے محمد عبدالحق صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا کیا ہے اور اس کا نام محمد انس ہے۔ محمد عبدالحق کا نام حضور مرشد پاکؒ نے رکھا تھا اور اس کے بیٹے حضرت علامہ صاحبزادہ پیر سید محمد الدین مدظلہ العالی نے رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو اطلاع علی الغیب سے نوازتے ہیں اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں اور اگر آپ بزرگان دین کے حالات کا مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ بہت سے بزرگان دین نے اپنے مریدین کو ایسی بشارتیں دی ہیں حضرت علی بن محمدؒ اندلس کے رہنے والے تھے آپ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ غوث صمدانی کے دربار عالیہ میں حاضر ہوئے حضرت غوث پاکؒ نے فرمایا کہ میں نے اپنے صلب سے آپ کو بیٹا عطا کیا ہے اس کا نام محمد محی الدین رکھنا وہ اولیاء کرام کے سردار ہوں گے۔ جب وہ پیدا ہوئے تو اس کے والد حضرت غوث الاعظمؒ کا خدمت لے گئے آپ نے فرمایا کہ یہ میرا لڑکا انشاء اللہ ولی

اللہ ہوگا اور ویسا ہی ظہور میں آیا علماء اور مشائخ نے اس کو شیخ اکبر کا لقب دیا ہے یعنی شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کے نام سے پہچانے جاتے ہیں یہ واقعہ مولانا برکت اللہ فرنگی محل نے فصوص الحکم کے مقدمہ میں درج کیا ہے۔ شیخ محی الدین ابن عربی نے فصوص الحکم فتوحات مکیہ شریف جو چار جلدوں میں ہے اور شجرۃ الکون اور ایک تفسیر محی الدین ابن عربی ہیں۔ مسئلہ وحدت الوجود کے شارح یہی ہستی ہے۔ شاہ ولی اللہ نے انفاس العارفین کے اختتام پر لکھا ہے کہ میرے والدین قدس اللہ سرہما اور صلحاء کی ایک جماعت کو اس فقیر کی ولادت سے پہلے اور بعد بہت سی بشارتیں ہوئیں چنانچہ ایک عزیز اور مخلص دوست نے یہ ساری تفصیلات دوسرے واقعات کے ساتھ اپنے رسالے قول جلی میں بیان کی ہیں۔ (انفاس العارفین) تاریخ الخلفاء میں حضرت صدیق اکبر کا حضرت عائشہؓ کو ان کی بہن کی خبر دینا حالانکہ وہ ان کے پیٹ میں تھی۔ (تفسیر کاشف البیان ج ۱ صفحہ ۲۸۳)

(۳) اس نوعیت کی دیگر کرامات: چیچا وطنی کے راؤ

خورشید احمد قادری کا بیان ہے کہ میری شادی ہوئی تھی اور پورے دس سال گزارے تھے لیکن کوئی اولاد نہ ہوئی ہم نے بہت علاج بھی کرایا پھر بھی کوئی امید کی کرن نظر نہیں آئی آخر ہم نے فیصلہ کیا کہ حضور پیر و مرشد کے حضور عرض کریں گے کہ وہ ہمارے لئے دعا فرماویں ہم وہاں حاضر ہوئے اور اپنا مدعا بھی بیان کیا آپ نے کچھ دیر کے لئے مراقبہ فرمایا پھر فرمایا کہ آپ کی اولاد ہوگی اور ہوگی یہ لفظ تین دفعہ دہرایا پھر دعا فرمائی اور کوئی دوائی بھی نہیں دی اگلے سال ۱۹۸۱ء میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں بیٹے کی نعمت سے

سرفراز فرمایا ہم نے پچیس روز تک کوئی اطلاع نہ دی پچیس روز کے بعد جب میں نے بیٹے کی اطلاع دی اور نام تجویز کرانے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا آپ کو مبارک ہو پھر میں نے عرص کی کہ حضور میں جنید علی نام پسند کرتا ہوں آپ نے فرمایا کہ نہیں جس وقت آپ آئے تھے اس وقت میں نے بچے کا نام فیض قادر رکھا تھا پھر اس کے دو سال بعد دوسرا بیٹا پیدا ہوا اور اس کے بعد پھر دو سال بعد تیسرا بیٹا پیدا ہوا چونکہ آپ نے تین بار فرمایا تھا کہ اولاد ہوگی اولاد ہوگی اب میرے تین بیٹے ہیں اور تینوں کا نام آپ نے تجویز کئے ہیں۔

(۱) فیض قادر (۲) احسان قادر (۳) انعام قادر۔ اور تینوں تابع فرمان ہیں اور اب زیر تعلیم ہیں۔ اس نوعیت کی بہت سی کرامات آپ سے سرزد ہوئی ہیں اور مریدین و معتقدین نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے احادیث نبویہ میں بہت سے واقعات اس قسم کے تمہیں ملیں گے۔ اس کو خرق عادت یا خلاف عادت کہا جاتا ہے۔

(۴) اسلامی کانفرنس کے ہال میں آپ کی کرامت:

اسلامی سربراہوں کانفرنس ۱۹۷۲ء میں لاہور میں منعقد ہوئی اور یہ کانفرنس ذوالفقار علی بھٹو کے زیر سرپرستی انعقاد پذیر ہوئی۔ حکیم و فقیہ و مفتی ملت اسلامیہ نے اس کانفرنس کے لئے ایک کتاب بنام کلمۃ الاتحاد والجهاد مرتب کر کے اشاعت کا بندوبست فرمایا تاکہ سربراہان مملکت اسلامیہ اس کتاب سے مستفید ہو سکیں آپ داتا دربار تشریف فرما ہوئے اور اس خیال میں تھے کہ کسی طریقہ سے یہ کتاب ان سربراہوں کو مل جائے۔ اچانک جس دوکان پر آپ تشریف فرما تھے وہاں ٹیلی فون آیا تو حضرت

صاحب نے ٹیلی فون کو اٹھایا فون کرنے والے نے پوچھا کہ آپ کون بول رہے ہیں حضرت نے جواب میں اپنا اسم مبارک لیا تو اس نے کہا کہ اچھا آپ قاری خوشی محمد صاحب کے پیر صاحب ہیں کانفرنس کا افتتاح تلاوت پاک سے ہوگا تو یہ تلاوت قاری خوشی محمد فرمائیں گے جب قاری صاحب آجائے اس کو اطلاع دینا اور اب ہم سواری بھیج دیتے ہیں اس اثناء میں قاری صاحب بھی پہنچ گئے اور کچھ دیر بعد سواری بھی پہنچ گئی حضرت صاحب نے کچھ کتابیں قاری خوشی محمد صاحب کو دے دی کہ جب تم وہاں جاؤ گے تو راستے میں سٹیج پر جانے تک یہ کتابیں تقسیم کر دینا حالانکہ حکومت کی طرف سے پابندی تھی کہ کوئی مکتبہ فکر اپنا لٹریچر چھپوا کر وہاں نہ لے جائے۔ جب قاری صاحب کانفرنس کی جگہ پہنچے تو اچانک بجلی چلی گئی اور اندھیرا ہو گیا اس وقت قاری صاحب سٹیج تک جا رہے تھے اور کتابیں تقسیم کر رہے تھے جب کتابیں ختم ہوئیں تو بجلی فوراً آگئی حالانکہ حکومت نے اس کا بھی بندوبست کیا تھا کہ جب بجلی چلی جائے تو عارضی بجلی کا بھی بندوبست ہو لیکن حضرت صاحب کی کرامت دیکھیے کہ وہ عارضی بجلی بھی اس وقت تک نہ آئی جب تک قاری صاحب سٹیج پر پہنچ نہیں گئے تھے اور باقی کتابوں کا بندوبست مولانا کوثر نیازی کے ذریعہ کیا گیا۔ یہ ایک عظیم معجزی کرامت تھی جو اس وقت ظہور میں آئی اب اس کتاب کے متعلق بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت صاحب نے جب اس کتاب کو مرتب کیا تو تصحیح کے لئے آپ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کے پاس اچھرہ لاہور تشریف لے گئے اس نے چائے کی بھی پیشکش کی لیکن حضرت صاحب نے معذرت پیش کی پھر نماز عصر حضرت صاحب کی اقتداء میں پڑھی گئی پھر مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے پوچھا کہ کس طرح تشریف آوری فرمائی

آپ نے فرمایا کہ آپ کے پاس عربی کا پروفیسر ہے اس کے ساتھ کچھ کام ہے جب وہ پروفیسر صاحب آئے تو آپ نے وہ کتاب اس کو دکھائی اس نے جب مطالعہ کیا تو تمام حاضرین کو کمرہ سے نکل جانے کے لئے کہا جب حاضرین باہر چلے گئے تو اس نے حضرت صاحب سے پوچھا کہ کیا آپ امام مہدی علیہ السلام تو نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ آپ کو کس طرح یہ غلط فہمی ہوئی اس نے جواب میں کہا کہ بات دراصل یہ ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کا نام مبارک حضور انور ﷺ کے نام کے مشابہ ہوگا تو آپ کا نام بھی محمود ہے اور حضور انور ﷺ کا نام مبارک بھی محمد، محمود، احمد، قاسم ہیں تو ناموں میں بھی یکسانیت معلوم ہوتی ہے اور پھر وہ حضور انور ﷺ کے آل میں سے ہوگا آپ بھی سید ہیں اور حضور انور ﷺ کے آل میں سے ہیں پھر وہ قرب قیامت میں اس کا ظہور ہوگا اور اب قرب قیامت کی علامات ظاہر ہو رہی ہیں اور وہ صرف خلافت کے متعلق تحریک کا آغاز فرمائے گا تو اب تک کسی نے بھی خلافت کا نام نہیں لیا ہے ہمارے مولانا مودودی صاحب نے خلافت کے لئے کوئی کام نہیں کیا ہے صرف ایک تاریخ خلافت و ملوکیت مرتب کی ہے صرف آپ ہیں کہ خلافت کی تحریک چلا رہے ہیں اور اب بھی یہ کتاب اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے حضرت صاحب نے فرمایا کہ دل سے یہ بات نکال دو کیونکہ آپ حضرات کبھی مولانا صاحب کو مہدی بناتے ہو اور کبھی کوئی دوسرے مکتبہ فکر والے اپنے اکابرین کو مہدی بناتے ہیں۔ جو وفد اس وقت آپ کے ساتھ تھا ان میں نوشہرہ صوبہ سرحد کے حکیم محمود احمد صاحب بھی تھے حکیم محمود صاحب نے خود بھی فقیر رقم الحروف کو یہ واقعہ سنایا تھا اور اپنے کانوں سے حضرت صاحب سے بھی سنا تھا۔

(۵) حال دل پر مطلع ہونا: میڈیکل آفیسر پاکستان پٹرولیم

کراچی ڈاکٹر امجد علی صاحب ایک بار دربار خانقاہ محبوب آباد شریف میں حاضر ہوئے تھے حضرت صاحب نے آپ کو فرمایا کہ پیرخانہ سے بغیر کسی خاص ضرورت کے نہیں جانا چاہئے عرس کے اختتام پر مجھے چائے پینے کا شوق ہوا میں یہ چاہتا تھا کہ باہر بازار جا کر چائے پیوں پہلے تو لنگر خانہ کا چکر لگایا لیکن وہاں کوئی موجود نہ تھا میں باہر گیٹ کے پاس کھڑا تھا اور اس خیال میں تھا کہ کیا کروں اتنے میں ایک پیر بھائی دوڑ کر آیا اور کہنے لگا کہ امجد علی صاحب آپ ہیں میں نے کہا کہ ہاں میں ہوں اس نے کہا کہ آپ کو حضرت صاحب کتب خانے میں بلا رہے ہیں میں جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ آؤ چائے پیو اور ایک ٹرے میں کچھ پیالیاں اور ایک کیتلی موجود تھی اور فرمایا کہ کتنی چائے پیو گے میں آرام سے بیٹھ گیا اور چائے کو نوش کیا اور دل میں مرشد کا یہ خیال گزرتا تھا کہ میں تو بازار جانے کے خیال میں تھا اور حضرت صاحب نے میرے دل کے حال پر مطلع ہو کر مجھے چائے پلائی۔ یہ اللہ والوں کی کرامات ہیں اللہ تعالیٰ اپنے ان نیک بندوں کو جس طرح عطا فرماتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اور اس عطا سے ایسے بزرگان دین کو اپنی نعمتوں سے نوازتے ہیں ہمارے پیر و مرشد حکیم و مفتی و فقیہ ملت اسلامیہ پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی رحمۃ الہ علیہ بھی ان سے ایک تھے۔

(۶) غیبی تعاون زادراہ میں: پیر بھائی قاضی محمد الفت حسین

قادری جس وقت پرانی انارکلی لاہور میں رہائش پذیر تھا یہ ۱۹۶۲ء کی بات ہے اور سید اشرف علی شاہ اس وقت ان کے ہمسایہ تھے اور اب قاضی محمد الفت حسین قادری صاحب کورنگی کراچی نمبر ۳۱ میں رہائش پذیر ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک روز سید زوار علی شاہ جو آج کل ایڈووکیٹ لاہور ہائی کورٹ ہیں مجھے کہنے لگے کہ میں دربار شریف جا رہا ہوں اگر آپ بھی حضرت صاحب کے دیدار کے لئے حاضر خدمت ہونا چاہتے ہو تو چلو آپ کے دونوں اطراف کے زادراہ میں ادا کروں گا یہ بات اس نے اس لئے کی تھی کہ میرے حالات سے واقف تھے کہ تنگدستی کی وجہ سے میں معذرت نہ کروں لہذا ہم دونوں ہفتہ کی شام کو بذریعہ ٹرین سفر پر روانہ ہوئے اور صبح قریباً آٹھ بجے دربار شریف ہم حاضر خدمت ہوئے حضور مرشد پاک نے بڑی شفقت اور مہربانی سے معانقہ فرمایا اور ہم نے دست بوسی کا شرف حاصل کیا سید زوار علی شاہ ایک روحانی رسالہ جس کا نام حضرت دادا پیر سید محبوب علی شاہ کے نام پر تھا ماہنامہ محبوب کے اجرا کی اجازت لینا چاہتے تھے اس سلسلہ میں آپ نے انہیں حاجی عبدالعزیز کوہاٹی کے پاس بھیجا کہ اس سلسلہ میں ان سے باتیں کر لو وہ مرشد پاک کے حکم سے کوہاٹ روانہ ہوا اور میں بغیر زادراہ کے محبوب آباد شریف رہ گیا اس وقت میں نے حضرت صاحب سے اجازت چاہی اور آپ نے جانے کی اجازت دے دی میں نے دست بوسی کر کے باہر آ گیا سو چتا رہا کہ گھر کس طرح پہنچوں تھوڑی دیر بعد ایک طالب دوڑ کر آئے کہ حضرت صاحب آپ کو بلا رہے ہیں میں واپس ہوا آپ نے اندر بلایا فرمایا

کہ بچہ بغیر اجازت چلے گئے اور اپنا دست مبارک مجھ سے ملانے کے لئے آگے بڑھایا اس وقت دوسرے پیر بھائی کتب خانہ میں موجود تھے لیکن انہوں نے نہیں دیکھا کہ میرے اور حضرت صاحب کے درمیان کیا معاملہ ہوا ہے آپ نے اپنے دست مبارک میں دس دس کے نوٹ رکھے ہوئے تھے جب ہاتھ ملائے تو وہ نوٹ میرے ہاتھ میں تھما دیئے میں نے عذر کیا فرمایا کہ بچہ رکھ لو سفر میں کام آئیں گے۔ میں نے وہ رقم لے کر واپس لاہور گیا میرے یقین میں مزید اضافہ ہوا کہ اس مشکل سے مجھے کس طرح نکالا۔

(۷) غیبی تعاون کا دوسرا واقعہ: جس وقت حکیم و مفتی و فقیہ

ملت اسلامیہ پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزارویؒ بغداد شریف ۱۹۷۱ء میں تشریف لے گئے تھے اور حضور غوث الاعظم محبوب سبحانیؒ کے مزار مبارک پر بار بار حاضری سے مشرف ہوتے تو لاتعداد کرامات کا ظہور مشاہدہ میں آیا حکیم ملت پر عجیب و غریب حالات طاری تھے اور جو کچھ وہاں مشاہدہ میں آیا وہ آپ نے ملفوظ محمود میں نقل فرمایا ہے۔ آپ ملفوظ محمود میں تحریر فرماتے ہیں ”یہ مسکین و امنکیر سیدنا غوث الاعظمؒ مجاز سلاسل اولیاء اللہ ابو مسعود ناچیز سید محمود حنفی قادری کاظمی محبوب آبادی امسال ۱۳۹۱ھ جب اپنے قافلے کے ساتھ بقصد حج و زیارات کراچی سے روانہ ہوا تو لاتعداد کرامات حضور سیدنا غوث الاعظمؒ دن رات ملاحظہ میں آتی رہیں۔ (ملفوظ محمود صفحہ ۱۹۴) پھر اسی کتاب میں آگے تحریر فرماتے ہیں عزت مآب متولی نقیب الاشراف السید یوسف گیلانی اور ان کے صاحبزادے صاحب نے ہمیں اپنا دیوان خانہ خاص اعزاز و اکرام

سے مع تمام عنایات و عطیات کے مرحمت فرمایا اور ان کے حسن و اخلاق کی ہم نے انتہاء نہ پائی اور ساتھ ہی ہر روز ان کی حیران کن کرامات بھی سب نے ملاحظہ کیں۔ (چادروں کی پیشکش) دل میں گزرا کہ اگر کوئی پرانی چادر سیدنا غوث الاعظمؒ کا پنج دو انچ بھر ٹکڑا بوسیدہ ہی نظر آتا تو خانقاہ محبوب آباد میں اپنے والدین کے مزارات پر رکھ کر برکات سیدنا و مرشدنا سے حصہ پاتے مگر اس کا ذکر تک نہ کر سکے متولی درگاہ السید یوسف الگیلانی اعلیٰ اللہ مقامہ کی روشن ضمیری یا کرامت کہیے بغیر التماس و ذکر پنج چادریں نئی حرم شیخ سے فوراً عطا فرمائیں اور فرمایا یہ خانقاہ کے لئے ہیں ڈیرہ پردیوان خانہ میں آ کر جب ملاحظہ کیں تو تین بڑی اور دو چھوٹی چادریں پائیں یہ کرم بالائے کرم اور کرامت پہ کرام دیکھیے کہ وہ آج تک کبھی خانقاہ وارد نہ ہوئے نہ ان کے سامنے خانقاہ کا کوئی تفصیلی ذکر آیا مگر یہ پنج کا عدد اور تین بڑی دو چھوٹی کی تقسیم کیسی؟ خانقاہ شریف میں واقعی تین بڑے مزارات ہیں اور دو چھوٹے۔ (ملفوظ محمود صفحہ ۱۹۵) حضرت صاحب کے اس بیان سے صاف واضح ہوا کہ یہاں تین صاحبوں کی کرامات کا ذکر ہوا ایک حضور غوث الاعظمؒ کا اور دوسری کرامت حضرت السید یوسف گیلانیؒ کا کہ انہوں نے آپ کے دل کا حال جان کر وہ چادریں عنایت کیں اور تیسری کرامت ہمارے پیر و مرشد حکیم ملت محدث ہزارویؒ کی ہے کہ ان تبرکات کے حصول کا خیال آیا اور وہ چیزیں آپ کو عنایت کر دی گئیں پھر وہاں بغداد شریف کے دارالعلوم کے صدر مدرس حضرت العلامة مولانا عبدالکریم الکردی آپ کی کتاب راہ صفا پڑھ کر خود بیعت میں داخل ہوئے اور پھر خلافت سے بھی سرفراز ہوئے۔ اسی کتاب ملفوظ محمود میں آپ آگے تحریر فرماتے ہیں دربار غوث الثقلین میں حاضری کے دوسرے ہی دن جامعہ غوثیہ

قادر یہ کے صدر مدرس حضرت علامہ عبدالکریم الکردی بہت سن رسیدہ بزرگ علی الصبح دیوان خانہ میں فقیر کے پاس تشریف لائے اور آغاز کلام یوں فرمایا میں اسی برس سے شیخ با خدا کی تلاش میں رہا آج رات آپ کی کتاب راہ صفا کا مطالعہ کیا ماشاء اللہ یہ کتاب عالمی سطح پر تعمیر ملت کا اصلاح قوم کا عظیم منصوبہ اپنے اندر رکھتی ہے اور اصلاح و تنظیم ظاہر و باطن کی حامل کتاب ہے پس بلا توقف مجھے سلسلہ قادر یہ میں داخل کر لیجئے۔ (صفحہ ۱۹۷)

سفر حج

حج ایک اہم فریضہ ہے جو صاحب استطاعت پر فرض ہے اور یہ ارکان خمسہ میں سے ایک اہم رکن ہے اور اس کو اسلام کا پانچواں رکن بھی کہا جاتا ہے۔ جب ایک عاشق صادق حج کے لئے جاتا ہے تو اس کو مدینہ پاک کی حاضری بھی نصیب ہوتی ہے اور گنبد خضریٰ کے دیدار سے بھی مشرف ہوتا ہے۔ حکیم ملت فقیہ و مفتی اسلام کو بھی یہ شرف حاصل ہوا اور آپ نے اس وقت مختلف مقدس مقامات یہ بھی حاضری دی۔ مرزا بشارت بیگ قادری محمودی نے اس سفر حجاز کا اپنی آنکھوں دیکھا حال قلم بند کر کے اس کو کتاب کی شکل میں پیش کیا ہے اس کتاب کا نام سفر نامہ محمودی رکھا اور یہ حج مبارک ۱۹۷۱ء میں ہوا تھا وہ خود پیش لفظ میں تحریر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مجھ جیسے عاجز گناہ گار کو ۱۹۷۱ء میں حج اکبر کی سعادت اپنے پیرو مرشد اور یاران سلسلہ کے

روحانی قافلہ کے ہمراہ نصیب ہوئی راقم الحروف کا اس حج و زیارات مقدسہ کے لئے بندوبست جس معجزانہ انداز سے ہوا اس کا ذکر اپنے یاران سلسلہ کے لئے قلم بند کرنا ضروری سمجھتا کہ تمام احباب طریقت اپنے پیر و مرشد کی علمیت اور روحانیت کے متعلق مزید روشناس ہو سکیں اکتوبر ۱۹۷۰ء بمطابق رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ کی ایک صبح میرے پیر بھائی صوبیدار غلام علی صاحب نے بتایا کہ حضرت قبلہ عالم محدث ہزاروی اس بار حج پر جانے کا خیال فرما رہے ہیں اور یہ کہ یاران سلسلہ میں سے چند اور اصحاب کو بھی ہمراہ لے جانے کا خیال ہے دوسرے ہفتہ صوبیدار صاحب نے حضور قبلہ عالم کا ایک گرامی نامہ دکھایا کہ تیاری مکمل ہو رہی ہے جناب بابو عبدالعزیز کوہاٹی جناب ملک عبدالرحمان صاحب ٹبرمرچنٹ حویلیاں شریف ہزارہ جناب صوفی علی محمد صاحب کھیوڑہ ضلع جہلم اور جناب قاری خوشی محمد صاحب قاری ولعت خوان ریڈیو ٹیلی ویژن لاہور مغربی پاکستان جناب نجیب علی صاحب جہلم اور راقم الحروف کے ناموں کی نشان دہی کی گئی ہے رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں حویلیاں شریف حضرت قبلہ عالم محدث ہزاروی و امت برکاتہم العالیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے حالات اس سفر کے لئے سازگار نہیں اور نہ ہی کوئی اسباب حاضری حرمین الشریفین نظر آتے ہیں۔ قرعہ اندازی میں ناچیز کا نام نہیں پاسپورٹ کا بھی کوئی بندوبست نہیں زادراہ بھی پاس نہیں خیر حضرت صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں حج اکبر نصیب فرمائے گا اور ایک وفد کی شکل میں ہم کراچی پہنچ گئے ۱۹ دسمبر ۱۹۷۰ء کراچی میں حاجی کیمپ میں داخل ہوئے اور ۲۰ دسمبر ۱۹۷۰ء صبح آٹھ بجے قبلہ عالم محدث ہزاروی بابو محمد عبدالعزیز کوہاٹی اور ملک عبدالرحمان کے ہمراہ کراچی ایئر پورٹ کے

لئے حاجی دین محمد صاحب کی کار میں روانہ ہوئے اور ۲۱ دسمبر ۱۹۷۰ء کو ہمیں ویزے بھی مل گئے اور ۲۲ دسمبر ۱۹۷۰ء ہمارا جہاز تہران پہنچا اور حضرت قبلہ عالم کا جہاز دوسری پرواز سے بغداد شریف پہنچے اور ہم نے ظہر کی نماز ملحقہ مسجد حضرت غوث اعظمؒ میں ادا کی اور پھر شکرانہ کی نماز پڑھ کر ہم حضرت صاحب کے ساتھ حضرت غوث اعظم کے مزار پر ہم نے حاضری دی حضرت قبلہ عالم سجادہ نشین بغداد شریف پیرسید یوسف الجیلانی کے مہمان خاص ہیں اور وہاں تمام مقدس مزارات کی حاضری سے ہم مشرف ہوئے۔ ۲۳ دسمبر ۱۹۷۰ء کو متولی درگاہ عالیہ السید یوسف گیلانی مدظلہ نے سیدنا غوث الاعظم کے عظیم الشان مدرسے میں حضور قبلہ عالم محدث ہزاروی مدظلہ کو لے جا کر آپ کے کلام مبارک کو ریکارڈ کرنے کا بندوبست کیا تلاوت کلام پاک ہوئی جو ریکارڈ کی گئی مزید نعتیہ کلام قاری خوشی محمد صاحب نے قبلہ عالم محدث ہزاروی کا پڑھا جسے سن کر مجمع پر ایک کیفیت طاری ہوگئی اور یہ سب ریکارڈ کیا گیا اس کے بعد کربلا معلیٰ نجف اشرف میں بھی حاضری دی ۲ جنوری ۱۹۷۱ء کو حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی کے مزار پر حاضری دی گئی آپ کا مزار مبارک محلہ شیخ عمر میں ہے۔ ۳ جنوری ۱۹۷۱ء کو ہم حضرت معروف کرنی کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے۔ ۶۔۷ جنوری ہم جدہ پہنچ کر پیر بھائی غلام رسول صاحب جو جدہ ایئر پورٹ پر ہی ملازم ہیں ان کے ہاں قیام ہوا صبح مکہ معظمہ روانہ ہوئے۔ ۸۔۹ جنوری ۱۹۷۱ء کو ہم نے نماز عصر غار حرا میں مقام خاص پر باجماعت ادا کی۔ ۱۰ جنوری ۱۹۷۱ء کو مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو روانگی ہوئی ۱۱ اور ۱۲ جنوری ہم نے جنت البقیع میں حاضری دی اور ۱۳ جنوری ۱۹۷۱ء کو جنگ احد کے مقام پر حاضر ہوئے۔ ۱۷ جنوری ۱۹۷۱ء کو مدینہ منورہ شہر کے وسط میں مسجد علی اور مسجد غمامہ و

مسجد صدیق اکبر اور مسجد عمر بن خطاب کی زیارت کی۔ ۲۵ جنوری شہر محبوب مدینہ النبی سے رخصت لیا سعودی عرب کے وقت کے مطابق ساڑھے نو بجے دن کو یہ قافلہ ابواہ شریف کی طرف روانہ ہوا۔ ۲۶ جنوری ۱۹۷۱ء کو پھر مکہ معظمہ پہنچے اور عمرہ ادا کیا۔ ۱۳ فروری ۱۹۷۱ء کو بذریعہ طیارہ کراچی کے لئے عازم سفر ہوئے یہ تمام مضمون سفر نامہ محمودی سے اختصار کے ساتھ پیش خدمت کیا گیا۔

معراج النبی ﷺ کے موضوع پر خطاب

سے چند جھلکیاں

حکیم ملت فقیہ و مفتی اسلام پیر سید محمود شاہ محدث ہزارویؒ نے کونسل ہال ایبٹ آباد ہزارہ میں ایمان افروز خطاب فرمایا پورا خطاب تو طوالت کی وجہ سے پیش نہیں کیا جاسکتا صرف اس بیان کی چند جھلکیاں قارئین کے لئے پیش خدمت ہیں۔ اس تقریب سعید کابند و بست برادر طریقت صلاح الدین اجمیری اور دیگر اراکین بزم اقبال نے کیا تھا حضرت حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اس تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے سب سے پہلے اس تقریب کا آغاز حضرت قاری خوشی محمد نے کلام الہی کی تلاوت سے کیا اس کے بعد محمد علی ظہوری نے بھی اپنے پیارے کلام

سے سامعین کو محفوظ کیا حضرت حکیم ملت نے ایسا بصیرت افروز خطاب معراج مصطفیٰ ﷺ پر فرمایا جسے وہاں کے تمام سامعین نے رات کے ڈیڑھ بجے تک نہایت غور و فکر سے سنا۔ آپ نے سب سے پہلے خطبہ ارشاد فرمایا خطبے میں معراج شریف کے متعلق جو آیت کریمہ میں سورۃ اسریٰ میں ہے تلاوت فرمائی خطبہ کے بعد آپ نے اپنے بیان کا آغاز یوں فرمایا۔ میرے پیارے عزیزو اور صاحبو! آج کی بزم اقبال ایبٹ آباد ہزارہ صلاح الدین اجمیری اور ان کے سارے رفقاء و معاونین کی معراج النبی کی تقریب کا عظیم اجتماع اپنی نوعیت کا مثالی ہے آپ کا دعا گو محدث ہزاروی اپنی علالت و کمزوری طبع کے تحت اور آپ کے اور اپنی ضروریات اور حال کے مطابق کچھ مختصر خطاب کر رہا ہے خدائے قادر قیوم سے دعا ہے کہ وہ مجھے اپنے بے نظیر حبیب صاحب معراج ﷺ کی ذات و صفات پر برادران ملت سے کچھ کہنے میں ثابت قدمی پر قائم رکھے آپ سب کہیں آمین۔ حدیث قدسی میں ہے جعلناک ذکر آمن ذکرى اے ہماری خدائی بھر کے ہادی و معلم ہم نے آپ کو اپنے ذکر سے ذکر بنایا اہل علم و عرفان کے نزدیک ہر حدیث کی اصل کتاب اللہ میں موجود ہے پس سورۃ الشرح میں ارشاد بانی ہے ورفعلناک ذکرک اے ہماری ذات و صفات کے مظہر و خلیفہ ہم نے تمہارے لئے تمہارے ذکر کو بلندی و برتری دی یہ عام و مطلق ہے دنیا و برزخ آخرت ظاہر باطن اول و آخرتہ و بالاسب کو شامل ہے کہ ذکر خدا ذکر مصطفیٰ یکساں جاری و مرفوع و مبارک و موجب برکت و ہدایت ہے بلکہ علم و عرفان والوں نے ایک لطیف نکتہ بیان فرمایا ہے کہ دراصل اسم علامت ہے جو ذات مسمیٰ پر دلالت کرے۔ سو دلالت کے تین افراد ہیں۔ (۱) ذات جس پر دلالت مقصود و مطلوب ہو۔

(۲) غیر جس کو دلالت کرنا مقصود و مطلوب ہو۔ (۳) واسطہ جس کے ذریعہ دلالت صحیح مفید اور ثابت ہو تو وہ ذات مسمیٰ ذات حق تعالیٰ خدائے مصطفیٰ ہے جس پر دلالت مقصود ہے اور وہ غیر جسے دلالت کرنا مقصود شرعی ہے تمام جہان ہے اور واسطہ جس کے ذریعے دلالت صحیح مفید اور ثابت ہے ذات مصطفیٰ ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے ہُو الذی ارسل رسولہ بالہدیٰ و دین الحق ساری کائنات اور عالمین کا خالق اور مالک وہی خدائے مصطفیٰ ہے جس نے آخر المبعوثین پیغمبر کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا رب العالمین نے اپنی پہچان صاحب معراج ﷺ سے کرائی کہیں آپ کے ایماندار خدام اور آپ کے واسطہ سے موجود و موصول نعمتوں کے ذریعے پہچان کرائی پس حضور اسم ذات اور اسم اعظم ہیں ﷺ اور وہی وجہ ہدایت ایجاد و بقاء عالم ہیں اگرچہ نہ خدا نہ اس کے شریک ہیں پس خدا واحد لا شریک اور مصطفیٰ بے نظیر ہے ہر شان و صفت میں وہ لا شریک خدایہ بے نظیر مصطفیٰ ہیں سب انبیاء کو مرتبہ معراج حاصل ہے مگر سب کے سید و سرور کا معراج بھی بے نظیر ہے پس آپ اہل ادب و محبت غلامان مصطفیٰ کو عید معراج کی مبارک باد۔ یہ دعا گوشہ ایبٹ آباد و مضافات کے ارباب شوق و محبت کی آمد اور بکمال ادب بیٹھنے کو ملاحظہ کر کے بہت مسرور ہے اور پُر امید کہ نہ آپ کو سستی محسوس ہوگی نہ بار آؤ یہ دعا مانگ لیں کہ اس مقدس محفل میں دعا گو کو وہی کہنا نصیب ہو جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مفید اور پسندیدہ ہو۔ آمین حضرات آؤ ذکر حق کے ساتھ ہم اپنے دل و دماغ کو تروتازہ بنا کر منزل مقصود کی جانب چلیں۔ صاحب معراج ﷺ کے خالق و مالک عزوجل نے فرمایا ذکر و اللہ ذکر ا کثیرا اللہ کو بکثرت یاد کرو اور صاحب معراج محبوب خدا آخر المبعوثین ﷺ نے فرمایا اکثر واذ کرو اللہ حتی

يقولوا مجنون. اس کثرت سے اللہ کا ذکر کرو کہ لوگ کہیں دیوانے ہیں۔ (احمد ابو یعلیٰ ابن حبان و حاکم و قال صحیح الاسناد ترغیب و ترہیب) (معراج مصطفیٰ کو نسل ہال ایبٹ آباد)

اس کے بعد حکیم ملت محدث ہزاروی نے معراج شریف کے متعلق سورہ اسریٰ کی پہلی آیت پڑھی اور فرمایا نبوت کے بارہویں سال ماہ رجب کی ستائیسویں شب کے ایک حصہ میں حرم کعبہ شریف سے بکرامت شق صدر و براق جنتی مسجد اقصیٰ تک بکمال عزت و عظمت و کرم و عنایت لے گیا جو چالیس بہ منزل سوا مہینہ سے زائد کی راہ ہے یہ اسریٰ ہے اور یہاں انبیاء حضور کے انتظار میں سب حاضر تھے حضور ﷺ نے ان کو اپنی اقتداء میں نماز پڑھائی اور ان کی تمنائیں دیدار مصطفیٰ کے حق میں قبول ہوئیں یہاں سے اوپر عالم بالا کو حضور نے عروج فرمایا اور دل میں حضرت جبریل آمین سید الملائکہ ہیں ناسوت، ملکوت، جبروت و لاہوت ساتوں آسمانوں کے طبقات و حوالم طے فرما کر بجوائے لٹر کبن طبقا عن طبق۔ ترجمہ تم نے ضرور طبقات کائنات سے صاحب معراج چڑھنا ہے انبیاء و رسل کی ملاقاتیں اور عجائبات قدرت آیات خداوندی کائنات قدسی رفرف پر گزار فرمایا سرورۃ المنتہیٰ پر حضرت جبرائیل کی پرواز کی حد تھی وہیں معذرت چاہی آگے حضور ﷺ مکان سے گزر کر لامکان پہنچے جہاں نہ بشریت کا گزرنہ کسی انسان کی رسائی نہ عقل کا اندیشہ نہ علم و خیال کا گزر حسن قدرت اپنے شان کے جلوہ و سیرت سے جسم و روح کی جمعیت نے قرب و رضائے حق اور معیت کے اس معراج کمال کو پایا اور اسے مناسب و موزوں الفاظ و عبارات و ارشادات سے خود تعبیر فرمایا جس کا مجموعہ کتاب و سنت شریعت، معرفت اور حقیقت میں بیان ہوا اس کے

استخار کو۔

والنجم اذا هوى O ماضل صاحبكم وما غوى O وما ينطق عن
 الهوى O ان هو الا وحى يوحى O علمه شديد القوى O ذومرة
 فاستوى O وهو بالا فلق الاعلى O ثم دنا فتدلى O فكان قاب قوسين
 او ادنى O فاوحى الى عبده ما اوحى O عند سورة المنتهى O
 عندها جنة الماوى O اذ يغشى السدرة ما يشفى O ما زاغ البصر و
 ما طغى O لقد راى من آيات ربه الكبرى O (النجم)

ترجمہ: اس پیارے چمکتے تارے محمد ﷺ کی قسم جب یہ معراج سے اترے (اے جہان
 والو) تمہارے صاحب (کہیں) نہ بہکے نہ بے راہ چلے اور کوئی بات ہوئے نفس سے
 نہیں کہتے ان کا بیان تو سراپا وحی ہے جو ان کی جاتی ہے انہیں سکھایا شدید القوی طاقتور
 نے پھر اس جلوے نے قصد فرمایا اور وہ آسمان بریں کے بلند ترین کنارہ پر تھا پھر وہ
 جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا تو اس جلوہ اور محبوب میں دو قوس کا فیصلہ تھا بلکہ وہ بھی
 نہ رہا تو وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی دل نے خلاف نہ کہا اس کا جو دیکھا تو کیا
 تم ان کے دیکھے پر جھگڑتے ہو تو انہوں نے اسے نزلت اخروی میں بھی دیکھا سدرۃ
 المنتہیٰ کے پاس اس کے پاس جنت الماویٰ ہے جب سدرہ پر جو چھا رہا تھا صاحب
 معراج کی چشم حق بین کسی طرف نہ پھری نہ غیر مقصود پر متوجہ ہوئی بے شک اپنے رب
 کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔ ۲۶ صحابہ کرام کی روایات سے صاحب معراج ﷺ
 کی زبان وحی ترجمان نے عوالم معراج کی تفصیلات بیان فرمائی ہیں جس کے خالق و
 مالک کائنات واحدہ لا شریک کا اعلان ہے وما ینطق عن الهوى ان هو الا

وحی یوحی' لہذا سلامتی عقل و دین و ایمان میں اس سے انکار تو کیا اس میں شک و تردد کی گنجائش نہیں اور اس میں اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت، حکمت، سلطنت مصطفیٰ کی ہمت و عظمت ثبات اور دین اسلام کی اصلیت، حقانیت و صداقت کی ناقابل انکار شہادت ہے۔ (معراج النبی کو نسل ہال ایبٹ آباد)

خلفاء حکیم ملت

اسلام میں خلیفہ و خلافت کا مسئلہ بہت اہم ہے جب کہ یہ واضح ہے کہ سب سے پہلے بنی نوع انسان میں حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور ان کے متعلق اللہ تعالیٰ خالق و مالک نے ملائکہ کرام سے یہ فرمایا انی جاعل فی الارض خلیفہ کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانا چاہتا ہوں تو حضرت آدم علیہ السلام اللہ کے خلیفہ اور نائب ہوئے اور تمام انبیاء علیہم السلام بھی خلفاء ہیں اور آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے انبیاء علیہم السلام ہو گزرے ہیں وہ تمام کے تمام حضور انور ﷺ کے خلفاء ہیں اور حضور انور ﷺ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم اور نائب اعظم ہیں پھر خلفائے راشدین بھی خلفاء گزرے ہیں خلافت راشدہ تشریحی کو باغیوں نے ملوکیت میں تبدیل

کیا تو اب خلافت تکوینی باقی رہی تمام سلاسل اربعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منسلک ہیں کیونکہ حضرت علیؑ ہی سید الاولیاء ہیں اور ولایت کے علوم کے شہر کا دروازہ بھی ہیں جو بھی اس شہر میں داخل ہونا چاہتا ہے وہ اس دروازہ سے داخل ہوگا تو سلاسل اربعہ طریقت میں یہ تمام کے تمام اولیاء اللہ حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کے خلفاء ہیں اس طرح اس تکوینی ولایت میں تمام اولیاء کرام نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے قدم کو اپنی گردنوں پر تسلیم کیا ہے بعض عارفین نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو خاتم الاولیاء تسلیم کیا ہے اس طرح تمام پیران طریقت اپنے اپنے مرشد سے خلافت و اذن حاصل کرتے ہیں ہر پیر کے خلفاء یعنی نائبین ہوتے ہیں۔ ایسے ہی دستور حق کے مطابق ہمارے پیر و مرشد اکمل کے خلفاء اور نائبین ہیں آپ کے خلفاء کی تعداد اگرچہ کثیر ہے جن کے اسمائے گرامی ہو سکے ہیں وہ برادران طریقت کے استفادہ درج ذیل فہرست میں تحریر کئے جاتے ہیں امید واثق ہے کہ بعض خلفاء کے جاننے میں قارئین کو سہولت ہوگی۔

اسماء گرامی خلفاء حکیم ملت

- (۱) سب سے زیادہ صاحب عزت و افتخار مفکر اسلام عارف مشعل راہ طریقت سلاسل اربعہ امیر تحریک خلافت اسلامیہ ابو زین حضرت پیر سید محی الدین محبوب حنفی قادری سجادہ نشین آستانہ عالیہ محبوب آباد شریف حویلیاں ہزارہ

(۲) حضرت علامہ مولانا عبدالکریم الکردی صدر مدرس جامعہ قادریہ بغداد

شریف عراق

(۳) محترم ڈاکٹر بیرسٹر علامہ محقق پیر سید عبدالقادر شاہ جیلانی فاضل مدینہ

یونیورسٹی شیخ بھائے راولپنڈی اسلام آباد

(۴) محترم حضرت علامہ سید ریاض حسین شاہ قادری راولپنڈی پاکستان

(۵) محترم علامہ قاضی اسرار الحق حقانی قادری راولپنڈی پاکستان

(۶) محترم المقام صاحب عرفان حق الحاج حافظ قاری غلامرضا قادری محمودی

راولپنڈی فاضل مدینہ یونیورسٹی

(۷) محترم قارخوشی محمد الازہری قادری اسلام آباد (پاکستان)

(۸) محترم سید ارشاد حسین شاہ قادری محمودی لاہور

(۹) محترم مولانا ملک الرحمن قادری خطیب جامع مسجد شاہ محمد غوث لاہور

(۱۰) محترم قاضی شبیر احمد قادری محمودی لاہور

(۱۱) محترم علامہ محمد ابراہیم صائم چشتی قادری فیصل آباد

(۱۲) محترم سید قاری بزرگ شاہ قادری الازہری چترال حال اسلام آباد

(۱۳) محترم مفتی سید شبیر احمد غازی راجوری قادری راولاکوٹ آزاد کشمیر

(۱۴) محترم جناب علامہ مولانا محمد فاضل صاحب آزاد کشمیر

(۱۵) محترم جناب مولوی سلطان عالم قادری محمودی جہلم پنجاب

(۱۶) محترم جناب سید جلیس شاہ صاحب قادری محمودی حویلیاں ہزارہ

(۱۷) فقیر راقم الحروف میاں طاہر شاہ قادری محمودی مدین سوات حال پشاور

- (۱۸) محترم قاضی محمد حسین قادری محمودی لاہور
- (۱۹) محترم فیض یاب خان قادری محمودی لاہور
- (۲۰) محترم منصور علی شاہ قادری محمودی لاہور
- (۲۱) محترم سید محمد امین علی شاہ نقوی قادری محمودی فیصل آباد
- (۲۲) محترم مولانا عبدالکریم قادری محمودی سیالکوٹ
- (۲۳) محترم میاں امام علی قادری محمودی فیصل آباد
- (۲۴) محترم کرنل محمد شفیع صاحب قادری سیالکوٹ
- (۲۵) محترم سید خورشید حسین شاہ قادری سیالکوٹ
- (۲۶) محترم محمد یاسین قریشی قادری راولپنڈی
- (۲۷) محترم چوہدری ممتاز الہی قادری راولپنڈی
- (۲۸) محترم حاجی شیردل قادری
- (۲۹) محترم المقام خطیب اسلام مفتی عزیز صاحب قادری دینہ جہلم
- (۳۰) محترم سید حیات علی شاہ قادری کوہاٹ
- (۳۱) محترم حافظ قاری محمد علی قادری میانوالی
- (۳۲) محترم صوبیدار عبدالحق قادری خوشاب
- (۳۳) محترم جناب سکندر خان قادری علاقہ چھوڑ ویسہ
- (۳۴) محترم سید علی شاہ قادری محمودی سری کوٹ ہزارہ
- (۳۵) محترم سید سلطان محمود کاظمی قادری گگو منڈی ساہیوال
- (۳۶) محترم سید سکندر شاہ قادری سوہلن شریف

- (۳۷) محترم مولانا عبدالحمید قادری سلہٹ بنگلہ دیش
- (۳۸) محترم مفتی عبدالطیف قادری ٹھٹھ سندھ
- (۳۹) محترم حاجی محمد شفیع بغدادی گوجرانوالہ
- (۴۰) محترم بابا محمد شفیع قادری حیدرآباد سندھ
- (۴۱) محترم حاجی محمد دین قادری لوسر شرفوواہ کینٹ
- (۴۲) محترم سید محمد شاہ قادری محمودی کھٹیاہ ہزارہ
- (۴۳) محترم سید مشتاق احمد شاہ قادری میرا توت ہری پور ہزارہ
- (۴۴) محترم حاجی امیر احمد قادری محمودی موضع بانی حسن ابدال
- (۴۵) محترم گل محمد قادری محمودی سرگودھا
- (۴۶) محترم حاکم علی قادری بھکر میانوالی
- (۴۷) محترم صوبیدار میجر محمد صادق قادری بھلووال سرگودھا
- (۴۸) محترم غلام نبی صاحب قادری گجرات
- (۴۹) محترم اللہ یار قادری میانوالی
- (۵۰) محترم محمد شریف قادری بدو ملہی سیالکوٹ
- (۵۱) محترم سید پھول شاہ قادری پیرزئی اٹک
- (۵۲) محترم سید غلام محمد شاہ قادری اٹک
- (۵۳) محترم عبادت علی قادری ہری پور ہزارہ

- (۵۴) محترم حاجی امیر احمد قادری کراچی
- (۵۵) محترم حاجی محمد شفیع قادری محمودی کراچی
- (۵۶) محترم حکیم محمود احمد قادری محمودی نوشہرہ صوبہ سرحد
- (۵۷) محترم میاں محمد بلخی حنفی قادری افغانستان
- (۵۸) محترم ڈاکٹر محمد یوسف ^{سندھ} قادری کوہاٹ
- (۵۹) محترم شائق الخیری قادری کراچی
- (۶۰) محترم کرنل اصغر علی شاہ شاہین قادری امین آباد گجرات
- (۶۱) محترم علامہ قربان علی نظامی قادری لاہور
- (۶۲) محترم سید محمود حسین شاہ قادری فتح پور لیہ
- (۶۳) محترم ڈاکٹر سلطان محی الدین قادری کورنگی کراچی
- (۶۴) محترم زمان علی قادری مظفر آباد
- (۶۵) محترم سید حیات علی شاہ بنوری قادری کوہاٹ صوبہ سرحد
- (۶۶) محترم حاجی محمد دین قادری بونیر سوات سرحد
- (۶۷) محترم صوبیدار فضل داد جہلم پنجاب
- (۶۸) محترم امیر حمزہ خان شنواری لنڈی کوتل صوبہ سرحد
- (۶۹) محترم بابا کلیامی قادری محمودی۔ کلیام شریف راولپنڈی
- (۷۰) ~~میاں امام علی صاحب فیصل آباد~~

حلیہ مبارک

حکیم و مفتی و فقیہ ملت اسلامیہ پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی رحمۃ اللہ چونکہ ہرادا و ہرن میں بے مثل تھے۔ اور ایک منفرد انداز کے مالک تھے اس طرح خالق کائنات نے آپ کو مجسمہ خیر و برکت بنا کر حضور انور معلم و مقصود کائنات ﷺ کی اولاد میں ایسی جسامت اور حلیہ سے آراستہ کیا کہ اگر ایک عام انسان آپ کے جسد مبارک کو دیکھتا تو بے اختیار آپ کی سیادت اور عظمت پر گواہی دیتا۔ اب حلیہ مبارک میں سے ایک قدم مبارک ہے۔

قدم مبارک:۔ ہر چیز میں بہترین صفت اس کی درمیانہ روی ہوتی ہے کیونکہ

اس میں نہ افراط ہوتا ہے۔ اور نہ تقریب خیر الامور او سطہا بھی احادیث میں وارد ہے۔ کہ بہترین کاموں میں سے درمیانہ کام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قدم مبارک میانہ قدم دیا تھا اگر کوئی لمبے قدم والا ہو تو دیکھنے میں وہ جاذب نظر نہیں ہوتا اور اگر بہت چھوٹے قدم والا ہو تب بھی اچھا نہیں لگتا درمیانہ قدم والا انسان خوبصورت قدم والا تصور کیا جاتا ہے۔

چہرہ مبارک:۔ آپ کے چہر مبارک میں ایسی کشش تھی کہ انسان آپ

کے چہرہ مبارک کو اگر بار بار بھی دیکھتا تو دیدار سے سیر نہ ہوتا آپ کا چہرہ مبارک پھول کے مانند تھا اور اگر غیر مسلم بھی آپ کے چہرہ کو دیکھتے تو یہ بھی آپ کی کرامت میں سے ایک کرامت تھی کہ صرف آپ کے چہرہ دیکھنے سے آپ کی ولایت کے مقرر ہوتے۔ ایک سو بیس سال کی عمر میں بھی آپ کا چہرہ مبارک ایسا دیکھا جاتا کہ یہ جوانوں کا چہرہ ہے۔ کیونکہ آپ کے چہرہ مبارک کی جلد گوشت و پوست سے بھرا ہوا نظر آتا تھا۔ جب آپ وصال فرما گئے۔ اور نماز جنازہ کے بعد دیدار کے لئے آپ کا چہرہ ظاہر کیا گیا۔ تو فقیر نے جب آپ کے چہرہ مبارک پر نظر کی تو ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ آپ تبسم کی حالت میں سوئے ہوئے ہیں۔ اور آپ کے چہرہ مبارک سے نور برستا تھا۔ اور کیوں نہ ہو کہ ایک حکیم ملت اور فقیہ امت اور مفتی اسلام محدث کا چہرہ تھا

داڑھی مبارک:۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی داڑھی سے نوازا تھا کہ نہ آپ کی داڑھی اتنی گھنی تھی کہ لوگ دیکھنے سے متوحش ہوتے اور نہ ایسی کم بال والی تھی کہ اہانت تک پہنچتے بلکہ آپ کی داڑھی مبارک بھی قد کی طرح درمیانہ تھی اور جب آپ نے داڑھی پر کتاب لکھی تو اس میں اوسط داڑھی کی تعریف لکھی ہے۔ آپ کی داڑھی مبارک پر ہمیشہ مہندی لگی ہوتی تھی سیدی و مرشدی سرخ مہندی استعمال کرتے تھے اور ضلع ہزارہ میں مہندی لگانے کا رواج عام ہے۔

بہنی مبارک:۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کے حلیہ مبارک میں قد اور چہرہ کو خوبصورتی سے نوازا تھا۔ اور چہرہ کی خوبصورتی کے لئے بہنی وسط کے مقام پر ہوتی

ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ناک مبارک اس طرح دیا تھا کہ دیکھنے میں ایک خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔

چشمان: اللہ تعالیٰ نے انسان کے حسن میں چشمان کو بھی ایک خاص مقام دیا ہے اور آنکھیں حسن میں ایک منفرد انداز کی مالک ہوتی ہیں آپ کی آنکھیں بھی بزرگادین کی کی مانند ہر وقت وہ جذب کی حالت میں نظر آتی تھیں۔ اور اگر ان آنکھوں سے کسی پر نظر کرتے تو مال و مال ہوتا اور روحانیت سے مسرور ہوتا اللہ تعالیٰ نے آپ کی آنکھوں میں ایک خاص تاثیر رکھی تھی جس پر بھی نظر شفقت فرماتے وہ آپ کا گرویدہ ہو کر اللہ و رسول کے عشق و ادب سے مسرور ہو جاتا۔

عمامہ مبارک: آپ کا عمامہ مبارک ہمیشہ سفید ہوتا تھا اور آپ بہت بڑا عمامہ سر مبارک پر رکھتے۔ حضور انور ﷺ بھی عمامہ شریف باندھتے اور فرمایا ہے جو کہ مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ العمامہ تیجان العرب کہ عمائم عربوں کے تاج ہیں اور ایک حدیث شریف علیکم بالعمائم الفاظ بھی وارد ہیں کہ عمائم کو استعمال کرنا چاہئے۔ آپ کے عمامہ مبارک میں محراب ماتھے مبارک پر نظر آتا تھا۔

لباس مبارک آپ ہمیشہ سفید کپڑے زیادہ پسند تھے۔ اس لئے آپ ہمیشہ کھلے اور سفید کپڑے استعمال فرماتے زیادہ تر آپ قمیص اور شلوار بنانے سواتے اور استعمال کرتے آپ زیادہ تر سبز جبہ پہنتے تھے۔ اور کبھی کبھار سبز عمامہ بھی باندھتے

تھے۔ چادر مبارک بھی اڑتے تھے۔ ہمیشہ تسبیح ہاتھ میں رکھتے اور ذکر میں مشغول رہتے ہمیشہ مطالعہ فرماتے اور درس و تدریس میں بھی مشغول رہتے۔

آواز مبارک :- آپ کی آواز مبارک میں خوش الحانی تھی اور جب تلاوت فرماتے تو انسان جب سنتے تو ان کے قلوب نرم ہو جاتے اور آپ کی آواز سے مسرور ہوتے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے حد لحن داوی عطاء فرمایا تھا۔

حکیم ملت دانشوروں و علماء

ومشائخ کی نظر میں

حکیم ملت محدث ہزاروی کی شخصیت کسی پر مخفی نہیں تھی بلکہ آپ کی شخصیت عوام اور خواص میں نمایاں تھی دنیا میں بہت سی شخصیات ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے عوام الناس کے فائدے کے لئے بھیجی ہیں اور ان سے ایسے کام اللہ تعالیٰ نے لئے ہیں جو

دوسرے نہیں کر سکتے تھے۔ ان میں علماء و مشائخ بھی ہیں اور دانشور بھی مثلاً خلفاء راشدین کے بعد اور پھر تابعین میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام مالک اور حضرت حسن بصری اور حماد و حضرت اوس قرنیؓ تھے جن سے تمام عالم اسلام واقف ہے اس طرح تبع تابعین میں حضرت امام محمد و امام یوسف و امام زفر رحمہم اللہ تھے اور ان کے بعد امام شافعی و امام احمد بن حنبل تھے جن کی شخصیت تمام دنیا میں اُجاگر ہے ان کے بعد دوسرے امام مثلاً امام رازی اور امام غزالی و سیوطی مشہور ہیں بزرگان دین میں حضرت امام جعفر صادقؑ اور غوث اعظم محبوب پاکؑ اور خواجہ معین الدین چشتی اور خواجہ شہاب الدین سہروردی اور خواجہ بہاؤ الدین نقشبندیہ رحمہم اللہ عنہ نے تمام دنیا میں روحانیت کے چراغ روشن کئے اور تمام عالم اسلام میں اسلام کی روشنی ان ہی ہستیوں کی وجہ سے پھیلی اس طرح عصر حاضر میں اللہ تعالیٰ نے نخل اسلام کی آبیاری اور روحانیت کے پھیلانے کے لئے ایسی ہستی کا چناؤ کیا جو فقیہ و حکیم ملت و محدث کے القاب سے مشہور و معروف ہے وہ ہستی حضرت پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی رحمۃ اللہ کی ذات بابرکات کی تھی آپ کی شخصیت کے متعلق جن علماء فضلاء و مشائخ اور دانشوروں نے جو اظہار خیال فرمایا ہے وہ قارئین کے افادہ کے لئے پیش خدمت ہے۔

حضرت العلامة مولانا عبدالصمد الصارم الازہری سے کون واقف نہیں آپ بہت سی کتب کے مولف بھی ہیں اور مترجم بھی آپ کی کتابیں یونیورسٹیوں میں پڑھائی جاتی ہیں آپ نے حکیم ملت پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے سلسلہ میں جو تاثرات پیش کئے ہیں قارئین کے لئے لکھے جاتے ہیں۔

حضرت علامہ عبدالصمد الصارم الازہری فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ محدث ہزاروی قدس سرہ العزیز سے میری ملاقات ۱۹۸۰ء میں ہوئی جولائی ۱۹۸۰ء کا واقعہ ہے کہ میں یونیورسٹی کی سالانہ تعطیلات میں خان پور گیا۔ یہاں یونیورسٹی کا ریٹ ہاؤس ہے ایک ماہ یہاں قیام کیا۔ معلوم ہوا کہ یہاں سے ایبٹ آباد کو بس جاتی ہے اور صرف ایک گھنٹہ میں وہاں پہنچا دیتی ہے لہذا ایک روز بغرض تفریح میں ایبٹ آباد چلا گیا میری عادت ہے کہ جس شہر میں جاتا ہوں تو لوگوں سے دریافت کرتا ہوں کہ یہاں کوئی بزرگ ہستی ہے لوگوں نے بتایا کہ حویلیاں میں ایک بزرگ ہیں اور یہاں سے حویلیاں آدھ گھنٹے میں پہنچ جاتے ہیں میں حویلیاں گیا تو پتہ چلا کہ یہاں محدث ہزاروی رہتے ہیں میں ان کی خدمت میں پہنچا تو پہلی ہی ملاقات میں دوستانہ مراسم ہو گئے انہوں نے مجھے ایک کتاب ترجمہ کرنے کے لئے دی جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں تھی میں نے خان پور ریٹ ہاؤس میں بیٹھ کر اس کا ترجمہ کیا اور ان کی خدمت عالیہ میں پیش کر دیا پھر روز بروز مجھے مختلف کتابیں ترجمے کے لئے دیتے رہے اس طرح ان سے ایک مستقل رابطہ قائم ہو گیا میں ان کے رسالہ خبرنامہ میں بھی لکھتا رہا اور دوسرے چھوٹے چھوٹے کام بھی کرتا رہا پھر ترجمہ قرآن شریف کا سلسلہ شروع ہو گیا میں اکثر حویلیاں جایا کرتا تھا اور خانقاہ شریف میں قیام کرتا رہتا ان کے اخلاق حمیدہ نے مجھے گرویدہ بنا لیا اور گہری دوستی ہو گئی۔ آپ مجھ پر بڑے مہربان تھے مجھے فرزند کی طرح چاہتے کہ دیکھو ان کی طبیعت کے خلاف ذرا سی بات نہ ہونے پائے سارے مرید دل و جان سے میری خدمت کرتے تھے ان سے میرے تعلقات زیادہ سے زیادہ گہرے اس لئے ہوتے چلے گئے کہ میں نے انہیں تعصب سے بری پایا وہ

جانتے تھے کہ میں دیوبندی خیال کا آدمی ہوں اور میں جانتا تھا کہ وہ بریلوی خیال کے عالم ہیں مگر دونوں ایک جان دو قالب اس لئے ہو گئے کہ دونوں تعصب سے بری تھے۔ حضرت محدث ہزاروی قدس سرہ العزیز یہ چاہتے تھے کہ دیوبندی اور بریلوی علماء میں حضرت معلم کائنات ﷺ کے ادب و عشق پر اتفاق و اتحاد انس و محبت ہو جائے اس لئے دونوں فرقوں کے علماء انہیں پسند نہیں کرتے ہیں ایک دفعہ تو انہوں نے تمام اکابر علماء دیوبند و بریلوی کو عرس مبارک کے موقع پر حویلیاں میں مدعو بھی کیا۔ بریلوی حضرات اس لئے ان سے ناراض تھے کہ وہ نکاح سیدہ کو غیر سید سے ناجائز کہتے ہیں۔ اور دیوبندی اس لئے ناراض رہتے کہ آپ میلاد مصطفیٰ و یوم مشکل کشا مناتے ہیں حضرت خواجہ محدث ہزاروی قدس سرہ العزیز دو بجے رات تک جاگتے رہتے فجر کے بعد لوگوں کی آمد کا تانتا بندھ جاتا تھا معلوم نہیں کس وقت سوتے تھے ایک رات آپ کے تریب سونے کا اتفاق ہوا ساری رات سونے نہ دیا قوالی کے ریکارڈ چلتے رہے بغیر مزا میر قوالی سنتے تھے اور اپنا کلام سننا پسند فرماتے تھے۔ آپ کا مطالعہ بڑا وسیع تھا اردو فارسی اور پنجابی کے بڑے اچھے شاعر تھے وہ مذاہب کے مسائل پر بھی پورا عبور تھا اور غیر مذہبی کتابوں کا بھی وسیع علم رکھتے تھے۔ حضرت خواجہ محدث ہزاروی قدس سرہ بڑے متقی پرہیزگار جفاکش شب بیدار عبادت گزار صاحب دل تھے سینکڑوں بے ایمانوں کو ایماندار بنا گئے کسی بزرگ کے حالات زندگی لکھنے پر اس کی کرامات کا ذکر بڑے زور و شور سے کیا جاتا تھا کہ وہ ایک مافوق الفطرت انسان معلوم ہوتا ہے کہ کرامات کے بارے میں اس قدر شد و مد سے ذکر مجھے پسند نہیں میں نے حضرت خواجہ محدث ہزاروی قدس سرہ العزیز سے سینکڑوں کرامات کا صدور دیکھا ایک دفعہ ایک

مرید کا بستر میرے قریب بچھا تھا وہ حضرت ساری رات غافل سوتے رہے مگر ان کے قلب سے اللہ ہو کی صدا صاف سنائی دیتی تھی۔ آپ کی سب سے بڑی کرامت یہ تھی جس پر سب حیران ہیں یہ ہے کہ سب سمجھتے تھے کہ وصال پاک کے بعد اب خانقاہ کا نظام ٹھیک نہیں چلے گا کیونکہ صاحبزادگان نو عمر تھے سب سے بڑے صاحبزادے حضرت محی الدین محبوب بھی نو عمر تھے چنانچہ سب نے دیکھ لیا کہ ان کے دور سے بہتر خانقاہ کا نظام صاحبزادہ حضرت محی الدین محبوب چلا رہے ہیں۔ کیونکہ نہ ہو ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات صاحبزادہ محی الدین محبوب بڑے عالم عاقل ذہین، متقی اور پرہیز گار نوجوان ہیں۔

در جوانی توبہ کردن شیوہ پیغمبری

اب تو ان کے چھوٹے بھائی محمد عبدالقادر محبوب بھی مستند عالم باعمل ہو گئے ہیں اور دونوں بھائی بڑے اتفاق و اتحاد سے خانقاہ کا نظام چلا رہے ہیں انشاء اللہ چھوٹے صاحبزادگان بھی اپنے بھائیوں کے نقش قدم پر چل کر خانقاہ کے نظام کی بہتری میں اضافہ کریں گے۔ آمین یارب العالمین۔

عبدالصمد صارم الازہری ۶۳۶ سی فیصل ٹاؤن لاہور

۴ ربیع الاول ۱۳۲۱ھ

یہی حضرت علامہ عبدالصمد صارم الازہری آپ کی تالیف قصیدہ باغ و بہار کی شرح کی ابتداء کے تعارف میں لکھتے ہیں ”ابو مسعود خواجہ سید محمود بن حضرت خواجہ سید محبوب علی شاہ المعروف بحدیث ہزاروی کاظمی حسینی مشہدی آل رسول ﷺ سے ہیں۔ ۱۸۸۵ء / ۱۳۱۵ھ میں بمقام سوہلن علاقہ تناول ضلع ہزارہ میں پیدا ہوئے۔ انہوں

نے علوم دینیہ اپنے پدر بزرگوار اور بہت سے علماء سے حاصل کئے اور سند شریعت و طریقت حاصل کی تبلیغ اسلام کے لئے دور دور کے سفر کئے اور بہت سے ابتدائی مدارس قائم کئے اور خانقاہ محبوبیہ محبوب آباد میں جامع ملیہ قادریہ قائم کی اس کے علاوہ ایک لائبریری بھی قائم کی جس میں بہت سی نایاب کتب ہیں یہ سارے کارہائے نمایاں انہوں نے اپنے ذاتی خرچ سے کئے اب تک دس بار حج و زیارت اور تبلیغ دین کے لئے تشریف لے گئے آپ اور آپ کے بزرگ شریعت و طریقت کے مقتدر رہے ہیں چار سلسلوں میں بیعت کی اجازت ہے مشرق وسطیٰ وغیرہ میں آپ کے لاکھوں مریدو معتقد ہیں۔ آگے لکھتے ہیں ”عربی اردو پنجابی میں آپ نے پانچ سو کے قریب کتابیں لکھی ہیں یہ نظم میں بھی ہیں اور نثر میں بھی۔ الغرض تبلیغ دین کے لئے زبان اور قلم سے شب و روز کام کرتے رہتے ہیں بڑے مخلص اور سیدھے سادھے بزرگ ہیں نمونہ سلف و بزرگان دین ہیں متقی پرہیزگار باشریعت باعلم و تقویٰ پیر ہیں ایسے نہیں جیسے آج کل کے پیر فقیر ہوتے ہیں چہرے سے اور باتوں سے معصومیت ٹپکتی ہے باوجود ضعیف العمری کے بھی رات دن خدمت خلق درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مصروف رہتے ہیں خدا انہیں تادیر سلامت رکھے۔ (شرح قصیدہ باغ و بہار صفحہ ۳)

حضرت علامہ پیر سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی مدظلہ العالی ایک سادات گھرانے کا چشم چراغ ہیں آپ عالم و فاضل شخصیت ہیں اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کرتے ہیں آپ بہت سی کتب کے مولف بھی ہیں جن میں سے تذکرہ علماء و مشائخ سرحد و جلدوں میں ہے ایک کتاب تذکرہ حفاظ پشاور بھی آپ کی تالیف ہے آپ نے خصائص علی امام نسائی کی کتاب کی شرح بنام انوار علی تالیف کی ہے اس طرح

حضرت شاہ محمد غوث لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب شرح بخاری کی کئی جلدوں میں ترجمہ بھی کیا ہے اور مختلف کتابیں ذکر الہی، انگوٹھے چومنا آپ کی تالیفات میں سے ہیں خلاصہ کیدانی کا ترجمہ اردو زبان میں آپ نے کیا ہے ایک رسالہ پندرہ روزہ الحسن بھی آپ کے زیر سرپرستی شائع ہوتا ہے۔ ایک موٹی سی کتاب انوار غوثیہ شرح شمائل النبویہ بھی آپ کی تالیف میں سے ایک اہم تالیف ہے۔ آپ کی کتاب تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد دوم صفحہ ۳۲۶ میں حضرت حکیم و فقیہ ملت اسلامیہ کے متعلق ایک پورا باب باندھا ہے اس عنوان کے آغاز میں لکھتے ہیں مفسر عظیم محدث جلیل فقیہ ملت، شیخ طریقت الحاج سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی القاب کے بعد تحریر فرماتے ہیں ”آپ کا نام نامی اسم گرامی سید محمود شاہ صاحب والد گرامی مرتبت کا اسم مبارک اعلیٰ حضرت سید محبوب علی شاہ صاحب تھا آپ کا لقب محدث ہزاروی ہے اور کنیت ابو مسعود ہے ضلع ہزارہ ریلوے اسٹیشن حویلیاں کی جانب ایک بستی ہے جس کا نام بستی محبوب آباد ہے اس بستی سے ان گنت دلوں کی روحانی وابستگی ہے۔ (تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد ۲ صفحہ ۳۲۶)۔ یہی مؤلف مزید لکھتے ہیں آپ کا خاندان زمانہ قدیم سے علوم شریعت و طریقت کی تدریس و ترویج کے سلسلہ میں مشہور و معروف تھا آپ نے ابتداء سے تا دورہ حدیث شریف تمام ضروری علوم و فنون اپنے والد بزرگوار اعلیٰ حضرت خواجہ سید محبوب علی شاہ قدس سرہ و برادر محترم علامہ ابو نعیم خواجہ سید عبد قاضی شاہ محدث ہزاروی قدس سرہ سے حاصل کئے اور سند فراغت حاصل کی پھر مزید مہارت و خصوصی فنون میں زیادہ دستگاہ کے پیش نظر ہندوستان کے مشہور مدارس لاہور، سہارن پور، دہلی، رامپور، مراد آباد وغیرہ تشریف لے گئے چنانچہ حزب الاحناف مراد آباد سے بھی

اسناد کا اعزاز پایا۔ آپ کا شجرہ نسب اور شجرہ طریقت دونوں سلسلوں میں ۳۹ واسطوں سے ہادی دو عالم ﷺ سے جا ملتا ہے۔ (تذکرہ ولی)

آگے تحریر کرتے ہیں اعلیٰ حضرت خواجہ سید محبوب علی شاہ نور اللہ مرقدہ سے آپ نے چشتیہ قادریہ کے فیوض و برکات سے اپنا سینہ معمور فرمایا اور اپنے برادر معظم مقتدائے احناف پیشوائے اہل سنت حضرت خواجہ سید ابو نعیم محمد عبد قاضی شاہ محدث سنی حنفی قادری محبوب آبادی سے طریقت کے تین سلاسل کی اجازت پائی۔ جناب امام اہل سنت و جماعت امیر شریعت و طریقت حضرت حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری سے سلسلہ نقشبندیہ قادریہ کی خصوصاً اور دیگر سلاسل کی عمومی اجازت حاصل کی۔ ۱۹۴۲ء میں حضرت بابا جی فقیر محمد صاحب فاروقی تراہی ثم چوراہی کے عرس مبارک پر اور پھر ۱۹۴۴ء میں نشاط باغ سری نگر کشمیر میں آپ کو خلافت سے نوازا کر طرقت و معرفت میں اپنا خلیفہ اعظم بنایا جب آپ علم ظاہری و باطنی سے کلی طور پر مزین ہو گئے تو فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے ۱۹۵۵ء میں حرمین الشریفین تشریف لے گئے مدینہ طیبہ میں بروز جمعہ حضرت زبدۃ العارفین ابو الحامد سید محمد محدث کچھوچھوی نے سلسلہ عالیہ سہروردیہ کی خصوصاً اور دوسرے سلاسل کی عموماً اجازت فرما کر آپ کو مکمل فرما دیا اور یوں ولایت کے چاروں سلاسل کے بحر عمیق میں غواصی کرتے ہوئے احیائے دین کے لئے یہ گوہر بے بہا ساحل مراد تک پہنچ گیا۔ جناب حضرت مولانا موصوف نے تقریباً ۱۶۲ تصانیف تحریر کیں جو تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ، اخلاق، عقائد اور تصوف پر مشتمل ہیں آزان جملہ مکمل و اکثر مطبوع جو اپنے وطن اور بیرون وطن اسلامی ممالک تک پہنچ چکی ہیں آپ کی بعض تصانیف ۱۹۵۵ء میں جب آپ بیت اللہ

شریف لے گئے تو حضرت محدث صاحب کچھ چھپتے تھے شریف کو پیش کی گئیں جن پر آپ نے بے حد مسرت کے ساتھ طویل تصدیقات و تائیدات میں تقاریظ تحریر فرمائیں۔ چند کتابوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔ احیاء الادب فی اعتبار الکفایۃ والنسب جامع الخیرات، صحیفہ تحقیقات، جہاد الدولۃ القادریہ فی حل ذبائح الاسلامیہ کتاب الذکر حفظ دین و ایمان، مقام السدیہ، اربعین خواتین، السیف المسلمون، روح التفاسیر چار جلدوں میں تسہیل السنہ، تسہیل الترجمہ زاد محمود ذکر جمیل، ذات اللیب فی ذکر النبی الحبیب، محفل محبوب، یاد حبیب، مطالع الانوار، رفع التبر، بنقص الافتراء، مودت اور اسلام، مثنوی آب بقا، سلام محمود، نظام مقصود، شرح سلام محمود، نعت محمود، شجرۃ الایمان، ریاض الجنۃ، تنویر القلوب، فقیہ الفقہ، حدیث عشق، مناقب صحابہ، فضل عظیم۔ آپ کا وجود اخلاق حسنہ کا پیکر ہے اور اعمال صالحہ کا مجسمہ ہے۔ (تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد ۲ صفحہ ۳۳۰) آگے تحریر کرتے ہیں تمام ہندوستان میں آپ نے تبلیغی کام کیا اور آخر میں ضلع کوہاٹ میں متعدد جگہ دینی مدارس قائم کئے اور علم دین کی اشاعت و ترویج کے لئے اہتمام فرمایا دین اسلام کے دشمن آپ کی خداداد ذہانت اور حقیقت پسند رویہ سے کڑھتے رہے اور آپ کی ان تبلیغی مساعی کی راہ میں مصائب و آلام کے پہاڑ حائل کرتے رہے مگر یہ کہنے مشق، جفاکش، مرد آہن بندہ، وحدہ لا شریک اندھیری شب میں قافلہ کے لئے قندیل ربانی دست حق پرست میں لئے برسوں سے اپنی منزل مقصود کی طرف رواں دواں ہے اپنے اس تبلیغی مشن میں جتنے ہی خطرات، حوادث، مصائب و آلام سامنے آئے آپ نے ان کو نہایت ہی خندہ پیشانی کے ساتھ قبول کرتے ہوئے مردانہ وار مقابلہ کیا اور انتہائی صبر و شکر کے ساتھ ان تمام سازشوں اور ریشہ دوانیوں کو

نیست و نابود کر کے رکھ دیا۔ آپ اردو، فارسی، پشتو، عربی اور دوسری علاقائی زبانوں میں تقرری کر سکتے ہیں اور تحریر بھی کر سکتے ہیں۔ عرب و یمن، سری لنکا، برما، چین، غرض یہ کہ ملک و بیرون ملک ہر بلاد و امصار میں آپ کے جانثار موجود ہیں۔ (تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد ۲ صفحہ ۳۳۳)

مرزا بشارت بیگ قادری جو سفر نامہ محمودی کے مصنف ہیں وہ اپنے سفر نامہ محمودی میں لکھتے ہیں کہ علامہ شیخ عبدالکریم کردی صدر مدرس جامعہ قادریہ بغداد شریف جن کا اوپر بھی ذکر کیا جا چکا ہے آپ نے حضور قبلہ عالم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا کہ عرصہ تیس سال سے اس مبارک مدرسے میں دینی تعلیم دینے کا شرف حاصل ہے عرصہ ۸۰ سال سے ولی کامل کی تلاش تھی آج شب میں نے آپ کی مقدس کتاب راہ صفا پڑھی ایسا معلوم ہوا جیسے حضرت کو نظامی جامی اور حافظ شیرازی وغیرہ اکابران ادب کی ارواح سے خراج تحسین حاصل ہے اور قدرت نے علم و عرفان کا ایک بحر پیکر ان آپ کے سینے میں اتار دیا ہے یہ کہہ کر حضور قبلہ عالم سیدنا و مرشدنا محدث ہزاروی و امت برکاتہم العالیہ کے دست حق پرست پر بیعت فرمائی اور جس عقیدت و احترام و ادب سے پیش آئے دیکھنے والے محو حیرت رہے۔ (سفر نامہ محمودی صفحہ ۱۷) یہی مؤلف عراق کے سفر کے حالات میں سے ایک واقعہ کو یوں تحریر کرتے ہیں رات کو شفیق صاحب کے ہاں سے فارغ ہو کر سیدھے المقری عراق الشیخ اپنے مکان پر لے گئے اس محفل میں کافی تعداد میں عراقی شہری تھے حضور قبلہ عالم مدظلہ نے عربی زبان میں مختصر مگر جامع تقریر فرمائی عربی میں روانی سے محدث ہزاروی مدظلہ کی تقریر پر عراقی حیران و ششدر رہ گئے حاضرین بے حد خوش ہوئے کئی بار ہم قافلہ

دالوں کی تواضع کی مختلف موضوع پر ذکر ہوتا رہا بہت سے عراقیوں نے حضور قبلہ عالم سے کھل کر دینی اور علمی سوالات کئے جن کا صحیح جواب پا کر بے انتہاء معتقد ہو گئے مسرت انگیز جذبات سے بھرپور ایک عراقی فوجی میجر حضور قبلہ عالم سے لپٹ گیا اور اپنی انگوٹھی حضور قبلہ عالم کی خدمت میں پیش کی حضور قبلہ عالم نے اسرائیل جنگ کے موقع پر ایک ترانہ رجز لکھ کر مشرق وسطیٰ بھجوا دیا ہے یہ ایک عربی ترانہ ہے جس میں عربوں کی غیرت دینی کو بیدار کیا ہے۔ (سفر نامہ محمودی صفحہ ۳۶)

محمد طفیل قادری ایم ایس سی ایک اہل قلم ہیں آپ نے کئی کتابوں پر مقدمے بھی لکھے ہیں اور ایک کتاب تذکرہ غوثیہ بھی تالیف کی ہے خلاصہ کیدانی کے ترجمہ کے تعارف میں رقم طراز ہیں خالق کائنات نے جہاں سر زمین ہزارہ کو گونا گوں مادی نعمتوں سے نوازا ہے وہاں اس زمین کو یہ اعزاز بھی بخشا کہ اسے ایسے جلیل القدر علماء حق اور عارفان با خدا کے مولد ہونے کا شرف حاصل رہا جنہوں نے تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کر کے عوام الناس کے دلوں میں اللہ و رسول کے ادب و عشق کا جذبہ صادق پیدا کیا اور انہیں صراط مستقیم پر گامزن کر دیا سر زمین ہزارہ کی جن اہل علم و صاحب عرفان ہستیوں پر بجا طور پر فخر کیا جاسکتا ہے اور جو بلا مبالغہ نہ صرف آسمان علم و فضل بلکہ آسمان ولایت کے بھی مہر درخشاں ہیں انہیں مقتدر ہستیوں میں شیخ العرب والعجم نقیب الاشراف حضرت محدث ہزاروی کاظمی حنفی قادری بھی ایک منفرد مقام رکھتے ہیں آپ کی خداداد صلاحیتوں پر جس طرح اپنے عقیدت مند محبت کے پھول نچھاور کرتے ہیں اسی طرح مخالفین حق اور اغیار بھی اختلاف رکھنے کے باوجود آپ کے علم و فضل اور فہم و اذکار اور اخلاق حسنہ سے متاثر ہو کر رطب اللسان ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ حکیم

ملت مفکر خلافت محدث ہزاروی مدظلہ العالی کی ذات گرامی اگرچہ علمی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں لیکن منعم حقیقی کی نعمتوں کا شکر اور ذکر نہ کرنا بھی کفران نعمت کے مترادف ہے اس لئے بطور شکران نعمت چند سطور معرض تحریر میں لائی جاتی ہیں۔

(ترجمہ خلاصہ کیدنی تعارف صفحہ ۳) یہی محمد طفیل صاحب آگے مزید آپ کی تالیفات کے متعلق تحریر فرماتے ہیں ”درس و تدریس و دیگر انتظامی مصروفیات کے باوجود متعدد علمی کتابوں کے مصنف بھی ہیں آپ کی ایمان افروز تصانیف اہل علم سے آپ کی جلالت علم کا سکھ منوا چکی ہیں اور آپ کی نوک قلم سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ معنویت کے لحاظ سے اپنی مثال آپ ہے معمولات اسلامیہ و دیگر متعدد علمی مسائل پر آپ کی لاتعداد تصانیف نہ صرف عوام بلکہ اصحاب علم و عرفان کے لئے بھی خضر راہ کا کام دیتی ہیں نثر کے ساتھ ساتھ آپ نے شعر و سخن کا بڑا عمدہ عارفانہ ذوق پایا ہے۔ عربی، فارسی، اردو، پنجابی زبانوں میں آپ کا منظوم کلام منصفہ شہود پر آچکا ہے تصنیف و تالیف کے علاوہ آپ نے اسلاف کی کتب کے تراجم کی طرف بھی خصوصی توجہ فرمائی ہے اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ آج کے اس الحادی دور پر فتن دور میں عمر رسیدہ لوگوں کی ہمتیں پست ہو گئی ہیں اور نوجوانوں میں ذوق مطالعہ بالخصوص عربی و فارسی زبانوں پر جن میں دین حق اسلام کی تعلیمات اور تاریخ اسلام کا عظیم ذخیرہ ہے۔ ناخواندہ عوام المسلمین کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم یافتہ حضرات کا بھی عبور کم ہوتا جا رہا ہے۔ اب عوام کو اسلامی علوم سے بہرہ ور رکھنے کیلئے یہی ایک صورت ہے کہ ماضی کے جید علماء حق اولیاء امت کی عربی و فارسی کتب تاریخ اسلام سے کما حقہ استفادہ کر سکیں اسی ملی ضرورت کے پیش نظر حضرت محدث ہزاروی مدظلہ العالی نے تراجم کتب

کی طرف توجہ مبذول فرمائی۔ اب تک درج ذیل تراجم زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منصہ شہود پر آچکے ہیں۔

(۱) شاہد مقبول بفضل اولاد رسول: یہ کتاب ترجمان الاشراف امام کعبہ انام فقیہ عالی مقام مفتی ملت شیخ سید شہاب الدین کی عربی تصنیف رشفتہ الصادی کا اردو ترجمہ ہے جس میں مناقب اہل بیت کتاب و سنت و آثار کی روشنی میں تحریر کئے گئے ہیں یہ کتاب نواب پر مشتمل ہے یہ کتاب آپ کی بارگاہ غوثیت میں حاضری کے دوران چالیس سال کی تلاش کے بعد ملی حضرت پیر مہر علی شاہ اور امیر ملت محدث علی پوری تاحیات اس کتاب کی تلاش میں رہے۔

(۲) تحفہ سادات: یہ کتاب مستطاب حضرت امام یوسف بن اسماعیل بنہانی کی عربی تصنیف الشرف المؤمن عبداللہ محمد کا ترجمہ ہے۔

(۳) خلافت اسلامی کا اقتصادی نظام: یہ کتاب تقی الدین بنہانی کی تصنیف الاقتصاد فی الاسلام کا ترجمہ ہے موجودہ دور کے اقتصادی مسائل حل کتاب و سنت وفقہ اسلامی کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔ اقتصادی مسائل سے دلچسپی رکھنے وال حضرات کے لئے خضر راہ ہے۔

(۴) دستور معالم الحکم و ما ثور مکارم الشیم: یہ کتاب حضرت امام قاضی ابو عبداللہ محمد بن سلامۃ القضاہ کی تالیف لطیف کا ترجمہ ہے جو حضرت امیر المؤمنین باب مدینۃ العلم علی المرتضیٰ کے عارفانہ و حکیمانہ کلام پر مشتمل ہے۔

(۵) خلاصہ کیدانی: یہ کتاب حضرت علامہ لطف اللہ السنفی فاضل کیدانی کی تصنیف ہے اور اس کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ نماز کے مسائل پر فقہ اسلامی کی جامع کتاب ہے اور دینی مدارس کے نصاب میں شامل ہے۔ آٹھ ابواب پر مشتمل ہے ماضی میں اس کا ترجمہ بزبان فارسی ہو چکا ہے۔

(۶) دستور حق: یہ قرآن حکیم کا عام فہم اردو ترجمہ ہے جو زبدۃ المحققین محدث ہزاروی مدظلہ العالی نے رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ بمطابق ۱۹۷۸ء میں شروع کر کے صرف آٹھ ماہ میں مکمل کر لیا تھا۔ نظر ثانی کے بعد اب طباعت سے آراستہ ہوا ہے۔ (خلاصہ کیدانی تعارف صفحہ ۷)

مولانا حافظ عبدالستار قادری چشتی نے مرآة التصانیف کتاب مرتب کی ہے اس کتاب میں تیرھویں چودھویں صدی ہجری میں ترتیب پانے والے اسلامی ادب کا آئینہ پاک و ہند کے ۱۸۶۹ اہل قلم کی ۵۶۳۳ تصانیف کا اجمالی تعارف ہے اور یہ کتاب پندرھویں صدی کے اہل تحقیق کے لے عملی پیشکش ہے تاریخ اشاعت ۳۰ ذوالحجہ ۱۴۰۰ھ ہے اس کتاب میں حکیم ملت فقیہ و مفتی اسلام پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کا بھی ذکر موجود ہے۔ یہ ذکر اس کتاب کے ۳۹، ۴۵، ۵۲، ۵۵، ۶۱، ۶۳، ۷۵، ۸۱، ۸۹، ۹۲، ۹۳، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۱۳، ۱۲۰، ۱۲۳، ۱۲۶، ۱۲۸، ۱۴۲، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۹، ۱۵۲، ۲۰۴، ۲۲۹، ۲۳۷، ۲۵۰، ۲۵۴، ۲۵۵ صفحات میں موجود ہیں۔ ۳۹ سیرت النبی ﷺ کے باب میں اسوہ حسنہ کا ذکر ہے سنہ اشاعت ۱۹۷۰ء ہے۔ ۴۵ میں زاد البیہ فی ذکر الجیب اور مطبوعہ سال ۱۹۳۶ء درج ہے۔ ۵۰ میں صحیفہ تحقیقات درج

ہے اور مطبوعہ سال ۱۹۴۲ء ہے مولانا عبدالحامد بدایونی اور مولانا عبدالغفور ہزاروی اور مولانا محبت النبی رحمہم اللہ نے اس کتاب پر تقاریظ لکھی ہیں۔ ۵۲ صفحہ میں فقہ و اصول فقہ کے باب میں الاتحاد والجمہاد درج ہے۔ سنہ اشاعت ۱۹۷۲ء ہے عربی بمعہ اردو ترجمہ از مصنف ہے۔ ۵۵ صفحہ میں افازہ درج ہے یہ ثبوت ذکر جہر پر ہے اور ۱۹۶۸ء میں چھپی ہے۔ ۶۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ صفحہ ۶۱ میں تسہیل الفقہ درج ہے جو کہ غیر مطبوعہ ہے اور تین سو صفحات پر مشتمل یہ اور ۱۹۳۶ء میں لکھی گئی ہے پھر صفحہ ۶۳ میں جمہاد اردو درج ہے اور سینہ اشاعت ۱۹۶۵ء ہے صفحات دو سو ہیں انڈیا نے اس پر پابندی لگا دی ہے۔ پھر صفحہ ۶۵ حاشیہ کنز الدقائق درج ہے غیر مطبوعہ ہے۔ ۱۹۲۵ء میں لکھی ہے عربی میں نامکمل ہے۔ اس کے بعد صفحہ ۷۵ حاشیہ کنز الدقائق درج ہے غیر مطبوعہ ہے ۱۹۲۵ء میں لکھی ہے عربی میں نامکمل ہے۔ اس کے بعد صفحہ ۷۵ میں فتویٰ ذکر جہر درج ہے اس کا سن اشاعت ۱۹۶۰ء ہے اور ۶۶ صفحات پر مشتمل ہے اس کے بعد صفحہ ۸۱ میں مجموعۃ الفتاویٰ غیر مطبوعہ کا ذکر ہے یہ کتاب ۱۹۳۶ء میں لکھی گئی ہے یہ عربی، فارسی، اردو، پنجابی میں ہے پھر صفحہ ۸۹ پر تحقیق خیر کا ذکر ہے اس کے کل صفحات ۱۵۰ ہیں۔ ۱۹۴۲ء میں لکھی گئی پھر صفحہ ۹۲ میں حاشیہ شرح عقائد نسفی کا ذکر ہے یہ کتاب ۱۹۲۵ء میں لکھی گئی ہے اور صفحات ۱۵۰ ہیں عربی زبان میں ہے اس کے بعد صفحہ ۹۳ میں حفظ دین و ایمان کا ذکر موجود ہے یہ ۱۹۵۰ء میں لکھی گئی ہے اور ۹۶ صفحات پر مشتمل ہے پھر صفحہ ۱۰۰ میں کتاب العقائد کا نام درج ہے یہ کتاب بھی غیر مطبوعہ ہے اور اس کے کل صفحات ۱۵۰ ہیں اور ۱۹۳۶ء میں لکھی گئی ہے اس طرح اسی صفحہ پر کتاب الکرامات بھی درج ہے اور یہ کل ۲۰۰۰ صفحات پر مشتمل ہے اس کا بھی سنہ اشاعت ۱۹۳۶ء درج ہے

یہ اثبات کرامات کے متعلق ہے۔ پھر اسی صفحہ پر کتاب المعجزات کا نام بھی درج ہے اور کل صفحات ۵۰۰ ہیں حقانیت معجزات پر دلائل ہیں اس کے بعد صفحہ ۱۰۱ پر ما التوحید والشکر عربی زبان میں درج ہے جو کہ غیر مطبوعہ ہے اور ۱۹۳۶ء میں لکھی گئی ہے اور ۲۵۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ پھر ۱۱۳ پر جامع الخیرات کا نام درج ہے یہ کتاب ۱۹۳۷ء میں لکھی گئی ہے اور چھوٹے سائز کے ۹۳۶ صفحات ہیں یہ کتاب پشاور منظور عام پریس سے چھپی ہے پھر صفحہ ۱۲۰ پر کتاب الاتقاء کا نام درج ہے یہ کتاب غیر مطبوعہ ہے۔ ۱۹۳۶ء میں لکھی گئی ہے اور ۱۵۰ صفحات پر مشتمل ہے پھر ۱۲۳ صفحہ پر مقامع السنیہ کا نام درج ہے یہ کتاب ۱۹۳۸ء میں لکھی گئی ہے اور اس کتاب کے دو سو صفحات ہیں پھر باب تجوید و قرآءة رسم الخط قرآنی کے باب ۱۲۶ صفحہ میں تسهیل القراءۃ درج ہے جو کہ ۱۹۳۶ء میں لکھی گئی ہے اور اس کے کل ۱۵۰ صفحات ہیں اس کے بعد میراث کے باب ۱۲۶ صفحہ میں تسهیل المیراث کا نام درج ہے جو کہ غیر مطبوعہ ہے یہ کتاب بھی ۱۹۳۶ء میں لکھی گئی ہے اور اس کتاب کل ۱۵۰ صفحات ہیں اس کے بعد باب ادب و دیوان شعر نعت غزل، مثنوی، تحقیق و تنقید کے صفحہ ۱۴۲ میں حاشیہ قصیدہ امالی غیر مطبوعہ کا نام درج ہے جو ۱۹۲۵ء میں عربی زبان میں لکھی گئی ہے اس کے کل پچاس صفحات ہیں پھر صفحہ ۱۴۶ کے اس باب میں ذکر جمیل کا نام ذکر ہے یہ کتاب ۱۹۳۸ء میں لکھی گئی ہے ۲۸ صفحات پر مشتمل ہے پھر ۱۴۷ صفحہ میں سلام محمود کا نام ذکر ہے اس کے ۲۰ صفحات ہیں یہ کتاب بھی ۱۹۳۶ء میں لکھی گئی ہے اس کے بعد اس باب ۱۴۹ میں عرفان محمود کا نام ذکر ہے اس کے کل صفحات ۱۵۰ ہیں یہ کتاب ۱۹۷۲ء میں لکھی گئی ہے۔ صفحہ ۱۵۲ پر محفل محبوب کا نام درج ہے اس کے ۲۵۰ صفحات ہیں پنجابی کلام ہے ۱۹۲۵ء میں لکھی گئی

ہے پھر صفحہ ۲۰۲ میں جامع المناقب نام درج ہے یہ کتاب بھی غیر مطبوعہ ہے ۱۹۳۶ء میں لکھی گئی ہے اور اس کتاب کے کل تین سو صفحات ہیں پھر صفحہ ۲۲۹ پر ملفوظ محمود کا نام درج ہے یہ کتاب ۱۹۷۱ء میں لکھی گئی ہے اس کتاب کے کل ۲۲۴ صفحات ہیں اس طرح صفحہ ۲۳۷ پر فضائل الاعمال کا نام درج ہے اور یہ بھی ۱۹۳۶ء میں لکھی گئی ہے اس کے کل صفحات ۲۵۰ ہیں پھر صفحہ ۲۵۰ پر التحريم الشرعيہ عن امامۃ الوہابیہ نام درج ہے یہ کتاب ۱۹۶۸ء میں لکھی گئی ہے پھر صفحہ ۲۵۴ پر حفظ الاحناف نام درج ہے اس صفحہ پر الدولۃ القادریہ کا نام ذکر ہے یہ کل ۹۶ صفحات ہیں۔ ۱۹۵۷ء میں لکھی گئی ہے۔
(مرآة التصانيف)

یہ تحقیق حضرت علامہ مولانا حافظ محمد عبدالستار قادری چشتی نے کی ہے جو قارئین کی خدمت میں پیش کی گئی۔ ڈاکٹر امان اللہ خان شعبہ اسلامیات جامعہ پنجاب لاہور کلمۃ الاتحاد و الجہاد کے تعارف میں لکھتے ہیں۔ آپ نے نہایت سادہ اور رسا انداز میں عالمی سطح پر بلغ و اصلاح قوم کا عظیم کام شروع کیا ہے عربی، فارسی، اردو، پنجابی وغیرہ زبانوں میں آپ نے قریب تین صد کتابیں نظم و نشر میں لکھی ہیں۔ (کلمۃ الاتحاد و الجہاد) روزنامہ سعادت لاہور ۶ جون ۱۹۷۵ء میں میاں مکرم بشیر مانگا منڈی لکھتے ہیں یوں تو آپ کی تصانیف تین صد سے تجاوز کرتی ہیں لیکن ہم یہاں ان کتابوں کے نام لکھتے ہیں جن کے مافیہات صرف اتحاد عالم اسلام خلافت و دستور اسلام اصلاح احوال، عقائد جملہ باطلیل سے تعویز ہیں۔ (روزنامہ سعادت ۶ جون ۱۹۷۵ء) کلمۃ الاتحاد و الجہاد کے ابتداء میں حضرت علامہ عبدالصمد الصارم الازہری فاضل دیوبند استاد لغۃ العربیہ بجامعۃ پنجاب ترجمہ الشیخ میں لکھتے ہیں

وصف زها ثلاثمائة كتابا باللغة العربية والفارسية والاردوية
والبنجابية وغيرها في النظم والنثر. (كلمة الاتحاد و الجهاد) آپ
نے تقریباً تین سو کتابیں عربی اور فارسی و اردو و پنجابی میں تالیف کی ہیں جو کہ نظم اور نثر
دونوں میں ہیں۔ ہمارے پیر و مرشد کے شیدائی فدائے محمد و لشاد نے حکیم ملت فقیہ و مفتی
اسلام کے متعلق کئی منقبتیں تحریر کی ہیں ان میں سے ایک منقبت یہاں درج کی جاتی

ہے۔

ہمارے پیر کے مرشد محی الدین جیلانی
زہے قسمت ہماری پشت پر محبوب سبحانی
مذہب باطلہ والے جو آئے کر گئے توبہ
نگاہ مصطفیٰ مشکل کشا کی ہے فراوانی
خروج و رخص پر اک زلزلہ نوک قلم سے ہے
بیان اعداء دین پر بے شبہ ہے آتش فشانہ
کیا رام اہل باطل کو ہمارے پیر و مرشد نے
ہمارے پیشوا کے سامنے پتھر ہوئے پانی
حیات افزاء سعادت مند کو ہے بان بان ان کی
مسلمان کے لئے تحریر اور تحریر عرفانی
بناوٹ والوں کے بخیے ادھیڑے آ کے حضرت نے
یہاں پر چل نہیں سکتی شیطان کی شیطانی
کتاب و سنت و آثار پر دائم نظر ساری

ہمارے دستگیر اللہ اکبر مرد ربانی
 جسے ہو جستجو محبوب حق معبود برحق
 تو وہ محبوب آباد آ کے دیکھے مشکل کشائی
 شقاوت اور جہالت سے چھٹے جو آئے محفل میں
 کہ ہے برہان حق نامہ خدا و شکل نورانی
 یہاں چاروں طریقوں کے روان ہیں فیض کے دریا
 درساگاہ دین و ایمان کی ہے دلشاد لاثانی

(انوار محمود صفحہ ۶۲ تذکرۃ الولی)

محمد اورنگ زیب قادری حضرت حکیم ملت پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ
 کے متعلق تحریر کرتے ہیں حضرت محدث ہزاروی نے عشق رسول ﷺ کو دل کی
 گہرائیوں میں متمکن کیا ہوا تھا اسی تاثیر نے انہیں صاحب حضور بنا دیا تھا کیونکہ عشق
 ایسی قوت ہے جو تسخیر عالم کی جانب نئی نئی آرزوئیں پیدا کرتی ہے قوت عشق سے خودی
 کی شیرازہ بندی ہوتی ہے یہ قوت کھٹن اور پُر خطر راہوں میں خضر راہ کا کام سرانجام
 دیتی ہے حضور خواجہ محدث ہزاروی کے نزدیک عشق کمالات کا منبع اور تمام فیوض و
 برکات کا سرچشمہ ہے عقل اور عشق دونوں حقیقت آخری (Ultimate
 reality) کو دریافت کرنا چاہتے ہیں لیکن عقل ناقص ہے ہمیشہ شکوک کا شکار
 ہو جاتی ہے اس لئے گوہر مقصود حاصل نہیں ہو سکتا جب کہ عشق آتش نمرود میں بے خطر
 کود پڑتا ہے ارسا حل مراد تک پہنچا دیتا ہے۔ (خبر نامہ مارچ ۲۰۰۲ء)

حضرت محمد اسلم فیضی قادری حضرت محدث ہزاروی کے متعلق لکھتے ہیں آپ

بلاشبہ ان عرفانی و آفاقی شخصیات میں سے تھے جو چرخ کی ہزاروں گردشوں کے بعد جنم لیتی ہے اور چشم فلک برسوں انتظار کرتی ہے وقت قدم قدم پر رک رک کر سنبھل کر ایسے افراد سنوارتا ہے۔ اور تراشتا ہے تب کہیں جا کر ایک گوہر نایاب ایک ولی کامل اور ایک مرد باصفا کا ظہور ہوتا ہے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

آگے لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ محدث ہزاروی علوم و فنون فقہ و حدیث اور

دیگر اوصاف عالیہ کے اعتبار سے خود امام الوقت فقیہ زمان مجدد دوران محدث اعظم اور

سلطان اولیاء تھے باوجود یہ کہ ایک عالم آپ کی اتباع میں جادہ مستقیم پر رو بہ عروج ہے

لیکن بہار دین کی حفاظت کرتے ہوئے آئمہ ملت میں سے حضرت امام اعظم ابوحنفیہؒ

کی اتباع میں شرف سمجھا و جانا تا کہ جماعت حقہ مسلک صحیحہ کے غلبہ کا سامان نام ہو

جس سے طاغوتی استعماری جماعتیں نیست و نابود کی جا سکیں وحدت ملی کے واسطے تعین

امام کا اہم فریضہ آپ ہی کی اتباع سے پورا کیا جائے۔ آپ حنفیت کے بے مثال

ترجمان تھے۔ حضرت امام اعظم سے بے پناہ انس والہانہ عقیدت اور عشق آپ کی تحریر

و تقریر عمل و عقیدہ سے ظاہر و ثابت ہے۔ (خبرنامہ خلافت جنوری ۲۰۰۱ء)

محترم فرزند علی صاحب مؤلف سیرت محدث ہزاروی کتاب کے مقدمہ میں آپ کے

متعلق تحریر فرماتے ہیں۔ حضرت خواجہ محدث ہزاروی قدس رہ العزیز کی ذات

والاصفات محتاج تعارف نہیں آپ کا اسم گرامی آتا ہے تو قلم کیف و مستی سے مسرور

ہو کر جھومنے لگتا ہے اور قرطاس محبت سے لبریز قلم کو چومنے لگتا ہے انسانی زندگی کے

آغاز سے لیکر آج تک ان گنت انسان کارزار حیات میں آئے اور چلے گئے آنے جانے کا سلسلہ نہ جانے کب تک جاری رہے بہت سے لوگ ایسے آئے جنہیں تاریخ یاد رکھنے کا تردد نہیں کرتی مگر کچھ لوگ کارزار حیات میں یوں آئے کہ تاریخ و مورخ کے لئے ان کو نظر انداز کرنا محال و ناممکن ہے بلکہ ایسے لوگوں کو یاد رکھنا تاریخ اپنا افتخار سمجھتی ہے چمن حیات انہی کی آب و تاب سے روشن یہ زیست انہی کے جمال سے درخشاں ہے زندگی کی رعنائی دراصل ایسے افراد ہی کے دم قدم سے ہے حضرت خواجہ محدث ہزاروی قدس سرہ العزیز کا تعلق بھی ایسے افراد کے اس عظیم گروہ سے ہے تاریخ جن پر فخر کرتی ہے حیات جن پر نازاں ہے۔ آگے لکھتے ہیں آپ کی حیات مبارکہ اور کارہائے نمایاں کا احاطہ کرنا راقم الحروف کے بس کی بات نہیں کیونکہ آپ نے تنہا جتنا کام کیا ہے اتنا کام بڑے بڑے ادارے بھی عام طور پر کرنے سے قاصر رہتے ہیں آپ بیک وقت ادیب، مصنف، مفتی، شارح، مترجم، محدث، مفسر، حکیم، مدرس، خطاب مبصر، مرشد، کامل عارف باللہ اور اپنی ذات میں ایک روحانی علمی انقلابی برکت انگیز انجمن تھے آپ نے جو کردار ادا کیا ہے وہ فقید المثال بھی ہے اور مشعل راہ بھی آپ سے جو کردار ادا کیا ہے وہ فقید المثال بھی ہے اور مشعل راہ بھی آپ سے جو ہماری نسبت ہے اس کا تقاضا تو یہ ہے کہ آپ کے ہر پہلو پر ایک کتاب لکھی جائے۔ (مقدمہ سیرت محدث ہزاروی صفحہ ۱۱)

حضرت العلامة مفتی ابوالفضل سید محمد نذیر فلاح قادری رضوی کاظمی حضرت حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں حضرت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کا تنہا سب پر غالب رہنا تائید الہی اور نصرت

نبوی کی دلیل ہے اور بارگاہ مصطفوی سے وہ رعب حق ملا کہ پس وصال یذیان کا شکار ہونے والے عین حیات محدث ہزارویؒ میں مقابل آنے کی جرات نہ کر سکے شیخ صالح عمر مصری شعر اوی نے سلسلہ شعر اویہ میں آپ کو دستور خلافت بخشی نقیب الاشراف محمد علی الفتاح الشازیؒ نے مکہ مکرمہ میں آپ کو سلسلہ شازیہ کی خلافت و اجازت دی اسی طرح شیخ حسان ترکاوی الرفاعیؒ نے عراق کے سفر میں سلسلہ رفاعیہ کی اجازت دی شیخ سید محمد حسن دندراویؒ نے سلسلہ دنداویہ میں آپ کو مجاز ٹھہرایا حضرت سید طاہر علاؤ الدین گیلانی البغدادی الحسینیؒ نے آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ میں خصوصی خلافت عطا فرمائی حضرت نقیب الاشراف سید یوسف گیلانی بغدادی سجادہ نشین دربار عالیہ قادریہ غوث الاعظمؒ نے آپ کو بغداد شریف سترہ روز کے قیام کے دوران غوث الاعظم کے روضہ اقدس کے سامنے بیعت سلسلہ کے لئے نامزد فرمایا اور ان ایام میں حضرت محدث ہزاروی کے ہاتھ پر ہی سلسلہ قادریہ کی بیعت ہوتی رہی اور مدرسہ قادریہ غوثیہ کے محدث شیخ عبدالکریم الکردی نے حضرت محدث ہزاروی کے ہاتھ پر بیعت کی اور آپ کے خلیفہ قرار پائے۔

آگے یہی مفتی صاحب تحریر کرتے ہیں حضرت صاحبزادہ علامہ محمد شفیع چوراہی فاروقی نے چودہ شریف میں عرس کی تقریب پر حضرت محدث ہزارویؒ کو دستار خلافت نقشبندیہ بخشی۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں اپنے والد بزرگوار سے شرف خلافت پایا اور آپ حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی سے شرف خلافت رکھتے تھے جامعہ حنفیہ راولپنڈی میں گجرات کے شہرت پسند مولوی کے ساتھ مناظرہ میں فتح یابی پر حضرت فخر الاحناف صدر الجمعیت علامہ عبدالحامد بدایونی نے آپ کو محدث کا خطاب و

لقب دیا علامہ عبدالغفور ہزاروی نے آپ کے فتاویٰ کی تصدیق کی علامہ اسرار الحق حقانی آپ کے مؤید رہے علامہ عبدالصمد صارم الازہری فاضل دارالعلوم دیوبند و جامعۃ الازہر نے آپ کے موقف کی تائید کی اور دست حق پرست پر بیعت ہو کر خلافت پائی شیخ الحدیث و التفسیر علامہ سید لعل شاہ واہ کینٹ نے آپ کے موقف کی حمایت کی حمایت میں متعدد کتب لکھیں پیر صاحب کر بونہ شریف پیر صاحب چورہ شریف پیر صاحب جلال پور شریف پیر صاحب مانگی شریف پیر صاحب میرہ شریف پیر صاحب بھورہ شریف پیر صاحب بدخشاں شریف پیر صاحب نور پور شاہان شریف پیر صاحب بھکی شریف پیر صاحب گولڑہ شریف پیر صاحب طوری شریف پیر صاحب یکہ نوت شریف نے آپ کی تحریرات تصانیف اور فتاویٰ کی بھرپور تائید کی اور آپ کو برسر حق جانا۔ (خبرنامہ صفحہ ۲۲ اپریل ۲۰۰۰ء شمارہ)

محمد یاسین رسول قادری حضرت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ کے متعلق لکھتے ہیں حضرت مفسر قرآن مجددوران حامی کتاب و سنت امام الاولیاء سید الحدیثین سند الواصلین زبدۃ الاصفیاء فاتح دجل قادیان ابو مسعود پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی ایک ملی دینی روحانی تحقیقی انقلابی خصوصیات سے متصف شخصیت کے حامل تھے تحریک پاکستان میں آپ کی قیادت و حمایت تاریخ حصول پاکستان کا ایک سنہرے باب ہے۔ شیخ الاسلام محدث ہزاروی علمی فنی تحقیقی ادبی روحانی انقلابی صلاحیات کے اعتبار سے ایک مسلم قد آور شخصیت تھے آپ نے میدان تحقیق میں اپنا لوہا منوایا تو میدان تصنیف میں ۱۰۰۲ کتب اعلیٰ پایہ علمی کی تصنیف فرما کر ایک علمی دینی تقیتی تاریخی رقم فرمائی۔ دنیائے ادب میں ایک انفرادی حیثیت سے حضور ﷺ کے ادب و عشق میں کتاب و سنت کی

حدود کی پابندی فرماتے ہوئے عربی فارسی اردو پنجابی ہندکو اور پشتو میں منظوم اور نثر کلام فرمایا حضرت شیخ الاسلام محدث ہزارویؒ حق کی حمایت میں ایک نڈر بے باک جرات مند عالی حوصلہ مرد آہن اور ننگی تلوار تھے آپ نے دنیا کے ۷۰ ممالک کا دینی اصلاحی تبلیغی انقلابی دورہ فرمایا لاکھوں کی تعداد میں آپ کے مریدین ہیں آپ شریعت کے سخت پابند تھے اور اپنے مریدین کو اس کی سختی سے تاکید و تلقین فرماتے۔ مملکت خداداد پاکستان سے فتنہ قادنیہ کو تابوت موت میں آپ نے ہی بند کیا۔ (خبرنامہ خلافت ستمبر

شمارہ ۲۰۰۱ء)

ملت اسلامیہ اور انسانیت کے زوال کے تدارک کے لئے حکیم

ملت کا عرفانی بیان

انسان چونکہ ازل سے اپنی پہچان سے بے خبر ہے اور وہ اس راستے کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے جو بظاہر خوش نما نظر آتا ہو لیکن باطن میں وہ غم و اندوہ سے لبریز ہو اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی معرفت کے لئے انسان کو چنا اور اس کو اپنی معرفت کی پہچان کے لئے اپنے نائبین بھیجے انبیاء علیہم السلام اور تمام رسل اس کے لئے منتخب کئے۔ حکیم ملت فقیہ و مفتی اسلام پیر سید محمود شاہ محدث ہراروی رحمۃ اللہ علیہ نے پندرہویں صدی کے استقبال کے تقاضا کے عنوان سے جو پیغام عرفان دنیا کو پیش فرمایا ہے وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے وہ فرماتے ہیں انسان کو اشرف المخلوقات کہا جاتا ہے کہ دیگر افراد خلق سے عقل اور علم کی فضیلت سے ممتاز ہے اور اس کی فطرت میں اصلاح نفس آفاق کی صلاحیت کا کمال رکھا گیا ہے ولقد کرمنابی آدم! میں اس کی نشان دہی ہے اور انی جاعل فی الارض خلیفہ سے عالم ملائکہ میں انسان کے لئے اس

عظیم منصب کو منتخب کیا گیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ اس منصب کے ملائک بھی شایان نہیں یہ منصب ملائکہ سے بھی اس خصوص و کمال میں کسی فائق مخلوق کا ہے وہ یقیناً انسان ہی ہے جیسا کہ ۶/۲۴ احزاب آیت ۷۲ میں اس عظیم امانت کے بار کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کرنے ان کا اسے اٹھانے سے ڈر کر انکار کرنے کا ذکر ہے وہ امانت خالق کائنات کی حاکمیت و قانون کی تسلیم و نفاذ ہے جب عظیم افراد کائنات اٹھانے سے ڈر گئے اور اسے مظہر ذات و صفات حق کامل انسان نے اٹھایا بالآخر بعض بغاوت کیش فسق اندیش افراد کو ملت دشمن طاقتوں نے آلہ کار بنا کر اس مرکز ملت کو توڑ ڈالا اور سلسلہ انسانیت کی روز افزوں ترقی مسدود ہو کر رہ گئی اور بساط عالم پر انسانیت نے جو مظالم اور فساد فتنے دیکھے وہ ان میں کائنات انسانی کو مبتلائے فتنہ و فساد پا کر اپنے مقصد افرینش کو پورا کرنا تو کجا وہ اس فساد کا تدارک ہی آج تک سوچ نہ سکی۔ آؤ ہم پندرہویں صدی کے استقبال میں انسانیت کے اس زوال کا اور ابنائے جنس کی اس بد حالی کا عزم و استقلال کے ساتھ تدارک تجویز کریں اگر ہم اس اہم تجویز میں کامیاب رہے تو کائنات انسانی کی لاعلاج بد حالی کے تدارک میں ایک بنیادی حیثیت اور تعمیری کام میں کامیاب ہوں گے اس تجویز میں غور و فکر علم و دانش کے ساتھ پُر خلوص اور صحیح انسانی خیر خواہی کی فضاء اور فطری سپد کہے خطوط پر ہو تو یقیناً یہ کشادہ اور صاف راہ غور و فکر کے لئے ہمارے سامنے ہے جس طرح دنیا کا کوئی چھوٹا بڑا کارخانہ بنانے چلانے والے کے بغیر نہیں ہوتا تو کائنات کا یہ اتنا بڑا کارخانہ بنانے چلانے والے کے بغیر کیسے ہو سکتا ہے اور علم و دانش کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ یہ کارخانہ کائنات جس کی صنعت اور ایجاد ہے اس کی ذات و صفات اقتدار و تصرف سے مقدم

اور اعلیٰ ہونا بھی ضروری ہے یہ سمجھ لینے کے بعد واضح ہو جاتی ہے کہ وہ موجد اور صانع کائنات اللہ ہی ہے جو وجود ذات و صفات میں سب سے اول بھی ہے اور اعلیٰ بھی تو اس کی تسلیم و اطاعت آفت نارسیدہ علم و دانش اور فطرت سلیمہ کا اولین تقاضا ہے اس کی آٹھ شانیں یا صفتیں ذاتی تسلیم کرنا بھی تقاضائے فطرت دانش ہے۔ حیات قدرت علم ارادہ دیکھنا سننا کلام تکوین اسی خالق کائنات اللہ نے وہ مجموعہ ہدایت و تعلیم کتاب (قرآن) اتاری کہ اصلاح نفس و آفاق سے متعلق کوئی امر بے تفصیل نہ چھوڑا اسی خالق کائنات نے اس ضابطہ کائنات (قرآن حکیم) میں بنیادی سبق کے سہ حرفی لفظ الم میں اصلاح نفس و آفاق کے ارکان کا خلاصہ علم سمودیا گیا (الف) اللہ خالق و مالک بادشاہ معبود کائنات (لام) اسلام لاریب ضابطہ کائنات (میم) محمد رسول اللہ معلم و مقصود کائنات ہے۔ حدیث صحیح مسلم میں عباس بن عبدالمطلب سے مروی ہے کہ معلم و مقصود کائنات ﷺ نے فرمایا اذ اقطع الایمان من رضی باللہ رباً وبالاسلام دیناً و بحمد رسولہ O ایمان کا مزہ چکھا اس نے جو اللہ کی حاکمیت و قانون ربوبیت پر راضی ہو اور محمد کے رسول و معلم و مقصود کائنات ہونے پر خوش ہو اسی خلاصہ کتاب کے بنیادی سہ حرفی سبق کے متعلق فرمایا اذ الک الکتاب لاریب فیہ ہدی للمتقین O افراد کائنات کے نفس و آفاق کی اصلاح اور تنظیم کا ازلی منصوبہ منصب خلافت پر خلیفہ کا متمکن ہو کر اللہ کے لاریب ضابطہ (دستور حق) کتاب و سنت کو قطعی آئین کی حیثیت سے نافذ کرنا ہے یہی دنیا میں بھی ہدایت اصلاح امن و ایمان اور آخرت میں بھی فلاح عزت اور نجات کی ضمانت ہے موجد کائنات نے شجرہ انسانیت کی ایجاد سے قبل عالم ملائکہ سے اپنے خطاب کا ذکر معلم و مقصود

کائنات سے خطاب میں اشرف المخلوقات انسانی کی یادداشت کو لاریب ضابطہ کائنات (قرآن حکیم) میں اسی ازلی منصوبہ اصلاح و تنظیم کائنات کا اعلان فرمایا واذ قال ربک للملائکة انی جاعل فی الارض خلیفة اے معلم و مقصود کائنات کسی کو وہ نہ بھولے کہ جب تیرے رب نے ملائکہ سے خطاب کیا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں وہ خلیفہ جو ملک میں اللہ کی حاکمیت و قانون (دستور حق) کا علم بردار ہو کر دستور حق کو (ایمان و تقویٰ) نافذ کرنے والا ہو یہ اصلاح و تنظیم کائنات کا لاریب منصوبہ ہے جب تک کائنات ہے یہی اس کی قطعی اصلاح اور تنظیم کا موجب ہے اور یہی کائنات کے ہر دکھ کا کامیاب علاج اور ہر مشکل مسئلہ کا صحیح حل بھی ہے اس کے سوا اصلاح و تنظیم کائنات کا کوئی منصوبہ اس کے لئے برابر نہیں کہ جب خالق اور مخلوق برابر نہیں تو خالق اور مخلوق کا منصوبہ اور تجویز بھی برابر نہیں نہ صحت میں مستند ہونے میں نہ لاریب و بے عیب ہونے میں نہ اپنے مدعا و مقصد میں کامیاب ہونے میں نہ نفس و آفاق کی اصلاح میں نہ ملکی کائنات میں امن سلامتی فراہم کرنے میں نہ دنیا میں ہدایت نہ آخرت میں نجات کی ضمانت میں الغرض منصوبہ قانون تجویز بند و بست صحیح وہ حق ہے جو اصل حق دار کائنات کا خالق اللہ ہی ہے سو کائنات کی اصلاح و تنظیم ذہنی و کرداری کے لئے اللہ خالق کائنات کا منصوبہ تجویز بند و بست تو خلافت میں خلیفہ کا تعین ہے لاریب ضابطہ کائنات میں اللہ خالق کائنات کا خلیفہ کے متعلق اعلان اور مومنین صالحین سے خلافت کا وعدہ اس پر قطعی دلیل ہے کہ جب تک کائنات انسانی ہے اصلاح نفس و آفاق و نظم کائنات کے لئے یہی منصوبہ خداوندی ہے اس کے برعکس مخلوق کی ہر تجویز اصلاح و تنظیم ملک و افراد ملک کے لئے فساد پر مبنی

ہے اول فساد تجویز خالق کائنات کے خلاف ہونے کی بناء پر صحیح نہیں۔ دوم وہ خالق کی سند نہیں رکھتی بے سند ہے سوم خالق کے علم کے برابر مخلوق کا علم نہیں لہذا مخلوق کی تجویز و منصوبہ ناقص ہے مدعا و مقصد میں کامیاب نہ ہوگا چہارم مخلوق حاکمیت اور قانون کی مستحق نہیں یہ اصل توحید ہے کوئی فرد خلق حاکمیت اور وضع قانون کا حق اپنے غیر کے لئے مانے وہ دراصل اللہ کا باغی اور شان کبریائی میں بدترین شرک میں مبتلا ہے اصل شرک و کفر یہی ہے ان الحکم الا للہ له الخلق و الامر له الملك و له الحکم O اس خلافت کے پہلے دور میں انبیاء و مرسلین ہوئے دوسرے دور میں اہل اسلام مومنین ہیں خلافت سے محروم کائنات انسانی جو فساد فتنے دیکھ چکی اور دیکھ رہی ہے وہ کسی با بصیرت پر پوشیدہ نہیں دہریت کی ظلمات میں بھٹکنے والی کمیونسٹ طاقت نے انسانیت پر جو ظلم و ستم روار کھے تاریخ روس سے معلوم کئے جاسکتے ہیں اور اب افغانستان ہمسایہ ملک میں بڑی بڑی بنی والی روسی طاقت نے جو قیامت انسانیت پر برپا رکھی ہے وہ انسانی تاریخ کا تازہ ترین سیاہ دور ہے اور دوسری بڑی کہلانے والی امریکی طاقت نے ایران و عراق میں جو ستم ظریفی برپا کر رکھی ہے وہ بجائے خود ایک تاریخی ظلم ہے اور فلسطین میں یہودی طاقت نے جو بربریت برپا کر رکھی ہے وہ انسانیت پر کھلی جارحیت ہے غرضیکہ انسانی کائنات انسانی حاکمیت و قانون کے ہاتھوں بال بال زخمی اور دکھی ہے انسانیت کو انسانی درندگی سے اللہ کی حاکمیت و قانون ہی بچا سکتے ہیں اگر پندرہویں صدی کے استقبال کے سلسلہ میں انسانیت کو انسانی درندگی سے نجات کا منصوبہ خلافت کو پوری اسلامی دنیا میں متفقہ طور پر اٹھایا جائے تو مظلوم انسانی کائنات پر عظیم احسان ہوگا منصوبہ خلافت والوں کے حق ضابطہ کائنات میں خالق کائنات نے

رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اللہ ان سے راضی ہو اوہ اللہ سے راضی ہوئے کی سند دی اور خلافت میں خالق کے حق اسلامی کائنات کی اصلاح ٹھہری۔ رضی اللہ عنہ اللہ ان سے راضی ہو ایہ خالق و مخلوق کی شہادت ہے کہ منصوبہ خداوندی بحالی خلافت و دستور اسلام وہ عظیم کارنامہ ہے اس کا دور خیر القرون اور اس دور والے اللہ ہمارے ہیں اور کیوں نہ ہو جس طرح خالق کائنات کے ساتھ کوئی فرد خلق برابر نہیں تو منصوبہ خالق کائنات کے ساتھ کسی فرد خلق کا منصوبہ بھی برابر نہیں ہو سکتا خالق کائنات کا منصوبہ خلافت ہی کائنات کی اصلاح و فلاح کا منصوبہ ہے واذ قال ربک للملائکة انی جاعل فی الارض خلیفة۔ اس منصوبہ خلافت کے دوران اول یعنی نبوت و رسالت کی تکمیل ہونا نوی دور خلافت اہل اسلام و ایمان کے لئے ۱۳/۱۸ نور وعد اللہ الذین امنوا و عملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم الایة اللہ کا تم سے دستور ماننے والوں اور دستور حق کے مطابق عمل والوں سے وعدہ ہے کہ ضرور انہیں ملک میں امکان خلافت دے گا جیسا ان سے پہلوں کو دیا اور ان کے دین کو سجا دے گا جسے اس نے ان کے لئے پسند کر رکھا ہے اور خوف کے بعد انہیں امن دے گا وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کچھ شرک نہ کریں گے اور جو اس کے بعد کفر کریں تو ایسے لوگ دستور حق کے فطری مخالف ہیں و من کفر بعد ذالک فاولئک ہم الفاسقون O خلافت کے خلاف دور کے حق ضابطہ کائنات میں کفر و فسق کے الفاظ سے خلافت سے محرومی کی مذمت اور خلافت کی اہمیت و ضرورت کو یوں بیان فرمایا ہے عن انس مرفوعا ان اللہ افترض علیکم حب ابی بکر و عمر و عثمان و علی کما افترض

الصلوة و الزكاة و الصوم و الحج فمن انكر فضلهم فلا تقبل منه
الصلوة و لا الزكاة و الا الصوم و الا الحج (مواهب اللدنیہ طبع مصر
۲/۱۳۳) برادران ملت ایمان اللہ کی عطاء اور بواسطہ مصطفیٰ ہیں میں کہتا ہوں کہ اس
فرمان رسول کریم میں فضیلت آل و اصحاب مصطفیٰ کے علاوہ فضیلت خلافت کا بلغ
بیان ہے جو اللہ کی توفیق سے بخوبی سمجھا جاسکتا ہے فریضہ اطاعت و تسلیم خاص کا اعلیٰ
محل مرکز خلافت ہے ہر چیز اپنے جائز منصب و مقام پر بر محل اور قابل قبول ہوتی ہے
اور عمارت اپنی بنیاد کی پختگی سے پختہ ہوتی ہے ارکان اسلام پر بنائے ملت و دین ہے
اور اس کی اصل مرکز یعنی خلافت ہے جس کا وعدہ مومنین صالحین سے ہوا
لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم جب وہ مرکز ملت
منہدم ہو جائے تو جو اس پر مبنی ہے آپ ہی منہدم ہوگا یعنی خلافت نہ ہوگی تو ارکان ملت
بے محل ہو کر سب ناقابل قبول و بے نتیجہ ہو کر رہ جائیں گے ورنہ صحابہ اہل بیت تو انبیاء
لا تعداد ہوئے یعنی ایک لاکھ چوبیس ہزار ہوئے یہ فضیلت ان میں سے خاص ابو بکرؓ عمرؓ
عثمانؓ و علیؓ کے خلافت ہی کی بنیاد پر ہے جو خلافت اولیٰ و خلافت ثانیہ پر ایمان و
تصدیق میں مومنین صادقین ہوئے ہیں اور روز جزا ہی ایمان و تصدیق و یقین والوں
کی جزا کا اور نفع کا دن ہے حسب فرمان خداوندی ۶/۷ انعام قال اللہ هذا ینفع
الصادقین صدقہم لہم جنات تجری من تحتہا الانہار خالذین فیہا
ابدار رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ ذالک فوز العظیم O (یکے از
مطبوعات خلافت سلسلہ نمبر ۴۰ خبر نامہ خلافت)

خلافت و دستور اسلام کے لئے

عالم اسلام سے اپیل

حکیم و مفتی و فقیہ ملت اسلامیہ نے تمام دانشوروں سے مظلوم ملک کی ملت کے واسطے سے رحم کی اپیل کی ہے اور یہ اپیل خادم دربار عالیہ قادریہ محبوب آباد شریف ملک محمد عرفان قادری نے نشر کی ہے۔ اپیل کے ابتداء میں بسم اللہ الرحمن الرحیم اور کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اس کے بعد ایک شعر درج ہے۔

ہوا مخالف ہے نا خداؤ سلامتی کی سمت آجاؤ

ہے موج طوفان بھنور میں بیڑا اسی میں بس ہیں بچو بچاؤ

قابل ادب و احترام علماء و مشائخ و دانشوران ملت و ملک و قوم دامت محاسنکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آں راز کہ در سینہ نہان است نہ وعظ است

بردار تو آں گفت بہ منبر نتوان گفت

آپ کا نیاز مند ملک وجود میں آئے صدی کا چہارم حصہ گزار چکا ہے کہ اپنے بنیادی مقاصد میں ہنوز نابالغ و ناکام ہے اور شاید آپ کی نظر میں بھی ایسا کم نصیب ملک نہ ہو

جو اندرونی بیرونی تاخت و تاراج میں زخمی ہو کر بھی اپنے دانشوروں کی توجہ اور رحم کا محتاج ہے۔

حضرات گرامی! آپ کے اس نیاز مند ملک پر جو قیامت آئی اگر کسی اور ملک پر آئی ہوتی تو ملک بھر کے افراد اس پر خون کے آنسو بہاتے اور فرد واحد بن کر اس کی تباہی بد حالی کے تدارک میں جان و مال قربان کر دینا اپنا اولین فرض تصور کرتے۔ عالی جاہ! آپ کے نیاز مند ملک کی کم نصیبی اور اس کے دانشوروں کی بے نیازی کی آخر کوئی انتہاء بھی ہے کہ ملک کے نمائندہ افراد کو ملک کے آبادی و بربادی اور خیر خواہی بد خواہی بیانات و مطالبات میں مد نظر نہ رہے اور تعمیر تخریب خویش بیگانہ کے امتیاز و صورت حال سے اجنبی ہو کر بھی رسہ کشی و تحکم کو اختیار کیا جائے اور یہ اگرچہ بعض افراد ہی سے ہو کیا ملک و قوم اس سے مجروح و متاثر نہ ہوں گے؟ اور ایسا کرنا کوئی ملی کردار یا اس کی حمایت ہے ہرگز نہیں لہذا ملک و قوم کو بچائیے اور ہر ممکن و مؤثر تدبیر سے بچائیے ملک کے کسی دانشور طبقہ سے مخفی نہیں کہ یہی ملک ان کا اور ان کے آباؤ اجداد اور آنے والی نسلوں کا عزیز وطن اور پیارا ملک ہے تو اس کے بقاء ارتقاء دفاع و تحفظ میں رخنہ اندازی کو محسوس کر کے برداشت کرنا یا خاموش رہنا کیونکر جائز ہے کیا اس کی ذمہ داری ان پر نہیں۔ ضرور ہے تو ملک و قوم کی نازک صورت حال میں اپنا منصبی فرض ادا کرنے میں توقف و تاخیر ہرگز نہ چاہیے ملک کی کشتی میں سب ہی ہیں اگر بعض کی رخنہ اندازی کو جان بوجھ کر درگزر کیا جائے تو رخنہ انداز اور درگزر کرنے والے سب ہی ہلاک ہوں گے لہذا تخریب یا تخریب کا باعث و موجب تنقید بیان بازی کی اجازت نہ دیجئے تعمیری فرض ادا کیجئے بے شبہ یہ جہاد اور عظیم کام ہے۔ ملی ملکی دانشور حضرات جانتے ہیں

کہ بد عہدی بے وفائی بدترین سزا کے لائق جرم ہے ایک مسلم ملک کا تو بنیادی امتیاز ہی پیمان بندگی میں ایفاء و فرض شناسی ہے مسلم ملک کے بنیادی مقاصد اطاعت اور تسلیم خدا اور رسول میں منحصر ہے علم و دانش کی اندرونی بیرونی دنیا نے خواستہ ناخواستہ اقرار کیا ہے کہ کائنات میں دین حق و ہدایت اسلام ہی ہے جو کتاب و سنت میں محفوظ اور موجود ہے اور اس کی ساری تعلیم و ہدایت کا خلاصہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں ہے اسی پر اعتقاد و عمل میں ملک کا ہر طبقہ قصور وار ہے اور اس پچیس سالہ کوتاہی کی پاداش میں ہمیں یہ تباہی اور ناقابل تصور رسوائی ہوئی آخر المبعوثین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اطاعت ہی خالق کائنات کی اطاعت اور اسلام ہے اسی نعمت حق سے عرب کے فرقوں کے بیر اور دشمنیاں اسلامی برادری میں تبدیل ہو کر عظمت ملت اسلام کا شجرہ طیبہ کائنات پر سایہ افکن ہوا اور تنظیم کائنات میں خلافت و دستور اسلام اس کا شیریں پھل ہوا جو انسانیت کا خالق کائنات کا نامزد کیا ہوا لقب اور منصب ہے اور اسی کا بتایا ہوا دستور و معمول اور آئین ہے اسی کے اتباع سے دشمن دل بھائی بنے اور اس کے اختلاف و ترک سے آج ہمارے بھائیوں کے دل اختلاف و بد فہمی و غلط اندیشی کے عذاب میں مبتلا ہوئے۔

حق کی طاعت تو وثیقہ ہے فتح مندی کا

پھل خلافت ہے نبوت کی چمن بندی کا

ذہن انسانی کی آفت نارسیدہ بنیادی دانش بھی اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتی کہ ہر کارخانے اور مشینری کے بنانے چلانے والا ضرور ہے تو کارخانہ کائنات اور

موجودات کی مشینری کا بنانے چلانے والا وہ اللہ ہے جسے دین فطرت اسلام پر یقین والے خدائے واحد لاشریک کہتے ہیں اس کی سرسری پہچان تو کائنات کے ہر ذرہ اور موجودات کے ہر فرد سے آفت نارسیدہ فہم و دانش کو ہو سکتی ہے مگر وہ ناکافی ہے اس نے اپنی معرفت اور پہچان پر پوری روشنی ڈالنے کو نبوت و رسالت کا نوری پاک دائرہ بنایا جو آخر المبعوثین ہادی عالم رحمۃ للعالمین محمد مصطفیٰ ﷺ پر مکمل ہو چکا جس نے کتاب و سنت کی بنیادی اور تفصیلی ہدایت و تعلیم میں نظم کائنات کا ایسا حق ادا کیا کہ زبان و کلام قدرت نے اعلان فرمایا الیرم ا کملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً آج میں نے تمہارے دین کو ہر طرح مکمل کر دیا اور تم پر اپنا احسان پورا فرما دیا اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔ دین فطرت اسلام میں کائنات کی مکمل ہدایت اور تنظیم اور خالق و مخلوق کے حقوق کی منصفانہ اور صحیح ادائیگی کا وہ دستور اور ضابطہ بتایا گیا ہے جو ہر لحاظ سے بے عیب اور مفید ہے اسی کے لئے نام سے ارشاد ہوا ان الدین عند اللہ الاسلام کائنات کے خالق مالک اللہ کے نزدیک دین اسلام ہے اس کے سوا کسی اور دین دستور و آئین کی تلاش و فکر کے متعلق فرمایا فلن یقبل منه و هو فی الاخرة من الخاسرین ہرگز اس سے قبول نہ ہو اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں سے ہوگا اسی کے متعلق فرمایا ایمان دارو ادخلوا فی السلم كافة ولا تتبعوا خطوات الشیطان اسلام میں پورے پورے آ جاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے پس دستور اسلام پر صحیح اعتقاد و عمل اور اپنے جدی دشمن شیطان کے نقش قدم سے بچنے کے لئے

اہتمام لازم ہو اور ارشاد فرمایا واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا رشتہ حق کو مل کر تھام لو اور تفرقہ میں نہ آنا۔ اس کی صورت و تشکیل تعلیم و ہدایت نبوت سے خلافت و دستور اسلام میں ہوئی اس کی تفصیل کتاب و سنت اور فقہ میں ہے۔ دین فطرت اسلام کی روشنی میں مسلم ملک کے سربراہ و منتظم کا لقب خلیفہ انبی جاعل فی الارض خلیفہ کائنات کے خالق و مالک نے فرشتوں سے فرمایا۔ میں زمین میں نائب بنانے والا ہوں اور اس کی صورت تنظیم کو وعدہ خلافت فرمایا لیستخلفنہم فی الارض انہیں زمین میں ضرور خلافت دیگا مسلم ملک کا نام خلافت ہو اور اس کا دستور اسلام یعنی کتاب و سنت فقہ۔ خلافت اسلامیہ کا طرہ امتیاز یہی ہے کہ ملک کا سربراہ اور والی کسی وقت بھی اپنے آپ کو حقوق خالق و خلق کی پابندی سے باہر اور آزاد تصور نہیں کر سکتا وہ بہر حال اپنے لقب اور منصب خلیفہ سے یہ یقین کرتا ہے کہ میرا مالک اعلیٰ وہ ہے جو ساری کائنات کا خالق و مالک اور پروردگار ہے جس کی نہ ابتداء ہے نہ انتہاء اس کے علم اختیار و قدرت کا احاطہ ساری کائنات پر ہے کہ بندہ مومن اس کے حضور سجدہ میں سر رکھ کر اس کی پاکی پروردگاری اور بلندی شان کا اقرار بار بار دہراتا ہے سبحان ربی الاعلیٰ ہر عیب و نقص عدم کمال سے پاک ہے اور سب کھلا چھپا جانتا ہے اس نے مجھ پر خالق مخلوق کے حقوق کی صحیح ادائیگی عائد فرمائی اور مجھے اس کے حضور حاضر ہو کر جواب دہ ہونا ہے۔ یہ احساس سربراہ ملک خلیفہ کو اپنے فرض میں کوتاہی اور غلط اندیشی و غلط کاری سے باز رہنے کی قطعی ضمانت و نگہداشت کا کام دیتا ہے وہ کبھی بھی اپنے آپ کو فرض بندگی و پابندی سے ایک لمحہ بھی آزاد غیر ذمہ دار تصور نہیں کر سکتا لہذا وہ اپنا

فرض ذمہ داری سے ادا کرتا ہے یہ خصوصیت صرف اسلام ہی کو ہے بلکہ دین فطرت اسلام نے اپنے ہر فرد کو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان کا مامور ٹھہرایا اور تمام ضروریات دین ایمان کا اقرار کرایا تو اسی رشتہ دین ایمان سے ہر مومن مسلمان باہم بھائی ہوا انما المؤمنون اخوة کا ارشاد و اعلان ہوا اور سنت نے تمام افراد کو اپنی ذمہ داری کا پابند بنانے میں ایسا تصور دیا کہ البنیان یشد بعضہ بعضاً اور باہم یوں ہیں جیسا عمارت کی اینٹ ایک دوسرے کو تھام کر مضبوط اور پختہ تر بنانے کو تعمیر کا ایک لازمی حصہ ہے اور ایک دوسرے کی خیر خواہی و اصلاح میں المؤمن من مرأة المؤمن ہر بندہ مومن دوسرے کے لئے آئینہ ہے کہ اس کی خیر اندیشی و اصلاح میں مثل آئینہ کے لئے ہے کہ ہمیشہ صاف دل حق گو مبالغہ اور تخریب و بدخواہی سے پاک بلکہ ہر فرد کو یہاں تک ذمہ دار ٹھہرایا کہ کل کم راع و کل کم مسئول عن رعیتہ ہر شخص نگہبان و ذمہ دار جواب دہ ہے۔ ہر باطل منکر کا رد و اصلاح و درستی کو اسے باضابطہ تین اصلاحی حربے دیئے گئے اول اپنے ملی طاقت کے ہاتھ سے ورنہ زبان ورنہ ذہن و اعتقاد قلبی سے باطل منکر کا رد کرے۔ مومن کی قوت و طاقت کی بنیاد اصل اور سرچشمہ یہی ہے جس پر اس کے غلبہ اور کامیابی کی ضمانت دی گئی ہے نہ سست ہونا نہ غم کرنا تم ہی غالب کامیاب رہو گے اگر تم ایماندار رہے۔ دانشوران ملک و ملت سے گزارش ہے کہ ملک کے حالیہ المیہ کا خسارہ اور رسوائی محض اس بناء پر ہمیں ہوئی کہ دین ایمان سے محروم اقتدار نے غلط اندیشہ و غلط کاری سے ملک و قوم کو تباہ اور رسوا کیا اور خود بھی اس تباہی کا شکار ہونے سے بچ نہ سکے۔ دین ایمان سے تعلق والا کوئی فرد ایک لمحہ کے لئے تصور نہیں کر سکتا کہ ساری کائنات کے

خالق و مالک کے فرمان ”و انتم الا علون ان کنتم مؤمنین O تم ہی غالب رہو گے اگر ایمان دار رہے“ میں کوئی شک و شبہ ہے مگر پھر ہمیں باوجود دعویٰ ایمان و دین کے ناکامی و ذلت کا سامنا کیوں کرنا پڑا محض اس لئے کہ وہ شرط نہ پائی گئی جو غلبہ اور کامیابی کے لئے لگائی ہے وہ ایمان ہے۔ کتاب و سنت سے پتہ چلا کہ وہ خدا و مصطفیٰ کی اس غالب محبت کا نام ہے جسے عشق کہا جاسکتا ہے جو ہر محبت و دانش پر غالب رہے۔

یہی جذبہ تھا ان مردان غیرت مند پر طاری

دکھائی جن کے ہاتھوں حق نے باطل کو نگوں ساری

اے ملک و ملت کے معزز دانشورو! آپ کے ملک و قوم پر کڑی افتاد ہے ملک کی کشتی طوفان کی لپیٹ میں ہے غفلت ہیر پھیر پس و پیش گلے شکایت تماش بنی کی گھڑیاں جا چکیں اپنی تاریخ میں اپنے تدبر اور بلند ہمتی کے سنہری نقوش اور انمٹ کارنامے ثبت کرتے ہوئے اپنے ملک و قوم کی ہچکولے کھاتی کشتی کو اندرونی بیرونی طوفانوں کے سپرد نہ کیجئے کمر ہمت باندھ کر اٹھیے اور عظیم مردی ہمت و تدبر کا کندھا دے کر اسے سلامتی اور کامیابی کے ساحل کی سمت لے جانے میں طوفانوں کے رخ پلٹ کر رکھ دیجئے آپ کی قوم کی تاریخ کے چہرے پر ایسا مکروہ داغ کبھی نہ آیا آپ کے بد اندیشوں کو یہ کچھ کہنا کبھی میسر نہ آیا جو وہ آج کہنے لگے ہیں ملک کے بلند ہمت غیور دانشوروں کو یہ لمحہ بھر کے لئے ضرور سوچنا چاہئے کیا اس سے زیادہ تلخ گھڑی بھی ممکن ہے؟ کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی پریشانی کا وقت ہے کہ مہر سکوت اس میں ٹوٹے گی

اور غیور شیران ملک و ملت غیرت کھا کر لومڑیوں کے منہ توڑ کر رکھ دینے کا فیصلہ کرنے کو اٹھیں گے۔

حضرات ملک و قوم کو ایسے نازک اور خطرناک وقت میں آپ کی ذات سے جمود و تعطل کی امید حرام ہے آنے والی نسلیں آپ کی اس بے رحمی اور خاموشی کو کن الفاظ سے تعبیر کریں گی؟ اور کیا دانشوران ملک و ملت و قوم کے ہوتے اور یہ سب کچھ دیکھتے جانتے محض ضمنی اور فرعی ناکافی تنقید و بیان یا خاموشی آنے والی تاریخ میں چھپی ڈھکی رہ جائیگی ہرگز نہیں اور کیا آپ کی بلند شان کے یہ شایان اور مناسب ہے حاشا و کلا ہرگز نہیں تو ہر گلہ شکایت اور اس کے موجبات کو ایک طرف رکھ کر اپنی بھرپور طاقت و توت و ہمت و سعی اسباب و علل استعمال کر کے ملک کے اقتدار کو اپنی موثر اور مخلص اور پُر خلوص راہ نمائی سے صراطِ مستقیم کی سمت اشارہ دیجئے اور ملک کے ہر فرد اور ہر طبقہ میں رساطور پر خلافت و دستور اسلام کی بنیادی ضرورت اور افادیت کو روز روشن کی طرح واضح فرمائیے کہ وہی ملک و قوم کی قطعی کامیابی کی ضمانت ہے اسی سے محروم رہ کر اقتدار نے ہر زندگی کے موڑ پر ٹھوکر پر ٹھوکر کھائی اور اس حال کو پہنچا ہر غیر ملی دستور کا تجربہ مزید تباہی کا موجب ہے فضاء سے ایک جانفزا صد اسنائی دے رہی ہے۔

کبھی جھانک ملک شہود میں کہ خلیفہ ہے تو وجود میں

ہوئیں صدیاں تجھ کو وجود میں سر اٹھا کہ وقت قیام ہے

ملی سیاسی دانشور حضرات آپ کو بخوبی معلوم ہے کہ ہمارے خلفاء کرام کی کامیابی بزرگی

اور عظمت کا مدار خلافت کے قیام اور دستور اسلام پر عمل درآمد پر ہے اس لئے ہم ان کے ادب و عزت احترام پر مامور اور ان پر رضی اللہ عنہم کہہ کر ان کی اسی عظمت و کردار کو برقرار رکھتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں ان کی اقتداء میں یہ خلافت کی بحالی دستور اسلام کا اجر ہمارے اور ہماری ملت و قوم کے لئے خالق و مخلوق کی رضا و پسندیدگی کا موجب نہ ہو بلکہ بلا مبالغہ ہماری کامیابی کی ضمانت اسی میں ہے اور ہمارا ملی امتیاز یہی ہے اور صرف یہی ہے قابل قدر دانشوروں کے تدبر اور علمی اقدار سے ملک کے افراد پر یہ حقیقت بے شبہ کھل کر روشن ہو جائے گی کہ جب ملت اسلام دنیا جہان کے مذاہب میں ناقابل انکار حق مذہب ہے اور خدا رسول کتاب و سنت ہماری ہدایت اور راہ نمائی کی ضمانت میسر ہے اور اتحاد تنظیم کے ساتھ اس پر یقین محکم ہی مدار ایمان ہے جو ہماری بنیادی قوت اور کامیابی کی اصل ہے تو اپنے اس امتیازی نشان سے کیوں محروم رہیں اور بلا وجہ اس پر اعتماد و عمل سے محروم رہنے کی صورت میں اپنے دین و ایمان پر عدم اعتماد کا دین کش ایمان سوز ارتکاب آخر کیوں کریں اور ملت اسلام کے اصول و ضروریات پر بے یقینی اور عدم توجہ و خلاف رہنے کی صورت میں جو تباہیاں اور ذلت کے عذاب اور سزائیں ہیں ان کو کیوں دعوت دیں۔ ہر ذہن اور دل و دماغ یہ سچی اور واضح حقیقت سمجھنے میں معذور نہیں کہ ہمارے سچے خدا رسول کے مذہب میں ہمارا دستور اور آئین موجود ہے جس پر ۳۲ سال خلافت میں عمل ہوا ہمارے لئے انتہائی شرم کا موجب ہے کہ اپنے سچے دین کے دستور کو ناحق نظر انداز کر کے اپنے امتیازی عزت کے نشان اور مرتبہ سے محروم رہیں۔

ملی و ملکی دانشوروں کی شان کے خلاف ہے کہ ان کے ہوتے غیر ملی نظریات اور علاقائی تعصب و تفرقہ کا عفریت اور دیو ملک و قوم کی تخریب و تباہی کے منصوبے بنائے یا تخریب کو ہوا دینے والے پروپیگنڈہ کو اچھالتا پھرے اور ملک کی اس نازک صورت حال میں وہ ملک و قوم کے اتحاد کے منافی مشاغل و کردار میں بے لگام جو چاہے کہتا پھرے موجودہ اقتدار کو صحیح راہ نمائی کرنا اور تعمیری اصلاح اور بہتری کا مشورہ دینا آپ کا فرض ہے دشمن اور بداندیش ہر طرح متحد ہو کر آپ کی ملت ملک و قوم کو تباہ و برباد کرنا چاہتا ہے اس کے کامیاب مقابلہ کو آپ بھی اپنے افراد ملک کو متحد و متفق بنا کر باطل کے ہر سیلاب کا رخ پھیر دیں اور ہر طوفان سے ٹکرا کر اسے پاش پاش کر کے رکھ دیں یہی آپ کی عظمت اور مرتبت کا تقاضا ہے اور اس کی ایک ہی صورت ہے وہ یہ کہ اپنی تمام قوم اور ملک کو خدا داد صلاحیت و طاقت سے اس قلعہ میں داخل ہو کر دم لیں جس کے ناقابل تسخیر ہونے کی ضمانت خالق و مالک کائنات کی جانب سے ہے اور وہی ہماری ہر مشکل اور نخل مسئلہ کا حل بھی ہے اور یہی ہمارے ملک کا بنیادی مقصد بھی ہے یعنی خلافت دستور اسلام خالق کائنات کا فرمان ہے یا ایہا الذین امنوا ادخلوا فی السلم كافة ولا تتبعوا خطوات الشيطان انه لکم عدو مبین O ایماندارو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

آپ کا مخلص

ابو مسعود سید محمود محبوب آبادی

نظام خلافت پر

سوالات کے جوابات

حکیم ملت و فقیہ و مفتی اسلام پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ سے نظام خلافت کے متعلق سوالات کئے گئے آپ نے مدبرانہ اور عالمانہ و عارفانہ جوابات دیئے جو کہ درج ذیل ہیں۔

سوال: نظام خلافت اور ملوکیت میں کیا فرق ہے؟

جواب: نظام خلافت اللہ خالق کائنات کی نیابت ہے اور خلیفہ اللہ کی حاکمیت کا علمبردار ہے اور بادشاہ اس کے برعکس نفس و دیو کا علمبردار ہے۔

سوال: نظام خلافت اور ملوکیت میں بنیادی تفاوت کیا ہے؟

جواب: نظام خلافت خالق کائنات کا منصوبہ ہے اور ملوکیت اس کے مقابل انسان کا منصوبہ ہے۔

سوال: علماء و مشائخ کے نظام خلافت پر اتفاق کرنے کا کوئی ثبوت ہے؟

جواب: ہاں ۱۲۲ اکتوبر ۱۹۸۰ء مشائخ کنونشن میں صدر پاکستان اور علماء مشائخ کی موجودگی میں جب نظام خلافت پر ملک گیر خطاب ہوا تو کسی نے اس سے اختلاف نہیں کیا اگر کسی کی طبیعت حاضر ہو تو اسی کو ثبوت خیال کر کے دل کو تسلی دے دے۔

سوال: اہل اسلام کے نزدیک امن ایمان ہدایت اور نجات کا ذریعہ خلافت ہے یا نظام ملوکیت؟

جواب: نظام خلافت ہی امن ایمان ہدایت اور نجات کا ذریعہ ہے۔

سوال: خلق کی بہتری نظام خلافت میں ہے یا نظام ملوکیت؟

جواب: خلق کی بہتری تو خالق کے نظام میں ہے وہ نظام خلافت ہی ہے۔

سوال: کیا کسی اور بین الاقوامی عالم مصنف نے بحالی خلافت پر لکھا ہے؟

جواب: ہاں علامہ عبدالصمد صارم الازہری نے خلافت نامی کتاب لکھی ہے۔

سوال: نظام خلافت کا کیا قرآن کریم میں ثبوت ہے؟

جواب: بے شک ہے $\frac{1}{3}$ بقرہ آیت ۳۰ میں اور $\frac{1}{3}$ آیت ۵۵ میں۔

سوال: قرآن کریم سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ نظام خلافت ناقابل فراموش ہے تو کس پارہ اور کس آیت میں۔

جواب: یقیناً یہ ثبوت ملتا ہے پہلا پارہ سورۃ بقرہ کی ۳۰ ویں آیت سے۔

سوال: سنا ہے کہ حدیث میں ہے خلافت میرے بعد تیس سال ہوگی پھر درندہ

بادشاہ ہوں گے تو اس سے عام لوگ کہتے ہیں بلکہ بعض رسمی ملانے بھی

اس کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ پھر خلافت نہیں ہو سکتی تو تحریک خلافت کا

کیا مطلب۔

جواب: ایسا کہنے والے مجسمہ جہالت ہیں اس فرمان کا مطلب وہ نہیں سمجھتے وہ

تو شان نبوت کی پیش گوئی اور غیب بیانی ہے کہ حادثہ پیش آنا ہے

چنانچہ وہ ہی ہو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ خلافت تیس سال بعد نہ ہوگی ورنہ اس بد فہمی میں مبتلا حضرات سے پوچھا جائے کہ کیا امت کا اجماع نہیں ہے کہ حضرت عمرؓ بن عبدالعزیزؓ خلیفہ ہیں اور ان کی خلافت راشدہ ہے جو ۹۹ ہجری میں انہوں نے خلافت بحال کی پھر قیامت کے قریب حضرت امام مہدی علیہ السلام کی خلافت راشدہ حقہ پر ساری امت کا اتفاق ہے جو خود معلم کائنات کے فرمان وحی ترجمان سے قطعاً ثابت ہے یہ دونوں خلافتیں بھی تیس سال کے بعد ہی ہیں کیا فرماتے ہیں علماء متردین اندریں مسئلہ صاف معلوم ہوا کہ خلافت بعد تیس سال بعد بھی بحال کرنا برحق ہے اور اللہ ہمارے ابنائے جنس کو اس کی سمجھ دے۔ آمین۔ (خبرنامہ یکے از مطبوعات سلسلہ نمبر ۳۹)

حکیم و فقیہ و مفتی اسلام حضرت پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ تاریخ اسلام کا ایک ورق کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں ”شاہ خوارزم سے ایک حکایت بطور مقالہ شاہ خوارزم منقول ہے میں زمانہ تعلیم قرآن حکیم میں ایک سوال کے حل کرنے میں بڑا عرصہ الجھار ہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اسی جاعل فی الارض خلیفہ میرے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوا کہ خلیفہ اور بادشاہ انتظام ملک کے لئے ہے خلیفہ کہنے میں اور بادشاہ نہ کہنے میں کیا حکمت ہے مدت تک اس کے حل ہونے کی نوبت نہ آئی پچاس سال بعد ایک دن دور سلطنت میں خادم کے ساتھ شکار کو جانا ہوا اثنائے شکار پانی کا ذخیرہ ختم ہو گیا اور پیاس کی شدت سے ہم موت اور حیات کی کشمکش میں مبتلا ہو گئے بالآخر شہر

سے کچھ فاصلے پر انار کے باغ میں پہنچے باغبان بوڑھے صالح شخص نے ہمیں خوش آمدید کہا اور خاطر سے بٹھایا اور پوچھا میں کیا خدمت کر سکتا ہوں ہم نے کہا شدت کی پیاس ہے پانی پلا دو اس نے دو گلاس دھو کر رکھے اور ایک دانہ انار توڑ کر رس نکالا نصف انار سے گلاس بھر رس نکلا مجھے پیش کیا تو شہد کی طرح لذیذ پایا میرے دل میں خیال آیا کہ ایسی پیداوار کے باغ پر ہمیں لگان زیادہ کرنا چاہئے پھر اس نے دوسرے نصف انار کا رس نکالا تو نصف گلاس نکلا مجھ سے رہا نہ گیا میں نے پوچھا بابا نصف انار سے گلاس بھر رس اور دوسرے میں آدھا گلاس رس کیا ماجرا ہے۔ باغبان نے افسوس سے کہا ہم سب کو توبہ کرنا چاہئے معلوم ہوتا ہے کہ والی ملک کی نیت میں فتور آ گیا ہے وہ نصف گلاس رس اس نے میرے خادم کو پیش کیا یہ پی لیجئے میں اور دانہ اتار کر لاتا ہوں دانہ اتارنے گیا اس دوران مجھے ندامت ہوئی کہ باغ کی پیداوار میں رس تو اللہ کی عطا سے ہے اس میں ہمارا دخل تو نہیں باغبان صالح شخص ہے اللہ نے اس کے باغ میں برکت دی ہے ہمیں لگان زیادہ کرنے کا کیا حق ہے بلکہ تخفیف کرنا چاہئے باغبان کے والی ملک کی نیت کے متعلق بیان سے ہی میں حیران تھا اور یہ خیال آنے پر میں نے اپنی نیت بدلی اور دل میں پشیمان ہوا جب باغبان اور دانہ اتار لایا اور اسے شق کیا تو پہلے کی طرح گلاس بھر رس نکلا اور اس نے وہ خادم کو پلایا میں نے پھر پوچھا بابا صاحب اس انار سے پھر پہلے کی طرح رس نکلا ہے یہ کیا ماجرا ہے؟ بوڑھے باغبان نے خوش ہو کر کہا کہ اللہ کا شکر ہے معلوم ہوتا ہے کہ والی ملک کی نیت میں جو فتور آ گیا تھا وہ دور ہو گیا ہے یہ سن کر میں بے حد حیران ہوا اور اس کا شکر یہ ادا کر کے ہم روانہ ہوئے اگلے روز باغبان کو دربار میں بلا کر تسلی دے کر اس سے دریافت کیا کہ کل تیرے باغ میں جو

دو مسافر آئے تیرے اور ان کے درمیان جو بات ہوئی بلا کم و کاست بیان کر دے اس نے سب صحیح کہہ سنایا تو میں نے اس سے سوال کیا کہ ہر دو بار والی ملک کی نیت کے متعلق جو تو نے بیان کیا اس کی کیا سند ہے اس نے کہا کہ میری صدی سے زائد عمر ہے یہ میرا تجربہ ہے کہ والی ملک جب خدا ترس صالح ہو ملک کی ہر چیز اور لوگوں کے ہر طبقہ میں خیر و برکت نمایاں ہوتی ہے ورنہ اس کے خلاف ہوتا ہے اس کا یہ بیان سن کر انی جاعل فی الارض خلیفہ کا پچاس سال سے نخل عقدہ حل ہوا اور ذہن نشین ہو گیا کہ ملک اور ملک والوں کی خیر و برکت اور فلاح امن و ہدایت کی ضمانت خلافت ہی میں ہے اور خلافت اور سلطنت کا فرق فطری طور پر میرے ذہن نشین ہو گیا اور میں منصوبہ مخلوق و خالق میں اس فرق کو ذہن میں رکھنے لگا اور میں محسوس کرتا ہوں کہ یہ ایک علم عظیم تھا جو اس طرح اللہ نے مجھے عطا فرمایا پھر میں نے باغبان کے باغ کا لگان معاف کر دیا اور شکریہ کے ساتھ اسے رخصت کیا کہ آپ نے ہمیں بڑی حکمت کی بات بتائی۔ (از تبرکات مورث اعلیٰ خواجہ محبوب آبادی)

مندرجہ بالا بیانات سے صاف معلوم ہوا کہ خلافت حق ہے اور ملوکیت کفر خلیفہ اللہ تعالیٰ کا نائب ہوتا ہے اور بادشاہ شیطان کا نائب ہوتا ہے تمام انبیاء علیہم السلام خلفاء تھے اور حضور انور ﷺ خلیفہ اعظم تھے حضور انور معلم و مقصود کائنات ﷺ کے بعد خلفاء راشدین کا دور تھا جس میں خلافت رائج تھی اس کے بعد ملوکیت کا دور دورہ ہوا جو کہ کفر ہے قرب قیامت میں حضرت امام مہدی علیہ السلام خلیفہ ہوں گے اور اس وقت میں خلافت کا دور ہوگا۔ فقیر نے اس موضوع پر نظام خلافت پر ایک کتاب لکھی ہے جو پڑھنے کے قابل ہے اس کتاب کو خلافت اکیڈمی مینگورہ سوات نے شائع کیا ہے۔

عبدالصمد صارم صاحب نے ”خلافت قرآن و حدیث کی روشنی میں“ مرتب کی ہے۔ وہ بھی پڑھنے کے قابل ہے اور برادر طریقت محمد طفیل قادری نے بھی خلافت کے موضوع پر کتاب ”قذیل خلافت“ لکھی ہے۔ غرض یہ کہ حکیم و فقیہ و مفتی ملت اسلامیہ پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی نے اپنی تمام زندگی احیاء خلافت کے لئے وقف کی تھی۔

وصال حکیم ملت

دنیا میں جو اشیاء موجود ہیں یا امکان ہے کہ وجود میں آئیں گی ان تمام کے لئے کل من علیہا فان کے مطابق فناء ہے اور مخلوقات میں سے جو شیطانی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں ان کے لئے موت ایک آفت ہے اور وہ ہمیشہ کے لئے اس آفت میں مبتلا ہوں گے لیکن جو لوگ رحمانی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں اور باصفا ہیں اور اللہ اور اس کے رسول پاک کے لئے اپنی زندگیاں وقف کی ہیں وہ ہمیشہ کے لئے زندہ ہیں اور ہمیشہ کے لئے وہ ان نعمت الہیہ میں خوش رہیں گے اس لئے کہا گیا ہے کہ الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملا دیتا ہے تو بزرگان دین کے لئے یہی موت پل کی حیثیت رکھتی ہے اس لئے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ دونوں گروہ حیات طیبہ کی اس سعادت عظمیٰ پر فائز ہیں اور دنیا میں

چونکہ ان کے نفوس مطہرہ فناء سے بقاء تک جاچکے ہیں اس لئے ان کو وہی بقاء والی زندگیاں نصیب ہوتی ہیں بزرگان دین کی موت کو وصال کہا جاتا ہے اور جو نہی یہ ہستیاں وصال کے قریب ہوتی ہیں ان کے وصال کی علامات مومن لوگ مشاہدہ کرتے ہیں ایسے برگزیدہ لوگ بہت کم ہیں حضرت خواجہ حکیم ملت محدث ہزارویؒ کی حیات کے آخری ایام تھے آپ نے حسب معمول احیاء خلافت و نفاذ دستور اسلام کے سلسلہ میں بیماری کا بھی خیال نہ رکھا اور فیصل آباد کا تبلیغی دورہ فرمایا آپ ۲۲ نومبر ۱۹۹۲ء کو بذریعہ ہوائی جہاز فیصل آباد تشریف لے گئے آپ کے ساتھ آپ کے صاحبزادہ حافظ قاری سید عبدالماجد محبوب اور آپ کے مرید خاص محمد ارشد جہلم والے دونوں ہمراہ تھے آپ ہوائی اڈہ سے حاجی محمد رفیق کی کار میں بیٹھ گئے اور معتقدین ذکر جہر میں مصروف تھے آپ گلپشایاں کالونی جھنگ روڈ مرزا دلدار احمد قادری کے گھر تشریف لے گئے اور وہاں آپ درس قرآن میں مشغول ہوئے پھر آپ نے دعا کی اور لنگر تقسیم ہوا آپ نے سید جمیل شاہ صاحب منصوراں کو یاد فرمایا تو محمد شریف سید جمیل شاہ صاحب کو لے آئے اس اثناء میں علامہ صائم چشتی بھی تشریف لے آئے اور پھر سید محمد امین نقوی بھی تشریف لے آئے۔ ساری رات محفل علم و عرفان جاری رہی۔ محفل صبح ختم ہوئی اور آپ پھر واپس خانقاہ و تشریف تشریف لے گئے۔ ۲۵ دسمبر ۱۹۹۲ء بمطابق یکم رجب ۱۴۱۳ھ بروز جمعہ بعد نماز فجر بحالت سجدہ اپنے خالق حقیقی سے واصل ہوئے۔ اس آخری رات تمام رات درس و تدریس اور تبلیغ و ہدایت میں گزاری اسی رات اپنے پیارے بڑے صاحبزادے پیر سید محی الدین محبوب مدظلہ العالی سے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی جو امانت

ہے میں وہ امانت تمہیں سپرد کرتا ہوں اور پھر تمام وظائف کی اجازت بھی عنایت کی۔ پھر آپ نے حاضرین مجلس سے فرمایا کہ کلمہ شریف پڑھو اور خود بھی پڑھتے رہے۔ بعد از نماز فجر آپ سجدہ میں گئے جو حاضرین وہاں موجود تھے انہوں نے یہ خیال کیا کہ آپ یاد الہی میں مستغرق ہیں جب زیادہ دیر ہوگئی اور کوئی حرکت نہ کی تو حاضرین نے دیکھا تو آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے تھے۔ اور اس دار فانی کو چھوڑ کر دار بقاء کی طرف رحلت فرما گئے وصال کے بعد آپ کے مسکراتے ہوئے چہرہ انور سے نور الہی چمکتا تھا اور لوگ اس منور چہرے کا دیدار فرماتے رہے۔ فقیر راقم الحروف جمعہ کی نماز پڑھانے کے لئے جب دارالعلوم غوثیہ قادریہ پھندو روڈ بیرون گنج پہنچا تو میرے پرانے گھر کے دروازہ پر ایک رقعہ آویزاں تھا اور وہ رقعہ میرے پیارے پیر بھائی ڈاکٹر محمد سلیم قادری نے اطلاع کے طور پر دیا تھا۔ فقیر نے فوراً حویلیاں جانے کے لئے تیاری کی اور حویلیاں شریف پہنچا۔ بروز ہفتہ بعد از نماز ظہر آپ کے بڑے صاحبزادے پیر سید محی الدین محبوب مدظلہ العالی کی دستار بندی کی گئی فقیر راقم الحروف اس وقت موجود تھا اور محمد طفیل قادری کو ہاٹ والے بھی ساتھ تھے۔ آپ کے بڑے صاحبزادے سید پیر محی الدین محبوب کی دستار بندی حکیم و فقیہ ملت اسلامیہ پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی نے بھی خود کر دی تھی۔ نماز ظہر کے بعد آپ کی نماز جنازہ مسجد کے باہر کمیٹی گراؤنڈ میں بوقت تین بجے آپ کے صاحبزادے پیر سید محی الدین محبوب مدظلہ العالی نے پڑھائی۔ تمام حاضرین جنازہ کے بعد آپ کے چہرہ انور کا دیدار کرتے رہے فقیر بھی اس وقت دیدار سے مشرف ہوا تھا آپ کی نماز جنازہ میں ہزاروں معتقدین اور مریدین شریک ہوئے۔ آپ کو غسل دینے میں جن حضرات نے

حصہ لیا تھا ان کے نام یہ ہیں سید الطاف حسین شاہ، سید شاہ حسین شاہ، سید گلزار حسین شاہ اور سید عاشق حسین شاہ اور سید مقصود حسین شاہ کاظمی۔ آپ کے وصال مبارک کی خبر ۲۵ دسمبر ۱۹۹۲ء رات آٹھ بجے ریڈیو پاکستان پر اور نوبے کے خبر نامہ ٹیلی ویژن پر نشر ہوئی۔ اس لئے جنہوں نے ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی خبر کو سنا تھا وہ بروقت نماز جنازہ میں شریک ہوئے اور جو مریدین و معتقدین ملک کے کونے کونے میں تھے اور وہ اس اطلاع سے بے خبر رہے وہ اس نماز جنازہ میں شریک ہونے سے محروم رہ گئے۔ فقیر نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا تھا۔ جنازہ کے بعد آپ کو پھر واپس خانقاہ تشریف لے آئے اور وہاں خانقاہ محبوب آباد شریف میں اپنے آباء کرام اور برادر معظم سید عبد قاضی شاہ قادری کے دائیں پہلو میں مرقد انور میں جلوہ افروز کیا گیا اس مرقد انور کو آپ نے چند ماہ قبل خود بنوایا اور ہزاروں ختم قرآن مقدس اس میں کرائے گئے۔ علامہ اقبالؒ نے ایسی ہستیوں کے متعلق فرمایا ہے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اور اگر اس دنیا سے کوئی رحلت نہ کرتا تو وہ حضور انور ﷺ کی ذات مبارک تھی لیکن حضور انور ﷺ نے بھی اس فانی دنیا کو چھوڑ کر بدار بقاء رحلت فرمائی ایک عربی شاعر نے اس تصور کو یوں پیش کیا ہے۔

لو كانت الدنيا تدوم لواحد

لكان رسول الله فيها مخلدا

اگر دنیا میں کوئی ہمیشہ رہتا تو پھر حضور انور ﷺ اس دنیا میں ہمیشہ کے لئے رہتے لیکن

دنیا فانی ہے اس کو باقی نہ سمجھنا چاہئے اگر اس دنیا میں رہنا ہے تو پھر اس دنیا کو فانی سمجھ کر اپنے نفس کو فناء بقاء باللہ کے مراتب حاصل کرو تا کہ تمہیں ابدی بقاء نصیب ہو۔

حضرت فقیہ و مفتی و حکیم ملت اسلامیہ پیر سید محمود شاہ کا عرس مبارک ۲۳، ۲۵ دسمبر کو ہر سال دستور حق کے مطابق منایا جاتا ہے اور آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت علامہ پیر سید محی الدین محبوب مدظلہ اس عرس کو اس طرح مناتے ہیں جس طرح حضرت حکیم ملت محدث ہزاروی کے وقت میں عرس سید محبوب علی شاہ منعقد کیا کرتے تھے۔ ۲۵ دسمبر ۱۹۹۲ء رات کے آٹھ بجے ریڈیو اور نو بجے ٹیلی ویژن پر جب آپ کے وصال مبارک کی خبر لوگوں کے کانوں تک پہنچی تو ملک کے دانشوروں اور ممتاز علماء کرام اور مشائخ عظام نے تعزیتی خطوط بھیجے اور اخبارات و رسائل نے تعزیتی نوٹ لکھے۔

ان تعزیتی خطوط میں سے حضرت علامہ صائم چشتی فیصل آبادی کا تعزیتی خط قارئین کے لئے بطور مشتمت نمونہ پیش کیا جاتا ہے۔ صائم چشتی مرحوم ایک عالم فاضل شخصیت تھے اور افسوس کی بات یہ ہے کہ آپ بھی اس دنیا میں موجود نہیں اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملے ہیں آپ بہت سی کتب کے مؤلف اور مصنف بھی ہیں آپ نے حضرت امیر المؤمنین کے فضائل اور مناقب میں مشکل کشا ضخیم تالیف پیش کی ہے اور حضرت ابو طالب کے ایمان پر مبسوط کتاب ایمان ابو طالب دو جلدوں میں لکھی ہے اور حضرت امام حسین کی منقبت میں شہید ابن شہید دو جلدوں میں ایک ایمان افروز تالیف کی ہے اس طرح البقول و والدین سرور کونین و گیارہویں شریف کتابیں مرتب کی ہیں منظومات میں سے پھل تے کندے خاتون جنت خنک شہرے روح کائنات جان کائنات شان کائنات حسن کائنات نوائے صائم کعبہ و کعبہ مناقب قادری وغیرہ

ہیں۔ اب حکیم و فقیہ و مفتی اسلام کے حق میں اپنے خیالات کا اظہار فرمایا تھا وہ قارئین کے لئے درج کیا جاتا ہے۔

محمود شاہ رسول معظم کا لاڈلا
 حیدر کا عکس نور تھا زہرا کا چاند تھا
 کوہ گران تھا عزم کا جرات کا تھا پہاڑ
 وہ تھا رہ شبیر پر چلتا رہا سدا
 حق کی تھا اس جہان میں تلوار بے نیام
 باطل جو اس کے سامنے آیا وہ کٹ گیا
 غوث جہان تھا قطب زمان تھا بالیقین
 دنیا کو دکھلاتا رہا جنت کا راستہ
 وہ مصطفیٰ کا نور تھا حیدر کا شیر تھا
 اس کے مقابل عمر بھر کوئی نہ آسکا
 کہتے ہیں لوگ جس کو محدث ہزاروی
 وہ وقت کا مجدد اعظم تھا لاشبہ
 جو ہر قلم کے کس طرح صائم عیان کروں
 دل تو ہے اس کے ہجر سے میرا پھٹا ہوا

۲۷ دسمبر ۱۹۹۲ء روزنامہ مشرق میں خصوصی نامہ نگار اسلام آباد نے اپنا اظہار

یوں کیا تھا۔ سرخی یہ تھی ”قائد اعظم کے قریبی ساتھی پیرسید محمود شاہ ۱۲۰ برس کی عمر میں

انتقال کر گئے حویلیاں میں سپرد خاک کر دیا گیا سوموار کو مرحوم کی رسم قل ادا کی جائے

گی۔

اسلام آباد (خصوصی نامہ نگار) ممتاز روحانی پیشوا پیر سید محمود شاہ محدث ہزارویؒ کو خانقاہ محبوب آباد شریف حویلیاں ہزارہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ مرحوم کی نماز جنازہ حویلیاں کے میونسپل پارک میں ادا کی گئی نماز جنازہ صاحبزادہ محدث ہزاروی سید محی الدین محبوب قادری نے پڑھائی نماز جنازہ میں سینکڑوں کی تعداد میں ملک کے بڑے بڑے مشائخ عظام ممتاز علماء کرام بین الاقوامی شہرت یافتہ قاری اور نعت خوان دینی مذہبی سیاسی جماعتوں کے لیڈر ایم پی اے ایم این اے صوبائی اور وفاقی وزراء سینیٹر اور لاکھوں کی تعداد میں مریدوں اور عقیدت مندوں نے ملک کے کونے کونے سے شرکت کی۔ مرحوم کی عمر ۱۲۰ سال تھی آپ نماز فجر ادا کرتے وقت واصل باللہ ہو گئے مرحوم قریباً ایک ہزار دینی کتب کے مصنف محقق، فقیہ مفسر قرآن بہترین شاعر اور ادیب تھے مرحوم بانی پاکستان جناب قائد اعظم محمد علی جناح کے قریبی ساتھی تھے تحریک پاکستان میں انہوں نے گراں قدر خدمات انجام دی تھیں آپ نے ختم نبوت کی تحریک میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ روزنامہ مشرق ۲۷ دسمبر ۱۹۹۲ء۔ اس طرح ۳۰ دسمبر ۱۹۹۲ء میں روزنامہ نوائے وقت نے تعزیتی ریفرنس شائع کیا وہ لکھتے ہیں۔ قرآن اکیڈمی سٹیٹ ٹاؤن راولپنڈی میں حضرت پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی کی یاد میں ریفرنس ہوا جس میں پیر صاحب کے وصال پر تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے ان کی خدمات پر خراج تحسین پیش کیا گیا۔ ریفرنس میں تمام مکاتب فکر کے چھ سو سے زائد

علماء و سکالرز نے شرکت کی وفاقی وزیر صنعت و ثقافت جناب شیخ رشید احمد مہمان
 خصوصی تھے ریفرنس کا متن مرکزی امام حسین کونسل کے سیکرٹری جناب ڈاکٹر غضنفر
 مہدی نے پیش کیا جناب احسان اکبر قاری خوشی محمد الازہری، سید روح الامین پیر
 صاحب مانگی شریف، صاحبزادہ ابوطاہر سید محمد یونس شاہ کاظمی، صاحبزادہ روح الحسنین
 معین آف دیول شریف قاری سید بزرگ شاہ سینٹر ڈاکٹر محمد ریحان، پروفیسر اسلم فیضی
 کوہاٹ، علامہ بشیر حسین ناظم سید آل احمد رضوی وزیر بلدیات مولانا عبدالستار خان
 نیازی، صلاح الدین اجمیری اور دوسرے سکالروں نے خطاب کیا حضرت خواجہ محدث
 ہزاروی کے جانشین حضرت پیر سید محی الدین محبوب مدظلہ العالی اور ایران کے نائب
 سفیر سید علی تحقیقی نے خصوصی طور پر شرکت کی مقررین نے اپنے خطابات میں کہا کہ
 حضرت خواجہ محدث ہزاروی نے حضرت پیر سید جماعت علی شاہ اور حضرت پیر صاحب
 مانگی شریف کے ساتھ مل کر تحریک پاکستان میں نمایاں خدمات سرانجام دیں وفاقی
 وزیر شیخ رشید احمد نے اپنے صدارتی خطبے میں کہا کہ حضرت خواجہ محدث ہزاروی
 اتحاد بین المسلمین کے قائد تھے آپ نظریہ پاکستان کے علمبردار تھے آپ ایک ہزار
 سے زائد کتابوں کے مصنف عظیم مفسر و محدث تھے اور تمام زندگی اسلام اور نظریہ
 پاکستان کا پرچار کرتے رہے محترم جناب مولانا عبدالستار خان نیازی نے کہا کہ
 حضرت محدث ہزاروی خلافت اسلامیہ کے داعی تھے عاشق رسول ﷺ اور محبت اہل
 بیت اطہار تھے مولانا عبدالستار خان نیازی نے کہا کہ ان کی تصانیف اسلامی فکر کے

لئے نئی روشنی ہے ڈاکٹر غضنفر مہدی اور قاری خوشی محمد الازہری نے تجویز پیش کی کہ پشاور یونیورسٹی میں محدث ہزاروی چیئر قائم کی جائے حضرت محدث ہزاروی کے صاحبزادے حضرت پیر محی الدین محبوب مدظلہ العالی نے ملک کی سالمیت، استحکام، آزادی کشمیر و فلسطین اور عظمت عالم اسلام کے لئے دعا کی۔ (روزنامہ نوائے وقت ۳۰ دسمبر ۱۹۹۲ء) یہ مشتمل نمونہ اخبارات کے دو بیانات پیش کئے گئے اس طرح ہفت روزہ انصاف راولپنڈی نے بھی خصوصی بیان اپنے ہفت روزہ میں شائع کیا جو کہ ۱۶ تا ۱۰ فروری ۱۹۹۳ء کے پرچہ میں شائع کیا گیا اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں ایسے عظیم لوگوں کے وصال پر فرمایا ہے کہ ان پر آسمان روتے ہیں، فما بکت علیہم السماء (القرآن) یعنی جو نیک کار نہیں تھے ان کی موت پر آسمان نہیں رویا معلوم ہوا کہ نیک لوگوں کے وصال میں آسمان بھی روتا ہے۔ آسمان تو مادی چیز ہے اس سے مراد ”آسمان“ کے رہنے والے ملائک و ارواح مقدسہ مراد ہیں کہ نیک بزرگ شخصیت کی موت پر آسمان کے فرشتے اور ارواح مقدسہ روتے ہیں۔

ارشادات حکیم ملت

محدث ہزارویؒ

بزرگ ہستیوں کا کلام بھی بزرگ شان کی حیثیت رکھتا ہے مشہور مقولہ کہ کلام
 الملوک ملوک الکلام کہ بادشاہوں کا کلام بادشاہوں والا ہوتا ہے اس لئے لوگ
 بادشاہوں کے اقوال بیان کرتے ہیں اور ضرب الامثال میں وہ دوسروں کو نمونہ کے
 طور پر پیش کرتے ہیں اس طرح جو بزرگ ہستیاں ہوتی ہیں ان کا کلام بھی وہ شان
 رکھتا ہے اس لئے صاحب علم مریدان خاص ان ملفوظات کو جمع کر کے دوسروں کے
 فائدہ کے لئے کتابی شکل میں پیش کرتے ہیں مثلاً اللہ کے پیارے محبوب حضور
 انور ﷺ کے ملفوظات شریف کو احادیث نبویہ کہا جاتا ہے اور وہ بھی وحی خفی کا درجہ رکھتی
 ہیں مسلمانوں کی عبادات میں وہ ہمارے لئے ایک عظیم علمی سرمایہ اور حضور انور ﷺ
 کی زندگی ہمارے لئے ایک نمونہ ہے لہذا کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ کہ بے شک
 حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی تمہارے لئے نمونہ ہے اس کے بعد اللہ والوں کے
 ملفوظات نیک لوگ اپنا سرمایہ سمجھتے ہیں حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ باب
 مدینۃ العلم کے ملفوظات و خطبات نہج البلاغہ کے نام سے ہمارے پاس موجود ہیں
 حضرت غوث صمدانی شہباز لامکانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے ملفوظات الفتح

الربانی کے نام سے موسوم ہیں اس طرح حضرت خواجہ خواجگان حضرت سید معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات بھی عوام اور خواص میں بنام دلیل العارفین مشہور ہیں اس طرح آپ کے پیرومرشد خواجہ عثمان ہارویؒ کے ارشادات و ملفوظات انیس الارواح کے نام سے چھپے ہوئے ہیں اور خواجہ بختیار کاکیؒ کے ملفوظات کو فوائد السالکین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ حضرت خواجہ مسعود گنج شکرؒ کے ملفوظات کا نام راحت القلوب ہے اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے ملفوظات کا نام راحت المحبین ہے حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزارویؒ کے ملفوظات کا مجموعہ ملفوظ محمود کے نام سے شائع ہوا ہے اور فقیر نے ارشادات حکیم ملت محدث ہزارویؒ کے نام سے کتابچہ کی صورت میں لکھ کر شائع کیا ہے۔ برادر طریقت محمد طفیل قادری نے مرشد پاک کے ملفوظات اور مکتوبات جمع کئے ہیں انشاء جلد ہی کتابی صورت میں منصف شہود پر آجائیں گے آپ کے ملفوظات ہمارے لئے سرمایہ ایمان ہیں آپ نے جو بھی ارشاد فرمایا ہے وہ قرآن و سنت کی روشنی میں فرمایا ہے آپ نے قرآن و سنت کے علاوہ کوئی چیز اپنی طرف سے پیش نہیں کی ہے اب آپ کے چند ارشادات اور ملفوظات مشت نمونہ پیش کرنے کی جسارت کرتا ہوں امید ہے کہ قارئین کے لئے بھی یہ ایک عظیم انمول تحفہ ہوگا۔

(۱) خالق کائنات: اے میرے عزیز طالب حق و ہدایت یاد رکھ کہ کائنات اور اس کا ہر فرد موجود اور حادث ہے اور موجود کا محتاج ہے کائنات کا موجود ہی خالق اور بادشاہ ہے جو ہر عیب و نقص و عدم کمال سے منزہ (پاک) ہے اور اس کی ذات ہر خوبی و کمال کی جامع ہے اور اس کی ہستی کا انکار و خلاف سب

سے بڑی اور بنیادی نادانی اور غلطی ہے جو کفر و ضلال کی اصل ہے اسی کا دستور و ضابطہ کائنات (کتاب و سنت) ہی امن و ہدایت اور نجات و کامیابی کا ضامن ہے کائنات میں ضابطہ و دستور مقرر کرنے کا حق صرف اسی ایک اللہ کو ہے۔

(۲) دین حق اسلام ضابطہ کائنات کے سوا کوئی اور ضابطہ و دستور مقصد آفرینش کے مطابق ہرگز نہیں اور نہ وہ افراد کائنات کے لئے مناسب اور نہ ہی کامیابی کا موجب ہے بلکہ انجام کار وہ خسارہ و ناکامی کا موجب ہے جیسا کہ دین بتیغ غیر الاسلام دینا سے ظاہر ہے ضابطہ کائنات کتاب و سنت میں موجود اور محفوظ ہے۔

(۳) پیغمبر اسلام اللہ کا وہ معصوم بندہ جو خلافت الہیہ میں بعطاء الہی عالم غیب سے اخبار امور و احکام پا کر عالم شہود میں ضابطہ کائنات کی تعلیم و تنفیذ پر مامور ہو۔ دائرہ نبوت و پیغمبری کی ابتداء نور مصطفیٰ سے ہوئی اور انتہاء و تکمیل بعثت مصطفیٰ پر ہو چکی ہے ضابطہ کائنات کی تعلیم و تفہیم و تنفیذ کے بنیادی مستحق صرف اللہ کے خلیفہ و نائب اعظم مظہر اتم محمد مصطفیٰ آخرا لمبعوثین ہی ہیں اور وہی دائرہ نبوت و رسالت کے مرکز و محیط ہیں۔

(۴) مسلمان وہ جو خدا و مصطفیٰ کو جمیع ضروریات دین کے ساتھ تسلیم کر کے حق کا ادب و عشق رکھتا ہو اور منافق وہ مدعی اسلام ہے جس کی عملی اعتقادی حیات و وفات اللہ و رسول و اہل بیت اطہار و صحابہ کبار و اولیاء عظام کے ادب و عشق اتباع و معیت کے منافی ہو۔

(۵) خلافت و دستور اسلام کی بحالی ہی میں کائنات کے امن و ہدایت اور فلاح

دارین و نجات اور خوشحالی کا راز مضمحل ہے افراد کائنات اسے آزما دیکھیں۔

(۶) بندہ حق و ہدایت کا طالب ہے نجات و کامیابی اس کا مقصود ہے طالب حق

بندہ کو صحیفہ نفس و آفاق کے مطالعہ کے لئے بصیرت دی گئی ہے تاکہ وہ اپنے

مقصود کو پانے میں کامیاب ہو طالب حق کے لئے اپنے مقصود میں کامیابی

کی ہدایت کا خلاصہ کلمہ طیبہ میں ہے۔

(۷) کلمہ طیبہ نے جس کو رد کیا اور جس کی نفی کی وہ شرک ہے جس کا اقرار کیا اور

ثابت کیا وہ توحید ہے یعنی غیر اللہ میں الوہیت کی شان ثابت کرنا شرک

ہے الہ وہ جو ابدی و ازلی ہو ابتداء و انتہاء سے پاک ہو حیات علم و ارادہ

دیکھنے سننے والا ہو اور عالم کی تکوین میں ذاتی قدرت والا ہو۔

(۸) حق (خدا و مصطفیٰ و محبوبان خدا) کا ادب دین اور حق کا عشق ہی ایمان ہے۔

اس پر بندہ مومن کے اعمال کی قبولیت اور اس کی نجات کا دار و مدار ہے اور

عشق کے قابل صرف وہی ذات ہو سکتی ہے جو حروف عشق کی یعنی عین حق،

شان حق اور قرب حق والی ہو اور ایسی ذات صرف ذات مصطفیٰ ہی ہے۔

(۹) اے طالب حق و ہدایت یاد رکھ کہ اہل حق اولیاء اللہ ہی کی ذات ہدایت و

روشنی کا مینار ہے اور ان کی تعلیم و تربیت نجات اور کامیابی کا ذریعہ ہے۔

(۱۰) ذکر و فکر: اے عزیز ذکر دو قسم کا ہے اول مطلق ذکر دوم ذکر موجب فکر ذکر

مطلق معشوق حقیقی کی صرف یاد کا نام ہے اور ادنیٰ تعلق کا مظہر ہے اور

موجب بقاء ہے اور بقاء جمود اور جمود ناقص ہے اور فکر موجب ارتقاء ہے اور

ترقی ہے یا یوں کہو کہ ایک یاد تذکیری ہے جو ادنیٰ ہے اور ایک یاد تعمیری ہے جو اعلیٰ ہے اکثر صوفیائے سابقہ کا کلام ذکر مطلق پر مشتمل ہے صرف مولانا روم کا کلام فکر یعنی تعمیری یاد پر مشتمل ہے ذکر کی انتہاء فکر، فکر کی انتہاء عمل صالح اور عمل صالح کی انتہاء خلافت ہے اور خلافت کی انتہاء قرب خداوندی ہے۔

(۱۱) تصوف: اے میرے عزیز ضابطہ کائنات کا وہ تصرف جو انفس و آفاق کی اصلاح پر حاوی ہو تصوف کہلاتا ہے تصوف محض رسم و رواج یا چند وظائف کا نام نہیں بلکہ خلافت و دستور اسلام کی عملی شکل میں اصلاح انفس و آفاق کا عالمگیر منصوبہ ہے اور اسی کا نام طریقت اور فقر بھی ہے معلم ضابطہ کائنات ﷺ کا ارشاد ہے کہ شریعت میرے اقوال، طریقت میرے افعال اور حقیقت میرے احوال اور معرفت میرے اسرار ہیں۔ اے میرے عزیز! اپنے مرشد کامل کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی ظاہری و باطنی حرکات و سکنات کو ضابطہ کائنات کے سانچے میں ڈھالنے کی پوری کوشش کیا کرو۔

(۱۲) قول فیصل: اے عزیز اور پیارے صاحبو! حق کا ادب دین اور حق کا عشق ہی ایمان ہے اسی پر ہماری نجات اور ہمارے اعمال صالحہ کی قبولیت کا مدار ہے یہی اللہ کی وہ مقرر کردہ حدیں ہیں جن پر قائم رہ کر افراد کائنات اخوت و مساوات کے مضبوط رشتہ میں منسلک ہوئے رب کائنات نے دین و ایمان پر قائم رہنے والوں ہی سے انتم الاعلون کا وعدہ فرمایا تھا جب تک ہم دین و ایمان پر قائم رہے فتح و کامرانی ہمارے قدم چومتی رہی اور جب ہم

نے اللہ کی مقرر کی ہوئی حدود کو توڑا تو ہمارا شیرازہ بکھر گیا اور ہم فرقوں میں بٹ کر کمزور تر ہوتے چلے گئے اور آج یہود و ہنود کے ہاتھوں رسوا ہو رہے ہیں خالق کائنات اپنی حدود کا ذکر کرتے ہوئے ضابطہ کائنات (قرآن کریم) میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

- (۱) یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدود سے آگے بڑھے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔ (البقرہ ۷/۲)
- (۲) اور یہ اللہ کی حدیں ہیں جنہیں بیان کرتا ہے دانشمندوں کے لئے (البقرہ ۲/۱۲)
- (۳) یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو حکم مانے اللہ اور اللہ کے رسول کا اللہ سے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں روان ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔ (النساء ۱۳/۴)
- (۴) اور جو اللہ اور رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی کل حدود سے بڑھ جائے اللہ سے آگ میں داخل کرے گا اور اس کے لئے خواری کا عذاب ہے۔ (النساء ۱۳/۴)
- (۵) گنوار کفر و نفاق میں زیادہ سخت ہیں اور اسی قابل ہیں کہ اللہ نے جو حکم اپنے رسول پر اتارے اس سے جاہل ہیں اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔ (توبہ ۱۱/۱)
- (۶) توبہ والے عبادت والے سراہنے والے روزے والے رکوع والے سجدے والے بھلائی بتانے اور برائی سے روکنے والے اور اللہ کی حدود کو

نگاہ رکھنے والے خوشی سناؤ مسلمانوں کو (توبہ ۳۰/۱۱)

(۷) یہ اس لئے کہ تم اللہ ورسول پر ایمان رکھو اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور کافروں

کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (المجادلہ ۱/۲۸)

(۸) اور یہ اللہ کی حدیں ہیں جو اللہ کی حدود سے آگے بڑھا بے شک اس نے اپنی

جان پر ظلم کیا۔ (۲۸/۱۷)

اے میرے عزیزو! ان آیات کریمہ سے صاف معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی

مقرر کی ہوئی حدیں جن سے تجاوز نہ کرنا ہی دین و ایمان پر قائم رہنا ہے اور اپنی حدوں

پر قائم رہنا علم و ہدایت کا نور نجات اور کامیابی کے لئے لازم ہے پس ان حدوں کو

پہچاننا اور ان سے تجاوز نہ کرنا دینی و ایمانی اور بنیادی فرض ہے اور جو ان حدوں کو

پہچاننے سے غافل ہو کر تجاوز کر جائے اسے ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ظالم جاہل،

نافرمان، جہنمی، دردناک عذاب والا سخت کافر، منافق، علم دین کے ناقابل اپنے آپ پر

ظلم کرنے والا بتایا ہے۔ بندہ مؤمن کو یہ معلوم کرنا نہایت لازم ہے کہ وہ کون سی حد

ہے جس سے گزرنے پر آدمی علم، ہدایت، تقویٰ، ایمان، نجات، جنت، کامیابی سے نکل کر

جہالت، نافرمانی، دائمی جہنم کے دردناک عذاب اور کفر و منافقت اور گمراہی والا بن جاتا

ہے اے میرے عزیزو! اس بارے میں اگر ہم اپنی رائے اور خیال یا فیصلہ کو برائے

ثبوت پیش کریں یا اپنے ہم مرتبہ لوگوں سے دریافت کریں تو بات فیصلہ کن نہ ہوگی

ممکن ہے اس میں ہماری انسانیت لغزش کر جائے اور غلطی سے کچھ اور کہہ دیں لہذا ہم

زندہ خدا کے زندہ کلام سے اس بارے میں دریافت کر کے فیصلہ لیں کہ اس تنازعہ کو

فیصلہ کے لئے کہاں لے جائیں کہ قطعی اور بلاشک و شبہ یقینی فیصلہ ہو سکے چنانچہ ہم نے

اپنا یہ مدعا باری تعالیٰ کے حضور پیش کیا تو اس کا جواب ارشاد ہوتا ہے فان تنازعتم فی شیئی فردوہ الی اللہ ورسولہ . واحسن تاویلا (۵/۵ النساء) ترجمہ پھر اگر تم میں کسی بات پر جھگڑا اٹھے تو اللہ ورسول کے حضور رجوع کرو اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو یہی بہتر ہے اور اس کا انجام سب سے اچھا ہے۔

حاصل یہ کہ تنازعہ اللہ ورسول کے فرمان سے چکاؤ اللہ ورسول کا فرمان ہی قول فیصل ہے جیسا کہ سورۃ الطارق میں فرمایا انہ لقول فصل بے شک قرآن ضرور فیصلہ کی بات ہے پس ہم نے اللہ ورسول سے دریافت کیا کہ وہ کون سی حد ہے جس کے گزرتے ہی آدمی دین وایمان کی حدود سے نکل کر کفر کی حدود میں داخل ہو جاتا ہے اس کا جواب ضابطہ کائنات سے یوں ملتا ہے۔ اے ایمان والو! میرے محبوب کے حق میں راعنا کہنا چھوڑ دو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنا کرو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (البقرۃ ۱۲/۱) اس میں راعنا لفظ کا استعمال رسول خدا معلم کائنات نور مجسم احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بیسیوں معنی تو ادب کے بھی رکھتا ہے مگر ایک معنی چرواہا و گڈریا کے بھی اس میں پائے جاتے ہیں لہذا تمام اہل ایمان کے سردار اولین مومنین صحابہ کرام کو اس کا بولنا ہی منع ہو گیا اور آئندہ بولنے والے پر بارگاہ خداوندی سے کفر اور دردناک عذاب کا فیصلہ صادر ہوا۔ دوسری جگہ ارشاد و ربانی ملاحظہ ہو ”اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہ کہا اور بے شک ضرور انہوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام کے بعد کافر ہو گئے۔ (توبہ ۱۶/۱۰) اس آیت مبارکہ کا شان نزول یہ ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کے برے انجام کا ذکر فرمایا تو ایک شخص جلاس نے کہا اگر حضور نے سچ کہا تو ہم لوگ

گدھوں سے بدتر ہو گئے عامر بن قیس نے یہ خبر حضور پر نور ﷺ کے گوش گزار کر دی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلاس سے پوچھا تو وہ قسم کھا گیا کہ میں نے یہ نہیں کہا عامر نے مجھ پر تہمت باندھی ہے پھر عامر نے قسم کھا کر کہا کہ میں نے سچ کہا ہے اور عامر نے دعا کی کہ مولا سچے کی تصدیق فرمادے اس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ آیت مبارک کے ضمن میں دوسری روایت یہ ہے کہ حضور رحمت عالم نے سفر تبوک کے دوران ایک جگہ قیام فرمایا اور شمع رسالت کے پروانوں کو شام و عراق کی فتوحات کی پیشین گوئی فرمائی اس وقت تین صحابی ایک طرف کھڑے تھے ان میں ایک نے کہا کہ بیٹھے یہاں ہیں اور خبریں شام و عراق کی دے رہے ہیں بھلا محمد غیب کیا جانیں۔ اس پر دوسرا ہنسا اور تیسرا خاموش رہا اتنے میں ایک اور صحابی آئے اور حضور انور ﷺ کی خدمت میں عرض کی حضور میری اونٹنی گم ہو گئی ہے اس پر وہ شخص بولا کہ اندازہ کرو کہ قریب سے اونٹنی گم ہو گئی ہے اس کی خبر نہیں اور خبر دے رہے ہیں عراق و شام کی فتح کی اور کہا وَاْمَا يُدْرِيْكَ بِالْغَيْبِ مُحَمَّدٌ غَيْبٌ كَيْفَا جَانِيں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ لَنْ لَانِيں کے بعد کافر ہو گئے حالانکہ اونٹنی بھی حضور کی بتائی ہوئی جگہ سے ملی مگر ان کی اتنی سی بے ادبی پر تو حید اسلام صحابیت جہاد تبلیغ نماز روزہ وغیرہ ان کے کچھ کام نہ آیا اور ان کی معافی کے متعلق حکم آ گیا کہ ہم ہرگز انہیں معاف نہیں کریں گے۔ الحجرات کی دوسری آیت میں ارشاد ربانی ہے اے ایمان والو! اپنی آوازیں غیب بیان نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلا کر بات کرتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے سب اعمال اکارت ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

صحیح بخاری شریف میں اس کی تفسیر یوں ہے کہ ایک مرتبہ بنی تمیم کا قافلہ مسلمان ہوا اور اس کے انتظام کے لئے کسی ایسے صحابی کی تقرری کرنی تھی جو انہیں اسلام کے ارکان و قواعد سے آگاہ کر سکے حضور پر نور ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر آپ کس آدمی کو تجویز کرتے ہیں آپ نے قعقاع نامی صحابی کا نام تجویز کیا ان کے بعد حضور ﷺ نے حضرت عمرؓ سے تجویز طلب کی تو آپ نے ابن حالیس کا نام تجویز فرمایا اس پر ابوبکر بول اٹھے یا عمر ما اردت الا خلائی اے عمر! تم ہمیشہ میرے خلاف کرتے ہو حضرت عمرؓ نے جواب دیا اس میں اختلاف کی کوئی بات نہیں ہے یہ تو رائے کی بات ہے میں نے تو اپنے آقائے دو جہان ﷺ کے حکم کے مطابق اپنی رائے کا اظہار کیا ہے مگر اس گفتگو کے دوران دونوں اصحاب رسول ﷺ کی آوازیں آواز مصطفیٰ ﷺ سے بلند ہو گئیں تو بارگاہ رسالت اور مرشد کائنات کا انتہائی ادب امت مسلمہ کو تعلیم فرمانے کے لئے یہ آیت نازل ہوئی جس میں تنبیہ کی گئی کہ تمہاری آواز کسی حال میں بھی نبی کی آواز سے اونچی نہیں ہونی چاہئے بلکہ اگر مرشد و معلم کائنات خاموش بھی ہوں تب بھی عامیانا لہجے میں ہرگز نہ بولو کہ اتنی سی ترک تعظیم سے عمر بھر کا سب کیا کرایا تباہ ہو جائے گا اور تمہیں پتہ بھی نہ ہوگا چنانچہ ہمارے ان بزرگوں نے اس حکم پر اس نہایت کا ادب اپنی فطرت ہی بنا لیا کہ پھر سرگوشی کے طور پر بارگاہ رسالت میں کلام کرتے۔ حتیٰ کہ کئی بار بتکرار معلم کائنات کو پوچھنا پڑتا کہ تم کیا کہتے ہو اس مبالغہ کے ادب و تعظیم پر ان کی وہ فروگزاشت معاف ہو جانے اور آئندہ اس ادب پر اجر عظیم کا فیصلہ صادر ہوا جو اگلی آیت میں مذکور ہے بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے

ہیں رسول اللہ کے پاس وہی ہیں جن کے دل اللہ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لئے ہیں ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

سوائے میرے عزیزو! معلوم ہوا کہ جس کسی سے شان رسالت میں کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ کلمہ یا حرکت خلاف ادب صادر ہو جائے تو اس کا مرتکب دین و ایمان کی حدود سے نکل کر کفر کی حدود میں پہنچ جاتا ہے اس بارے میں خالق کائنات وحدہ لا شریک کا یہ فرمان بھی سن لو **لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا** اللہ کی سنت و عادت و قانون بدلتا نہیں۔ اب اس خدائی فیصلہ کے بعد آپ حضرات خود انصاف کریں کہ اگر کوئی شخص بھی خدا اور رسول کی شان میں گستاخی کے کلمات کہے یا تحریر کرے کیا اس پر بھی اس قانون خداوندی کا اطلاق ہوتا ہے اگر ہوتا ہے تو کیا اللہ تعالیٰ انہیں معاف کرے گا جب کہ اس کا فیصلہ ہے کہ اس کا قانون بدلتا نہیں اور اب ہمارے جن کرم فرما حضرات نے خدا اور مصطفیٰ ﷺ کی شان میں گستاخی کے الفاظ کہے یا نشر کئے یا تحریر کئے تو وہ اپنے دین و ایمان کا جائزہ لیں کیا ایسی تحریریں اور عقائد امت بنانے والے ہیں یا تفرقہ پیدا کرنے کا باعث ہیں اور انہیں حضرات کے پیروکار بھی دین و ایمان کی روشنی میں غورو فکر کریں کہ اگر تم بھی ان کے ساتھ اسی اعتقاد میں شامل ہو اور ان کے ساتھ میل ملاپ رکھو اور انہی کی اقتدا میں نمازیں پڑھو تو کیا تم بھی اللہ کی حدود سے گزرنے والے ہو جاؤ گے یا نہیں؟ کیوں کہ خالق کائنات کا یہ بھی ارشاد ہے کہ **وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّهُ مِنْهُمْ** اگر تم نے ان کے ساتھ میل ملاپ رکھا تو تم بھی انہی میں شامل ہو جاؤ گے۔

(۹) اے میرے عزیزو! اس ضمن میں مندرجہ ذیل عبارتوں پر وسیع النظری سے غور و فکر کر کے خود دین و ایمان اور ضابطہ کائنات کی روشنی میں فیصلہ کرو کہ آیا ایسے لوگ اللہ کی حدود توڑنے والے ہیں یا نہیں وسیع النظری کا یہی تقاضا ہے کہ حق و باطل میں تمیز کر کے حق کا ساتھ دیا جائے اور باطل کو چھوڑ دیا جائے۔

(۱۰) وہ دل آزار عبارات قارئین کے لئے پیش خدمت ہے۔ صراط مستقیم میں اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں ”عبادت میں بدی کے وسوسہ کی نسبت اپنی بی بی سے مجامعت کا خیال بہتر ہے اور پیر و مرشد و بزرگان دین حتیٰ کہ رسالت مآب ﷺ کا تصور و خیال اپنے بیل اور گدھے کے تصور میں ڈوب جانے سے کئی درجہ زیادہ برا اور شرک ہے۔

(۱۱) خدا کی شان کے متعلق بھی نازیبا الفاظ ان کی کتب میں نقل ہیں مثلاً براہین قاطعہ، جہد المقل اور یک روزی میں ہے کہ خدا جھوٹ، چوری، زنا، ظلم، جہل وغیرہ عیوب و نقائص پر قادر ہے جو بندہ کی قدرت میں ہے سب پر اللہ قدرت رکھتا ہے ہم نہیں جانتے کہ اللہ کا جھوٹ بولنا محال ہے۔ امکان کذب کا مسئلہ تو اب کسی نے جدید نہیں نکالا۔ (جہد المقل، یک روزی) جہد المقل میں مزید لکھا ہے کہ افعال قبیحہ، چوری، جھوٹ، زنا، ظلم، بد معاشی کے کام جو بندہ کے مقدور میں ہیں خدا کی قدرت میں ہیں کہ یہ کلیہ ہے ہر مقدور العبد مقدور اللہ ہے۔ (جہد المقل و ضمیمہ اخبار نظام الملک)

(۱۲) حضور انور معلم و مقصود کائنات ﷺ کی شان مبارکہ میں ایسے نازیبا الفاظ اپنی کتب میں نقل کی ہے کہ وہ کسی مسلمان کے ایمان کے لائق نہیں۔ بلغۃ الحیر ان میں ہے کہ حضور پل صراط پر میرے گلے سے لگ کر جا رہے تھے میں نے دیکھا کہ آپ گر رہے ہیں میں نے آپ کو پکڑا اور گرنے سے بچالیا۔ بلغۃ الحیر ان۔ براہین قاطعہ

میں ہے کہ عید میلاد النبی منانا کرشن کے جنم دن منانے کی مثل ہے اعادہ ولادت مثل بنود کے سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں۔ یا مثل روافض نقل شہادت اہل بیت ہر سال کرتے ہیں پردہ نامی کتاب میں ہے یہ قانون جو ریگستان عرب کے ایک ان پڑھ چرواہے نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ پردہ۔ تحذیر الناس میں ہے کہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد کوئی نبی فرض کیا جائے تو بھی خاتمیت محمدیہ میں فرق نہ آئے گا۔ حفظ الایمان میں حضور پر نور ﷺ کے غیب کے متعلق درج کیا ہے کہ ایسا علم غیب تو زید و بکر و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات کے لئے بھی حاصل ہے۔ حفظ الایمان۔ ماہنامہ المرشد ج ۱۵ شمارہ ۲ صفحہ ۲۶ ستمبر ۱۹۹۳ء میں ہے کہ ہندوؤں کے بھجن اور آج کل کے مسلمان کی نعت میں کوئی فرق ہی نہیں ہے جس طرح وہ رام لیلیٰ پڑھ کے کچھ مانگتے ہیں اس طرح ہر شعر کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ میں آپ پر درود بھیجوں تو میری بیماری ٹھیک ہو جائے میری ساری مشکلات دور ہو جائیں میرا کام سنور جائے۔ ماہنامہ المرشد

(۱۳) مقصد قانون: قانون کا مقصد حصول منفعت اور دفع مضرت ہے اور قانون کا حق صرف اسی کو ہو سکتا ہے جس کا علم محیط ہو اللہ کے علم نے ہی کائنات کے ذروں کو محیط کیا ہوا ہے اور ناقابل تبدیل ہے ناقص کا قانون بھی ناقص ہوگا خالق کائنات ہی کے قانون کے نفاذ میں مخلوق کی فلاح ہے۔

(۱۴) نعت: وہ کلام جو کسی کی کما حقہ تعریف پر مشتمل ہو نعت کہلاتا ہے معلم کائنات محمد مصطفیٰ کی نعت سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں کر سکتا ہمارا کلام صرف مدحت مصطفیٰ ہے سارا قرآن نعت مصطفیٰ ہی تو ہے نعت مصطفیٰ کی نہ ابتداء ہے نہ انتہاء جیسا کہ ان

اللہ و ملائکہ يصلون علی النبی الایة اور قاب قوسین او ادنیٰ سے ظاہر ہے۔

(۱۵) اولیاء اللہ کے در پر حاضری کے آداب: ایک روز بعد نماز چاشت ایک برادر طریقت نے عرض کی کہ حضور! میں سلطان باہوؤں اور بار خواجہ ذکر یا ملتانی و دیگر اولیاء اللہ کے مزارات پر جانے کا ارادہ رکھتا ہوں اس لئے اجازت فرما کر آداب زیارت بھی سکھا دیں اس پر آپ نے حاضرین مجلس سے فرمایا اے پیارے صاحبو! کبھی کبھی اللہ سے بھی مل لیا کرو اولیاء اللہ سے ملنا ہی اللہ سے ملنا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا اے میرے محبوب جب مسلمان اپنی جانوں پر ظلم (گناہ) کر بیٹھیں پھر آپ کے در اقدس پر حاضر ہو کر اللہ سے معافی مانگیں اور اللہ کا رسول بھی ان کے لئے معافی مانگے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پائیں گے اولیاء اللہ ہی چونکہ نائب رسول ہوتے ہیں اس لئے مزید ارشاد فرمایا اے ایمان والو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہو لہذا ان اللہ والوں کے در پر حاضر ہو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگ لیا کرو۔ نیز جب کوئی نیا پیر بھائی بیعت ہو تو باقی حاضرین مجلس تجدید بیعت و توبہ کے لئے ضرور شامل ہو جایا کرو جب بھی کسی بزرگ کی خدمت میں یا اس کے مزار پر حاضری دو توبہ وضو ہو کر حاضری دو اور اپنے مرشد کامل ہی کا تصور رکھا کرو تصور شیخ ہی تمام نعمتوں کے حصول کا اصل ذریعہ ہے جتنا تصور شیخ مکمل اور واضح ہوگا اتنی ہی تجلیات و برکات حاصل ہوں گی اور جو واردات مرشد کامل پر وارد ہوں گی وہی مرید صادق پر وارد ہوں گی ایک دفعہ فقیر نے حضور غوث پاک سے زیارت قبور کی اجازت مانگی تو ارشاد ہوا اے عزیز یاد رکھو کہ نانی ماں کی ماں ہوتی ہے

لیکن دودھ اپنی ہی ماں سے ملتا ہے فقیر سارا راز سمجھ کر خاموش ہو گیا لیکن چند دن بعد مجھے اجازت مل گئی جب زیارات کرتا ہوا ملتان شریف پہنچا تو معرفت کے عجیب نظارے چشم باطن سے ملاحظہ کئے۔ کعبہ شریف ملتان میں موجود ہے اور انوار تجلیات کی بارش ہو رہی ہے خواجہ ذکر یا ملتانی فرماتے ہیں کہ ہم نے تصور شیخ میں محو ہو کر ملتان کو عرش بنا دیا ہے یہاں پر فرشتے بھی سر بسجود ہوتے ہیں اس لئے ملتان کی سر زمین پر سنبھال کر قدم رکھنا حق کے ادب و عشق کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھے کہ کہیں بے ادبی نہ ہو جائے نماز عصر کے وقت مزار رکن عالم پر حاضری دی فاتحہ پڑھنے کے لئے ہاتھ اٹھائے تو دیکھا کہ آپ مزار شریف میں موجود نہیں ہیں تھوڑے سے وقفہ کے بعد معلوم ہوا کہ آپ نماز باجماعت میں شامل ہیں لہذا فقیر بھی اپنے دیگر احباب کے ساتھ جماعت میں شامل ہو گیا اور نماز پڑھ کر فاتحہ پڑھی اور دیگر زیارات کے لئے روانہ ہوا۔

اے عزیزو! جب بھی اللہ والوں کے در پر جاؤ ان کے مشاغل کا خیال رکھو تا کہ ان کے وظائف میں خلل نہ آئے ان کو غافل ہرگز تصور نہ کہو درویش اللہ کے ٹائپ رائٹر اور مائیکروفون ہوتے ہیں سوتے میں بھی ان کے دل جاگتے ہیں یا حق میں مصروف اور جمال محمدی سے مسرور ہوتے ہیں اور حق کی اجازت سے طالبان حق کو اسرار الہی سے آگاہ کرتے ہیں عارف کامل وہ ہے کہ جس کے بال بال ورگ رگ سے انوار الہی و احکام الہی عیان و صادر ہوں مرشد کامل کا دیدار دیدار حق ہے اور عبادت میں شامل ہے مرشد کائنات ﷺ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ کے چہرے کو محبت بھری نگاہ سے دیکھنا بھی عبادت ہے۔ (مشکوٰۃ) عارف رومی فرماتے ہیں کہ اہل اللہ کی صحبت میں ایک لمحہ

بھی بیٹھنا سو سالہ طاعت بے ریا سے بہتر ہے۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
 لیکن یاد رکھو کہ درویش بھی تین قسم کے ہوتے ہیں (۱) سالک جو حق کے ادب و عشق
 سے لبریز ہوتا ہے اور اپنے حال پر غالب ہو کر دونوں جہانوں کا مالک ہوتا ہے اور
 اپنے متوسلین کو شریعت و طریقت کی راہ پر چلا کر منزل مقصود تک پہنچاتا ہے۔ (۲)
 مجذوب وہ ہیں جو ادب و عشق سے تو لبریز ہوتے ہیں لیکن اپنے حال سے مغلوب
 ہو جاتے ہیں لہذا اتم سکری کے تحت شرعی پابندیوں سے تو بری ہوتے ہیں مگر شریعت
 حقہ کا مقابلہ ہرگز نہیں کرتے کیوں کہ شریعت ماں کی گود کی طرح ہوتی ہے جس میں
 روتا ہوا بچہ بھی خاموش ہو کر سکون حاصل کرتا ہے ان کو برا بھلا نہیں کہنا چاہئے ان کو ان
 کے حال پر چھوڑ دینا چاہئے مجذوب اپنے لئے ہی خوب ہوتے ہیں۔ (۳) درویشوں
 کی تیسری قسم وہ ہے جو درویشان باطل یا اولیاء الشیطان کہلاتی ہے ان کی مثال
 بہر و پیوں کی سی ہے کہ بظاہر درویشوں جیسا لباس پہنتے ہیں اور ان کی طرح رہتے ہیں
 اور امام الاتقیاء و امام الاصفیاء وغیرہ بھی کہلاتے ہیں لیکن درحقیقت وہ ادب و عشق حق
 سے یکسر محروم اور معمولات اسلامیہ کے منکر ہوتے ہیں اور عقائد باطلہ رکھتے ہیں مثلاً
 خدا جھوٹ بول سکتا ہے زنا کر سکتا ہے خدا مرکب ہے میں خدا بیٹا ہوں اور خدا ہاتھی
 دانت کا ہے وغیرہ اس کے علاوہ تو ہیں انبیاء و اولیاء کے بھی مرتکب ہیں ایسے ہی لوگوں
 نے درویشی و تصوف کے پردہ میں کمالات نبوت اور جھوٹی نبوت کے دعوے کر کے
 لوگوں کے دین و ایمان لوٹے حتیٰ کہ اپنے نام کے کلمے بھی پڑھوانے کی کوشش کی پیر
 کہلانے سے کوئی پیر نہیں بننا ایسے لوگ ہرگز پیر نہیں ہو سکتے یہ درویشان باطل مردود

ہیں ان پر نگاہ ڈالنا بھی حرام ہے ان کی صحبت زہر قاتل ہے ان کی صحبت میں رہنے سے انسان دین و ایمان سے یکسر محروم ہو کر زندیق ہو جاتا ہے لہذا اے عزیزو! ایسے لوگوں کی صحبت سے ہمیشہ بچتے رہو یہ صرف مال و دولت ہی کے بھوکے اور دنیا کے کتے نہیں بلکہ دولت دین و ایمان کو بھی لوٹ لیتے ہیں۔

اے عزیزو! جب بھی کسی فقیر کے در پر حاضری دو تو خالی ہاتھ نہ جایا کرو کم از کم مٹی کے ڈھیلے لا کر مسجد میں رکھ دیا کرو یا مسجدوں میں جھاڑو دے دیا کرو یا در ہے کہ مطلق حرام اللہ تعالیٰ اپنے فقیروں تک پہنچنے ہی نہیں دیتا ہر وہ شے جو کسی درویش با خدا کو پیش کی جاتی ہے وہ اعتکاف کرتی ہے فقیر کے ہاں ذکر و فکر کی وجہ سے ہر وقت انوار الہی کی بارش ہوتی ہے جس کی برکت سے رزق میں کشادگی اور تاثیر شفا پیدا ہو جاتی ہے اور فاسد اشیاء بھی پاک ہو جاتی ہیں فقیر کو جب اور جس چیز کا حکم ہوتا ہے وہی آپ کو پیش کرتا ہے ایک روز آپ کے ایک پیر بھائی نے سیبوں کی ایک ٹوکری پیش کی وہ چند دن پڑی رہی تو گھر والوں نے ناواقفیت کی وجہ سے کہا کہ سیب اتنے دنوں کے پڑے ہیں خراب ہو جائیں گے ہمیں کیوں نہیں دیئے فقیر نے کہا ابھی پکے نہیں یہ سن کر حیران ہوئیں اور خاموش ہو گئیں بعد میں فقیر کی عدم موجودگی میں کنیر ایک سیب لے گئی اور کھالیا کھاتے ہی شدید درد شروع ہو گیا جب فقیر گھر آیا تو واقعہ دیکھتے ہی کہا کہ سیب کھالیا ہوگا ان پر کچھ دانے فاسد تھے فاسد دانہ کھانے سے ہی یہی فساد ہوا فقیر نے فوراً اسے توبہ کرائی اور آئندہ ایسی حرکت سے باز رہنے کی تلقین کی۔

(۱۶) مرشد کے در پر حاضری کا مقصد: مرشد کامل کے در پر حاضری کا مقصد فقط اصلاح نفس اور حصول علم و معرفت ہو اصلاح نفس کے بعد دنیاوی کام خود بخود درست

ہو جاتے ہیں مرشد کامل کے حضور بہترین ہدیہ قلب سلیم ہے اس لئے اے عزیزو! اپنے ساتھ دل و دماغ بھی لے کر آیا کرو۔ فقیر کا کام دلوں کو دھونا ہے فقیر ہمیشہ آپ کو حسب توفیق دال ساگ کھانے کو اور چٹائی سونے کو دیتا ہے تاکہ سنت مصطفیٰ و صحابہ کو پورا کر کے درس مساوات محمدی سکھائے یہ درس صرف رب کے خلیفہ اور درویش با خدا کے در پر ملتا ہے کسی دنیاوی بادشاہ صدر وزیر کے دربار میں نہیں مل سکتا فقیر ہمیشہ یہ چاہتا ہے کہ میرے بچے خواہ کرنل ہوں صوبیدار یا سپاہی ہوں یا خان صاحب و مزدور ہوں سب ایک ہی دسترخوان پر بیٹھ کر کھائیں اور ایک ہی چٹائی پر سوئیں تاکہ امراء کے جسم بھی چٹائیوں اور سادہ کھانوں سے آشنا ہوں۔

اے عزیزو! سارا سال عمدہ کھانے کھاتے اور عمدہ بستر پر سوتے رہتے ہو اس لئے مرشد کے در پر عمدہ کھانے اور عمدہ بستر کی خواہش ہرگز نہ کیا کرو اگر خواہش دل میں پیدا ہو تو سمجھ لو کہ ابھی تم پر تمہارے نفس کا غلبہ ہے میرے مرشد برحق غوث صمدانی محبوب سبحانی نائب و مظہر ذات مصطفیٰ کے در پر ایک بڑھیا اپنا بچہ پرورش کے لئے چھوڑ گئی عرصہ دراز کے بعد بیٹے سے ملنے کے لئے آئی دیکھا کہ بیٹا تو دال کھا رہا ہے اور غوث پاک مرغ کا سالن تناول فرما رہے ہیں بڑی غمگین ہوئی اور عرض کیا کہ میرا بیٹا تو دال کھا رہا ہے اور آپ مرغ اس پر آپ نے اپنے مرغ کی ہڈیاں جمع کر کے قم باذن اللہ کہہ کر ان پر ہاتھ پھیرا تو مرغ زندہ ہو گیا آپ نے بڑھیا سے فرمایا کہ جب تیرا بیٹا بھی اپنے نفس کو مار کے مرغ زندہ کرنے کے قابل ہو جائے گا تو اسے بھی مرغ کھانے کو دوں گا درویش با خدا کا کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا نیند و بیداری بلکہ تمام حرکات و سکنات قرب و رضائے خدا و مصطفیٰ کے لئے ہوتی ہیں بندے کی تمام ظاہری و باطنی

حرکات و سکناات کا خدا اور رسول کی منشاء کے مطابق ہونا ہی عبادت کہلاتا ہے۔ فقیر ایک دفعہ اپنے مرشد کامل قطب عالم محدث علی پوری کی خدمت میں حاضر تھا میری عدم موجودگی میں چند پیر بھائیوں نے عرض کیا کہ حضور شاہ صاحب کے ہاں اولاد زینہ نہیں ہے ان کے لئے دعا فرمائیں آپ نے مجھے بلوا کر فرمایا کہ آپ کے پیر بھائیوں نے یہ درخواست کی ہے آپ کا کیا خیال ہے میں نے عرض کی کہ حضور میرا سینہ آپ پر روز روشن کی طرح عیاں ہے میں نے تو آپ کو ایک ایسا گھڑی ساز سمجھ کر آپ کا دامن پکڑا ہے جو کہ دلوں کی گھڑیاں درست کر کے خالق حقیقی سے ملا دیتا ہے آپ نے سن کر ارشاد فرمایا اے عزیزو! آداب طریقت اور مرشد کے در پر حاضری کے آداب شاہ صاحب سے سیکھو پھر اٹھ کر مجھے سینے سے لگایا سینہ کو اسرار الہی سے منور فرمایا اور فرمایا بڑی مدت سے ایک گاہک کی ضرورت تھی مولا کا شکر ہے کہ آج وہ مل گیا ہے فقیر مرشد پاک کے دربار میں کبھی چار پائی پر نہیں سویا اور ہمیشہ لنگر کے بچے کھچے ٹکڑے یا دہی کے ساتھ آدھی روٹی کھالیا کرتا تھا لنگر کا کھانا جتنا باسی ہوگا اتنا ہی بہتر ہوگا کیونکہ انوار الہیہ سے معمور ہو کر باعث شفا ہوگا مرشد کامل ایک ایسی دکان ہے کہ جہاں علم و معرفت کی دولت ملتی ہے اس لئے ادب و عشق حق کے ساتھ حاضر ہو کر کچھ حاصل کر لیا کرو یقیناً منزل مقصود تک پہنچو گے فقیر کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھا کرو وہ پیر پیر نہیں جو مرید صادق کو قبر میں یاد نہ کرے اور مرید مرید نہیں جو اپنے پیر کو دعا میں یاد نہ رکھے ادب و عشق حق سے محروم مرید دولت معرفت سے محروم رہتا ہے اس کی مثال اس خریدار کی سی ہے کہ وہ بغیر رقم کے کسی دکان پر جا کر کچھ خریدنا چاہے تو وہ یقیناً محروم لوٹے گا اور اس کا پھر یہ کہنا کہ دوکان میں کچھ نہیں کوئی معنی نہیں رکھتا۔

(۱۷) اکل حلال اور کھانے کے آداب: ایک روز بعد از نماز ظہر بیعت کرنے کے بعد کلو امن طیبات و عمولا الصالحات کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا عزیزو! آج ہم نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ ادا کرتے ہیں لیکن ان کا مثبت اثر نہیں ہوتا کیونکہ ہم حرام سے نہیں بچتے خالق کائنات نے فرمایا ہے کہ پاک چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ لہذا اعمال سالہ کی قبولیت اکل حلال پر ہے درستی اعتقاد کے ساتھ شریعت اور طریقت کے یہ بنیادی اصول ہیں۔ (۱) اکل حلال (۲) صدق مقال (۳) قلت منام (۴) قلت طعام۔ آج کل اکثر لوگ محض ست کرنے پر کھانے کے لئے بیٹھ جاتے ہیں اگر کوئی مخلص دوست یا رشتہ دار مجبور کرے اور نہ کھانے پر خفا ہو تو تھوڑا سا کھا لو ورنہ عام حالات میں ایسا کھانا کھانا قطعاً حرام ہے ہزار بار بھی کوئی اصرار کرے تو نہ کھاؤ کیوں کہ وہ دل سے نہیں کہہ رہا اس کے جواب میں بس اتنا کافی ہے کہ کہہ دو کہ شکر یہ اللہ پاک آپ کو جزا دے میں فارغ ہوں فارغ یہاں ایک خاص معنی میں استعمال ہوگا اگر آپ کھانا کھا چکے ہیں تو مطلب یہ کہ میں کھانا کھانے سے فارغ ہوں بصورت دیگر اس کی توجیہ یہ ہے کہ میرے لئے یہ طیب و حلال نہیں اس لئے میں ایسے کھانے سے بھی فارغ ہوں اس کے علاوہ محض ست پر کھانے والا پانچ قسم کے ظلمات میں مبتلا ہوتا ہے۔

(۱) پہلا ظلم یہ ہے کہ اس نے ایسا کھانا کھایا جو اس کے لئے طیب حلال اور مشروع نہیں۔

(۲) اس نے ان کے انتظام میں بے جا مداخلت کی۔

(۳) اپنے طعام کے انتظام کو برباد کیا۔

(۴) وہ حاضرین کی نظروں میں ذلیل ہوا جو شرعاً جائز نہیں۔

(۵) اس نے قوم کو برا نمونہ دیا۔

اس ادب شرعی سے علمی و عملی محرومی نے کافی فساد مچا رکھا ہے کسی باغ یا کھیت میں سے گزرتے ہوئے مالک کی اجازت کے بغیر کوئی پھل وغیرہ نہ کھاؤ کہ یہ چوری کے حکم میں ہے مشکوک کھانا بھی ہرگز نہ کھانا، شرابی، سود خور، بد عقیدہ اور جوئے باز وغیرہ کے گھر کا کھانا بھی ہرگز نہ کھاؤ بلکہ پانی بھی نہ پیو یہ پیٹ ایک ایسا برتن ہے جو کبھی نہیں بھرتا یہ ربڑ کی مانند ہے اس کو جتنا کھینچو گے اتنا ہی پھیلتا چلا جائے گا حلوہ کھانا سنت ہے تو پیٹ پر پتھر باندھنا بھی تو سنت ہے کبھی کبھی اس کو بھی پورا کر لیا کرو ہمیشہ بسم اللہ پڑھ کر پاک حلال لیکن تھوڑا کھاؤ اور وقت پر کھاؤ ہر وقت چرتے نہ رہو انشاء اللہ صحت مند رہو گے اور اعمال صالحہ کی توفیق ہوگی کھانا کھانے کے بعد یہ دعا پڑھا کرو الحمد لله الذی اطعمنا و سقانا و جعلنا من المسلمین O مالک یوم الدین ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ اے اللہ تیری ہر نعمت پر شکر۔ اپنے ہر گناہ سے توبہ۔

مکتوبات حکیم ملت محدث ہزاروی

مکتوبات مکتوب کی جمع ہے مکتوب خط کو کہا جاتا ہے تو اگر کوئی برگزیدہ شخصیت اپنے معتقدین یا مریدین کو خط لکھے تو ان کے خدام اور مریدین وہ جمع کر کے چھاپتے ہیں بزرگان دین میں سے اکثر ایسے ہیں جن کے مکتوبات ہمارے لئے علم و ہدایت کا نمونہ ہیں اور ایک مشعل راہ کی حیثیت بھی رکھتے ہیں مثلاً حضور انور معلم و مقصود کائنات ﷺ کے مکتوبات نبوی ﷺ ہمارے سامنے احادیث نبویہ میں موجود ہیں اور بعض مؤلفین نے معلم کائنات کے مکتوبات اکٹھے کئے ہیں مثلاً ایک کتاب مکتوبات نبوی میرے پاس موجود ہے اس طرح بزرگان دین اور سلسلہ عالیہ قادریہ کے راہ نما اور پیشوا حضرت غوث صمدانی شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے مکتوبات بھی خواص کے سامنے موجود ہیں۔ حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی بھی موجود ہیں سلسلہ نقش بندہ میں مکتوبات مجدد الف ثانی بھی مطبوعہ لوگوں کے پاس تین جلدوں میں موجود ہیں۔ مکتوبات شیخ عبدالکریم المعروف بہ میاں کریم داد بھی موجود ہے اس روش کو تازہ رکھتے ہوئے حکیم و مفتی و فقیہ ملت اسلامیہ پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے معتقدین و مریدین کو خطوط لکھے ہیں ان تمام کا تو کسی کو پتہ نہیں البتہ چند مکتوبات جو دستیاب ہوئے ہیں وہ آپ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں بزرگان دین کے

مکتوبات علمی روحانی اور معرفت سے لبریز ہوتے ہیں فقیر کو جو خطوط آپ نے بھیجے تھے وہ تمام اگر مل جائیں تو وہ بھی شامل کتاب کئے جائیں گے۔ اب بطور تبرک ایک مکتوب بنام فقیر راقم الحروف کو جو بھیجا تھا وہ قارئین کے افادہ کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا اور امید واثق ہے کہ معتقدین اور مریدین کے لئے یہ باعث فرح و انبساط ہوگا اب وہ مکتوب مندرجہ ذیل ہے۔

مکتوب بنام میاں ظاہر شاہ قادری راقم الحروف

خط پر جو پتہ درج کیا تھا وہ یہ تھا: مولانا میاں ظاہر شاہ قادری مدین سوات

۷۸۶

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ

عزیز القدر مولانا ظاہر شاہ میاں قادری سلمکم اللہ تعالیٰ

بدعوات سعادت دارین آن کہ امروز نمیقہ شمار سیدہ کہ می انیم۔ بے سیار خوب است ضرور بیاید اما علی الفور صفائی خود از پولیس گرفتہ دستی ہمراہ خود بیارید تا یک جا پیدا شدہ است دستی بیارید کافی باشد ۵۶ بلوچ بار دیگر قائم می شود ایس خبر امان اللہ صاحب آوردہ است درینوقت در خانقاہ موجود است باقی احوال درین جا گفتہ شود۔ اگر دیگر علماء ہمراہ شماییا سید خوب است امروز یک اشتہار برائے تنظیم اہل سنت از پنڈی رسیدہ قاری

صاحب طبع کنانیدہ فرستاد نام شما ہم دران ثبت است۔ دیگر اگر فتاویٰ حضرت چمکنی مطبوع بدست افتد باید آورد و آن کتاب کہ ملا کنڈا یجنسی در احوال اولیاء اللہ طبع کردہ است از شما شنیدم یا از کسے دیگر اگر بدست آید آورد قلمی خرید کردی بیارید فقط والسلام

دعا گو محبوب آباد

از خانقاہ محبوب آباد

ترجمہ مکتوب مندرجہ بالا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

عزیز القدر مولانا ظاہر شاہ میاں قادری سلم کم اللہ تعالیٰ

سعادت دارین کی دعاؤں سے یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ آج آپ کا خط موصول ہوا بہت اچھی بات ہے کہ آپ ضرور آئیں بلکہ فوراً اپنے پولیس والے صفائی کے کاغذات بھی اپنے ہمراہ لے آؤ اس لئے کہ ایک جگہ پیدا ہوا ہے دستی لے آؤ ۵۶ بلوچ رجمنٹ دوبارہ قائم ہوئی ہے اور یہ خبر امان اللہ صاحب لائے ہیں اور اب خانقاہ شریف میں موجود ہے باقی حالات یہاں بیان کئے جائیں گے اور اگر دوسرے علماء بھی تمہارے ساتھ آ جائیں تو بہت بہتر ہوگا اب ایک اشتہار تنظیم اہل سنت کے پنڈی سے پہنچ چکا ہے قاری صاحب نے چھاپ کر بھیج دیا ہے آپ کا نام بھی اس میں درج کیا ہے۔ دیگر اگر فتاویٰ میاں محمد عمر چمکنی مطبوعہ تمہارے ہاتھ آ جائے تو ضروری ہے کہ لے آؤ اور وہ کتاب ملا کنڈا یجنسی میں احوال اولیاء اللہ میں درج کی ہے آپ سے سنا تھا یا کسی اور سے اگر ہاتھ آ جائے خواہ قلمی ہو خرید کر اپنے ساتھ لے آؤ۔ فقط والسلام

دعا گو محبوب آبادی از خانقاہ

اس مکتوبت میں تاریخ کا کچھ پتہ نہیں چلتا فقیر ۱۹۷۴ء و ۱۹۷۵ء میں ۵۶ بلوچ رجمنٹ میں خطیب تھا اور یہ مکتوب اس وقت کا معلوم ہوتا ہے۔

منظوم مکتوب بنام غلام رسول

قادری فیصل آباد

حمد بے حد ہے خدائے پاک کو
جن میں شامل آل اصحاب رسول
اے رفیق راہ غلام رسول
جسم کی دوری تو کچھ دوری نہیں
ادب و عشق حق ہی دین ایمان ہے
ادب و عشق حق ہی دین ایمان ہے
ادب و عشق حقیقی زندگی
ہو کر کمر بستہ سفر درپیش ہے
بہر مومن یہ نہیں جائے مقام
عیش دنیا کے لئے تو غم نہ کھا

اور درود حق شاہ لولاک کو
حضرت حق میں عقیدت ہو قبول
ظاہری دوری سے مت ہونا ملول
قرب روحانی کو کچھ مجبوری نہیں
آدمیت کی یہی تو جان ہے
آدمیت کی یہی تو جان ہے
ورنہ ہے پھر زندگی شرمندگی
جو مسافر ہے وہی درویش ہے
یہ جہان ہے اک گزرگاہ والسلام
جار ہے ہیں رات دن شاہ و گدا

باتھ پاؤں مار کر روزی کما ہے یہ حکمت کا اشارہ جان لے سنی کر انجام حق پر چھوڑ دے مرد کامل رہبر حق ساتھ رکھ یاد رکھ دائم خدا و مصطفیٰ آج باطل کا تو اک سیلاب ہے فقر کی صورت میں شیطان کے مرید اے مسافر خویش و بیگانہ سمجھ کھرے کھوٹے کی کسوٹی یاد رکھ ادب اور عشق خدا و مصطفیٰ سب سے اول یہ نشان معلوم کر ادب و عشق حق سے ہے جو بے نصیب ہے یہ دعا گو کی نصیحت یاد رکھ بد عقیدہ کے نہ آنا جال میں یہ مکتوب اس وقت کا ہے جب کہ فیصل آباد کا نام لائل پور تھا پھر لائل پور سے فیصل آباد بنا۔ یہ تیسرا مکتوب فیروز دین قادری سورج گلی ہری پور کی طرف سے ہے یہ مکتوب بھی منظوم ہے۔

ہیں دلیل اس پر تیرے دست و پا منزل مقصود کو پہچان لے دل لگا مولا سے غفلت چھوڑ دے دامن مرشد پہ دائم ہاتھ رکھ حق دکھاتا ہے تو شیشہ پیر کا مرد کامل ہے مگر کامیاب ہے ہیں یزید اور شکل گویا بایزید دل نہ دے دنیا کو ویرانہ سمجھ بات بتلاتا ہوں موٹی یاد رکھ ہو نہ جس میں خلیفہ دیو کا دیکھنا پھر گرد اس کے گھوم کر گو فرشتہ ہو نہ اس کے قریب یاد حق سے دل زبان کو شاد رکھ ماضی مستقبل ہے محمود حال میں

مکتوب بنام فیروز دین قادری

سورج گلی ہری پور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

بعد دعا سلام مبارک سن فیروز پیارے
 حق دا تابع رہیں ہمیشہ اس تیرے کم سارے
 ملیا خط محبت بھریا کھلے حال حوالے
 میں کی تے کی میری طاقت قدرت قدرت والے دی
 صدقہ حضرت غوث الاعظم ہوندے کم آسانی
 وچ اطاعت حکم شرع دے ختم ہووے زندگانی
 سید علی انور صاحب نے دعوت نال بلایا
 عرس آنہا ندا عاجز یاروں مالک آپ سجایا
 رسمی وعظ تے مقرر باہر آج شماروں
 اے پراد باں عشقاں والے ملن قسمت پاروں
 علم عمل دی خوبی ناہیں ہرگز پاس اساڈے
 رب دیاں پیار یاندی پر نسبت شالا نال اساڈے
 کی عاجز مسکین نمانا حیثیت لاشے ناکارہ
 صدقہ حضرت غوث الاعظم کرم ہو یا سچیارا

ادب عشق دیاں قیمتی گلاں رحمت نال سنایاں
 خاطر پاک رسول اللہ دے سمجھیاں تے سمجھایاں
 ادب تے عشق رسول اللہ دا دین ایمان مدامی
 ادباں عشقاں والے مومن دوائے جہان گرامی
 بے ادبان دا سنگ حمایت رشتہ نری ضلالت
 ہر علاقہ بے ادباں دا جانو نری بطالت
 عالم صالح او ہو جیہڑے ادباں عشقاں والے
 ادب عشق دے ویری ہوسن کل کافر تے منہ کالے
 پہلا سبق ایہہ قادریاندا یاد مدامی
 دو جاسبق اصلاح عمل دی کی خاصے کیا عامی
 کسوٹی قرآن تے آل نبی دی ایہہ ثقلین گرامی
 نائب اتے خلیفے حق دے امت وچہ مدامی
 زر عمل سنیاں مومن پیر صراف پچھانی
 کسوٹی ثقلین یقینی گل دینی ایمانی
 کسوٹی دی پھر کھوں خالص زر خالص کہلادے
 صالح عمل ثقلین کسوٹیوں خالص پایا جاوے
 سبق اول ایمان دو جا تقویٰ حق پچھانی
 تیجا معیت سچیاں سندی جوں فرمان ربانی

(یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصادقین ۱۱/۳ سورۃ توبہ)

ہر عمل اپنے نون پیارے میزان شرع دے تو لیں
 موافق حقدے سکون تے حرکت چپ کریں یا بولیں
 واملوا صالحا حکم الہی جوں کروچہ قرآنی
 صالح عمل کرو فرمایا سچے حکم ربانی
 اول ایمان درست کرو فیر ٹھیک کرو اعمالاں
 ایہہ دو سبق پکا کے تیجا صحت ذہن خیالاں

یہ ایک منظوم مکتوب ہے اس میں حضرت حکیم و فقیہ و مفتی ملت اسلامیہ نے آج کل کے
 دور کے فسادات اور عقائد کی پائمالی کی طرف اشارہ فرما کر ایک نصیحت آموز مکتوب
 تحریر فرمایا ہے اس میں بد عقیدہ لوگوں کی نشانیاں بھی واضح فرمائی ہیں کہ ایسے لوگوں کی
 صحبت سے بچو۔

مکتوب بنام نذیر حسین شاہ منیر ثریا سید نقوی

حکیم و فقیہ و مفتی ملت اسلامیہ پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی گونذیر
 حسین شاہ منیر اور ثریا سید نقوی نے ایک مکتوب ارسال خدمت کیا تھا حضرت صاحب
 نے اس کا جواب مواعظانہ عارفانہ و عالمانہ انداز میں عام فہم منظوم کلام میں لکھ کر ۲۸
 اکتوبر ۱۹۹۲ء میں ان کی طرف امریکہ بھیجا۔ وہ مکتوب قارئین کرام کے لئے پیش
 خدمت ہے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نذیر حسین منیر، ثریا نقوی سید پیارے
 برکت نال نے صحیح پیارے سلامت رہون سارے
 نال دعا سلام اسلامی واضح سنیاں تائیں
 رکھے صحیح سلامت تے خوش حبنا اللہ سائیں
 پڑھ کر بسم اللہ لکھاں شالا جواب عزیزاں تائیں
 زیر علاج پنڈی میں رہیا طاقت قوت ناہیں
 ہووے قبول اخلاص سا ڈا وچ درگاہ ربانی
 خیری نال سلامت شالا تکو خوشی آسانی
 رب نبی دا ادب محبت پاؤن بختاں والے
 حق دی یاد نہ پاؤن گمراہ دل جہاں دے کالے
 حکم شرع سنگ پیر اپنے نوں رکھن یاد پیارے
 اس توں غافل رہندے بدراہ جو بختاں دے مارے
 دید پیارے ولی دا وانگن حج اکبر کہلاوے
 کی معلم کد تک حیاتی ساہ آوے نہ آوے
 دین ادب تعظیم نبی دی جو اللہ فرماوے
 سورۃ فتح دی نویں آیت وچ قرآن دے آوے
 مقصد طاعت بندگی دا خود آپ اللہ فرماوے

لعلک ترضیٰ سورۃ طہ وچ قرآن دے آوے
 وچ سورۃ احزاب مبارک آیت چھونجہ آئی
 درود و سلام نبی سرور تے آیا حکم الہی
 ایہو درود خدائی ملکی وچ نماز دے آیا
 لازم رہیا وچ عبادت دائم شک نہ اس وچ آیا
 ادبوں ذکر خدائی نبی دا وچ زمین آسماناں
 ایو ورد فرشتیاں داتے مومن جن انساناں
 پچھلی رات تہجد پڑنا حق دی یاد کچوے
 مرشد برحق نال محبت بال اندر دے دیوے
 کی معلم کد تیک حیاتی کرلو کم چنگیزے
 صدیوں گزری عمر بندے دی ات دل فیرنے پھیرے
 ملک بملکوں بندے آ آ سبق پڑہن ایمانی
 دن راتی تبلیغ خلافت پاندے لوگ ربانی
 سب تو اعلیٰ کم خلافت رب جیویں فرمایا
 سب تو بدتر کم بغاوت منع قرآنے آیا
 لازم قائم کرن خلافت ہر ہر ملک اسلامی
 لازم نالے ترک بغاوت جس توں ہر ناکامی

جوں اللہ اعلان چاکیتا وچ قرآن مجیدے
 غافل اس توں گمراہ سارے بندے بد عقیدے
 نیکی تقویٰ نال تعاون دیا رب تعالیٰ
 کرن بدی دے سنگ تعاون دل جینا دا کالا
 کل دی خیر خلافت جانو کل دی بدی بغاوت
 سعادت وچ خلافت جانو بغاوت وچ سقاوت
 فیر او دور صدیق حیدر دا عرب عجم وچہ آوے
 اوہو برکت فیر ہدایت امت نوں ہتھ آوے

اس مکتوب میں خط کا جواب قرآن و سنت کی روشنی میں دیا اور حضور انور ﷺ کی
 اطاعت اور فرمان برداری کی ترغیب دی اور حضور انور ﷺ کی تعظیم و ادب کے متعلق
 ارشاد فرمایا اور سورۃ فتح کی آیت کا حوالہ دیا پھر تہجد پڑھنے کی بھی ترغیب دے
 دی۔ حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے حاجی منظور
 حسین جنگلیاں آزاد کشمیر کو ایک مکتوب تحریر فرمایا اس مکتوب میں آپ نے حاجی منظور
 حسین صاحب کو عشق و ادب کی ترغیب دلائی اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے متعلق نصیحت
 فرمائی اور یہ بھی بتایا کہ آج کل دین کے نام پر بستر اٹھا کر مسجدوں اور گلیوں میں
 پھرنے والوں سے اپنے آپ کو بچاؤ اللہ کے پیارے اللہ والوں کے ساتھ تعلق قائم
 رکھو وہ مکتوب درج ذیل ہے اور یہ مکتوب بھی منظوم ہے۔

مکتوب بنام حاجی منظور حسین جنگلیاں آزاد کشمیر

السلام علیکم پیارے نالے نیک دعائیں
 صحیح سلامت رکھے تینوں رکھن والا سائیں
 ددم یاد خدا نبی دی درود وظیفہ ہووے
 قلب زبان تے چشم ہمیشہ یاد سخن وچہ رووے
 گھر مومن دا جنت پیارے جانی دنیا فانی
 ادب تے عشقوں اڈ اڈ ہونا مومن خلد مکانی
 قرب رضاؤں ددم پیارے رکھنا قدم اگاواں
 سگھڑ سیانے بنھ لک ٹردے سوندے مول نہ راہاں
 نال ویلے مرد رنگیلے عارف مرد ربانی
 نفس شیطانوں پنج کے کردے ولیاندی دربانی
 سچیاں سنگ ہمیشہ رہنا حق فرمان الہی
 حق دے ادب تے عشقا نوالے سچے وچہ خدائی
 دائم محمد نبی دیاں کرناں قلب دماغ سواہون

الفت نور نبی دی مومن توشہ نیک بناون
 قافلے دیو شیطانوں چھٹے ملک بملکاں پہتے
 شکل بیانوں مارن دھاڑے تک سن بھلے بہتے
 شکل انسانی وچ شیطانی بے ادبے بے نورے
 سنگ باطل دے حق دے ویری نکلن پورے پورے
 اتوں اکھیارے تے دل انھے گمراہ نور ازلی
 ولے حق توں علموں شکلوں بن دے ولی
 رب بچاوے انہا کولوں ادب عشق دے ویری
 ادب عشق دے موڑن والے جیوں ڈاؤن پچھ پیری
 ولی اللہ دے ادبوں عشقوں حق تبلیغاں والے
 پھیلیاں دین بنہا دیں پاروں اوہو اللہ والے
 سچے لوگ خدائی اوہو نال انہاندے رہنا
 ادب عشق حق رکھن والے دائم فکروں ٹھاہنا
 ددم منگ دعا عزیزا سنگ پاکاں داہووے
 دوے جہانی ناپاکاں دی صورت نظر نہ پووے

مکتوب بنام گل محمد و عبدالرحمان و محمد اشرف

سلمکم اللہ تعالیٰ

فقیر بارگاہ کبریاء متوسل بذیل شفیع الوری و محبوبان خدا و مصطفیٰ عز و جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ و اصحابہ نجوم الہدیٰ و سلم
ابو مسعود سید محمود کاظمی قادری اپنے نفس اور آپ جملہ حضرات کے حق سلامتی دین و ایمان و استقامت کا داعی بخیر ہے۔

حسب ہدایت و تعلیم پیران سلسلہ اصلاح اعتقاد و اعمال و خیال پر ہدایت و نجات کے لئے اتباع شریعت و طریقت تقویٰ نماز پنج گانہ حلقہ ذکر اور ادو وظائف تہجد و نماز تسبیح، ذکر و فکر حق سے تزکیہ نفس، مراقبہ محاسبہ، حسن اخلاق صفائی معاملات علم و توفیق ہدایت شیخ کے مطابق تبلیغ حق معیت صادقین جہاد ظاہر و باطن کی تیاری حمایت حق رد باطل ادب و عشق کے حق کے خلاف لوگوں سے اجتناب میں بلا تامل، مسلسل کوشاں رہنے کی تلقین تاکید و دعا سے غافل نہیں آپ بھی دعائے خیر سے نہ بھولیں اور خانقاہ دارالعلوم کے ان مقاصد حسنہ میں کامیابی سلامتی ترقی کے لئے کوشاں اور داعی رہیں۔
صراط مستقیم پر پروردگار وحدہ لا شریک کی رحمتیں برکتیں ہمیشہ آپ کا ساتھ دیتی رہیں۔
آمین۔

دعائے سعادت و برکت کے ساتھ دین حق اسلام کی صحیح تبلیغ اور اشاعت کی اشد ضرورت ہے جس سے آج تک غفلت برتی گئی ہے وقت کی اشد ضرورت محسوس کر کے موثر کام ہر فرد ملت و سلسلہ کا فرض ہے علماء و مشائخ کی خواب غفلت نے اس

حال کو پہنچایا ہے کہ ملت کے افراد کو ملت کے خیر خواہ بد خواہ خویش و بے گانہ کا فیصلہ کن علم نہیں۔ ملت کے باغبانوں اور باغیوں کو ایک جیسا تصور کیا جاتا ہے افراد ملت کو اس غفلت سے ہوشیار کرنا ہی وقت کی اہم ضرورت اور باطل کا توڑ جہاد ہے گلے اور طعن سے بچ کر صحیح موثر کام میں دو قدم اللہ کے بھروسہ پر اٹھانا ملی فرض اور جہاد حق میں اقدام ہے پہلا قدم ملت کے باغبان آل و اصحاب سے ملت کے باغیوں سے خبردار کرنے کی خاطر ایک اہم معلوماتی کتابچہ شائع کرنا اور قوم مسلم کے ہر طبقہ میں اسے سنجیدگی سے پہنچانا ہے۔

دوسرا قدم قصیدہ باغ و بہار کو خورشید احمد کی آواز میں قوم تک پہنچانے میں قربانی دینے میں افراد ملت کو ہمراہ لینا ہے دوسرے قدم کے لئے بنیادی قربانی میں شیخ محمد علی عرف پرویز انجینئر ریلوے کراچی نے تقریباً لاکھ روپے کے ایثار سے کتاب باغ و بہار تین کیسٹوں میں شالیمار کمپنی سے ریکارڈ کرا لی ہے یہ مثالی قربانی شیخ محمد علی انجینئر کی اس مقصد میں فتح فال ہے اور ہر فرزند روحانی و رفیق روحانی کے لئے جیتی جاگتی مثال ہے۔ قوم کی سرد مہری سے بد دل ہونا مردوں کا کام نہیں ہے بلکہ شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرزند مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن گیروں کا کام تو مردوں میں خداداد ہمت سے جان ڈال کر ان سے کام لینا ہے اور یہ کام ہو کر رہنا ہے یوں ہی قوم کی اکثریت میں باغبانوں اور باغیوں کے فرق نہ پائے جانے سے بد دل ہونا بھی ہمارا کام نہیں۔ یقیناً اللہ اپنے سچے دین اسلام کی تجدید خدمت میں جس سے جب چاہے کام لے لیتا ہے اور کام جس سے لیا جاتا ہے کبھی خود بھی اس کو بھی پتہ نہیں ہوتا اور ملت کے احیاء اور تجدید کا کام کرتا ہے اور دوسری طرف پہلا باغی ابلیس بھی اپنے کارندوں سے ان کی

رگوں میں دورہ کر کے اپنا جانشین بنا کر اپنا کام لیتا ہے اور ان لوگوں کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ ہم شیطان لعین کے فرزندوں کا کام کر رہے ہیں۔

دونوں راستوں پر دونوں کی ریلیں رواں دواں ہیں اور اپنے اپنے اسٹیشن پر پہنچانے کے لئے سواریاں لے جا رہی ہیں اور دونوں قسم کی ریلوں کو سواریاں اسٹیشنوں پر سے مل رہی ہیں ہم بھی اپنی ریل کے انجن کے ڈرائیور ہیں دوسروں سے اثر لینے اور بدل نہ ہو کر اپنی منزل پر سواریوں کو پہنچا کر رہنا ہمارا کام ہے اور اس سے

کچھ مطلب نہیں کیا عشق حق کا انجام ہے
حکم پر چلتے رہنا ہی ہمارا کام ہے

حضرت امام مہدی علیہ السلام کا مبارک خلافت راشدہ کا دور آ رہا ہے جب حضور معلم کائنات ﷺ نے فرمایا ہے سب باطل شیطانی ملوکیت کے باطل سلسلے اپنی موت آپ مر جائیں گے کائنات میں خلافت محمد ﷺ کا مبارک دور دورہ ہوگا ہم اس مقدس دور کی راہ ہموار کر رہے ہیں اور بلند حوصلہ سے اپنا کام کر کے رہیں گے اور کرتے چلے جائیں گے سست کیشوں کو چست بنا کر دل دے کر ہمراہ لے کر کام کریں گے اللہ کے کام کبھی رک نہیں سکتے لوگ بدل ہوں یا دلیر اللہ کا کام ہو کر رہتا ہے اور ہو کر رہے گا۔
کتابچہ کا مضمون مکمل ہو کر فیصل آباد پہنچ چکا ہے محمد رفیق بلند ہمت پیر بھائی

نے بغیر کسی سے مشورہ کئے کتابت کروانا شروع کر دیا ہے یہ کتابچہ باغبانوں اور باغیوں کا گویا ایک بنیادی تعارف ہے نہایت خوش خط بہترین کاغذ پر بھاری تعداد میں چھپ کر لائبریریوں، کالجوں میں، مدارس میں گلیوں پر مفت پہنچانا ضروری ہے ان لوگوں تک پہنچانا ہمارا کام ہے پھاڑنا یا پڑھنا اور اثر لینا ان کی قسمت اور ان کا کام ہے

اتے غور سے پڑھ کر نقل کر لو مخلص پیر بھائیوں کو سناؤ اور خانقاہ سے آ کر کیٹیں لے جاؤ مزید ریکارڈ کروا کر سنجیدہ نظام مفید جگہوں پر لوگوں کو سناؤ اور ساتھی بناؤ نہ گھبراؤ نہ مایوسی پھیلاؤ۔

اٹھ باندھ کر کیوں ڈرتا ہے پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے
 جب ہمت کی جولانی ہے تو پھر پتھر بھی پانی ہے
 پھر دور خلافت آتا ہے باطل خود مٹا جاتا ہے
 یاں حق باطل کا کھاتا ہے رہ اس میں جو تیرا کھاتا ہے
 کتابچہ اور کیٹوں میں حصہ لینے کی تحریک کی بسم اللہ کرو اللہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد
 پر قائم رہ کر کام پر استقامت کی دعا کرتے رہو۔ سب کو مضمون واحد ہے۔

والسلام

محبوب آبادی

مکتوب بنام صوبیدار فضل داد جہلم

اور چودھری اصغر علی

یہ مکتوب حکیم ملت محدث ہزاروی نے جنوری ۱۹۷۱ء مدینہ نبوی سے جناب

صوبیدار فضل داد صاحب اور جناب چودھری اصغر علی صاحب کو لکھا

من صلی فی مسجدی ار بعین صلاة لاتفوة صلاة کتبت له براءة من

النار و براءة من العذاب و براءة من النفاق صدق رسول الله ﷺ من
مكة المنورة في يوم سوموار سنة ۱۳۹۰ هـ الموافق ۱ جنوری سنتہ

۱۹۷۱ء

السلام عليكم و رحمة الله و بركاته بعد عن تعالیٰ و صلت المدينة
المنورة يوم الثلاثاء الموافق ۱۷.۱.۷۱. بخیر و عافیت ذالک و
بفضل الله تعالیٰ و بركاته و دعاء لكم الصالح و انی لقلتم لكم الدعاء
فی روضة الرسول الاعظم ﷺ و فی جميع الاماكن المقدسة بان
یلغکم المقصود و يجعلکم من القادمین الی زیارة مسجد الرسول
صلوات الله علیه و سلامة فی الاعوام الاقادمة انه سميع مجیب
الدعوات مع ابلغ تحياتی الی کل من حضرت .

آپ سب کو مبارک ہو، ہم حضور سیدنا غوث الاعظم کی توجہ و کرم سے بغداد شریف سترہ
روزہ کر پانچ فروری کو احرام باندھ کر دربار غوث پاک سے ہوائی سفر کر کے کویت
تہران ریاض ظہر عصر مغرب کی نمازیں ہوائی اڈہ پر ادا کر کے ذکر اور تبلیغ سے فضا
گوں جاتے ۳۱ ہزار فٹ کی بلندی میں ذکر و نعت میں پرواز کر کے ۶ فروری جدہ اورے
مکہ مکرمہ پہنچ کر عمرہ کر کے ۹-۲-۷۱ مدینہ طیبہ کے لئے روانہ ہوئے۔

سوموار کے روز سارے راہ ذکر تلبیہ دعا مناجات اور شوق مدینہ میں جاگتے رہے جو
ریکارڈ کیا گیا نجیب علی مدینہ طیبہ ہم سب سے پہلے چلے گئے تھے دو جمعے وہاں پڑھے
پھر ۲۵ فروری روانہ ہو کر فراق کی قیامت میں مکہ المکرمہ ابواء شریف وارد ہوئے رات
ہماری کارنے والی دو جہان کی والدہ پاک کے مزار کے طواف کئے اور صبح زیارت

نصیب ہوئی سب کے لئے نفل پڑھے دعا کی پھر پانچ جنوری اور جمعہ حج اکبر ہوا ہر جگہ
سب کو دعائیں دیں ذکر و فکر کی تاکید پیر بھائیوں کو سلام و دعا۔

محبوب آبادی

خبر نامہ خلافت جنوری ۱۹۹۰ء

مکتوب بجواب محمد شریف

یہ مکتوب پنجابی زبان میں منظوم لکھا گیا ہے برادر محمد شریف نے کچھ گزارشات کی
تھیں حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے منظوم پنجابی مکتوب تحریر فرما کر ان کو
ارسال کیا اس میں دین کے متعلق نصیحت آموز عرفانی باتیں تحریر ہیں۔

اللہ اللہ کر جواب لکھاں چاخط شریفوں آیا
لکھدا خط محبت بھریا نویں آپ نے آیا
ادب عشق وچ زندہ رہویں خیری نال پیارے
یاد کرے رب اسنوں جیہڑا رب نون نت پکارے
رب نبی دا ادب محبت بختاں والے پاندے
نیک نصیب انہاندے جیہڑے ایہو کردے جاندے
ذکروں فکروں پیر اپنے نون رکھو یاد عزیزو
اوڑک ہونا دنیا فانی نے برباد عزیزو
میلا ولی اللہ دا و انگن حج اکبر کہلاوے

عارف دا دیدار رب سچے دا ساہ آوے نہ آوے
 دم دا کی بھروسا لوگو دم غنیمت جانو
 دم دم یاد خدا جو کردے ولی انہاں نوں جانو
 دین سچا ادب نبی دا عشق ایمان پچھانوں
 ادب عشق وچ محکم جیہڑے ولی اللہ دے جانو
 تعزروہ و توقروہ وچ سورہ فتح جو آیا
 فرض ادب تعظیم نبی دی اللہ نے فرمایا
 مقصد طاعت بندگی خود اللہ آپ فرمایا
 لعلک رضیٰ سورہ طہ وچ قرآنے آیا
 وچ سورہ احزاب مبارک آیت چھونجہ آئی
 درود و سلام نبی سرور تے ہو یا حکم الہی
 ایہو ورد خدائی آیا نالے کل خلقائی
 فرض عبادت اندر نالے شک رہیانہ کائی
 ادب تے ذکر خدا نبی دا وچ زمین آسماناں
 ایہو ورد فرشتیاں اتے مومن جن انساناں
 سرگی اٹھ شریف پیارے حق دی یاد کچوے
 مرشد نال محبت اندر بال اندر دے دیوے
 کے جاناں کد تیک حیاتی کرے کم چنگیرے
 صدیوں گزری عمر بندے دی غیر نہ مول پھیرے

ملک بملکوں بندے رب دے ذکر کریندے آئے
 ولیاں نال تعلق رکھ کے جنت ول سدھائے
 سب تھیں کم خلافت اعلیٰ جیویں رب فرمادے
 سب تھیں کم ہے برا بغاوت رب نوں جونہ بھاوے
 لازم قائم کرن خلافت ہر ہر ملک اسلامی
 لازم نالے ترک بغاوت جس تھیں ہر نکامی
 جوں اعلان خدائی ہو یا وچ قرآن مجیدے
 غافل اس تھیں گمراہ سارے نالے بد عقیدے
 نیکی تقویٰ نال تعاون فرض کیتا رب سچے
 منع بدی دا سنگ تعاون کرن دلال دے کچے
 کل دی خیر خلافت اندر کل دی بدی بغاوت
 سعادت وچ خلافت آئی بغاوت وچ شقاوت
 کرو دعا مومن سارے دیوے رب خلافت
 خیر قرون ملے مُر شالا اوہو فیر سعادت
 اوہو دور صدیق علی دا عرب عجم فر پاوے
 اوہو برکت خیر ہدایت امت شالا پاوے

(خبرنامہ خلافت صفحہ ۲۸ اپریل ۲۰۰۰ء)

مکتوب بنام ڈاکٹر محمد سلیم قادری

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عزیز روحانی دینی و ایمانی محمد سلیم قادری سلمھم اللہ القادر المتعال محبت سے

مملو مکتوب ہمدست ہو کر دعاء و محبت میں زیادۃ کا باعث بنا آپ کے اور جملہ احباب
حلقہ ذکر میں شامل ہونے والوں کو دعوات محبت و ترقی درجات اور دو جہان کی سعادت
کی دعائیں سب کے لئے ہیں اپنا قرب و رضاعطا فرمائے۔ آمین۔

اس شرف و فتنہ والے دور میں اللہ رسول کا ذکر کرنا جہاد ہے جن حضرات کو اللہ توفیق دے
عرس پر تشریف لائیں تاکہ حضرت پیر بغدادی صاحب اور دیگر علماء و مشائخ کی
زیارت سے مشرف ہوں اور آپ کے لئے ان کے حق میں دعا کرائی جائے بلکہ زیادہ
دوست احباب کے ساتھ آئیں تاکہ سب کو برکت اور علم و عرفان نصیب ہو۔ اپنی
ملک سے جو عرس کی تبلیغی پاک برکات میں حصہ لیا اللہ تعالیٰ اس کا ہزاروں درجہ بڑھ کر
اجردے یہ اجتماع خالص ملی تبلیغ و ذکر کا ہے دنیاوی سیاسی اغراض و آلائش سے پاک
ہے سب کو دعا و سلام۔

فقط و سلام

آپ کا دعا گو فقیر محبوب آبادی

مکتوب بنام ویرخان

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ بعد سلام و دعاء مسنون عزیز و ویرخان سلمہ الرحمان اللہ
تبارک تعالیٰ ہم سب کو اپنے پسندیدہ دین اسلام پر مستحکم رکھے اور درست اعتقاد و عمل
مقبول پر خاتمہ نصیب ہو آمین اور خدا کی سچی تعظیم و محبت والوں میں ہمارا حشر ہو تم
آمین۔

فقیر بہت عدیم الفرصت رہتا ہے اور خطوط کا جواب خود ہی اکثر دیا جاتا ہے لہذا ڈاک
کی زیادتی سے اکثر دیر ہو جاتی ہے تمہارے دریافت کردہ امور کا مختصر جواب لکھا جاتا
ہے خالی الذہن ہو کر غور سے ان کے سمجھنے کی کوشش کرو۔

سوال: تم نے دریافت کیا کہ حضور ﷺ خدا کے نور سے ہیں یا مثل فرشتوں کے
ہیں کیا عقیدہ رکھنا چاہئے؟

جواب: حضور سر ایا نور ﷺ کے نور کو اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک نے تمام چیزوں سے
اول مخلوق فرمایا اپنے نور سے اور کتاب و سنت سے آپ پر اطلاق نور کا
ثابت ہے سورۃ نور ۵/۱۸ میں ہے مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح تفسیر ابن
جریر جلد ۱۸ صفحہ ۹۵ مرقوم ہے ابن عباس کعب اخبار کے پاس آئے تو ان
سے اس آیت میں نور کی بابت سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا فقال کعب
مثل نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کمشکوٰۃ کعب اخبار نے جواب دیا کہ مثل
نور نور محمدی کا بیان ہے تفسیر خازن ۶۳/۵ میں ہے مثل نورہ ہو نور محمد وہ نور
محمدی ہے معالم التنزیل ۶۳/۵ میں ہے سعید بن جبیر اور ضحاک نے اس کی

تفسیر میں فرمایا ہو محمد ﷺ وہ حضور نبی پاک محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اور امام بخاری و مسلم کے استاد حافظ الحدیث احد الاعلام امام عبدالرزاق ابوبکر بن الہمام اپنی مصنف شریف میں حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں قال قلت يا رسول الله با بي انت و امي اخبرني عن اول شئ خلقه الله تعالى قبل الاشياء قال يا جابر ان الله تعالى قد خلق قبل الاشياء نور نبيك من نوره حضرت جابر فرماتے ہیں میں نے عرض کیا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھے بتا دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ عزوجل نے کیا چیز بنائی فرمایا اے جابر بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ فجعل ذالك النور يدور بالقدرة حيث شاء الله تعالى و لم يكن في ذالك الوقت لوح ولا قلم ولا جنة او نار ولا ملك ولا سماء ولا ارض ولا شمس والا قمر ولا حنبى و لا انسى فلما اراد الله ان يخلق الخلق قسم ذالك النور اربعة اجزاء فخلق من جزء الاول العلم و من الثانى اللوح و من الثالث العرش ثم قسم الاجزاء الرابع اربعة اجزاء فخلق من الاول حملة العرش و من الثانى الكرسي و من الثالث باقى الملائكة ثم قسم الرابع اربعة اجزاء فخلق من الاول السماوات و من الثانى الارضين و من الثالث الجنة والنار ثم قسم الرابع اجزاء الحديث بطوله. وہ نور قدرت سے دورہ فرماتا

رہا جہاں خدا تعالیٰ نے چاہا اس وقت لوح و جنت دوزخ فرشتے آسمان
 زمین سورج چاند جن انسان کچھ نہ تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا
 چاہا اس نے نور کے چار حصے فرمائے پہلے سے قلم دوسرے سے لوح
 تیسرے سے عرش بنایا پھر چوتھے کے چار حصے کئے پہلے سے فرشتے حامل
 عرش دوسرے کرسی تیسرے سے باقی ملائکہ پیدا کئے پھر چوتھے کے چار
 حصے کئے پہلے سے آسمان دوسرے سے زمین تیسرے سے بہشت و دوزخ
 بنائے پھر چوتھے کے چار حصے فرمائے۔ (الی آخر الحدیث) امام بیہقی نے
 بھی ایسی ہی روایت پیش کی ہے۔ الخ

مکتوب بنام ملک ممتاز خان

نامہ عشق و ادب صادر ازاں
 مخلصی فی اللہ ملک ممتاز خان
 سر نوشت نامہ اش یک شعر بود
 یعنی بر پیشانی چو مہر بود
 دست قدرت سر نوشت مانوشت
 کار خوباں خوب می باشد نہ زشت
 گرچہ غرق بحر عصیانیم ما
 روز و شب لا تقنطوا خوانیم ما

جنتش برده سبق بر قبر او
 نا امیدی نیست اندر شهر او
 شهر یاد ماست رحمان و رحیم
 ناامید از رحمتش باشد رحیم
 خالق ماہم خداوند کریم
 ہم شفیع ما حبیب او کریم
 میر ما ہم پیر ما غوث الوری
 قدم گاهش شد رقاب اولیاء
 ہرچہ گفتہ از خدا مامور گفت
 مظهر قدرت شدہ مقدور گفت
 فیض یاب از بارگاہ مصطفی
 آن کہ نطق پاک او وحی خدا
 زیر فیض قدم او شد پیر ما
 بر زبان نادر بجز حکم خدا
 سر قدرت دان بیان و گفتش
 آنچه دادش حق بگفت او باز پس
 منکر قدرت بود سر تاب ازو
 گشت قلب و ذہن ما شاداب ازو
 نعت حق را تحت کردو گفت

در معنی حقیقت راست سنت
 در تحدت زیر پائے مصطفیٰ
 گفت زیر پا رقاب اولیاء
 کار ما تسلیم وہم تصدیق و یقین
 کار منکر ریب و شک بحث اندرین
 کار منکر انحراف انکار او
 کار مومن اتحاف اسرار او
 قادریت گیر و ایدل شاد باش
 و از رجم و مکر او آزاد باش
 چوں پسر برگردن پشیدیان
 چوں پدر بر گردن پشینان
 از مقام و زعطا قربان او
 شد مقام اولیاء دامان او
 ہرچہ گفتہ پیر ما محمود گو
 در صف محمود بان محمود شو

ترجمہ: اشعار مکتوب: اس خط سے عشق و ادب صادر ہوا جو اللہ کے لئے میرا مخلص
 ملک ممتاز ہے خط کے سرنامہ پر ایک شعر لکھا ہوا تھا وہ ایسا ہے جس طرح پیشانی پر مہر لگا
 ہو۔ قدرت کے تمہ نے لکھا جو ہم نے لکھا تھا اور خوبان کا کام بہتر ہوتا ہے نہ کہ برا۔

اگرچہ ہم گناہوں میں غرقاب ہیں لیکن دن رات اللہ تعالیٰ سے امید والی آیت پڑھتے ہیں اس کی رحمت نے قہر پر غلبہ حاصل کیا ہے اور اس کے شہر میں ناامیدی نہیں ہوتی ہمارا خالق کرم کا خالق ہے اور ہمارے شفاعت کرنے والے بھی شفیع ہیں اور ہمارا پیر غوث الوریٰ ہے اور آپ کا قدم اولیاء کی گردنوں پر ہے جو کچھ فرمایا اللہ تعالیٰ کی طرف سے باطنی حکم ملا ہے اور آپ اللہ کی قدرت کا مظہر ہیں اور مقدور فرمایا اور آپ حضور انور ﷺ کی طرف سے فیض یاب ہیں اور حضور انور ﷺ کا گفت اللہ تعالیٰ کا گفت ہے جو کہ وحی الہی ہے اور ہمارے پیر آپ کے قدم سے فیض یاب ہوئے اور آپ کی زبان پر بغیر اللہ تعالیٰ کے کوئی حکم نہیں ہے قدرت کے راز کو جاننا تو بیان فرمایا جو دیا گیا تھا حق فرمایا اور قدرت کا منکر اس سے منہ موڑے گا اور ہمارا دل و دماغ اس سے شاداب ہوا اور حق کی تعریف کو تحدث بالنعمت کے طور پر فرمایا تو حقیقت میں یہ معنی صحیح ہے تحدث یہ ہے کہ آپ کا گردن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاؤں کے نیچے تھا اور آپ نے فرمایا کہ آپ کا قدم اولیاء کے گردنوں پر ہے ہمارا کام اس کو تسلیم کرنا اور اس کی تصدیق کرنا اور اس پر یقین کرنا ہے اور منکر کا کام اس میں شک اور بحث کرنا ہے منکر کا کام تو انحراف اور انکار کرنا ہے اور مومن کا کام اس کے اسرار کو ماننا ہے۔

قادری بنو اے دل خوش رہو اور شیطان کے مکر سے آزاد رہو اور یہ اس طرح ہے جس طرح باپ کے کندھوں پر اپنا بیٹا بٹھا دیا ہو تو اس طرح اگر اکابرین کے گردنوں پر بھی ہو جائے اس کے مقام اور عطاء پر قربان ہو اور اولیاء کا مقام کا یہ حال ہوتا ہے تو ان کا دامن پکڑنا چاہئے جو ہمارے مرشد نے فرمایا تو اے محمود کہو جس طرح محمود وہ محمود بھی تبعاً شامل ہو جائے جس کو معیت کہا جاتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مکتوب بنام کرنل عتیق صاحب

جناب کرنل عتیق صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پیرخانہ پر خیریت ہے اور آپ کی خیریت خداوند کریم سے نیک مطلوب ہے۔ آپ کے مطالب پر قرآن کریم دستور حق مجمع البحرین اور ندائے حق بھیج رہے ہیں میری صحت کمزور ہے علاج جاری ہے ہم ہمہ وقت آپ کے لئے دعا گو ہیں اور سب سے اچھی اور مقبول کتاب جو شیخ شہاب الدین کی تصنیف ہے اس کا ترجمہ ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے میں نے کیا ہے چھپ کر آ گیا ہے۔ وہ ابھی ارسال خدمت کر رہا ہوں اور آپ کو قصیدہ بردہ شریف کی بھی اجازت ہے وہ پڑھا کریں اللہ آپ کو ہر شر اور ہر برے وقت سے بچائے۔ آمین۔

والسلام

خواجہ محبوب آبادی خانقاہ محبوب آباد

حویلیاں ہزارہ

اولاد امجاد مبارک

آپ نے دو شادیاں کیں پہلی اور دوسری بیوی سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو گیارہ صاحبزادیاں اور آٹھ صاحبزادے عطاء کیے ہیں۔ صاحبزادیوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔ سیدہ ذکیہ نفیسہ سیدہ نجم النساء سیدہ عزیز النساء سیدہ زیب النساء سیدہ حمیدہ سیدہ حلیمہ اور سیدہ حاجن عابدہ سیدہ زاہرہ سیدہ گلشن سیدہ رقیہ سیدہ سلیمہ ہیں۔ اور صاحبزادوں کے اسماء مندرجہ ذیل ہیں۔ سید عبدالنور وف سید محمد قاسم سید مسعود جماعت علی محبوب سید محمد بسم اللہ ان کا بچپن ہی میں وصال ہو گیا ہے۔ سید محی الدین محبوب سید عبدالقادر محبوب سید عبدالماجد محبوب سید محمد ربیع محبوب ہیں ان میں سے سید محمد ربیع محبوب کی ولادت ۱۷ جنوری ۱۹۸۱ء کو ہوئی۔ اور وفات ۹ مئی ۱۹۸۱ء کو ہوئی آپ کا مزار مبارک روضہ مبارک میں ہے۔ اب فی الحال آپ کے پانچ صاحبزادے ہیں۔ چوتھے صاحبزادہ صاحب کا نام سید عبدالواجد محبوب مدظلہ العالی اور پانچویں صاحبزادے کا اسم گرامی صاحبزادہ سید عبدالباسط محبوب مدظلہ العالی ہے۔

حضرت العلامة صاحبزادہ پیر سید محی الدین

محبوب مدظلہ العالی

حضرت العلامة صاحبزادہ محی الدین محبوب مدظلہ العالی کی ولادت باسعادت چھ جماد الثانی ۱۳۰۹ھ بمطابق ۲۶ جون ۱۹۷۲ء بروز پنج شنبہ بوقت عصر ہوئی اور آپ کا نام سیدی و مرشدی سید محی الدین رکھا جب آپ کی ولادت کا وقت سال ہوا تو حضرت سیدی پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ جن کا اسم گرامی جناب بخش مصطفیٰ علی قدس سرہ العزیز تھا آپ نے حکیم ملت کو خوش خبری سنائی اور پیغام بھیجا کہ آپ کے ایک مہمان آنے والا ہے اور فرمایا کہ آپ اس سال حج بھی کریں گے اور آپ کا صاحبزادہ بھی آپ کے ہمراہ ہوگا۔ لیکن میں اس دنیا سے رخصت ہو چکا ہوں گا۔ جب آپ کی ولادت ہوئی اور حضرت حکیم ملت نے آپ کو خط لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا کیا ہے۔ اور ہم نے اس کا نام سید محی الدین محبوب رکھا ہے حضرت بخش مصطفیٰ علی رحمۃ اللہ علیہ نے واپس عریضہ بھیجا اور اس میں لکھا کہ آپ کے بچے کا نام رکھنے کا اشارہ فرمایا گیا ہے۔ کیا آپ مجھ سے امتحان لینا چاہتے ہیں۔ جب حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ مائی جی صاحبہ اور اپنے صاحبزادہ سید محی الدین کے ہمراہ حج پر تشریف لے گئے۔ اور جب مدینہ پاک میں حاضری کا شرف حاصل کیا تو اس وقت حضرت بخش مصطفیٰ علی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو چکے تھے اور آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا تھا۔ حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں

فاتحہ پڑھی۔ حضرت علامہ پیر محی الدین محبوب مدظلہ العالی نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے پڑھی۔ پھر آپ نے عربی ڈپلومہ اور عربی میں آنرز کیا۔ اور جامعہ اسلامیہ اسلام آباد سے بھی استفادہ کیا۔ اس طرح جامعہ منہاج القرآن سے استفادہ فرمایا۔ اور مفتی محمد امین سے جامعہ حنیفہ قادریہ محبوب آباد میں درس نظامی کا سبق پڑھا اور اپنے والد ماجد سے فارسی اور اصول حدیث صرف و نحو اور علم تصوف کی کتب بھی پڑھیں۔ حضرت علامہ پیر سید محی الدین محبوب کو حکیم ملت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے ہر چار سلاسل میں خلافت سے نوازا۔ حضرت سید روف احمد متولی دربار حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ جب محبوب آباد تشریف لائے تو آپ کو سلسلہ عالیہ چشتیہ میں خلافت سے نوازا۔ حضرت علامہ پیر سید محی الدین محبوب مدظلہ العالی نے دربار شرفی کے انتظامی امور اس طرح سنبھالی کہ مریدین اور معتقدین ششدرہ گئے آپ کے حسن اخلاق اور مہمان نوازی اور حکیم ملت محدث ہزاروی کی طرح درس و تدریس میں ان کے مظہر اتم ثابت ہوئی۔ درس تصوف و درس خلافت میں شب روز آپ کی محنت جاری و ساری ہے۔ اس سلسلہ میں یورپ اور عرب ممالک کا دورہ بھی فرماتے ہیں۔ اور وہاں نظام خلافت کی آواز مخلوق خدا تک پہنچا کر اپنا فرضی منصبی ادا فرما رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں لیبیا بھی تشریف لے گئے اور آپ نے پیغام حق سے وہاں کے لوگوں کو روشناس فرمایا آپ نے عرب ممالک اور یورپ کے دورے بھی کئے ہیں۔ اور وہاں معرفت کے دریا بہائے آپ نے اس کم عمری میں تالیفات کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ آپ کی مندرجہ ذیل کتب شائع ہو چکی ہیں۔ تعارف التجوید۔ محی التجوید لطالب التجوید، تعلیم و

تحسین بندگی اور عرفان دین حق اور عمدة الوظائف و کنز الخیرات کتب تالیف کی ہیں۔ آپ کا ترجمہ جامع الصغیر حصہ اول اور مصباح الدین، ناغیۃ الحق و تشریح النکاح اور زہرہ البیان الی ترغیب القرآن اور تحسین الاصوات تجوید القرآن اور ذاد یوم التلاق طباعت کے مراحل میں ہیں۔ اور آپ کے جبین مبارک سے سعادت کے انوار برستے ہیں اور وہ دن دور نہیں کہ آپ سے اپنے والد ماجد کے مشن کو چار چاند لگانے۔ آپ کے چھ صاحبزادے ہیں۔

(۱) صاحبزادہ سید زین العابدین محمود کی ولادت کہ فروری ۱۹۹۳ء کو ہوئی۔
 (۲) دوسرے صاحبزادے کا نام صاحبزادہ سید بدر الدین محمود ہے جس کی ولادت ۱۹ نومبر ۱۹۹۴ء ہے (۳) اور تیسرے صاحبزادے کا نام سید حسام الدین محمود ہے جن کی ولادت اکتوبر ۱۹۹۶ء ہے اور (۴) چوتھے صاحبزادے کا نام سید نجم الدین محمود ہے جن کی ولادت یکم ستمبر ۱۹۹۸ء ہے اور پانچویں صاحبزادہ کا نام سید حسن فاح محمود ہے اس کی ولادت ۷ مارچ ۲۰۰۰ء ہے۔

تصنیف و تالیف کے ساتھ ساتھ میدان فصاحت و بلاغت و خطابت میں بھی آپ اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ تصوف کے اسرار و رموز سے بھی آپ بخوبی آگاہ ہیں۔ جمعۃ المبارک اور عرسہائے مبارک میں آپ کے خطابات ان حقائق پر شاہد ہیں۔ محترم برادر طریقت فرزند علی فیصل آبادی صاحب کو یہ سعادت حاصل ہے کہ وہ آپ کے تمام خطبات عرفانی کو ٹیپ کر کے احاطہ تحریر ہی لا کر خبر نامہ خلافت میں شائع کرتے ہیں۔ چنانچہ بطور نمونہ ایک عرس مبارک کی روئیداد قارئین کرام کے استفادہ کیلئے قلمبند کی جاتی ہے۔

حضرت صاحبزادہ سید محمد عبدالقادر

محبوب مدظلہ العالی

حضرت صاحبزادہ سید محمد عبدالقادر حکیم ملت پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی رحمۃ اللہ کے دوسرے صاحبزادے ہیں آپ کی ولادت باسعادت ۱۹۷۸ء ہے۔ آپ وراثتاً سادات گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور حضرت حکیم ملت محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے آثار آپ میں نمایاں طور پر افروز ہیں آپ نے بھی اپنے والد ماجد سے دینی تعلیم حاصل کی جب آپ نے میٹرک کا امتحان پاس کر لیا تو آپ جامعہ محمدیہ بھیرہ شریف ضلع سرگودھا میں تشریف لے گئے۔ اور وہاں آپ نے استفادہ فرمایا۔ اور پھر حضرت سید عبدالقادر کے مدرسہ سے بھی آپ نے استفادہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک خاص ملکہ سے نوازا ہے۔ آپ اپنے والد ماجد کے مشن خلافت میں سب سے آگے نظر آتے ہیں۔ آپ کے دل میں بھی حب رسول اور اہلبیت کو کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ آپ محبوب پبلک سکول کے نظامت کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ نے پشاور میں آ کر غوث پاک رضی اللہ عنہ کے تبرکات کا دیدار بھی کیا ہے۔ اور ایک دفعہ فقیر کے غریب خانہ پر بھی تشریف لائے تھے۔ اور اپنے قدم میمونت کا شرف بخشا تھا۔ آپ کی شادی ۲۰۰۲ء میں ہوئی۔

حضرت صاحبزادہ سید عبدالماجد

محبوب مدظلہ العالی



آپ حضرت صاحب کے موجودہ صاحبزادگان میں تیسرے صاحبزادے ہیں۔ آپ ۲۸ مارچ ۱۹۷۹ء کو اس گیتی میں تشریف لائے آپ نے بھی ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی اور تجوید و قرآن کی تعلیم اپنے برادر کلاں حضرت پیر سید محی الدین محبوب سے پڑھی۔ اور قاری خوشی محمد الازہری سے بھی استفادہ فرمایا۔ آپ نے ۱۹۹۲ء میں میٹرک پاس کیا۔ اور ۱۹۹۷ء میں آپ نے ادیب عربی بھی پاس کیا۔ ۱۹۹۲ء میں انسٹیٹیوٹ آف ماڈرن لنگویجز اسلام آباد سے عربی بول چال کا امتحان پاس کیا آپ نے ۱۹۹۴ء میں نعت خوانی میں کامیابی حاصل کی اور ۱۹۹۵ء میں میر خلیل الرحمان ٹرسٹ کے زیر اہتمام مقابلہ نعت خوانی میں اول انعام حاصل کیا اور ۱۹۹۵ء میں تلاوت کلام پاک اور نعت رسول مقبول ﷺ میں صدر پاکستان سے خصوصی شیلڈ حاصل کی۔

حضرت صاحبزادہ سید عبدالواجد

محبوب مدظلہ العالی

آپ چوتھے صاحبزادہ ہیں اور آپ ۱۲۷۷ھ پر اپریل ۱۹۸۲ء میں اس دارفانی میں جلوہ افروز ہوئے آپ نے بھی اپنے دینی تعلیم برادر محترم حضرت پیر سید محی الدین محبوب سے حاصل کی اور اپنے والد ماجد سے کتب احادیث پڑھی آپ محبوب پبلک ہائی سکول حویلیاں میں پڑھتے رہے اور ادارہ منہاج القرآن میں زیر تعلیم رہے آپ میں آثار سعادت نمایاں ہیں۔

حضرت صاحبزادہ سید عبدالباسط

محبوب مدظلہ العالی

آپ پانچویں صاحبزادہ ہیں آپ نے جون ۱۹۸۵ء میں پیدا ہوئے آپ نے بھی ابتدائی تعلیم محبوب پبلک سکول میں حاصل کی اور ۱۹۹۹ء میں ہزارہ انسٹیٹیوٹ آف لینگویج سے انگلش لینگویج کا امتحان پاس کیا اور پھر رائل سنڈیکیٹ ایبٹ آباد میں داخل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان نفوس سادات کو دین کی اشاعت کے لیے مخصوص فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام صاحبزادگان کو عمر خضر عطا فرمائیں۔

آج بمورخہ ۲۰۰۲:۹:۲۵ بروز بدھ بوقت ۵ بج کر دس منٹ پر یہ کتاب اختتام کو پہنچی اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب کے صدقہ اس کتاب کو مقبول عام بنادیں اور فقیر راقم الحروف کیلئے آخرت کے توشہ میں سے ایک توشہ بنائے۔ وصلى اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین ۵

میاں طاہر شاہ قادری محمودی

مدین سوات حال کارپوریشن

کالونی نمبر ۲ گلی نمبر ۲ دلہ زاہد روڈ پشاور شہر

۲۵:۹:۲۰۰۲



فہرست کتب

ہر لائبریری میں موجود ہونا ضروری ہے

۲۵/-	مزارات متدہ پر گنبد بنانا	(۳۱)	۲۰۰/-	فیضان علی	(۱)
۳۰/-	نظام خلافت	(۳۲)	۲۰۰/-	تذکرہ حکیم ملت	(۲)
۳۰/-	اعلیٰ حضرت صداقت کے آئینہ میں	(۳۳)	۱۵۰/-	اخون درویزہ بابا	(۳)
۳۰/-	باطل فرقوں کی پہچان	(۳۴)	۸۰/-	غوث کائنات	(۴)
۳۰/-	۳ فرقے	(۳۵)	۲۵/-	تحفۃ الاولیاء	(۵)
۲۰/-	عشق رسول	(۳۶)	۲۵/-	تذکرہ شیخ رحیم داد	(۶)
۱۵/-	المسئلۃ البیضاء	(۳۷)	۲۰/-	سیرت مصطفیٰ	(۷)
۲۵/-	انوار محمود	(۳۸)	۳۰/-	مکاند مسعود عثمانی	(۸)
۱۵/-	شرعی گیرہ پشتو	(۳۹)	۳۵/-	تبلیغی جماعت علماء کی نظر میں	(۹)
۲۵/-	الدرر السنیہ پشتو	(۴۰)	۲۰/-	گلدستہ تقلید	(۱۰)
۲۰/-	تجلیات غفوریہ	(۴۱)	۳۰/-	شرح خلاصہ کیدانیہ	(۱۱)
۳۰/-	ولایت و کرامت	(۴۲)	۲۰/-	دعاء بعد السنن والنوافل	(۱۲)
۱۰/-	مسنون دعائیں	(۴۳)	۲۵/-	سیرت غوث الاعظم	(۱۳)

۱۰/-	دعوت غور و فکر (۴۴)	۲۰/-	معراج مصطفیٰ (۱۴)
۳۰/-	اظہار حق پشتو (۴۵)	۲۰/-	دعاء نماز جنازہ (۱۵)
۱۵/-	منع الاشارات (۴۶)	۲۰/-	تعظیم مصطفیٰ (۱۶)
۱۲/-	القول المقبول (۴۷)	۲۰/-	داڑھی (۱۷)
۱۵/-	تذکرہ غوثیہ (۴۸)	۲۰/-	تبلیغی جماعت پر ایک نظر (۱۸)
۲۰۰/-	ریاض الصالحین (پشتو) (۴۹)	۲۰/-	تبلیغ قرآن و حدیث کی روشنی میں (۱۹)
۳۰/-	الحق لمبین (پشتو) (۵۰)	۲۰/-	ضیاء الصدور عربی (۲۰)
۲۵/-	نور انیت مصطفیٰ (۵۱)	۲۵/-	عصمت انبیاء (۲۱)
۲۰/-	منظہر تجلیات الہیہ (۵۲)	۳۰/-	روح کائنات (۲۲)
۳۰/-	ندائے یارسول اللہ (۵۳)	۲۵/-	شاهد کائنات (۲۳)
.....	حیات علیؑ (غیر مطبوعہ) (۵۴)	۱۰/-	حیات خضر (۲۴)
۳۵/-	حقیقت تو سل (۵۵)	۲۰/-	احسن البیان (۲۵)
.....	سیف الابرار (غیر مطبوعہ) (۵۶)	۲۰/-	اذان سے قبل درود و سلام (۲۶)
۲۵/-	الصواعق الربانیہ (۵۷)	۳۰/-	معجزات (۲۷)
۲۵/-	مقامات قادریہ (۵۸)	۲۵/-	نام اقدس پرانگوٹھے چومنا (۲۸)
۳۰/-	ارشاد المریدین (۵۹)	۳۰/-	سیف التقلید (۲۹)
۲۰/-	تجلیات سلاسل اربعہ (۶۰)	۳۰/-	الجہاد (۳۰)

مکتبہ غوثیہ مدین سوات

فہرست کتب

ہر لائبریری میں موجود ہونا ضروری ہے

۲۵/-	مزارات مقدسہ پر گنبد بنانا	(۳۱)	۲۰۰/-	فیضان علی	(۱)
۳۰/-	نظام خلافت	(۳۲)	۲۰۰/-	تذکرہ حکیم ملت	(۲)
۳۰/-	اعلیٰ حضرت صداقت کے آئینہ میں	(۳۳)	۱۵۰/-	اخون درویزہ بابا	(۳)
۳۰/-	باطل فرقوں کی پہچان	(۳۴)	۸۰/-	غوث کائنات	(۴)
۳۰/-	۷۳ فرقے	(۳۵)	۲۵/-	تحفۃ الاولیاء	(۵)
۲۰/-	عشق رسول	(۳۶)	۲۵/-	تذکرہ شیخ رحیم داد	(۶)
۱۵/-	المسئلۃ البیضاء	(۳۷)	۲۰/-	سیرت مصطفیٰ	(۷)
۲۵/-	انوار محمود	(۳۸)	۳۰/-	مکائد مسعود عثمانی	(۸)
۱۵/-	شرعی گیرہ پشتو	(۳۹)	۲۵/-	تبلیغی جماعت علماء کی نظر میں	(۹)
۲۵/-	الدرر السدیہ پشتو	(۴۰)	۲۰/-	گلدستہ تقلید	(۱۰)
۲۰/-	تجلیات غفوریہ	(۴۱)	۳۰/-	شرح خلاصہ کیدانیہ	(۱۱)
۳۰/-	ولایت و کرامت	(۴۲)	۲۰/-	دعاء بعد السنن والنوافل	(۱۲)
۱۰/-	مسنون دعائیں	(۴۳)	۲۵/-	سیرت غوث الاعظم	(۱۳)
۱۰/-	دعوت غور و فکر	(۴۴)	۲۰/-	معراج مصطفیٰ	(۱۴)
۳۰/-	اظہار حق پشتو	(۴۵)	۲۰/-	دعاء نماز جنازہ	(۱۵)
۱۵/-	منع الاشارات	(۴۶)	۲۰/-	تعظیم مصطفیٰ	(۱۶)
۱۲/-	القول المقبول	(۴۷)	۲۰/-	داڑھی	(۱۷)
۱۵/-	تذکرہ غوثیہ	(۴۸)	۲۰/-	تبلیغی جماعت پر ایک نظر	(۱۸)
۲۰۰/-	ریاض الصالحین (پشتو)	(۴۹)	۲۰/-	تبلیغ قرآن وحدیث کی روشنی میں	(۱۹)
۳۰/-	الحق المبین (پشتو)	(۵۰)	۲۰/-	فضیاء الصدور عربی	(۲۰)
۲۵/-	نور انیت مصطفیٰ	(۵۱)	۲۵/-	عصمت انبیاء	(۲۱)
۲۰/-	منظر تجلیات البیہ	(۵۲)	۳۰/-	روح کائنات	(۲۲)
۳۰/-	ندائے یارسول اللہ	(۵۳)	۲۵/-	شاهد کائنات	(۲۳)
.....	حیات علیؑ (غیر مطبوعہ)	(۵۴)	۱۰/-	حیات خضر	(۲۴)
۲۵/-	حقیقت توسل	(۵۵)	۲۰/-	احسن البیان	(۲۵)
.....	سیف الابرار (غیر مطبوعہ)	(۵۶)	۳۰/-	اذان سے قبل درود و سلام	(۲۶)
۲۵/-	الصواعق الربانیہ	(۵۷)	۳۰/-	معجزات	(۲۷)
۲۵/-	مقامات قادریہ	(۵۸)	۲۵/-	نام اقدس پر انگوٹھے چومنا	(۲۸)
۳۰/-	ارشاد المریدین	(۵۹)	۳۰/-	سیف تقلید	(۲۹)
۲۰/-	تجلیات سلاسل اربعہ	(۶۰)	۳۰/-	الجهاد	(۳۰)

مکتبہ غوثیہ مدین سوات قیمت:- 200/-

عثمان شیشتری مارٹ بیرون یکہ توت الوجید مارکیٹ پشاور فون: 0300-5985515

فہرست کتب

ہر لائبریری میں موجود ہونا ضروری ہے

۲۵/-	مزارات مقدسہ پر گنبد بنانا	(۳۱)	۲۰۰/-	فیضان علی	(۱)
۳۰/-	نظام خلافت	(۳۲)	۲۰۰/-	تذکرہ حکیم ملت	(۲)
۳۰/-	اعلیٰ حضرت صداقت کے آئینہ میں	(۳۳)	۱۵۰/-	اخون درویش بابا	(۳)
۳۰/-	باطل فرقوں کی پہچان	(۳۴)	۸۰/-	غوث کائنات	(۴)
۳۰/-	۷۳ فرقے	(۳۵)	۲۵/-	تحفۃ الاولیاء	(۵)
۲۰/-	عشق رسول	(۳۶)	۲۵/-	تذکرہ شیخ رحیم داد	(۶)
۱۵/-	المسئلۃ البیضاء	(۳۷)	۲۰/-	سیرت مصطفیٰ	(۷)
۲۵/-	انوار محمود	(۳۸)	۳۰/-	مکائد مسعود عثمانی	(۸)
۱۵/-	شرعی گیرہ پشتو	(۳۹)	۲۵/-	تبلیغی جماعت علماء کی نظر میں	(۹)
۲۵/-	الدرر السدیہ پشتو	(۴۰)	۲۰/-	گلدستہ تقلید	(۱۰)
۲۰/-	تجلیات غفوریہ	(۴۱)	۳۰/-	شرح خلاصہ کیدانیہ	(۱۱)
۳۰/-	ولایت و کرامت	(۴۲)	۲۰/-	دعاء بعد السنن والنوافل	(۱۲)
۱۰/-	مسنون دعائیں	(۴۳)	۲۵/-	سیرت غوث الاعظم	(۱۳)
۱۰/-	دعوت غور و فکر	(۴۴)	۲۰/-	معراج مصطفیٰ	(۱۴)
۳۰/-	اظہار حق پشتو	(۴۵)	۲۰/-	دعاء نماز جنازہ	(۱۵)
۱۵/-	منع الاشارات	(۴۶)	۲۰/-	تعظیم مصطفیٰ	(۱۶)
۱۲/-	القول المقبول	(۴۷)	۲۰/-	داڑھی	(۱۷)
۱۵/-	تذکرہ غوثیہ	(۴۸)	۲۰/-	تبلیغی جماعت پر ایک نظر	(۱۸)
۲۰۰/-	ریاض الصالحین (پشتو)	(۴۹)	۲۰/-	تبلیغ قرآن وحدیث کی روشنی میں	(۱۹)
۳۰/-	الحق المبین (پشتو)	(۵۰)	۲۰/-	فضیاء الصدور عربی	(۲۰)
۲۵/-	نور انیت مصطفیٰ	(۵۱)	۲۵/-	عصمت انبیاء	(۲۱)
۲۰/-	منظر تجلیات البیہ	(۵۲)	۳۰/-	روح کائنات	(۲۲)
۳۰/-	ندائے یارسول اللہ	(۵۳)	۲۵/-	شاهد کائنات	(۲۳)
.....	حیات علیؑ (غیر مطبوعہ)	(۵۴)	۱۰/-	حیات خضر	(۲۴)
۲۵/-	حقیقت توسل	(۵۵)	۲۰/-	احسن البیان	(۲۵)
.....	سیف الابرار (غیر مطبوعہ)	(۵۶)	۳۰/-	اذان سے قبل درود و سلام	(۲۶)
۲۵/-	الصواعق الربانیہ	(۵۷)	۳۰/-	معجزات	(۲۷)
۲۵/-	مقامات قادریہ	(۵۸)	۲۵/-	نام اقدس پر انگوٹھے چومنا	(۲۸)
۳۰/-	ارشاد المریدین	(۵۹)	۳۰/-	سیف تقلید	(۲۹)
۲۰/-	تجلیات سلاسل اربعہ	(۶۰)	۳۰/-	الجهاد	(۳۰)

مکتبہ غوثیہ مدین سوات قیمت :- 200/-

عثمان شیشتری مارٹ بیرون یکہ توت الوجید مارکیٹ پشاور فون: 0300-5985515